

ہر ایک کو دیکھتے ہیں ایک جنوں
 سواد دل سمجھتا ہیں دنیا کی کریں
 محسوس ہوا کہ جہنم میں آگیا
 ان کے ہوشیار ہستیم زندگی کو ہیں
 انقلاب وہ ہے یا دور انقلاب
 انہیں خوش آج جاں میں کی کریں
 کہ جس قدر میری نظریں اُٹھ گئی
 وہ دیکھتا ہیں محبت کی کو ہیں
 جہاں جات آٹھ کے تھکا نرم ناز سے
 محسوس کر رہا ہوں خود اپنی کی کریں
 دیتے ہیں وہ اور بھی قرابتی بن گئے
 کہ بات نہیں ہوتی شاعری کریں

عش کی رہنمائی کچھ میں نالایا ہو گئیں
 خود میری نظر میں حجاب روئے جانوں ہو گئیں
 قضا و قدر کا شمع میری کس کی محبت کا شمع و را
 سلیکھ دلا جانیں شلو شمع سوزاں ہو گئیں
 یہ ہے اُن کے دُورے ریش کے حضور کا کمال
 ہجر کی تاریک راتیں جلد سماں ہو گئیں
 اب کسی کے بار احساں سے دہاجاتا ہوں میں
 یوں تو میری شکلیں ہونے کو آساں ہو گئیں
 کیا محبت کا عروت کیا صداقت کیا وفا
 اب یہ سب باتیں تو زیب طاق نسیاں ہو گئیں
 وہ گئی تائبان قیامت میں ہماری آبرو
 رحمتیں جب پر دمہ و شش داغہ معیال ہو گئیں

نگہ پر ہمارے قدم آگئے ہیں
 ستارے ہیں لڑائی کو ہم آگئے ہیں
 نہ محرم نہ عیسٰی نہ تم خود کھنکھاتی
 کہاں یہ ہمارے قدم آگئے ہیں
 کبھی میری قسمت ہی آگئی رہی ہے
 کبھی رگبت جانان میں غم آگئے ہیں
 سنبھل ساقیا! رنگو محفل نہ چلے
 کہ فزش میں اپنے قدم آگئے ہیں
 اسیر! اپنی منزل پہ پہنچیں تو کیسے
 سیرماہ دید مسم آگئے ہیں

جلال و جمال

شفق بھوپال

شمس الدین شمس

شمس زندگانی سے گھبرا رہے ہیں
 حشر دل لگانے کا ہم پار رہے ہیں
 جانوں کے آنے سے ہوتا ہے ظاہر
 محنت شاید کہ وہ آ رہے ہیں
 گناہانے کیا ہے دستور ان کا
 گناہانے کے لیے کوئی پناہ ہے کیا
 کہ دیکھ کر شمس اُٹھ جہاں کا
 اپنے ہر سانس سے کھڑا ہے ہیں

شہابِ رعنا

اک آن میں چاہیں تو بدل جائیں نظارے
 دیکھے نہیں تیور ابی دُنیائے ہمارے
 جائیں گے نہ بے کار کبھی اٹھک ہمارے
 اک آگ لگا دیں گے یہ تو نے ہونے تلوارے
 جا کر کئی کہ نہ یہ صبر سے ہمارے
 پہچانے لگا دیں گے یہ فقیر اُتارے
 ہمت پہ شہاب آہلے کیا بحر جہاں میں
 مروجوں سے لپکتے ہوئے آتے ہیں کنارے

چنگ کے ساتھ شبنم بوڑھی ہے
 چمن میں جب کی کئی کئی ہے
 خود مندو! خود مندو! عقاب کا
 وہیں وقت درواچی ہے
 ہر دم سو جائیں تو سوئی ہے دنیا
 ہمارے ساتھ دنیا جاگتے ہے
 ہن کر انہیں سکتا ہے ہرگز
 ہر اک لمحہ ہرگز سے آخری ہے
 کبھی میں دوزخ دنیا میں کبھی
 یہ کب شبنم یاد آ جاتا ہے
 شفق میں ہوں نقیب زندگانی
 جات افزہ میری شاعری ہے



کیف جھانسی

تشنہ محبت

ایسا کیا یہ مبتدی کتنا عجیب و غریب ہے کہ جو بزرگ انسان کی دسترس سے باہر ہوتی ہے وہ اسے محسن کرنے کے لئے ہر ممکن سعی کرتا ہے۔ لیکن جو بزرگ اس کے قدموں میں نہیں آتا اسے وہ ٹھکراتا ہے۔ یہاں تک کہ سرگزشت بھی اسی دستہ دہیزہ کی منکس تھی وہ عارف نے محبت کرتی تھی۔ کسی حد تک اس کی محبت جہاد کا جھبہ بھی ماحصل کر چکی تھی۔ اس کے دل و دماغ عارف کے سینہ تصورات کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے کوئی اور ایسا نہ ہوتا جو عارف کا یہ اسے خالی جاتا ہو۔ اس کے باوجود وہ عارف کو حاصل نہ کر سکی۔ اگر وہ چاہتی تو اپنے ہم جہاد کو جو ان میں سے کسی ایسے کو اپنا گزیرہ بنا سکتی تھی جو عارف سے کہیں وجہہ تشکیک صاحب دولت نہ جانتا ہو مگر اسے اس کے نام نہ آتا۔ لیکن نہیں، جب اسے اس نوعیت کے فیضان اپنے اذیت ناک محاصرے میں لینا چاہتے تھے تو اپنے ہنریں کرنے لگتی تھی۔ اللہ گھر کر عارف کی تصویر کشی کر اپنے سینے سے نکال کر دیتی تھی۔ خدا جلنے عارف کے اندر اس نے کوئی ایسی خصوصیت پائی تھی کہ کسی وقت پر ہی وہ اس کی تسکین بخش یاد سے غافل رہنے پر آمادہ نہ تھی اس کے برعکس عارف چھوٹی آنکھیں ہی اس کی جانب نہ دیکھتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اسے اس سے نفرت تھی۔ نفرت کا سبب جسم کی خوبصورتی یا برصورتی کا قطعی عامل نہ تھا۔ بلکہ حقیقت تو یہ تھی کہ عارف ایک مغرب زدہ آدمی تھی۔ جو نیش جبر کی اللہ اور پرستار تھی۔۔۔ جب اسے اسے قطعی گریز تھا اس کا جام پر سولہ نگار کر کے منکس یا بخیر تھی یہ جملہ ذاتی تو ایسے نگاہ محبت باس زیب تن کے آتی تھی کہ جسم کا زینہ دم دماغ طور پر نمایاں ہوتا تھا اور نظر دل مقام گمراہ جلتے۔ وہی شدت تو کیا، مادہ کا مزور ہی اس کی مغربی زلفوں کے کچھ چھوٹے سایہ میں نہ ٹھہر کر کے اپنی محبت سے کہنے کا تمہی چھوٹا تھا۔

عارف کے منتظر ہونے کی یہ ایک خاص وجہ تھی۔ جس کا اظہار اس نے کبھی کبھی کر دیا تھا۔ البتہ کسی نہ اسے جہاد کی کچھ تھا کہ وہ ایسے تنگ جہت باس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ترک کر دے۔ یہاں تا اس بات کے سمجھنے سے قاصر رہی یا قطعاً اس نے ایسا نہیں کیا بہر کیف اس نے اپنے طرز معاشرت میں کوئی تبدیلی نہ کی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ عارف کی ہر ہی میں اور اس کا ہر جی تھا۔ شکر کہ کی چھگراں مشیوں کی خصل اختیار کر چکی تھیں۔

استحانات کے بعد یہ خود رشتی کی چھٹیاں ہر چکی تھیں۔ ایک دن عارف نے اپنی چند ہم جہادوں کے ہمراہ کچھ دیکھنے کی غرض سے گئی ہوئی تھی۔ رفتاً اس کی نظر عارف پر پڑی جی تو چاہا کہ جا کر پٹ جلنے بلکہ اس خیال نے اس کی ہمت کو پس پا کر یا کر مبادا کہیں ہم جہادوں کیوں اس کا منہ نہ ڈالیں۔ لہذا اندر سر کا پھانڈ کر کے وہ ان سے عارف کے ساتھ ہوا کہ عارف کے تعاقب میں گاؤں جو گئی۔

کچھ دیر چلنے کے بعد عارف ایک پادری کی تقریباً داخل ہو گیا اور پادری کے سر کو شہر میں سر کرنے وہیں کی آمدورفت کم تھی وہیں ایک شیخ پر مینٹا ہی جانتا تھا کہ اس نے سلسلہ نظام شریعت کرنے کی غرض سے باہر گھاڑا۔۔۔ تسبیح!۔۔۔

عارف نے چونک کر بچے فرار دیکھا تو یہ سنا کہ

بے صدا قہرام سرشار زخم کئے جو دہ پایا۔
 "اے ہو۔ تو آپ ہیں۔ آداب۔"
 عارف نے کچھ ایسے انسانوں کا کہہ کر عارف بے باک اور شہنشاہ دیدہ ہونے کے باوجود بھی شرم سے پانی پانی ہو گئی۔ عارف نے اسے خاموشی پا کر تشنہ مجاہد میں سہلائی کہ "کہتے ہیں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"
 "خدمت؟ میری۔ نہیں۔ نہیں۔"
 یہاں تا اسطرح کہیں گھر میں بس اتنی ہی کہہ کر۔
 "آخر آپ اس قدر گھبراہٹ کر رہے ہیں۔"
 "آپ سمجھنے کی سعی کیلئے نہیں کرتے۔"
 "نام جو پھر۔۔۔ عارف نے پھر ایک کھول دیا۔
 "نہیں۔ نہیں۔ آپ نام نہیں دے رہے۔"
 "تو پھر مجھ کو آگے آپ کو نام کچھ کہیں چھوٹا۔"
 "آپ نے جہاد میں کرنے کی کوشش ہی تو نہیں کی۔"
 "باہر آکر دیکھا ہوں۔ لیکن آپ نے کبھی اپنے منہ پر برا نہ نہیں دیا اللہ نہ ہی اپنے طرز معاشرت میں کوئی تبدیلی کی ہے۔"

آخر آپ کہنا چاہتے ہیں۔۔۔
 "اسی بات کا تو وہ نام ہے کہ جو میں کہتا ہوں۔
 اس کا اظہار کھلے الفاظ میں کرنا نہیں چاہتا اللہ اگر کروں گی تو آپ اس پر عمل نہ کر سکیں گی۔"
 "مکرمہ کہ تو دیکھئے۔"
 "اگر انحراف کیا تو۔۔۔"

ایک قیمتی وارثہ

کس طرح روک سکتیں



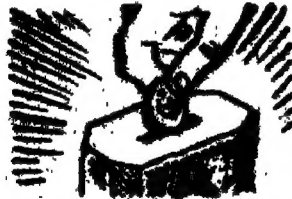
زیادہ مال تیار کیجئے
زیادہ کم کیجئے۔ یہ کام آج کے سست رہی کے طوائف کو چھوڑ ہے۔ سنا کا
میں پکا دیکھ لائیے۔ اوقات کے پابند رہئے۔ اضافی کوشش ہی ہے جس کی
بدولت پیداوار اور ہماری دفاعی طاقت بڑھتی ہے۔



پہچاندار بڑھاتی ہے
کچھ کمیتوں سے ہر روز کم لیں آگائیے۔ پیداوار کو معمول قیمتوں پر بیچے۔ سبھی
کو ہر ایک ہنسنے والے کوئی ضائع نہ کرے۔



کم خرچہ
صحت خروار کے وقت ہی خرید ہے۔ ففعل خرید سے بچئے۔ دعوتوں
اور تقریروں پر روپیہ صرف نہ کیجئے۔



زیادہ بچائیے
پر مشورہ نہ کیجئے۔ لہذا وہ بیوقوف نفسیوں کو اس کیوں بھی لگائیے۔
خوشنما اور عجب بجا تیر گئے ملک کی دفاعی طاقت اتنی ہی زیادہ بڑھے گی۔
بلکہ فتح ہوگی۔



قیمتوں کو بڑھنے سے روکئے
مستعار جوانوں کی طاقت بڑھائیے

جسٹ

سین

محبوب

صوت نہیں ہی نہیں بنا۔۔۔۔۔
 بلکہ وہ پردہ پسین پر دعا ہیں کرتے ہیں
 ایسی دعا۔ جس میں مادر وطن کے چرتوں میں
 عقیدت کے پھول بھینٹ کئے جلتے ہیں

Date: _____

محبوب

کی ہر قسم میں ایک پیغام ہوتا ہے
 میرے دیکھنے کی طرف نظر اٹھانے سے
 پہلے اسے سمجھو اسے جا فو!!
 "مناشیہ" میں انہوں نے ایک ہندوستانی ماں کی دل
 اور اس کی آتما کو آجا کر کیا تھا اور اب
 "سن آف انڈیا" میں
 وہ ان شاندار روایات کو پیش کرتے ہیں جنہوں نے
 اس سرزمین کے وقار اور عظمت کو مستند بنایا

محبوب پروڈکشنز کا مایہ ناز قومی شاہکار

سن آف انڈیا

یہ انکار اور سب سے نمایاں ہے۔۔۔۔۔ پرش بان بنی کر
 صداوت۔۔۔۔۔ محبوب۔۔۔۔۔ موسیقی۔۔۔۔۔ نوشاد
 ۲۱ دسمبر کو دہلی کے ممتاز سینماؤں کے ساتھ ساتھ
 ممبئی اور پنجاب بھر میں نمائش ہو رہی ہے
 قلم کار: محمد مجید ڈسٹری بیوٹر: ننگ پنی دہلی

اپنا راستہ لیا۔

”قصہ اسے انڈو کا کیا بنا۔“ سکوت فرمایا۔ اندھیرے میں آواز بھر گئی۔

”جی۔۔۔۔۔ انڈو!۔۔۔۔۔ انڈو!۔۔۔۔۔ انڈو!۔۔۔۔۔“
”.....“ وہ ہشربانی زمین کی طرح قہقہہ لگنے لگی تھی۔ گویا پکے ہوئے کوئی پھل ہے۔ اس باس کے اندھیوں میں اس کے عجیب و غریب قہقہے دیر تک دوکھراتے رہے۔ مجبورہ بھری ہوئی سانسوں کے درمیان کھنکھی۔

میرے ہونے والی تھی وہ بھی پوچھتا، میں انڈو کا کیا ہوا۔ اندھ لگی ہو چھتے ہو۔ انڈو کا کیا بنا اور اس پوچھنے کا مطلب شاید یہ ہی ہو گا کہ تھیں ملازمت کی باتیں، تم اس وقت کہاں رہی ہو یا نہیں؟ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ بعد ازاں نے ٹھٹھکی۔ میری بڑی ماں، دو بھائی، ملازم ایک بہن زندہ کیسے رہیں گے۔ آج کل میں ملازم نہ رہی، لیکن میں کہاں کی ضرورت ہوں۔ ویسے پہلے مجھے بھی انڈو کا انتظار رہا کرتا تھا، لیکن جب یہ انتظار میں بیٹھا پر پتلا کر گیا، پوچھا ہو گیا اور فلسفے کے ذریعے ہر میرے چین نے میرے ایک چھوٹے بھائی کو داری عدم کر دیا تو میری آنکھیں کھل گئیں، میرا شور و جاگ پڑا۔ بھوک جاگ پڑی اور اس کی مساکت لہریں پہلوؤں میں اٹھ آئی۔ پھر میں کہنے لگی، ”اب ہم خوشحال ہیں۔“ اس کے قدم تیزی کے ساتھ آگے بڑھ گئے اور وہ اندھیروں میں گم ہوتی جا رہی تھی۔

”کیسے؟“ وہ اس کے پیچھے بیکا۔ ایک لمحہ کے لئے وہ وہی اندھا اس کے چہرے پر چھٹا ہاتھ کے آٹھ دھارے بن گئے۔

”اب تھیں کس طرح کھانا دیں۔ پتہ اٹھانے اور حقیقت کا انظار دیکھ کر تم میرے منہ پر چھوک دو گے، چائے کا ڈبچہ اور دینا کباب سے ذلیل

لاؤ گا کہو گے۔ لیکن مجھے میں ہے۔ میری ہڈیاں ادا بھائی بیٹوں کو زندہ رہنا ہے۔ اس سلا کو دہائی کا مسئلہ دیکھ رہے۔ یہ رات کھانے کا لمحہ میرے جوتہ دیکھ رہے ہیں اس میں میں اپنا بیٹا دیتی، جلد وہ نیکہ جس میں کسی لڑکے کے پچھلے زمانہ جنرل کی دادیں ہیں مگر ہلکا لٹک چکی کھینے کی خواہش رکھتے ہیں۔ زندگی سے پیارا اور زندہ رہنے کی جلد جہد کا نام اگر حیات ہے تو میں اس خیال سے متفق نہیں ہوں۔ جس نے سہا سہا برکھنار لڑا لڑا کی طرح میری انگلی کی ملکیت بھرے جانے لگی۔ میرے خالوں کو کچا قیر ہو گئی، لیکن آج میرے اراٹوں کے پسینوں کو مسائیت کا آئینہ بھر دیا نے بھوکا کس طرح صبح زلیہ کے اڑنے کی نیند نہیں ہو گئے۔ یہ رات کھانے میرے جوتہ دیکھ رہے ہیں، ان اندھیروں میں مجھے بہت کچھ فائدہ ہے۔ میرے اس جوان اور سفید جسم کی بدولت، جس پر کبھی کسی ایک مرد کا حق رہنے والا تھا، لیکن آج میں یہ حق ان سب کو بانٹتی ہوں جو مجھے دوپہر میں دیتے ہیں، اچھے پانی صحت تیار ہونے کی کوئی فکر نہیں، میں کچھ میرے چاہتے، ان لڑکیوں کے لئے آواز میرے زیر سایہ پرندے پاریں جو گزیر کچھ بھال، پڑھان لکھائی اور مردان چڑھنے کی ذمہ داری بھج رہے۔ شاید تم پر بھی یہ ذمہ داریاں عاید ہوں گی۔ آخر تم کب تک وزارت کا انتظار کر گئے۔“ یہ انڈو نے۔ وہ اسی وقت اچھینچنے۔ یہ کالی لٹیر، ٹیٹھکٹھک قابلیت سب کچھ ایک دھوکہ سہلہ ہے۔ ہمدردی، تسلی اور امید کے جھوٹے تارے بکھیرتے ہیں دم بٹی اب ملازمت کا انتظار کرتا چھوڑ دو۔ ان اندھیروں میں جہاں بھوکا ہے، خود بخود ہے شربت بیجو۔ ایک ایک بوتل کی پکاس نکھینتے آئے کی پھر پھر اسرار ادا دھڑ دھڑو جانے کا تم اچانک کہنے لگے، خدا کی قسم، بھائی اندھ ہونے پر بڑھا کھگ خوش ہو گئے بہت خوش، یہ خدا مستند بہت دیر تک نہ بھا، پھر ایک دو گم دھا۔ اتنا آتی

بند ہو گئی تھی۔ اس نے بھر لیا گئے پیچھے دیکھا۔ دیکھا جا چکی تھی۔!

بہت دیر تک وہ اپنی جگہ پر بیٹھ ساکھڑا رہا۔ رات میں تو لڑکی تھی۔ نیچے آکاش پر کھنکھائی کا حسن اندر بڑھا تھا اور درد و شوق کی سمیت ایک سفیدی چادر اپنے خاص سے زور کی کوئی بھری تھی۔ بھکتوں اس کے قدم بڑھ چڑی کے ساتھ گنگے ٹھٹھکے جا رہا تھا، اس کے ہنسی کی ہوتی بھر پور تھی جھل رہی تھی۔ ایسا معلوم تھا تھا جیسے اس میں شربت کی کئی ایک بوتلیں بھری ہوئی ہوں۔

ابراہیم کی اصطلاح (صفحہ ۹ سے آگے) میں میں صاحب کبر، دیر دیر وہ تمام سارے طرف دکھائی کے ۱۴۳۵ھ اور یہ بے عمل بات ہے۔

(۱) ”تم کی نگاہ اس جگہ اندھ رہا ہے، صاف سے قائم تو مجھ کو دکھو۔“ یہ نگاہی فضولی ہے، میں اندھے کیصاف ہے۔

علی ہذا۔ ”راز فہم“ بھی اس کا تین کباب ہے۔ (۸) ”تو عشق سے بے انداز کر۔“ تو کہہ رہے؟ شرعی فاضل کا انبار کرنا چاہتے؟ نشان کو چہرے سے قوی ما سٹہ ہے بان سے نہیں، بانچس دالے درختوں کے مجبورہ کو کچھ ہی اگرچہ اب آئینے باغیاں ہی جلائے گئے ہیں، مگر آئیناں جلائے کی ٹوٹی بقیہ دھوا سے متعلق ہے۔

۹۔ کشش کی نگاہ میں زمینی ”وہ“ مشرقی صحنوں رات دھن دھن کھائی، مینی واد صفت فارسی دھندلی حفاظت و ان کے درمیان دھننے نا جائز ہے۔ فارسی صفت واد فارسی اصناف (زیرا) ”فارسی“ یا ”ترکی“ یا ایک فانک ایک حسرتی یا ایک فارسی ایک ”ترکی“ یا ”فارسی“ صوبہ مدحی انھن کے درمیان وہی جا سکتی ہے۔ دھندلی یا ایک فارسی ایک ہندو دھندلہ کے درمیان نہیں۔ پہلو رات دھن بھائی کافی تھا کہ یہ ہمارے بل چال ہے۔

آج ابھی مجھ کو



جنوری

۶۱۹۴۳

فہرس

جلد ۱۳
شمارہ ۱

ہمیشہ امن
دریہ کلاں دلی
نائب
۲۴-۶۴۵

عزیز حسنہ اعظم
حضرت امام ابراہیم گوردی
نام شاہ
حضرت شمس الدین
ایضاً
بل بل
مکتبہ
مکتبہ
مکتبہ
مکتبہ

مکتبہ

- | | | | |
|----|-------------------------------------|----|--------------------------------|
| ۱ | حرف اول | ۱ | آبرہ حسنہ گوردی |
| ۲ | ہزنام سنگھ صاحب | ۲ | داہد پری سبھانی |
| ۳ | مکتبہ حیات نازک رستم روم | ۳ | آزاد بارانی |
| ۴ | مکتبہ خط | ۴ | شوق اثری رام پوری |
| ۵ | مکتبہ کچھن سے ڈا ہے ہر مکتبہ کا فرض | ۵ | مکتبہ پال صاحب ایم۔ اے |
| ۶ | خول | ۶ | کمال صدیقی ایم۔ اے |
| ۷ | مشاہدات | ۷ | نور احمد سرور |
| ۸ | شاعر و مکتب | ۸ | سائو خانی |
| ۹ | تعلیم بر غزل حضرت عارف قزوینی | ۹ | حبیب الرحمن راہی |
| ۱۰ | فوریات | ۱۰ | شہاب شاہ پوری - سہم ساگری |
| ۱۱ | مکتبہ | ۱۱ | نشتہ ابدی - کادری کی جینی |
| ۱۲ | مکتبہ دہال | ۱۲ | آرہ راہجوری - رستم پوری |
| ۱۳ | مکتبہ | ۱۳ | عادل ادیب - سید سید حسنہ مستند |
| ۱۴ | مکتبہ | ۱۴ | انجم صوفی - قومی ٹولگی |
| ۱۵ | مکتبہ | ۱۵ | بو محمد پال ایم۔ اے |
| ۱۶ | مکتبہ | ۱۶ | شہزادہ علی حسن سائو |
| ۱۷ | مکتبہ | ۱۷ | آرہ احمدی |
| ۱۸ | مکتبہ | ۱۸ | مکتبہ شمس الدین راہی نام شاہ |

چند آنکھوں آنکھوں میں شرافت نہ تھی
 مجھ کو کھینچنے میں نہ تھی
 کئی آنکھوں میں جو میں نے نہ تھی
 محبت کے لئے نہ تھی
 بھی نہیں کی عقل رنگ پہ نہ تھی
 غضب پر کا دم نہ تھی
 پر غم عشق کے غم میں نہ تھی
 احسا کر یکے سے دل کا شعلہ نہ تھی
 جھپٹنے نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی
 کچھ نہ تھی

خاص اہمیت کی باتیں

یہاں جو باتیں دست کی گئی ہیں وہ سوچ بچار کے لئے ہر بھارتی کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ باتیں آپ کے اور آپ کے کئے کے لئے بہت اہم ہیں، کیونکہ چینی جارحیتوں سے ملک کی حفاظت پر ہی ساری قوم کے مستقبل کا انحصار ہے۔ ہماری قوم آسٹریلیا اور ہمارے غوام امن دست ہیں لیکن ہم کسی جارحیت کے سامنے گھٹے نہیں ٹیکیں گے۔

چینی خطرہ

نہیں ہو جاتا، ہم اسی طرح امداد دیتے رہیں گے۔ آئیے اپنا سونا دیں۔ اگر کل ہم سب آہنی زنجیروں میں جکڑے تو پھر یہ جلائی چڑیاں کہیں کام آئیں گی۔ ہمیں روپیہ بھی دینا چاہئے۔ ہماری لگاتار امداد سے ہی ہمارے دفاعی انتظامات مضبوط ہوں گے۔

تین اچھی وجوہ

- ۱۔ اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کی حفاظت کے لئے دیکھو۔
- ۲۔ مادر وطن کی عافیت کی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لئے دیکھو۔
- ۳۔ بھارت اور دنیا بھر میں آسٹریلیا کے لئے دیکھو۔

ان سوالوں پر بچار کیجئے

کیا ہم اپنے فرض میں کوتاہی نہیں کرتے اور اپنی آزادی کو خطرے میں ڈالیں گے؟ کیا ہم چاہیں گے کہ ہمارے جوان ہمارے لئے سرخڑی بازی لگائیں اور ہم ان کے ہاتھ مضبوط کریں؟ کیا ہم آج خود مرضی سے کام لیتے ہوئے ان سب چیزوں کو خطرے میں ڈال دیں گے جن کی ہم بڑی قدر قیمت سمجھتے رہے ہیں؟ کیا ہمارے نزدیک ذات ملک سے اعراس و صلے اور اسباب آزادی سے زیادہ اہم ہیں؟

خالد نکر لڑائی بند ہے لیکن چینی یہ ہے کہ ہماری سرحدوں پر چینی جارحیت اب بھی جاری ہے۔ لڑائی میں... ۱۳۰۰ مربع میل پر رتی علاقے پر اب بھی چینوں کا قبضہ ہے۔ وہ ہماری سرحدوں پر مزید بڑے پیمانے پر فوجیں جمع کر رہے ہیں۔ ہمیں برقی جارحیت کا تقاضا کرتے ہیں۔ تیار ہونا ہے۔ آئیے ہم اپنا عہد پھر دوہرائیں کہ جب تک ہم اپنی ذہنی سے خطرہ اور کوئی طرح نکال باہر نہ کریں گے، چین سے رجوع نہیں گے۔

بھڑپور تعاون

جب ہمارے پردھان منتری شری جواہر لال نہرو نے قومی راہی فدرل میں خطبہ دینے کی اپیل کی تو زندگی کے ہر شعبے سے متعلق غوام نے بڑے شاندار دھنگ سے ان کی اس اپیل کا جواب دیا۔

ہم نے بڑی فراخ دلی سے... دل کھول کر خطبے دیئے کیونکہ ہم سمجھتے تھے کہ آزادی کی حفاظت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی بھی کرنی نہیں۔

پختہ عہد

آئیے ہم پختہ عہد کریں کہ جب تک آزادی کو درپیش خطرہ مشم

ان باتوں پر سوچ بچار کیجئے

قوم کی تسیاریوں میں ہاتھ بٹائیے

نظم قطعات پنج برحق نا خدا سخن حضرت نوح ناروی مرقوم

ابر اسنی مرقوم

آہ دس اکثر بر آئی کئی غم
مرگ حضرت نوح کی لے کر غم
آٹھ اک فن کار اعلیٰ آٹھ میا
شاعری کا کیوں نہ ہو پھر شکر

میں بدش کا ہوا اب کیوں ختم
شعر سے جاتی رہی سب دل کٹی

شاعر کیتا جہاں سے آٹھ میا
ہے پریشان آج زلف شاعری

خانہ کی فن کے ہو کس سے امید
ہند سے اب فیض جاری آٹھ گیا
کون سے کا آدمیت کا سبق
آدمیت کا ہجاری آٹھ گیا

ہاتوں میں ہاتوں میں وہ لفظ شعر
شعر سے لطف زبان جاتا رہا
کاروان ہائے کا منزل کس طرح
آہ میر کا رواں جاتا رہا

قبل اردو لا رہا ہے اپنا رنگ
ہند سے اب آٹھ رہی ہے شاعری
چھاتے جاتے ہیں گویے بنم پر
شاعروں کی ہوتی جاتی ہے کمی

ہی یہی دس ہیں فن داں ملک میں
کے رو دل کے منہ میں دینے کو گم
آٹھ گئے یہی مقدار سے اگر
ہی اس نہر یونگ کی کیا روک تھام

نادر ہا حق کس قدر ہم دیدہ ہیں
جوش کا احتیاج نہیں نادر سے سر
برق لٹی خاندان داغ پر
روح کا غم الامان و الحذر

صبر میں اب صبر شاگردانِ قلم
بہر ہی اس پوٹ سے دل چور ہے
یونگ کی جوں قلم میں برابر کا شریک
میرا دل ہی سوز غم سے طور ہے

موت سے ہتی یہ ہے کس کو مفر
کیا کریں دستور دنیا ہے یہی
جار ہے میں ہم بھی منزل کی طرٹ
اپنا ہی انجام ہونا ہے یہی

ہو رہا ہونا وہ تو ہو کر رہ گیا
انتقام ہے انہیں جتنے خدا
اب یہی ہے ان کے حق میں دوستی
مغفرت کی سب کریں دل کر دعا

ہو رہے ہی داغ کے فرق کم
مرگ اس سے تھا سینہ پاش پاش
سالی دھت یوں کھا منقہ ہیں
پاشا اپ لے کالم دل خواش

بیتہ کل جمال کا نام (نظم سے لے کر)
محب اور کئی شکستہ صاحب خاص ہے شکستہ
عما جان میں سے یہ عمر رقی۔ حشر و عافیت
اغتر جا پوری، سرور بارانوی غنیمت بارانوی
خیر جیسا نرودوی۔ نور پاناوی اور قائم العرف
نے روح کو خواب غنیمت پیش کیا، میں اس
شکست کا شری انتخاب پیش کیا جا رہا ہے۔
قد بارانوی۔

قدت نے دکھایا ہیں ماتم کا زمانہ
ہم آٹھ جید کئے کو کئی تم کا فائدہ
سرور بارانوی۔

مصلح قوم و سیرت شری بنت ہو گیا وضعت
اہل باران کو فتنہ جا کاہ ہوئی جہان لقی کی طقت
شیر بارانوی۔

پھول مرحلہ ہونے ہیں ادھر ہی ہیں بلبلیں
تحش ہاں کا ہانے یا خیال جاتا رہا
بے سہاراں کا تیروں کا سہارا چل بسا
اسے بے یاروں کا جو تھا مہراں جاتا رہا
خسرت بارانوی۔

قوم کا فکر تجھے ہر گھڑی ہر آن رہا
زیر طوفان میں ہی کشتی کا گھسان رہا
اپنے دکھوں سے سوا قوم کا دکھ لکھا
فیر کو فیر سمجھا بھی اپنا سمجھا
راقم الخوف

حضرت اہل علم کا مسکن تھا ان کا گھر
ڈی جاہ میہانوں کا ماس تھا ان کا گھر
شاعر و ادیب، اہل قلم کی قیام گاہ
نہاںے جان نواز کا گھنٹ تھا ان کا گھر

وہ ہوش سے بھری ہوتی تھیں یہ کہیں
تقریب ہی اگر تو آتا تو یہ کہیں
دیکھتے دیکھتے تھیں یہ کہیں

ہفت رنگ

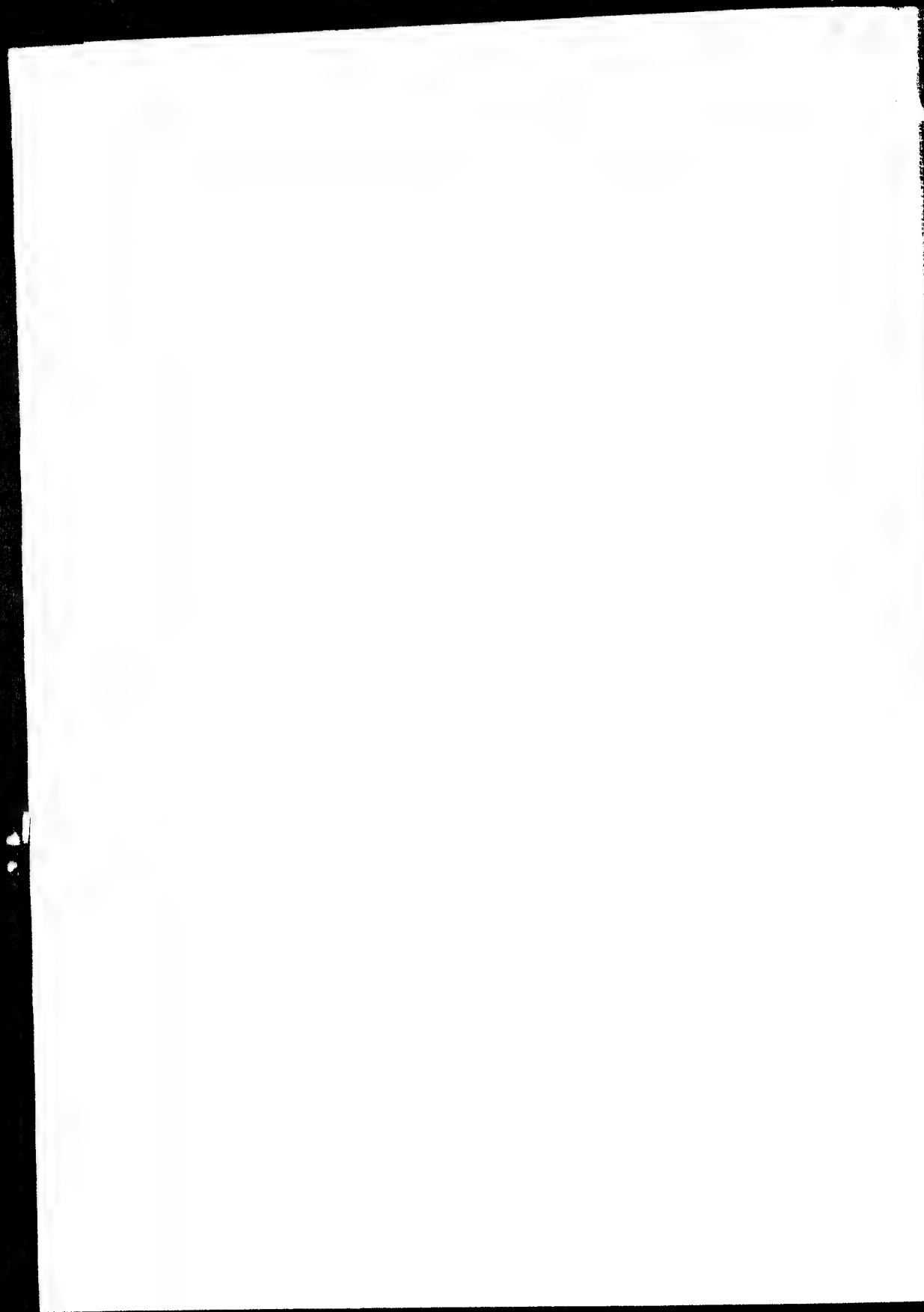
دل چپ ناول:

بہارِ نبیہ	مکری کا پس	دو پے آٹھ آنے	بجائی آٹھ پے	دو پے آٹھ آنے	بہارِ نبیہ
بار پے آٹھ آنے	عولی شیطان	دو پے	دو پے	دو پے	بار پے آٹھ آنے
تین پے آٹھ آنے	دیران محل	دو پے	دو پے	دو پے	تین پے آٹھ آنے
چار پے	بھرنسا	دو پے	دو پے	دو پے	چار پے
چار پے آٹھ آنے	دیو تکی آٹھ	دو پے بارہ آنے	دو پے بارہ آنے	دو پے بارہ آنے	چار پے آٹھ آنے
تین پے	دغا کا تپلا	دو پے آٹھ آنے	دو پے آٹھ آنے	دو پے آٹھ آنے	تین پے
تین پے	صل شب چراغ	بارہ آنے	بارہ آنے	بارہ آنے	تین پے
تین روپے	میزل مقصود	ایک روپہ آٹھ آنے	ایک روپہ آٹھ آنے	ایک روپہ آٹھ آنے	تین روپے
چار پے	شامت اعمال	ایک روپہ چار آنے	ایک روپہ چار آنے	ایک روپہ چار آنے	چار پے
تین پے آٹھ آنے	سرلے والی	ایک روپہ چار آنے	ایک روپہ چار آنے	ایک روپہ چار آنے	تین پے آٹھ آنے
تین روپے	آزادی	بارہ آنے	بارہ آنے	بارہ آنے	تین روپے
چار پے	خضر باد	ایک روپہ آٹھ آنے	ایک روپہ آٹھ آنے	ایک روپہ آٹھ آنے	چار پے
تین پے آٹھ آنے	خون آب جزیرہ	ایک روپہ چار آنے	ایک روپہ چار آنے	ایک روپہ چار آنے	تین پے آٹھ آنے
چار پے	مطمی دنیا	بارہ آنے	بارہ آنے	بارہ آنے	چار پے
چار پے	قاس کی بیٹی	ایک روپہ آٹھ آنے	ایک روپہ آٹھ آنے	ایک روپہ آٹھ آنے	چار پے
چار پے	واوی خوف				چار پے
تین پے آٹھ آنے	فرشتہ اختتام				تین پے آٹھ آنے
تین روپے	مقدس جونا				تین روپے
چار پے آٹھ آنے	محب لٹ کی دہلی				چار پے آٹھ آنے
تین پے آٹھ آنے	دست آسا				تین پے آٹھ آنے
تین پے آٹھ آنے	کلاش کیر				تین پے آٹھ آنے
تین پے آٹھ آنے	ساب کی چری				تین پے آٹھ آنے
دو پے آٹھ آنے	انصاف				دو پے آٹھ آنے
تین روپے	محرم				تین روپے
چار پے آٹھ آنے	میری تقدیر				چار پے آٹھ آنے
تین روپے آٹھ آنے	تدا کی گناہ				تین روپے آٹھ آنے
	(موصول ڈاک عامہ ہوگا)				
	نوٹ				
	راہ کتابیں مدد پر جسے پارس سنگھ				
	محصول ڈاک میں کافی کی ہر جاتی ہے				

Please Book your orders

SHOLA-O-SHABNAM

Dariba Kalar, Delhi-6.



دعویٰ شعر گوئی زمانہ تعلیم ہے جو کہ
 ساری حیا و کرم صاحب کرام و سکون کی محبت
 محض توحید و توحید استقامت سکون کی مادی
 عقول وادب ہفتہ وار رہائے ترقی کیا کوٹ
 کے لیے مشاعرہ کی شکر کہتے ہیں۔ بسا اداں
 نہ وہ ہرگز میر گوشتا سید صاحب کا شکر
 میرا کہ شعر گوئی اور ترقی تعلقات شکر ہوتی
 رہیں لیکن جب کہانی و سکون کو خیر واکر
 پس ساری حالت میں شکر گوشتا کے نسب
 سید شعلہ کی پگیا اور یہ جوڑتہ اس کی طاری
 رہا۔ لیکن جب کہ حالت شکر سے اور ترقی کو
 اور تو پھر ترقی شکر اور اس کے سبب صاحب
 سارے سبب کوئی اسے ہرگز واصلت واصل ہے
 کہ کہیں یہ سبب بھی زیادہ عورتیں چلنے پانے
 صاحب صاحب کی ہرگز شکر و ترقی اور صاحب
 صاحب پھر شکر اور مال پریشانیوں
 الیہ کہہ جا۔ ویسے تو انھوں نے اس میں بھی
 عشق و محبت رکھی مگر باقی نہیں رہے۔ جیسا کہ
 فقیر نے کہا کہ اس صاحب سے اس وقت ختم ہوئی
 اور ان سے وقتہ صاحب کی یاد بند ہوئی۔
 اب کچھ اس سے الگ کے راجعت ہونے پر
 پھر واصل سے نظر ہے یہی اور ملک کے مشور
 حضرت شکر گوئی اور ترقی کا زمانہ میں شکر گو
 لڑھکوں کا کہ ہے یہ۔ بقول خود طالب صاحب
 "اب یہ سبب لا تناسلی ہے۔ دو چار ماہ سے چھپنے
 کا بھی سبب شروع ہو گیا۔ جلد ہی یا ہمت چھوٹ
 پڑی۔ جلد ہر شکر و ترقی دلی شمع ادب
 شعلہ کی پگیا اور ترقی تعلیم دلی و ترقی میں
 چھپ گئی۔ بیت نہ تو اور پگیا جو ان کی ہمت
 اصلاً شکر گوئی کی دلیل ہے۔ اب پھر ترقی کا
 شکر فرمائیے۔

میر کے شکر گوئی اور ترقی شکر گوئی سے شکر گو
 دل پر سوکھتہ ہے کہ کتنی ہمت ہے اس شکر گو
 مادہ الفت میں ہرگز ترقی نے زبان زبانی ہوئے
 تجھ سارے کوئی نہیں اور ترقی
 جو ہے میرا طرف ترقی شکر گوئی کے
 ایک ایک کام شکر گوئی کی ہرگز واصلت واصل ہے
 ہرگز کی زلیبت میں اور ترقی شکر گوئی کی زلیبت
 کہ شکر گوئی ہرگز واصلت واصل ہے
 بالائے نام آگیا یہ کوئی نے شکر گو
 عالم تھا تو اس کے سارے میں واصل گیا
 اپنے روشن ہو گئے شکر گوئی کی شکر گو
 جن کو ترقی شکر گوئی کی واصل ہو گیا
 واصل تک عقل بھی جاتی نہیں ہے
 وہ باہر ہیں حد و ممال سے
 اس کی رحمت تو ہے طالب صاحب
 ہم میں قیاسی انعام کے
 طالب صاحب کی شکر گوئی میں ہے اپنے کوں پر اسے کوں
 وہ کو نہت لکھتے ہیں۔ درد میں محبوب ہوا
 زلیبت و الفت میں شکر گوئی کو ہرگز واصل ہو گئے
 عشق و ترقی ہرگز ہے یہ فقط شکر گوئی صاحب
 ساتھ کی شکر گوئی ہے یہ طالب بے مہر زمانہ
 منزل و دنیا میں تھا گرم شکر گوئی
 راہ و کو ترقی شکر گوئی کی شکر گو
 کیا کہے وہ کسی کی دل جوئی
 جس کا اپنا مزاج برہم ہے
 جذبہ ایشیاری کی شکر گوئی کی شکر گو
 اللہ اللہ کہ ترقی شکر گوئی کی شکر گو
 ہو چکیں گویا کسی تفسیر کی ہمت
 زندگی پھر بھی شکر گوئی کی شکر گو
 نہ ہو بالآخر شکر گوئی کے شکر گو
 محسوس کیا ہوگا طالب صاحب کے شکر گو

دعویٰ شعر گوئی زمانہ تعلیم ہے جو کہ
 ساری حیا و کرم صاحب کرام و سکون کی محبت
 محض توحید و توحید استقامت سکون کی مادی
 عقول وادب ہفتہ وار رہائے ترقی کیا کوٹ
 کے لیے مشاعرہ کی شکر کہتے ہیں۔ بسا اداں
 نہ وہ ہرگز میر گوشتا سید صاحب کا شکر
 میرا کہ شعر گوئی اور ترقی تعلقات شکر ہوتی
 رہیں لیکن جب کہانی و سکون کو خیر واکر
 پس ساری حالت میں شکر گوشتا کے نسب
 سید شعلہ کی پگیا اور یہ جوڑتہ اس کی طاری
 رہا۔ لیکن جب کہ حالت شکر سے اور ترقی کو
 اور تو پھر ترقی شکر اور اس کے سبب صاحب
 سارے سبب کوئی اسے ہرگز واصلت واصل ہے
 کہ کہیں یہ سبب بھی زیادہ عورتیں چلنے پانے
 صاحب صاحب کی ہرگز شکر و ترقی اور صاحب
 صاحب پھر شکر اور مال پریشانیوں
 الیہ کہہ جا۔ ویسے تو انھوں نے اس میں بھی
 عشق و محبت رکھی مگر باقی نہیں رہے۔ جیسا کہ
 فقیر نے کہا کہ اس صاحب سے اس وقت ختم ہوئی
 اور ان سے وقتہ صاحب کی یاد بند ہوئی۔
 اب کچھ اس سے الگ کے راجعت ہونے پر
 پھر واصل سے نظر ہے یہی اور ملک کے مشور
 حضرت شکر گوئی اور ترقی کا زمانہ میں شکر گو
 لڑھکوں کا کہ ہے یہ۔ بقول خود طالب صاحب
 "اب یہ سبب لا تناسلی ہے۔ دو چار ماہ سے چھپنے
 کا بھی سبب شروع ہو گیا۔ جلد ہی یا ہمت چھوٹ
 پڑی۔ جلد ہر شکر و ترقی دلی شمع ادب
 شعلہ کی پگیا اور ترقی تعلیم دلی و ترقی میں
 چھپ گئی۔ بیت نہ تو اور پگیا جو ان کی ہمت
 اصلاً شکر گوئی کی دلیل ہے۔ اب پھر ترقی کا
 شکر فرمائیے۔
 وقت کا شکر۔ زیادہ ایک شکر گوئی کا شکر

مجلس شورای ملی

جواب خط

بنام اُستادی محترم صاحب مخن علامہ آبرہانی گنوری

میرزا علی گنوری کے مشورہ و شہرہ سے نام جنگ
کا چلنا کہ وہ ہدایت نامہ پر حکم سرست بھی ہوئی اور دیکھ
بھی درست ہے کہ جناب نے میرے خط کا کاتب من
" حرف اول " کے تحت ہی فریاد دلی سے انداز لیا ہے
جس کی میں جیسا کہ لکھا ہے جس فرض ہی ادائیگی
فرمایا، بلکہ تاجیک ماہ میں دیکھ کر ادنیٰ فرما کر مجھے پریش
آنے والے نشیب و فراز سے آگاہ فرمایا تھا کہ اس نے
ہوا کر میں نے حضرت مجدد مکتوبی آپ کے قصبات کا نام
نہ جوتے ہوئے تم اخبار جو میرے لئے باعث فائزات ہوا
جناب کے اس خاکہ کو کہ کچھ ایک نیم اچھا ہے یہ سمجھا
کہ کہ وہ نام تہرہ یعنی شوق اثری سے سخت تیار افش ہیں
اس نے اخلاص سے لکھا ہے کہ اس نے اس کو ذیل کیلئے
یہ چیلے کیا جانیں کہ اس خط نے میری ادنیٰ نوا کو کتن
تو کیا کہ وہ اپنے اندر میرے دوسرے قند نام کی خوشی ہے
جانب سے میرے لئے خط کے اختتام پر جو طو مانہ فیروزانی
ہے " خدا آپ کو خوش رکھے " اس میں کیا جذبہ پریشہ
ہے اور اس نے خط کا رخ کہاں سے کہاں کر دیا ہے -
اس میں کیا عجیبی ہے کہ خط کا ایک ایک لفظ میری
دھن کا گونج رہا ہے، یہ کہ جناب نے میرے مشورہ کے اندر
خط لکھا ہے۔ اس نے میری ہی کی صورت جناب
پریش کر دیا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک چٹان کو جواہر
کا پیشہ اختیار نہیں کرتا چلے گا وہ اس لئے کہ جواہر کا
کام مرض سے تفرہ حاصل پر مشتمل نہ کرنے کے بعد
خواب مرد کا مکان اور ڈوبنے نہ کہ نہ رہنے سے تفریح
مرض کو صحت کی حاصل نہ جڑے، یہ خلاف اس
کے پیشہ کا کام مرض کی رگ جان کو تفریح پر تفریح سے
مستغرق کرنا اور مرض و مرض و دوزخ کو ایک وقت ٹھنڈا
کر دینا ہے مگر چٹان پر مرض جانے قاس کا مطلب
ہے کہ اس نے اپنی صحت کا رگ، اس کے ہذبات

مردہ ہوئے اندر وہ اپنے مسلک کو چھوڑ بیٹھا ہے نہ
چٹان جوتے جوتے جی جواہر کا پیشہ نہ کیا تھا۔ مگر
جناب کی ہدایت کے مطابق اس پیشہ کو مستحق ترک
کر دیا ہوں۔ اب خدا کے فضلے جناب کی دعاؤں کے
فصل مجھے جو کچھ بھی بنا دے اسی کو اپنے لئے بہت
چال کروں گا۔ جناب نے متعدد رسائل میں ملک کے
نامی شعراء کے کام پر میرا نقد دیکھنے کے بعد جو ہذا
مجھے فرمائی ہے۔ میرے لئے باعث فز و قائل عمل ہے
انتشاء اللہ آئندہ شعراء کے پرمیٹ کام کی بھی جی
کھول کر دادوں گا۔ تاکہ مجھ سے سب خوش رہیں۔
اور جیسے دشمن دوست بننے کی کوشش کریں۔
" در حیات " میں بھی میں شوق و فارسی صاحب کے
آخری خط کا میں نے جواب دے دیا تھا مگر مجھے کے متعلق
معلوم نہ ہو سکا۔ پہلے خط پر شاد صاحب نے مجھ سے
زبانی گفتگو فرما کر یہ طے کر لیا تھا کہ آئندہ اس قسم کی
اپنی تحریریں نہیں آئیں گی زبانی ہوا کر رہی گی میں
نے ان کی بات پر مطمئن ہو کر اس سلسلہ کو ختم کر دیا تھا
مگر اس کے بعد بھی شاد صاحب کے وہ خطوط شائع ہوئے
جن میں سے آخری خط کا جناب مجھے جسیرا کھنچا
اس خط میں جناب نے مطلع میں مرقع کا "ع" ماقط
ہونے کے پکا نہ اعتراض کا جواب بھی دے دیا تھا۔
ظہوری صاحب کا مصرع میں خرمقل کا مصرع " مگر ہا
ہے شاد صاحب نے غلط تحریر فرمایا تھا۔ مصرع
در اصل یوں نہیں ہے۔ میں نے ایک پرانی کتاب سے
مصرع حاصل کر لیا ہے۔ پھر وہ بات بھی غلطی ہو
سے قابل تسلیم نہیں ہے کہ کوئی آئندہ دلی قاصد کی
دے غلطی کر کر دے تو اسے غلطی تسلیم نہ کیا جائے
اُستاد بھی بشر ہو گیا ہے اور خطا اس کی بھی سرشت
میں داخل ہے غلطی خواہ وہ اُستاد کی کہیں نہ کہے
غلطی ہی تسلیم کی جائے گی۔ شاد صاحب نے ایک بات
یہ بھی تحریر فرمائی تھی کہ شوق صاحب کے عدم مطالعہ
کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے مطلع کو شعر کلمہ کر لیا
جس شعر میں انہوں نے مصرع " مگر ایسے وہ شوق نہیں
ہے مطلع ہے۔ چنانچہ میں نے اسی کا جواب اتنا ہی دے
دیا تھا کہ غزل کے سپرد " شوق ہی کو مطلع کہتے ہیں۔
یہ بات غلط ہے کہ دو ذی مصرعوں میں رویت و تافیر
کا التزام ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کہ شاد صاحب نے اسی
بات کو سوجھ بوجھ کر لکھی تھی یا جذبات کی بد میں بغیر
سوچے سمجھے

خطوط میں ہوتا چاند ہے۔ اس نے اختصار کی
طرف آنے سے "ات" اور "عش" کو بدل کر اب الگو کی
صاحب "ان" سے "ع" کا ایک نام جو صرف بھی گراہی
گئے۔ تب بھی میری زبان پر میری الفاظ ہوں گے کہ آپ
نے کوئی حرف نہیں گرایا۔ آپ بڑے اچھے لکھنے والے

شہر میں اپنے آپ کے یہاں سے نکلتے ہیں اور
جسٹس انٹر ویر اور اللہ میں
حضرت محمد صاحب کلکڑی سے یہی متعارف نہ
تھا۔ نہ جانیے بھی ان کے بارے میں کچھ بتایا
تھا۔ اب معلوم ہوا کہ وہ علامہ مدحت کلکڑی کے عزیز
رشتہ میں ساگر بھی ہے یہ معلوم ہو جاتا تو یہ سب تم
کو سروساٹھ لکھی جاتا ہی نہ ہوتی۔ میرا تو یہ سمجھا تھا
کہ سچو صاحب ایسے ہی کوئی پروہ خیر ہو گئے، جیسے اکثر
رساں میں میری نعر سے گزرتے رہتے ہیں، جناب کے
خط سے معلوم ہوا کہ وہ جناب سے کتنے قریب ہیں۔ اگر
حکم ہو تو میں یہ خود صاحب کو کلکتہ جا کر جواب بھی لکھتے
کے مشاعرہ میں جانا ہو تو صافی تاہم پیش کر دیتی
جانیے تھی ہدایت و حکم کے مطابق میری طرف سے بالکل
سلطنت رہیں اور یقین رکھیں کہ میں آئندہ جب بھی کس
پر نام اٹھاؤں گا تو پہلے جناب سے اجازت حاصل کروں گا
یہ فعلی دقتی مجھ سے سرزد ہوئی کہ میں نے تنقید سے قبل

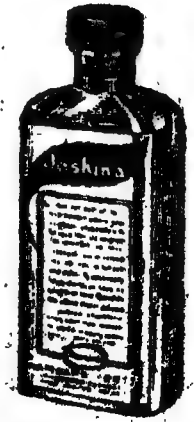
جناب سے اجازت حاصل نہیں کی تھی میں تھا استدعا
اور یہ کہ جناب میرے مددگار تھے میں کو خط
تھانے لکھتے صحت کی عطا فرمادے اور مجھے اس قابل
بنادے کہ جتنا امکان اپنی خدمت کر سکیں۔
شعور ہوا کہ میں نے جناب کے تحت جو کچھ تحریر ہے اس
قسم کی غلطیاں اکثر شدہ قسم کے طریق شلوے کی
خودیات میں ہوا ہوں۔ اس سے قبل میں اس سلسلے میں کچھ
کھنا بھی چاہتا تھا۔ مگر وقت کی کمی کے باعث اپنے ارادے
کی تکمیل نہیں کر سکا اس قسم کے شعر مکمل دینے کے باوجود
بھی کچھ غلطیاں باقی رہ گئی ہیں میں اب بطور ادب و ادب
کا خط استغاثہ دیکھو جیسا چڑیں ہیں
میں امید کرتا ہوں کہ جناب میری تمام غلطیوں کو
سامان فرمائیں گے اور یہ خود صاحب کو اس سلسلے میں سنا
خط تحریر فرمادیں گے اب اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ
خادم شوق اثری
نوٹ: مایا ایسا سمجھنے والے نااہل مجید باپ بیٹے

کی ذات نہیں پاؤں گا۔ خط لکھ کر دے گا کہ
علاحدہ بہتر ہی ہونے والوں کی بہتری ہی کہ نہیں
میں جینے شہر خط لکھ کر پر غامضی اختیار نہ کر دیتا
کئی خاص اپنی مقصد فوت نہ ہو جائے اور مت موہی
میں خط لکھ کر پرچہ پر جو بڑا داد دیتی ہی چاہئے تو شعر
کے معراج جسکی داد دو۔ خط لکھی کی طرف اشارہ نہ کر دے
بلکہ انھوں نے بھی سوچا کہ بات کرنے کا کیا نہیں
کیا ان کی پوری زندگی بے خود و غرضی حادثہ ہے۔
وہ مطلب یہ کہ آپ بد میں گئے خود خط لکھ کا اٹھا
نہ کریں گے تو خط لکھی کی تقریر کر دیں گے؟ آہر اسنی
وہ اس کی ضرورت نہیں، انھوں نے داغ کا ہر فرد
نواغ دل اور معاہدہ ہم ہو سکے۔ یہ خود صاحب آپ کو
گھر بیٹے ہی سامان کر دیں گے۔ بلکہ سمجھنے صاف کر دیا۔
ک ہاں باقی رہ گئیں، فوراً اپنی پابندی تھا اس
نے سرسری طور پر غلطیاں رہ گئیں۔ دیکھ گئی کہ وہ
تھانے والوں کی رعایت نہ ملو گئی ہوتی ہے آہر اسنی

فوری آرام اور تسکین کے لئے

جوشینا

طبیب یونانی کے مشہور نسخہ جوشاندہ کا ایک سرکیٹ
جوشینا زکام کا مکمل علاج ہے۔ یہ سانس
کی بالیوں کو کوہوتا ہے۔ کھانسی۔ جھینکوں اور جلوت
کو روکتا ہے۔ اور تسکین بخشتا ہے۔
ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھیں۔



ہمدرد و عاخانہ روحیات
دہلی - کانپور - پٹنہ

اشھو کہ چین سے لڑنا ہے ہر بشر کا فرض

زمانے کی شب تاریک میں ستار ہے
بشر کو پستی اخلاق سے ابھارا ہے
میں ہیں سے زمانے نے نام اپنا
مرے وطن نے دیا تھا پیغام اپنا
اسی زمیں سے اٹھا تھا دماغ گوتم کا
میں سے جل کے گیا تھا چراغ گوتم کا
کہ یہ ہمارا پردہ سی نہ غم میں کھوجائے
ہمارے ساتھ ہی آزاد چین ہو جائے
مستیا چین نے درد و الم کا افسانہ
جہاں جہاں گئی آڑ کے خاک پرودہ
ہماری ارض مقدس پہ آنکھ اٹھاتا ہے
ہمارے ذوق وفا کی مہنی اڑاتا ہے
پھر آج ماورگیتی کی روح مضطر ہے
پھر آج آنکھ ہمالا کی خون سے تر ہے
تھارے ملک کی غیرت تمہیں بلاتی ہے
کہ رسم کہنہ الفت تمہیں بلاتی ہے
ہمیشہ ایسا ہی موقع ملا نہیں کرتا
کہ آندھیلوں سے ہمالا اڑا نہیں کرتا
یہ دھرم پتہ بھی ہے اور یہ جہاد بھی ہے
کہ اس کی زد میں رسول خدا کی یاد بھی ہے
تم اپنے بیٹوں کو پھر دودھ کی شیشہ سے دو
کچھ اور پاس نہیں ہے تو اپنی ننھے سے دو
بھال کس کی جو اس سے نقشہ ملا جائے
ہماری تیغوں کی جھونکار اس کو کھاجائے

وہ زمین پاک ہے خلق ہند کہتی ہے
پکھانی عالم و جہاں کو ہند نے تہذیب
اسی زمیں سے اٹھی اس وراثتی کی صدا
جب آدمی کا لبو مثل آب اریاں تھا
میں سے چین کو پہنچا تھا زندگی کا پیغام
میں کے ذریعے وہ بیت کردہ ہوا وراثت
ہم اپنے بچے غلامی میں بھی رہے ہمدرد
ہمارا ملک رہا جب بھی ہو غلامی سے
چھٹے بھی ہم جو غلامی سے تو زمانے کو
پیام سوز دل شن لے گئی ہمراہ
سنابے آج دی چین بے ادب ہو کر
ہمیشہ جس سے وفا ہونے کی دی گستاخ
پھر آج ہند کے سینے سے اٹھ رہا ہے دھواں
بھر گئی ہیں سیل زلیں گنگا جنا کی
اشھو جانا کہ بھر وقت امتحان آیا
پھر آج ہند کی خدمت میں خون پیش کر دو
نعرہ دے اشھو گاؤں گاؤں سے آؤ
میں ہراس ہی کیا چینوں کے اس دل سے
اشھو کہ چین سے لڑنا ہے ہر بشر کا فرض
نظانہ اس کا فقط رام ہی کا پیار نہیں
وطن کی ماؤں اشھو آج پھر کر دو جوہر
چڑھاؤ ہند کے مندر میں مجسم کے زید
کہ زردن بچے ہوں جس ماں کی گود نے پالے
ملا و فیض سے دیکھے جو کوئی اس جانب

۱۰ قسم - لکھ نندوں میں خد سب سے زیادہ مزہ سے لے جاتی ہے کہ وہ سہاگ کا نشان بھی جاتی ہے۔

غزل

ذہن میں دوست کے کوچے کا سماں ہے یارو
 چاندنی رات کا عالم بھی گراں ہے یارو
 ذکرے خانہ ہو یا ہوسن و دار کی بات
 ہم جواں ہیں تو ہر اک چیز جواں ہے یارو
 ہم سے آوارہ مزاجوں نے اسے سمجھا ہے
 راز جو سینہ فطرت میں نہاں ہے یارو
 بندہ عشق و محبت ہی سمجھتے ہیں اسے
 سانے خانہ بھی گلیا تک اذیاں ہے یارو
 عام کرنا ہے ہمیں فیض محبت سب پر
 لوگ کہتے ہیں کہ یہ جنس گراں ہے یارو
 اب نہ شاخوں میں نزاکت ہے نہ وہ موج نسیم
 گلستاں شعلہ فشاں شعلہ فشاں ہے یارو
 اس خرابات میں کوئی نہیں شایانِ نظر
 دور تک سلسلہ وہم و گماں ہے یارو
 قوڑے رکھ دو کھلتے ہوئے پیمانوں کو
 کس قدر تنگ نظر پیرِ مغان ہے یارو
 یاد ان کی ہو کہ عرفانِ محبت کا
 لوگ کہتے ہیں کہ دشتِ رحمت کا

مشاہدات

زعم میں انکے ترقی کے یہ کیا کرتا ہے
 خارِ ماچوں میں ہر انسان کی بچھلنے والے
 پتہ بتا تو نے کبھی غور کیا ہے اس پر
 کبھی اُبھرے نہیں اوردوں کو دبانے والے
 کچھ بڑی بات تو نہ تھی سرور
 کیا ستاروں میں وجہ پامانی
 اک نظری کسی کی سستی میں نے
 دل کی دنیا تباہ کر ڈالی
 یہ ہے دنیا کسی کو کیا کہنے
 زوئیں سب اپنی اپنی پہنتے ہیں
 روتا تو مجھ کو ان پر آتا ہے
 ڈاکوؤں کو جو شاہ کہتے ہیں
 اس دردِ روزہ جات میں سرور
 یہ سماں بار بار نظر آیا
 مجھ کو جس سے نہ تھا معلق کچھ
 وہ بھی الزام میرے سر کو آیا
 آج بزمِ سخن میں وہ مشاعرہ
 چول کی مثل سر نہیں پڑھتا
 داد ہرگز اسے نہیں سنی تھی
 شعرِ چوڑے کے جو نہیں پڑھتا

شاعر اعظم

تضمین بر غزل شاعر طرہ قریبی

آئینہ میں کے جو رسم کا دکھا گئے
نہایتے انسا کو جلا بنا گئے
میں کے ستارے در کی دنیا پہ چھا گئے
آنسو منہ کے جبریں آنکھوں میں لگ گئے
غم کی دہکتی آگ کو پانی بنا گئے

ہر کام پر غریب ہیں ہر موڑ پر صبر
ہر تنکا ایک شعلہ ہے ہر ذرہ ایک شر
چلتے ہیں پیر کی آپ کے دلوں پہ عطر
کس کو بنائیں منزل گفت میں راہبر
رستہ بتانے والے تو رستہ بتا گئے

کیسے سنا آپ کو حال دل تباہ
کس طرح مٹی آپ کے زیر نظر تباہ
آنکھیں نہیں تھی شرم کے آئینے ہی نگاہ
"اشکوں نے لانا دکھائی دم پریشی مرہ
"بیچارے کچھ نہیں تھے مگر کام آ گئے

یہ خواب ہے ادھر اگ پانی کا جب
یا پھر کوئی معتز جو علی نہ ہو سکا
جیسے کوئی جھٹکتے سے راہی کا نقش پایا
"طرہ فریب جی فانی کا ذکر کیا
"دھوکے میں ہم کو اتنا دھوکہ کیسے ملتا

مدان گفتگو میں ہمارے ہم سے رہی گئے
ہے کون آغا شاعر اعظم بتا دیا
وہ کون ہے کہ جس کا زباں پہ ذکر ہے
کہنے لگے کہ فہم سے بالا تو ہے کلام
کہنے لگے کہ ان کو تو میں جانتا نہیں
کہنے لگے کہ ان کا ترنم بھی ہے عجیب
کہنے لگے کہ لالہ و گل کے سوا نہیں
کہنے لگے سمجھ میں نہ آئیں تو دہیات
کہنے لگے کہ حضرت غالب کی پیروی
کہنے لگے کہ آپ پہ شاید میں مہر بل
کہنے لگے کہ حضرت گاما کے جانشین
کہنے لگے غریب کی کیا شعر و شاعری
کہنے لگے کہ ان کا ترنم ہے دل پسند
کہنے لگے کہ ادب میں تھوڑے سے بد بھی
کہنے لگے میں ان کے ہمیشہ سے ہوں خدات
کہنے لگے کہ صرف ترنم کی شاعری
کہنے لگے کہ آپ بڑے سادہ کار ہیں
کہنے لگے خدا کی قسم مستقل عذاب
کہنے لگے کہ آپ بھی لیتے ہیں کس کا نام
کہنے لگے جناب وہ مجسّم طویل ہیں
کہنے لگے ادب میں کہاں ایسے مسخرے
کہنے لگے کہ وہ تو ترنم میں کھو گئے
کہنے لگے میں کسی شاعر کا تم کو نام
کہنے لگے کہ شاعر اعظم تھیں ہیں

ہوش میں چلنے کے میں ایک شخص ن گئے
کہنے لگے غبار نے تو آل درو کا
لیکن ہنوز ہم کو میری کی فکر ہے
میں نے کہا ادب میں ہے عبرت کا اک مقام
میں نے کہا فہمیر کا ہر شعر ہے حسیں
میں نے کہا کہ شوق تو ہیں واقعی ادیب
میں نے کہا کہ شعر میں آند کے بھی حسیں
میں نے کہا کہ قیصر و مغل کی غزلیات
میں نے کہا کہ زیب کی ثاقب کی شاعری
میں نے کہا کہ سا بھی میں آمد کے درواں
میں نے کہا کہ یہ جو ہیں نیا حق کتہ ہیں
میں نے کہا کہ آل کے شعروں کی دل کشی
میں نے سنا ہے ان کو جو شاعر کے چند بیت
میں نے کہا فدائی اُرد میں شہر بھی
میں نے کہا کہ لائق خود میں خطامعات
میں نے کہا کہ حضرت شہنشاہ بریلوی
میں نے کہا کہ شاعر اُرد و مسترا ہیں
میں نے کہا کہ حاتم و اعظم کا کچھ جواب
میں نے کہا کہ فطرت و تنہیم کا کلام
شاوہل کا ذکر میں نے کیا وہ جمیل ہیں
میں نے کہا کہ ساحر و شمس کے تذکرے
میں نے کہا کہ بد کے اشعار بھی گئے
میں نے کہا کہ تم کا کچھ کلام
میں نے کہا کہ کون وہ آخر میں ہیں

اُس فیرت محمد شید کے آگے ہے قر کیا کچھ اور دکھا ہوں کو مری آئے منظر کیا
 محسوس مجھے ہونے لگی درد میں لذت آہوں نے مری ڈھونڈ لیا باب اثر کیا
 کرنا صبح ناداں کوئی تدبیر مداوا باتوں سے بھی بھرتا ہے کہیں زخم جگر کیا
 کیوں خواب سے بیدار کوئی زہرہ جبین نہ کام تمت کی دعاؤں کا اثر کیا
 پتھر ہے وہ دل جس میں نہ ہو یاد کسی کی جو درد کی عظمت کو نہ سمجھے وہ بستر کیا
 راحت کی کوئی شکل دکھائی نہیں تھی بیمار نہ دیکھے گاشب غم کی سحر کیا
 کیوں کھوئے ہوئے سے نظر آتے ہو شہاب بچ
 پھر کوئی نظر آیا سب راہ گزر کیا

غزلیات

محبت ساز بھی جھٹکار بھی ہے یہ ظالم تیر بھی تلوار بھی ہے
 اے اد چومنے والے گل کے بتا تو آشنائے خار بھی ہے
 وہ میں کے دل میں عظمت ہے فدا کی رملے میں وہی سردار بھی ہے
 جسے ہر مرن کہا جاتا تھا کل تک وہی اقبالہ سالار بھی ہے
 وہ جن کو میکروں سے نفرتیں ہیں انہیں بادہ کشی سے پیار بھی ہے
 مرے دل میں ہے جس جن جاناں نکلا ہوں میں قرار دار بھی ہے
 ہے جو دیوانہ گل کی شونخوں کا وہ دیوانہ بڑا ہشیار بھی ہے

مغرب جس کو مسلم گردنوں سے

ہیں ایسا کوئی فن کار بھی ہے

تری آنکھوں سے بول جائیں یا ترانہ بول جائیں
 کون سی ہے جس نے فانی سے جو کچھ بول لیا
 عشق میں بہاؤ نہ تھا مری تقدیر میں
 اُن سے کہہ دو میری بربادی کا عالم بھول جائیں
 یکے لینگے قید کے آداب بھی مینا د ہم
 پہلے آنادی کا وہ ٹھنڈا موسم بھول جائیں
 انھوں نے کون ڈھپا ہے تیرے لئے زندگی
 شرط ہے پہلے اگلی زلف سے گم بھول جائیں
 رعتوں کے لطف و اندکب میرا نہیں گے
 اپنا انداز نگہ بھاری اگر ہم بھول جائیں
 ایسی صورت میں کلاکوں فہم بنے ہر ذرا
 کون سا غم یاد رکھیں کون سا غم بھول جائیں
 کاش نقشہ ہر پریشانی میں وہ منتہی ہوئے
 سماں کی بے مانی ہر آخری دم بھول جائیں

قادی پٹی جیت

دل ہی اب غم سے ہے خوار خدا خیر کرے
 زندگی ہم کو ہے اک بار خدا خیر کرے
 آج دست ہیں سے خدا خیر کرے
 جام کھلے میں لگا تار خدا خیر کرے
 لیجئے میری دعاؤں نے بھی دم توڑ دیا
 کس قدر ہیں وہ جفا کار خدا خیر کرے
 قادی دیکھئے اس وقت ادا میں ان کی
 جب وہ کہتے ہیں لگا تار خدا خیر کرے

میرزا محمد تقی

میرزا محمد تقی

میرزا محمد تقی

اندھم جاتی ہے نگیں میرے خوابوں کی بہار
چند لمحے جو تری یاد میں سولیت ہوں
پاس غم مجھے ہے پاس ادب بھی غم کا
اشک گتے نہیں پلوں کو بگولیتا ہوں
صدف چشم سے آجاتا ہے باہر جو گہر
اپنے فرکان کے تاندن میں ہولیتا ہوں
میری کشتی میں مٹ آتا ہے ساحل کینچ کر
میں جو گرداب میں اپنے کو ڈبو لیتا ہوں
دل قیاب مرا پاتا ہے تسکین آخر
ان کی فرقت میں ذرا بے جا نہیں ہوں

اٹنی الفت میں مجھے ہونے لگی ہے آگہی
خود بخود کھٹنے لگے ہیں مجھ پر اسرار خودی
رع کھا کر تو نے اپنے دسے اٹھوایا نہیں
خیر سے کام آگئی کچھ تو مری دیوانگی
کتبت الفت سے دہن مشتالے کر کیا گئے
ہو گئی اپنے گلے کا بار پاس دے خودی
انتھائے پاس وحشت نے سکون دل دیا
اک پیغام دعا و غم تیری مجھ کو راحت کی گڑھی
آپ کی کیا بات ہے لے حضرت رہبر جدید
آپ کو اک مال میں بیکھا نہیں ہم نے کبھی

جو مجلس کیوں تھا رہی آگہیں ہم
یہ تو آخانہ ہے ف نے کا
رخ و غم میں بھی ہم نے تو اکثر
خواب دیکھا ہے مسکراتے کا
لوگ یکسر بدل گئے لیکن
دنک بدلا نہیں زمانے کا
تم ہونا شاد یہ ہنسیں منظور
شوق ہے حال دل ستانے کا
یاد ہے کچھ تھیں بھی لے عادل
اس نے وعدہ کیا تھا آنے کا

جلال و جمال

سید منظور انصاری

انجمن ملوی

میرزا محمد تقی

بڑھتا ہے شب غم مختصر موتی نہیں
بھر کے اندن کی دنیا میں سحر موتی نہیں
چہرہ کو بھی ہوتا اگر لالچہ سود و زیاں
ان کی محفل میں جنوں تیرن گذر ہوتی نہیں
زندگی کرتی ہے دانستہ گوارا ہر فریب
دستی جہت تک کسی کی ددہ سر ہوتی نہیں
ہے بہت آساں کسی کا ساغر دل دروہ
ترکی رسم درواہ کی جلاٹ مگر ہوتی نہیں
آئینہ بن کر نہ آجالتے اگر منظور ہم
اپنے جھولنے کی انھیں ہرگز خبر ہوتی نہیں

حیات افروز چشم یاد بھی ہے
سحر انجیز شعلہ بار بھی ہے
یہ سال بھی ہے اندر سجدہ ہار بھی ہے
محبت صلیح بھی پیکار بھی ہے
کس کی کیا فتح کو اب تم ہی کہہ دو
نمازی بھی ہے اور نیواری بھی ہے
نہ گھبرا اپنی پامالی پہ انجسم
بیاباں میں چھپا گھوڑا بھی ہے

یہ نوازش بھی تیری کیا کم ہے
میری جانب بھی نظر نہ ہوئی
ماہ کو دار سے جو بچنے لگی رہیں
موت بھی ان کی راہ پر نہ ہوئی
کیا بیاں کیجے شام غم کا حال
شام غم کی کبھی سحر نہ ہوئی
ان کے آنے کا ہوش تو ہے قوی
ان کے جانے کی کچھ خبر نہ ہوئی

بے شمار جہتے اور سکر امیشیں۔ دل گداز دومان، دھدا اور نفی

پدمنی پچیز مدراس

پیش کرتے ہیں

ہمد ڈیوسروانکر

بی آر پائلو

سینکے جے کشن

نئی۔ شیلندر اور حسرت

مکالے۔ اندر راج آنند



شمی کپور • مالا سنبھا
محمود • شجبا کھوسے
پران • من موہن کرشن
موہن چوہ • کود رند میر
الہاس • ممتاز بیگم اہ
ادم پرکاش

دل تیرا دیوانہ

کامیابی کی نئی تیانخ مرتب کر رہا ہے
گوپہ • ریگل • رٹز • ویسٹ اینڈ • لہستانی

راوہو شاہدہ - موہن چیتروک غازی آباد

اور یوپی کے دیگر گیارہ مقامات پر

جادی کردہ۔۔۔ راج شری پچیز۔ چاندنی چوک۔ دہلی

برگندہ پل ایم ۱۰ (نیرونی)

آٹومٹک گنر

(ایک ایک باقی شمار)

افراد :-

کیچہ برائن
بجرٹ ویل
کرنل یارڈلی
کرنل جہنر
کارپول ڈورسٹی
یقینیت گراس
کارپول جیکل

منظر :- ایک مدنی فوجی کیمپ میں یقینیت گراس کا کھیت لڈش کرنل یارڈلی کرنل جہنر اور بجرٹ ویل کیوں کی سماعت کر رہے ہیں۔ کرنل کی ایک جانب جہنر سر جھکے گریں میں بیٹھ ہے اور دوسری جانب کیچہ برائن پناہ میں بیٹھ کر ہلے۔ اسی طرف کارپول ڈورسٹی اپنے ایک بالہ کو گھٹنوں میں پیٹے بیٹھ ہے۔

کیچہ برائن :- کارپول میں اور یقینیت گراس سفید پہاڑی سے —

بجرٹ ویل :- دو بچے قہقہہ کرتے کرتے رگڑے کر رہے ہیں۔ یہ بھی دیکھو کہ کپٹن ۹ ٹیک فیک

کپٹن بلفن :- نام ۹ بھوکھو دے آتش —

بجرٹ ویل :- فبا ٹیک فیک نام ۹ کرنل یارڈلی اسٹوڈنٹی ٹیسی ہیک ۱۷ سال کا بھلا ہوا لڑکا کوٹ ہے ۱۰

بجرٹ ویل :- لیکن یہاں تک کہ ٹیک فیک نام گھٹے ضرور ہے —

کرنل یارڈلی :- اس کا کسانہ سے سو دمنے کہ — اس کا نام گراس ہے کیچہ !

کیچہ برائن :- یہ کہہ رہا تھا سر —

کرنل یارڈلی :- یہ کہا پاتے ہو جلدی ہو گا —

کیچہ بلفن :- (نزد مستعد نظروں سے گزرا) جو سنا میں لا

گرمیوں کی بوجھ پر خلی اور چشم ندن میں میرے چادر پہاڑ سہا جیت چوٹے نہ کیجئے کارپول ڈورسٹی کو بھی انداز میں گرمی چوٹ آئی ہے —

بجرٹ ویل :- (چپ چاپ دانا باز کوٹ کی جانب کر کے کھڑا ہو جاتا ہے)

بجرٹ ویل :- تمیں زیادہ تکلیف تو سینہ چن رہی کارپول ؟ —

کارپول ڈورسٹی :- (دانش کے ہنر میں اگر ٹپ سر اگ بازو ہلکے تو آ — ہ کہہ اٹھتا ہے)

کرنل جہنر :- تم جاؤ، تمیں نام کی ضرورت ہے

تھاری گراہی کپٹن ہی پیش کرے گا —

(کارپول ڈورسٹی کوٹ کو سیلوٹ کر کے چلا جاتا ہے)

بجرٹ ویل :- (کارپول سے متعلق) ڈوری سمارٹ بن ڈیڈ ! (کیچہ کی طرف منہ گھما کر) چنی

ماریٹ ہل سکورش روڈ میں کارپول کی شجاعت کا خاص ذکر کرنا —

کیچہ برائن :- میں سر کارپول کو تو موتی پر کا کہیں کا بیرو ہے۔ دانش ملی ایک میں اس نے اپنی

جان بخشی پر دیکھی ہوئی تھی۔ اس کی دھم دھم گویا نے کم انکم دشمن کے پاس بنا بیروں کے ہنر پر چید

لا چکے —

بجرٹ ویل :- اگر اس میں کوئی شک ہے

میں اور یقینیت گراس اپنے جوتوں کے ساتھ سفید پہاڑ سے بڑھتے ہوئے دشمن کو روکے کا حق کر رہے تھے

کرنل یارڈلی :- دشمن سفید پہاڑی سے آگے بڑھ رہا تھا و نام سفید پہاڑی پہنچے اور دشمن قہقہہ

فرق بڑھ رہا تھا و پناہ میں پیش کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے صاف خورے بنا دیے تھے۔ یہ کوئی سول کوٹ

نہیں ہے

کیچہ بلفن :- میں سر آئی ایم سدا سرا —

کرنل یارڈلی :- پرویڈ !

کیچہ برائن :- یہ سفید پہاڑی پر تھے اور دشمن کو روکے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہمارے بین گلوں سے

گرمیوں کی گریں پھٹ رہی تھیں اور دشمن کے سپاہی ڈھیر ہو رہے تھے —

بجرٹ ویل :- گڈ انگوٹ ! بھر کیا ہوا ؟ (ہاتھ کا ایک بکاش لے کر دھواں چھوڑتا ہے)

کرنل جہنر :- (نیزار) ہوا کیا تھا ویل —

آئی میں بجرٹ ویل — جو ہوا وہ تو نہیں معلوم ہوا ہے — قہقہہ کرتا ہوا کہ وہ یقینیت گراس کا کہہ

کرنل یارڈلی :- دشمن فریڈ اٹ اٹ، اے سول کوٹ رو فبا کیچہ برائن سے پراسیڈ —

یقینیت گراس اپنا جھکا ہوا سر اگڑا ہوا تھا کہ

ایک دھوکہ پڑا تھا کہ وہ (دیکھتے ہے)

کیچہ بلفن :- میں ہراسرا کہتے ہیں

تو پست میں دس پندرہ کی تعداد ہی کافی ہوگی۔
 کرنل یاد دہانی :- یہ جاننا نہیں میری پیشانی کی کپٹی
 کا ایک چمکا ہے۔
 کپٹن براؤن :- (خوش خوش) تنگیدو سر!
 (حقائق پر کھنٹ مارش کی کاندہ زانی کو بھول کر)
 دراصل قصہ یہ ہے کہ دشمن بد خبری میری ہم پر چڑھ
 آیا۔ دھکیلا کہ وہ تپے چروہوں کے پانڈل نہیں چرتے۔
 کرنل یاد دہانی :- تنگیدو کہتا ہے کہ پور
 پانڈل کے چکے ہوتے ہیں ساگر پور کھپاؤں نہ ہوں تو
 بے ہوش ہو جاتا کیسے پانڈل؟ (اس کے قہقہے گھبرا جاتے
 ہوتے دشمن کے پانڈل پر ہم کی طرف سے پھٹے گئے ہوں)
 نوجوان فوجیوں سے مجھے یہ خبر ہی شکاریہ ہے کہ وہ اپنی
 زبان سے متعلق سمجھتی احتیاطی نہیں برتتے۔
 کرنل جوتہ :- (بیراد) یہ وہ اسے ڈیم ٹو سکول
 ماسٹر اولڈ ٹین اے۔

کرنل یاد دہانی :- (چند) میرے فوج میں بھرتی
 ہونے سے پہلے میرے باپ کی یہ غومش تھی کہ میں سکول
 ماسٹری ہوں۔

کرنل جوتہ :- تمہارے باپ کا خیال درست تھا
 کرنل اتم سکول ماسٹری کے لئے بے حد موزوں رہتے۔
 کرنل یاد دہانی :- واٹ ڈیئر ٹین بائیس خطرتا
 ایک سپاہی ہوں۔

کرنل جوتہ :- ہاں! اے عازن! ایک اسکول ماسٹر
 تم نظر نہ لاتے ہو کرنل اور عادات بائیس کرتے ہو۔
 کپٹن براؤن :- ان کی قوم اپنی طرف مبدل
 رٹ کے لئے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ۔

(سیرت دہانی اسے بات سے چپ رہنے کا اشارہ
 کرتے ہوئے)
 کرنل یاد دہانی :- (بھوکا شاہ کرتے دیکھ کر)
 بھیا میرا یہی جلدی جلدی کام نہ لانا چاہئے۔
 (یقینیت گراس پور سرسنگ کی گھڑی گھڑی لگتا)

نکھڑے سے انہیں دیکھتے ہیں)
 کرنل جوتہ :- (یقینیت کی طرف دیکھ کر) کام کیا؟
 پھائی کا تو تم سب کو علم ہے ہی۔ خدا کو مزارات دہ
 قدر غم گدا۔
 میرے دیل :- نہیں کرنل۔ ہم قافوں کی مانگ کو
 نہ نہیں کر سکتے۔ خدا کو گویا باقا عہد کھٹ مارش کئے
 تیر۔

یقینیت گراس :- (خوفا پچھلے) میں خدا
 جنس ہوں۔ میں۔
 کرنل یاد دہانی :- (دنگا) شے اپ! ابھی تک
 تیرہ فیصد نہیں دیا کہ تم خدا نہیں چرتے۔
 کپٹن براؤن :- میں کہہ رہا تھا۔
 میری دیل :- اسے بھی کھری چکونا۔
 کپٹن براؤن :- (جلدی جلد) میں سر اس کی
 آٹھ کر سڈو سولہ منٹ پر دشمن دے پانڈل اچھا
 ہمارے مردوں پر آٹھ ہوا۔

(سیرت دہانی کپٹن براؤن کا بیان قہر کر کے دھکا دے
 کرنل یاد دہانی اپنا مقام قائم لیت ہے اور کرنل جوتہ جوتہ
 سے سرگٹ سگنا لیت ہے)

کپٹن جوتہ :- ہم صرف تو آدمی تھے اور دشمن کی
 تعداد ہم سے کم از کم تھی ہوگی۔ لیکن ہم مقابلہ کئے گئے ڈٹ
 گئے۔ ہمارے اور دشمن کے درمیان صرف دو سو یا۔
 زیادہ سے زیادہ ہوتے تین سو گز کا فاصلہ ہوگا۔
 میری دیل :- (دلچسپی کا رخ سے سر اٹھا کر)
 شیک شیک غاصہ تو گھنٹن۔

کرنل یاد دہانی :- خدا موزوں کہہ دے
 کپٹن براؤن :- ہم مبدل کے درمیان آٹھ گز
 آگ اور دشمن کے مابین تھے۔ ستر سو گز دور ہیں ہم نے
 نہ صرف دشمن کی پیش قدمی کو روک دیا بلکہ خود ان کی
 فوج بٹھانے لگے۔
 میری دیل :- (کھٹے کھٹے سر اٹھا کر)

بڑھنے کے۔ شاباش! اچھا پھر کیا ہوا؟
 کپٹن براؤن :- پھر یہ ہمارا سرکہ ہوا کھیرو
 کپٹن جوتہ کپٹن پانڈل :- ہمارے چار بیاد ہوا یہ سہ
 دیکھتے دیکھتے ہو گئے۔ ہمارے عقب سے ہوا کھیرو
 کا ایک تانتا پھوٹ پڑا تھا۔ گھڑی بھڑکے تو میں
 یہی سمجھا کہ دشمن نے ہمیں چھپے سے ہوا کھیرو
 اس سے پہلے کہ ہمارے پانڈل انکھڑاؤں میں بیکارگی
 خشک کیا۔ میں اپنی کپٹی کے ایک ایک پھیلا کر، ایک
 ایک آدمی کو بھرتی جاتا ہوں۔ آٹھیں بند ہو گئے
 تو مجھے پتہ چل جاتا کہ کپٹن پورس جوتہ کی آنکھیں
 متحرک ہیں۔

کرنل یاد دہانی :- میری گز! آخر پھر کیا ہوا؟
 کپٹن براؤن :- میں سر اس کی آواز سنی
 پھائی تھی۔ میں خشک کر! آخر اسے دیکھنے لگا تو مجھے
 یقینیت کہیں نظر نہ آیا۔

میری دیل :- بڑی دشمن اور خدا دوست
 ہمیشہ شہید کہ دلا کرتے ہیں۔

کپٹن براؤن :- تو سر اس کی میری گھڑی بھرتی
 نفروں نے یقینیت گراس کو پالیا تو ہمارا یہ خدا
 دوست کھم کھتا اپنی آٹھیں کھنک کھنک لائی ہمارے
 ساتھیوں کی میت کی طرف سے ہوتے تھا، وہ سب
 پیادے دشمن کی طرف سے تان کر کھڑے تھے اور
 ہمارے دوست ان کی پشت پر آگ پر ساہا تھا۔

میری دیل :- (یقینیت کی طرف تہہ بھری
 آنکھوں سے دیکھ کر) قوم فروش! بڑی! کیا؟
 یقینیت گراس :- (بڑی ہوش آواز میں)

آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں میری زندگی میں
 کرنل یاد دہانی (بہانہ تھکے) خشک! خشک!
 ستر سو پستول دیکھ کر کرنل عازن زبان لگا لگا
 یقینیت گراس :- آپ بے شک مجھے گولی سے
 اٹھائیں۔ مگر۔۔۔ میں جانتی تھی کہ دشمن نہیں۔

کرنی یاد دہی۔۔۔

یقیناً گراس۔۔۔ اس کے گریں سے وہ بڑی
میں سے جگہ سے ٹوٹے کا دھن کیا تھا۔ اس کے دھن
جب وہ بد بختی تو میں نے تھکے بیٹے کی قسم کھا کر
یقین دیا تھا کہ میں جگہ میں کام نہیں آؤں گا۔ میں
چاہتا ہوں کہ تمام آخراں کا بھرم بنانے، اس
سے آپ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ آپ میرے وجود کو ختم
کر دیجئے۔ لیکن ان کے دلیں بھیجا ہوا میری زندگی کا
خیال تو بے ضرر ہے۔

کرنی یاد دہی کچھ کچھ متاثر دکھائی دیتا ہے
کرنی جونز۔۔۔ چالاک آدمی ہیں بچے کچھ کر رہا
کاشکنا سنا چاہتا ہے کہ کرنی یاد دہی سے غفلت میں
چھوڑ کر کرنی اور کام نہ لے۔

کرنی یاد دہی۔۔۔ (گواہی غیر یقینی کا جملہ دی
کے اثر کو پہنچ کر یقیناً سے) بچہ بچہ
کام دشمن سے ہے کہ وہ ۹۔

یجرٹ دلی۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ دشمن کا جاسوس
ہے اور مرقع ملے ہی۔

کرنی یاد دہی۔۔۔ شہر و شہر میں نے اپنا سوالی
اس سے کیا ہے۔

کرنی جونز۔۔۔ تم واقعی سپاہی سے زیادہ مشکل نظر
ہو کر۔۔۔ جب تمیں جو اب کا حکم ہے تو سوال کیوں پوچھ
رہے ہو۔

کرنی یاد دہی۔۔۔ (پرتور یقیناً سے) میرے
سوال کا جواب دو کیا تم دشمن کے آدمی ہو ۹۔

یقیناً گراس۔۔۔ نہیں، میں خدا کا آدمی ہوں
کرنی جونز۔۔۔ (دشمن کو) بڑی ترقی و خدا کے
اس بند سے اب اپنا سوال پوچھو۔

کرنی یاد دہی۔۔۔ (یقیناً گراس کی آنکھوں
میں نمودار میرے سوال کا جواب دے) کیا تم دشمن
کے جاسوس ہو ۹۔

یقیناً گراس۔۔۔ (دشمن سے غریبی سے) نہیں ۹۔

کرنی یاد دہی۔۔۔ (بچہ کو) اگر کب تو میری طرف
میں کا نہ پوچھو کہ ساتھیوں کی طرف نہیں تھا ۹ تم نے۔
اپنے ساتھیوں کی جان کیوں ۹ کیوں ۹ جواب دو۔
یقیناً گراس۔۔۔ اگر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ لیکن
کرنی یاد دہی کی طرف بچہ میں غارتی سے کہہ کر سر جکا
جس کے اندر ہی جھپٹیاں ملے نکلتا ہے)

کرنی یاد دہی۔۔۔ چپ کیوں ہو تمہارا خاموشی
میں پتہ چلتا ہے کہ تم واقعی دشمن کے ساتھ غرضت ہو

تمیں مناسب حق کا انکار تھا۔ دشمن کے ہاتھ
میں سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی خدا ہا۔۔۔
کھا اہم راز دشمن کو بچا کر رہا ہے یہ کیا تھا ان کے
ہندو گروں کے لئے ان کا ساری قوم کو بچا دینا چاہتے
تھے ۹۔

کرنی جونز۔۔۔ سوئے کے ہندو گروں کیلئے کرنی
کرنی یاد دہی۔۔۔ (اپنے عقائد کی چھائی پر کان

یقین کرتے ہوئے نہایت غصیلے بیٹے میں) کار۔۔۔
قوم نو دش۔

یقیناً گراس۔۔۔ آؤ انھیں بابا آؤ
سے غریبی ہوئی) نہیں! نہیں! نہیں!

کرنی یاد دہی۔۔۔ تو میرے لئے اپنے ساتھیوں کی چٹا
بچے کی پلے اپنی کوئی کرکوں نہ آؤ اور ۹۔

یجرٹ دلی۔۔۔ اہا، جواب دو!

یقیناً گراس۔۔۔ آپ شاید میری بات کا
یقین نہ کریں۔ لیکن خود اس بات کی قسم، میں جھوٹ

نہیں ہوں گا۔

کرنی یاد دہی۔۔۔ ہلا! ۹۔

کرنی جونز۔۔۔ دیکھو ان سے جھوٹ دینے پر مجبور
کہہ رہے ۹۔

یجرٹ دلی۔۔۔ (یقیناً گراس) کہنا
وقت منقطع مت کرو۔

یقیناً گراس۔۔۔ اگر میری بات آپ کی ہے

آئی آپ کچھ قسم دے، میں غرضت نہ۔۔۔ شک نہ
کر شوق کر رہے) جب دشمن نے ہاتھ آہل دہی تو
میں کی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈھٹ گیا میری گولیوں
بسی موت موت ہوا تو کرنی دشمن کی صفوں میں بے تحاشہ
دوڑنے لگیں۔ ہلا مارا مارنے کے سوا کچھ کچھ نہیں رہا
رہا تھا اور میری درخواست۔۔۔ مارنے کی خواہش میری
میں سے دھماکے بن گئے برسی برسی تھی۔ برسی برسی کے
بہ حال ہو رہی تھی۔ دہشت موت شاید ہی خواہش
سے پیرا ہوتی ہے۔ (گنگ ہا کہے)

کرنی یاد دہی۔۔۔ میں اب دینا آؤ

یقیناً گراس۔۔۔ اسی دھماکے میں کچھ ہند
گروں کے خالص ہر دشمن کے ہاتھ ہاتھ نظر آئے جو میری

بائیں دھواں سے ہماری طرف بڑھ رہے تھے جس نے
جھٹ پئی تھی کا منہ کی طرف دھڑکا ہوا میرے دھچکے

دھچکے ان کی لاشیں نیچے ڈھک گئیں۔ اسی میری گولی
سے گولیوں کا دھواں خارج ہوا جس کا اسی مقام پر

میری شکل ایک سو گئی ہوئی لڑاں جھڑکی کچھ بچے ہم
گئی۔ وہاں میرا جرم باپ کا کڑا تھا! آپ یقین نہیں

کریں گے۔ لیکن دشمن کی مدد میں جو میں بڑھا تھا
جو پیرا جرم باپ قتله میں ملے میں آئی ۹۔

یجرٹ دلی۔۔۔ کیا تم میں ہاتھ کچھ ہو ۹۔ اس
بات کی طرف آؤ۔

کرنی یاد دہی۔۔۔ اہا، جو سوال تم سے پوچھا گیا ہے
اس کا جواب دو!

یقیناً گراس۔۔۔ (دشمن نے میں گولیوں کی آواز

پر کان دھتے ہوئے) میں سن رہی آئی۔ میں اپنے جرم
باپ کی شہید میرے اپنے دشمنوں کے خون کھٹکتا ہوں

(مدد کے نیچے سے کھٹک نکلتا کر) یہاں۔۔۔ اہ! اس
کی شکل میرے غم میں بڑھ چکی مانت میں گڑی ہوئی

ہے، میرا وہ بڑا چاہتی یقیناً میرا چاہتا ہے۔

آئینہ

دینہ : ڈیرہ نیا سرائی بہاول

تم مجھ سے پہلے کر عرصہ میں نواسل ایک بہاول
یہیں رہا، تیسرا معلوم یہ ہے کہ اپنا نیا سال میں سے
یہ شروع ہو گیا ہے۔ کہہ کر کالی گریوں کی چھٹیوں کے بعد
نئے سرے سے جوں میں ہی کھڑا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے
کہ کالی کھل گیا ہے اور سب دوست چھوڑ کر لی گئی ہیں
مگر تھانوی کی شدت سے محسوس کی جا رہا ہے، تھیں
سب دوست بہت یاد کر رہے ہیں۔ وہ تھا رانا کھٹیا
سے چھوڑ کر لڑکھانا، انھیں تھانوی کی کٹے کٹے طرح
طرح کی ترکیبیں کتاب کچھ یاد آ رہے۔ یاد آ کر تم
خود غلام پڑھائی چھوڑ کر نوکری پر چلے گئے۔ صرف ایک
سال کی کاپی کتاب تھی۔ ایک سال اندر پڑھ لیتے تو تھانوی
گھر میں گھون سا انقلاب آ جاتا۔

اس بار بھی مہیشی کی طرح بہت ہی حسین ڈر لیا
نے داخلہ لیا ہے۔ تم جو کتے تو خوب گزرتی۔ اپنا دل تو
ایک حسینہ پڑا گیا ہے۔ ظالم بہت خوبصورت ہے یاد
لیکن شکل تو یہ لگتی ہے کہ فی الحال آگ صرف اپنی
طرح ہی لگتی ہے کوئی ایسی ترکیب بنا دو کہ اندر بھی
آگ رہا رہے، تھانوی سے خط کا انتظار رہے گا

تھانوی۔ پر تاپ

دہلی۔ ۲۰ جون ۱۹۴۷ء

ڈیرہ پر تاپ!

تھانوی خط لایا۔ اسے یاد آ کر تو وہی دھوکے بدھو
بنا ہے۔ ایک لڑکی سے محبت کہنے کی ترکیب مجھ سے
بہتر ہے جو۔ یہ کیا میرے۔ انھیں اتنے دن رہنے
کے بعد بھی تم کچھ نہیں سکھ گئے۔ پر تاپ صاحب اپنے
پاس ایک ترکیب کیا ہزاروں ترکیبیں پڑھا ہیں۔ کچھ تو
سب ہی گھون دین۔ مگر ان سب کی ضرورت کیا ہے۔
فی الحال ایک ترکیب ہے ہی کام چل جائے گا۔ پہلے
تین گھنٹہ شروع کر کے کار طریقہ بناؤ۔ پھر اس پر

عمل شروع کر دو۔ سیکھنے کی دیاسے ملا رہا ہے گی
وہ تھانوی حسینہ انٹری میں آئی ہی ہو گی
تو میں تم چپ کر کے انٹری آئے کا انتظار کرتے
رہنا۔ جب وہ آ کر کسی پرائیمنٹ سے بیٹھ جائے
تو تم اپنے حق چھوڑ کر پرائیمنٹ کے آٹا پھینکا کر دو۔ اور
اس کے قریب جا کر کہو۔

وہ سنا بیٹھے گا کیا آپ کو یہاں کوئی بین غلام
نہا ہے، جواب نہیں میں سے گا۔ تم اور پرائیمنٹ پر کر
وہ انٹری سے نکل جاؤ۔ تھانوی دیر بعد میں آ کر کہیں
میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ میری یادداشت
درا کر مذکورہ میں سمجھا تھا کہ میں یہاں اپنا بیٹھ بیٹھ
کر چلا گیا۔ آپ کو خواہ مخواہ تکلیف دی۔ جو تیرہویں
دست کے پاس تھا۔ مجھے خود میں نے ہی دیا تھا۔
اس پر وہ مسکرت لگی، میں ان کے حکایت پر تھانوی
ساتھ دیں گے، تھانوی اس کا سب سے تم راستہ جس سے
نکل دیتے رہتے۔ اوہر بھی آگ بنا کر لگے ہی اطلاع دینا
تھانوی۔ دیر نہ

بھگور۔ ۲ اگست ۱۹۴۷ء

پیاری کو

تھانوی پڑھ۔ میں یہاں ابھی جوں میں تم توڑی ہی
چاہک جو۔ باتوں باتوں میں میرے دل کا ناز معلوم
کر لین چاہتی ہو۔ میں کیا بدھو ہوں جو تھانوی باتوں میں

آر تھیں سب کچھ بتا دوں گی۔ مگر کوئی بات مجھ کو
خبر نہ تھی۔ یہاں میں لگی تھی کہ کوئی بات چھپائی
ہے۔ یہ سیدھا طرح سے ہو چھپیں تو سب کچھ بتا دوں
اس کے لئے لکھنے پڑھنے کی کیا ضرورت تھی، ہاں! میں
میں انھیں دل دے بیٹھی ہوں۔ میرے ہی کالی کھٹیا
تھانوی میں پڑھتے ہیں۔ نام ہے پر تاپ، وہ بھی
مجھے بہت چاہتے ہیں۔ اگر دیکھنے چاہتی ہو تو آتی ہے
اجازت لے کر یہاں آ جاؤ۔ میں اب اجازت دوں
کالی کا وقت ہو رہا ہے اور وہ باہر کار میں بیٹھے ہوں
پر ان کے بلے جا رہے ہیں۔ آتی کو میسر نہیں کہیں۔
تھانوی۔ ۱۰

راجپور۔ ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء

بیٹا تو میرے غرضی رہو

آج تھانوی خط لایا۔ اسے یاد آ کر وہ دھوکے بدھو
مجھے تو تھانوی ہی لگتا رہتا ہے۔ تم وہاں کتنی محبت
اٹھا رہے ہو۔ یہاں سب کچھ ٹھیک ہے۔ تم اپنی
صحت کا خیال رکھو۔ مجھے اس لڑکی کی بہت چھٹا لگی
رہتی ہے۔ بیٹا لڑکی جب جوان ہو جاوے گی تو میں یہاں
پر ایک راجہ ہو جاتی ہے۔ میں تو کتنی ہوں کہ کوئی
اتھا سائے ہو کچھ کہ اس کے ہاتھ پیرے کہ وہ خواہ مخواہ
پڑ جائے رہے کیلئے نہ۔ کچھ کال دینا طلب ہے۔
تھانوی۔ ۱۱

پہلی - ۱۱ اگست ۱۹۵۰ء

پیر - ۱۲ اگست ۱۹۵۰ء

آپ کا ترہ: آپ کا خیال بالکل غلط ہے۔ آپ فخر مند ہر شان میں ہیں۔ زمانہ خلیفہ کو کیا ہمارا مطلب ہے نہیں کہ زمانہ سے ڈر کر ہمارے حور و قن کو قلعہ قلم دیں۔ زمانہ ہلکا ہے ماما جی۔ آپ کا زمانہ اب نہیں رہا۔ آپ کوئی چنگ نہ کریں۔ میں اچھے سے بر کی تھوٹ میں ہوں۔

آپ کا بیٹا - دیونند

پنجور - ۱۱ اگست ۱۹۵۰ء

نور دیونند

اچھا ہوں یا رہا تم تو بڑے استاد تھے۔ ترکیب کیا ہے کہ میں اپنی زندگی بھگتی۔ سدا ہوتا ہوں خدا گھنہ میں رہتا ہوں۔ گرم تو جلتے ہی ہو کہ جسک سے جوت ہوتا ہے تو کچھ ہوش یا نہیں رہتا۔ تم سے ایک اور بات چینی ہے یا وہ لڑکے سے محبت میں اس سے کہتے ہوں کہ ہم بچے سے شادی کریں تو اتفاقاً ہی نہیں کہتے ہیں کہ بچہ میں باکر اس کی آٹا سے ملے۔ اب پتا ہے سب کچھ کہے۔ کوئی کسی ترکیب بتاؤ کہ میں میرا کیا بات مان جائے۔

تھارا - پر تاپ

پہلی - ۱۱ اگست ۱۹۵۰ء

پر تاپ ٹور!

تم تو نہ لادو ہر بار! تھارے ہاتھ سے آنا چھوڑی جاتا۔ اگر جوت کرنی ہو تو پہلے اس کے ناؤ پر چھوڑنا چاہئے۔ تم سے سمجھاؤ کہ اگر تم اس کی ماما سے ملو گے تو قیامت توڑ ہوگی۔ وہ تھارا کو آنا چاہتا ہے کہ وہ اس کے لئے بہت دقتیں لگے گا۔ یہ کہ نہ بچے سے سولی پیر کر میں۔ اگلے چل کر نہ دقتوں سے ہر جہاں کا۔ یہاں جو کچھ دقتیا کہے گا خاص۔ تم سے ایک شکایت ہے۔ تم بچے سے صوفی وقت

خط لکھتے ہیں۔ یہ تھارا کی غرض ہے۔ اس لئے

خیال رہے - تھارا - دیونند

پنجور - ۱۱ اگست ۱۹۵۰ء

پیارے دیو!

بہت دن ہو گئے۔ جیسے کہ ایک کھلا ہے۔ میں نے تمہیں کوئی خط نہیں لکھا اور تم نے بھی مجھے ایک نام بھلا دیا۔ کیا ہمارا ساتھ صرف کالنگ کی تھا۔ اچھے یا تھارے بغیر تو اب کالنگ تو بھلا بھلا سا لکھتے تھے۔ کیا کی پر دقتیں ہی محسوس کر رہے ہیں۔

آج تمہیں ایک ترہ وار بات بتاؤں۔ وہ اپنا پتا ہے۔ نا۔ وہ بھی کالنگ کی محبت کرنے لگے۔ تم سے کہتے ہیں کہ تم جانتے۔ لڑکی کا میت خوب دوست ہے۔ مجھے تو قہر ہو رہا ہے کہ یہ حق پر تاپ اس لڑکی کو کیسے بھالیا۔ مغل میں بہت کڑی چمن رہی ہے مجھے تو میں اس لکھتے کہ آج کل میں سولہ چھوڑنے کی تھا۔ نا۔ چاویہ

پنجور - ۱۱ ستمبر ۱۹۵۰ء

پیارے کو!

آج تمہیں خط لکھتے ہوئے مجھے بہت مسرت ہوئی ہے۔ خط پڑھ کر تم بھی خوش ہو جاؤ گی۔ بات یہ ہے کہ میں اب پر تاپ آٹھ دن بعد میں صوفی سے ملنے دو گندو جاسے ہیں۔ تم حیرت میں پڑ گئی ہو گی کہ اچانک یہ پتلا کیا۔ اسی لڑکی! ہم دونوں نے کئی سال میرا کر لیا ہے۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ شادی تھارے بغیر ہو گئی۔ کیسے کیا کہوں مجھ کی تھی۔

تھارا - نا۔

راجپوت - ۱۱ ستمبر ۱۹۵۰ء

پیارے دیو!

اس پر کو تار سمجھاؤ۔ جلد چلے آؤ۔ یہاں ہمارا موت ہوئی ہے۔ اپنی بہن کے کمرے میں تو گئے تو سر پر کڑا کر ہوا گئے میں۔ تم سے پہلے ہی کہہ چکا کہ لڑکی

موت ہو گئی ہے۔ اگلے چھ ماہ شیک نہیں ہوئے۔ لڑکی بات چیتی تو شیک تھا۔ لڑکی کو جان لڑکی دوسرے شوہن کا کہہ رہا تھا کہ شیک نہ ہو سکتی۔ نا کی سہیلی کلا اس کا خط لے کر آئی ہے۔ میں نے لکھا ہے کہ اس نے کسی پر تاپ اپنی لڑکی سے سولی پیر کر لیا ہے۔ اب بھی صوفی منہ جا رہی ہے۔ تم بھی صوفی جی ہو کہ جلد چلے آؤ۔ تھارا نا

پہلی - ۱۱ اگست ۱۹۵۰ء

میں کے چاند نہ دھارنا۔ چاند کے پیش نظر اب بھارت کی نئی حالات کا سامنا ہے۔ انہیں حالات میں آج رہنا نا کوئی فیرت اور کئی مٹاؤ کے سوسر خلا ہے۔ جب تک جدی سرزمین کا ایک اپنے ہی عالم جینیوں کے قبضہ میں ہے شیرازہ تک ہم پر حرام ہے۔ چنانچہ بادل خزاں سے افتاد و جوت اپنی اچھا تھی کیا جا رہا ہے۔ صورت حال اصلاح پذیر ہونے کے ساتھ ہی شہد شہنشاہ میں جوت آج کل ہر نفس پر دقت شائع کیا جاتا ہے

آئیے ہم سب مل کر کاف صوبہ جینیوں کو اپنی پاک سرزمین سے نالنے کے لئے کوئی دقت فرمادے۔ نہیں کریں گے۔ رشتہ اور خدائی ہماری ہوگی اس لئے کہ ہم حق پر ہیں۔ ہر کسی کی تائیں بھی نیکی پر خالی کی ہیں نہ آسکیں گی۔

دفتر شہد و ظہیم میں اکثر و بیشتر منت پر جہاں کرنے کے خطوط آتے رہتے ہیں اور ہم انہیں اس کی مناسب جگہ میں رکھ کر لڑکی کی نذر کر دیتے ہیں۔ کچھ دنوں سے یہ عیاری عام ہو گئی ہے۔ جوت ہے کہ ہاں سرگزشت چلے اور سینما پر قریب ہے وہ پتہ معلوم صرف کر سکتے ہیں مگر ساری کو مفت پر خزانہ خفا بنا چکے ہیں۔ اندازہ کر م آئے اس قسم کے خطوط کو نذر فرمائیے۔ ادارہ ایسی فرمائش کی قبول سے مستور ہے

راجپوت

اپنا فرض پہچانئے ملک کی خدمت کیجئے سیونگز والینٹیرس

آپ زندگی کے کسی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں کوئی کام کرتے ہوں آپ سینگرز والینٹیرس کو موجودہ بھارتی حالات میں ملک کی دفاعی فرائض کو سمجھ کر سکتے ہیں ملک کی حفاظت کے لئے بہترین کی فوری ضرورت ہے لہذا بھارتیوں کو اکٹھا کرنا احمد آباد کو متعلقہ محب وطنوں کے عزم کا واضح ترین اظہار ہے۔ ہر شہر، ہر گاؤں میں لوگ پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بچت کرنے اور روپیہ قومی بچت بینکوں میں لگانے پر آمادہ ہیں۔ باقاعدگی سے بچت کرنے کے کام میں آپ ان کی مدد دہ نائی کر سکتے ہیں۔

آپ سینگرز والینٹیرس کیسے بن سکتے ہیں ؟

اگر آپ کی عمر چھ ماہ سے زیادہ ہے تو سرکار آپ کو قومی بچت بینک میں عزم کا روپیہ جمع کرانے کا اختیار دے گی۔ باقاعدہ بینکس کے لئے آپ اپنے علاقے کے تحصیلدار / کلکٹر کو فوراً درخواست دیں۔ رسمیات کی تکمیل پر آپ کو ایک معاہدہ پر دستخط کرنے ہوں گے

نیشنل ڈیفنس سرفیکلیٹوں
ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ سرفیکلیٹوں
انویٹیو سرفیکلیٹوں

جس روپیہ لگانے کے لئے آپ کو اپنے دوستوں، بھائیوں اور دوسروں سے روپیہ حاصل کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر وی جانیں گی۔

بچے، نیشنل ڈیفنس سرفیکلیٹوں پر آپ کو کمیشن ملے گی
نیشنل ڈیفنس سرفیکلیٹوں کی بکری پر ۱۰ فی صد اور انویٹیو سرفیکلیٹوں پر ۵ فی صد
ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ سرفیکلیٹوں کی بکری پر ۱۰ فی صد

اگرچہ بچت کمیشن کے طور پر ملنے والا روپیہ آپ قومی دفاعی فنڈ میں جمع کر سکتے ہیں اگر آپ بکیشن کام کرنا چاہتے ہیں تو براہ کرم کلکٹر کو اس امر سے آگاہ کریں۔

آپ سینگرز والینٹیرس کو بھی نیک کام سرانجام دیں گے، آپ ملک کی حفاظت اور بھارت کے رہنماؤں کو براہ کرم کیلئے نئی بچت لائیں گے، بکیشن کی رقم سے قومی دفاعی فنڈ میں اضافہ ہوگا۔ آپ بچت کی حالت کو براہ کرم ادارے اور بکیشن کوٹھنے سے مدد کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔

بھارت کی دفاعی طاقت کو بڑھانے
قومی بچت آرگنائزیشن

میں طوائف نہیں تھی

۱۔ قلم کے اٹھ چکے تھے۔ جس شانگ دم
 میں شکستہ قادی کے مادی مسرور کا ساتھ
 کر رہا تھا۔ کس کے ہاتھ کی آہٹ نے مجھے چمکا دیا۔
 پتہ نہ تھا تو چہرہ مشکرا ہوا پریشان کئے ہوئے سیدہ
 میرے کو میں کھڑی تھی۔ وہ میرے چین کی ساقی تھی
 میرے دل پہ میں خواہش کی تعمیر تھی۔ بیروا کائنات میری
 زندگی تھی۔ مغرب ہی اس کی شادیاں میرے ساتھ
 ہونے والی تھی۔ میں نے سیدہ سے کہا کیا بات ہے
 تم کو؟ پریشان نظر آ رہی ہو۔ "آئی جان کی طبیعت بہت
 زیادہ خواہش ہے۔" سیدہ نے وہی آواز میں کہا۔
 میں نے جلدی سے جوتے پہنے اور اس کے ساتھ چلیا
 اس کا مکان نہ وہ دور نہیں تھا۔ ہم چند ہی منٹ میں
 وہاں پہنچ گئے۔ مگر قہقہے سے ہمارے پیچھے سے بیشتر
 ہی عزت و دنیا کے مراے رخصت ہو چکی تھیں۔ اس کے
 بے انداز جسم کے دلچسپ سیدہ نے زور کی بجائی دلا دیا
 انہیں ہر گھڑی اس کی کیا کسی کڑوس ہڈی کی جوتیں
 بجا رہی تھیں۔ سیدہ کہتی رہی یہ ہوش ہو گئی
 میں نے ڈاکٹر کو فون کیا۔ فون کرنے کے بعد گھر
 کی عورتوں سے کہا کہ آپ سیدہ کو سمجھائیے۔ میں رشید
 کہنے لگا کہ میں۔ رشید سیدہ کا بھائی تھا۔ مگر غلط
 سمجھنے لگے تھے غلط فہمی سے پیدا تھا۔ اسے غلط فہمی
 پر گھٹنے میں دھتور کے ساتھ سراہ لیا مگر باہر کا شریک
 تھا۔
 اس کے والد مرحوم کا کافی جائیداد چھوڑ گئے تھے
 لیکن اس کے بچہ شکستہ معلوم تھے۔ میں اس کی تلاش
 میں لگا دیا۔ میری تلاش میں میں پہنچا۔ میری نظر
 ایک حضرت پر پڑی جو بیٹھے بیٹھے کام لگا رہے تھے۔
 وہ تو بچہ کے دوستوں سے تھے۔ یہ میری اس سے معلوم
 کیا گیا آپ بتا سکتے ہیں اس وقت شیر صاحب کہاں
 رہا جس کے دور طوالت سنہ ہمارے کہ اسے ان کا کیا پوچھتے
 ہم کو کہ وہاں چلا آ کر کہنے کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

میرا نے اچھے پوچھا یہ جہاں آ کر آ کر تھا کہ عرب؟
 وہ دیکھ وہ جو جڑی پڑی تھی نظر آ رہی ہے اس
 کے قریب ہی جہاں آ کر آ کر تھا ہے "ایک طرف اٹھ کا
 اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں اس سے رخصت ہو کر پڑی
 کے قریب کوٹھے پر چڑھ گیا۔ زینت کے کہنے کے بعد جب
 میں کوٹھے کے دروازے پر پہنچا۔ کوئی کہہ رہا تھا میں
 یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ "یہ آواز رشتہ کی تھی۔
 میں کوٹھے کے دروازے پر کھڑی ہوئی چمن کے قریب ٹھہر گیا
 چمن بہت ہی حسین تھی۔ میں نے دیکھا ایک زمر لڑکی
 نیلے رنگ کی پشت کیپ پہنے ہوئے جس پر بناؤں کا نقاشی
 کام تھا بیٹھیں ہوئی تھی گئے ہیں میریوں کا ہار تھا۔ جو
 آٹ بج رہی ہیں اس کے رنگ کا مقابلہ کر رہا تھا۔ اس کے
 ہونٹ جو گلاب کی پتھوں کی طرح سرخ اور نازک تھے
 ایک زبردست قہقہہ نظر آ رہا ہے تھے۔ اس کے ہوش بہانہ
 کا چمک دک اس کا کچھ کی میری عقل پر لڑتی تھی۔ وہ
 مست نظروں سے رشید کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی
 ۲۔ میں کہتی ہوں آپ یہاں آیا کیسے ہے مگر شریفین
 کے قادی نہیں ہے۔ یہاں نہ آپ کیوں اپنی زندگی گزار
 تباہ کرتے ہوئے ہیں؟

اس کے منہ سے نکلے ہوئے ان نصیحت پر میری جوتوں
 نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا
 طوالت وہ نصیحت۔ یہ حقیقت ہے یا طوالت جو حق و
 صاف ہو رہا تھا۔ اس نے میں نے کہا۔ "میں اندازہ اسکا

ہوں؟ " ۱۔
 وہ کون صاحب ہیں، تشریف لے کر تشریف لے چکا ہے
 اس لڑکی نے کہا۔
 میں اندر داخل ہو گیا۔ مجھے دیکھ کر رشید کے
 ہوش اڑ گئے۔ وہ گھبراہٹ میں صوف آٹا کہہ سکا۔
 "بھیا آخر آپ اب یہاں؟"
 میں نے رشید کو ایک طرف لے جا کر سناٹا اٹھ دیا
 واقعہ سننے پر رشید کو کٹھن سے باہر نکال دیا۔
 رشید کے ہوا تک پہنچے جانے سے جہاں آ کر حیرت
 ہوئی۔ وہ مجھ سے کہنے لگی کیا بات ہے یہ وہ شب بد میں
 یہاں سے کیوں چلے گئے۔ میں نے کہا میں ہیر تھیں
 بتاؤں گا۔ پہلے تم بیٹا اور نصیحت تم رشید کو کہہ رہی
 تھیں کیا کوئی اور طوائف بھی اپنے گاہکوں سے یہی
 نصیحت کرتی ہے؟ " ۲۔

"جی نہیں! جہاں آ کر آئے کہا
 "میں نے کہا "پھر کب کس نے....."
 میری بات کو سمجھتے ہوئے جہاں آئے کہا "وہ اس
 نے کہ میرا گھر میں ہی ایک شریفین خانہ کدو کا فون ہے"
 میں نے کہا "تم اندر شریفین؟ یہ کیا سمجھتے؟"
 جہاں آ کر آئے کہا "آج کے قریب چار سال پیشتر
 وہ اس وقت کی بات ہے جب میں میری گھر میں پڑھ رہی تھی
 یونانی سکول میں میری کی سہیلیاں تھیں مگر میری
 سب سے عزیز سہیلی رخصت نام کی لڑکی تھی۔

طرحی مشاعرہ منبر

مصرع طرح
کیا کرے گا اگر حسرت نہ ہوئی

فول کے ساتھ تو کفن افانی مشاعرہ اس کے مقابل
ہمارے آنے کے ٹیٹ حسرت اور اسال فراموش

ممبران شاہی ہندو
حضرات
مولانا آبرہہ حسن گنویس
شفاعہ گوایا اسی

آنکھ اپنی سیرک شکوہ آبادی

کوئی نہ سیر کا کر نہ ہوئی
اب کہاں سے ہی زندگی لادوں
چھوڑ کر مجھ کو ہر گھر رخصت
وہ دل ساتھ لے کے جاتا ہوں
میں نظر سے نظر نہ لے لے
اسی متاقل پہ جان جاتی ہے
مات متاقل سے مشورہ نازک
بشرعیت اللہ وحشی جبل پوری

ہر کی جیسے وہ نظر نہ ہوئی
دل میں جس دن سے وہ نظر آنے
پیر کا ٹیپا جل کے رہ جاتی
اُن کے ٹوٹے سین کی تنویر
کیوں وہ پردے سے آگے باہر
اُس کا کہ مقام جنت ہے
تھم سے لے لے وہ آگے اے وحشی
ماتنہ خازن کا پوری

شاہ امید بادر نہ ہوئی
تو میں طوفان کے آگے کشتی
چاند تارے گج کے ڈوب چکے
طن بہر حیا جبرائیل
بات میں بات ہو گیا پیدا
جھپٹیاں چھائیں گستاخ پر

مے کے پیچے سے فائدہ کا دفت
شکل نہ دی اگر نہ ہوئی

خود غمت پوری

تابش جود ہی ادھر نہ ہوئی
غم درماں نے ہم کو تھیر لیا
دن بھی نکلا تو غمیں نہ گھٹیں
کیسے گزریں گے زیت کے لے
غم جہاں سے پیدا حکم ستا
سیکھنے ہم سے ضبط کے آداب
غم کا پانی تو سر سے اونچا ہے
ڈاکٹر ستین بریدی

آہ جنت کش اثر نہ ہوئی
خون دل سے جو آنکھ تر نہ ہوئی
کردیں لاکھ عشق نے بدلیں
آرزو کا مال کیا ہوگا
پڑ گیا جس پہ کر دیا برباد
راہِ رومدار فاش کیوں جوتا
عروئے ہی کٹ گئی قہیں
شمت علی اردی پختہ پوری

زندگی تو ہوئی مگر نہ ہوئی
بشرع تنقید ہم پہ کرتا رہا
کر کے برباد وہ چلے بھی گئے
جب سے اُس رہیں کو دکھیا ہے
دل میں اک آگ ہی بھڑکتی ہے
جس نے بھی عشق سے گریز کیا

میں وہ غفلت کی رات ہوئی اے دوست
جس کی کوئی کبھی حسرت نہ ہوئی

(انعام سے مستثنیٰ)
روشنی یہ ہمارے گھر نہ ہوا
خُطفت مَن کی جب نظر نہ ہوا
رات فرقت کی محض نہ ہوا
اُن کی چشم کرم اگر نہ ہوا
زندگی پیش میں بسر نہ ہوا
دل ہوا خون آنکھ نہ ہوا
اس کو چھوڑ کر آنکھ تر نہ ہوں

شاہ امید بادر نہ ہوئی
وہ محبت میں مست نہ ہوا
شاہ حسرت کی عمر سحر نہ ہوا
آہ دل بھی جو کا گر نہ ہوا
اک قیامت ہوئی نظر نہ ہوں
یہ خودی اپنی پردہ ور نہ ہوا
زندگی میں سے بسر نہ ہوں

اُن کے در پہ اگر بسر نہ ہوا
ہی فخرش کی کچھ غیر نہ ہوا
اور مجھ کو کوئی خبر نہ ہوا
چاند کی سمت بھی نظر نہ ہوا
ایک آفت ہوئی نظر نہ ہوا
زندگی اُس کی مست نہ ہوا

شہادتِ بی بی

ہم کو کسی حسرت نہ ہوئی
وہ دل کی انہیں خبر نہ ہوئی
پھل باو خزاں سے مرجھانے
آٹھ پانچ بھی کیا لڑائی تھی
اشک بہتے رہے جہاں میں
عشق سے حسن بنا کے یہ محال
مگر مجھ مضطرب رہا شہرت
نظر رکھا

میراں جب تری نظر نہ ہوئی
چین کی جستجو رہی لیکن
صدق دل سے جو مانگ لیام نے
جس نظر میں بھروسہ تھا
یوں ہے مفرد عشرت شب پر
کیا بلا ہے عشق اے نظر
خیر احمد بھی ادبھار دیا

ہم سے کچھ شرع چشم تر نہ ہوئی
اٹ کے غم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا
اپنے سینے ٹھکانے چاک کئے
چاند تاروں کے پے چنے والے
انقلاب آئے زندگی میں بہت
جو تک ڈالا دلوں کے خیموں کو
ہر پریشانی آگے آگے
نشاد علی گوہر کو لیا

میرے غم کی انہیں خبر نہ ہوئی
رشتش لاکھ کیس بگر نہ ہوئی
غم کی چوٹیوں سے آٹھ تر نہ ہوئی
دہری کیا گزرتی مجھ پر
یہ گلا ہے ترسہ زمانے میں
سے اندھیروں سے بھاگنے والے
دوستہ قریہ کرتے کیا گوہر

سربش کائنات میں یافتی

شکر آرام چاہے گر نہ ہوئی
تارے آٹھ آٹھ کے دیکھنے والے
انک کو لیس پہلی بار دیکھا تھا
مجھ کو اس آہ کا سہارا بنے
جس نے ایسی ہیامات دیکھی ہے
شب میں ہی ڈر کچھ لاتا ہے
خلد کہتے ہیں جس کو سب کمال
اعلافت الضادی سلطان پوری

زندگی اس کی معتبر نہ ہوئی
کیا کہے گا اگر سحر نہ ہوئی
اور اگر یہ بھی معتبر نہ ہوئی
رات ایسی کوئی بسر نہ ہوئی
اور گیتا تھے خبر نہ ہوئی
جب دوا کئی کاگر نہ ہوئی
زندگی اپنی معتبر نہ ہوئی

زندگی اپنی معتبر نہ ہوئی
چین سے زندگی بسر نہ ہوئی
یاقتی وہ جلوہ گر نہ ہوئی
کیا کہے گا اگر سحر نہ ہوئی
سر سے گوری مگر خبر نہ ہوئی
کب ہمیں غم بال دپر نہ ہوئی
غم سے لڑت جو غم نہ ہوئی

رات کالی مگر سحر نہ ہوئی
میری اردو محض نہ ہوئی
میر غزنی مگر سحر نہ ہوئی
دشمنی جن کا معتبر نہ ہوئی
دشمنی میرا ہم سفر نہ ہوئی
زندگی صوفیہ نہ گزرنے ہوئی

کون تدبیر کارگر نہ ہوئی
لکھنای میری ہم سفر نہ ہوئی
بھر کی رات محض نہ ہوئی
آن سے کیا دوستی کی برائید
وہ بھی تلک رات بھی تابک
خکر ہے جہد لی گئی خیر

قالب انصاری چل پوری

میں بگڑ آپ کی نظر نہ ہوئی
میرے مرنے پہ ڈال کر پردے
جب سے مجھ کو بنا یا اپنا
تیری موجودگی بھی کیا تھی
تاکہ مجھ کو سرور ہے نہ پر
تم پہ مگر ہی تم کو پانا ہے
صدیق شہنشاہِ شکوہ آبادی

جب تک ان کی نظر ادھر نہ ہوئی
ان کی نظروں سے کیا لڑیں نظریں
اور باتیں ہوئی اشاروں میں
ان کے لبہ پہ چٹائی بکری می
دادی حلق کا سمنہ تو ہے
چشم کے گون کا یہ فوں قبینم
حکیم صبا باقی حقیق پوری

آہ میری جو با اثر نہ ہوئی
وہی دیوانی کا کیا حاصل
مضطرب وہ بھی آج ہی اے دل
یہ بھی امیدوار تھا سانی
بجرا کی رات ہے جب اے دل
جس کے فم میں تھم ہوں بے چین
مجتہدانی عظیم دینو فرجست

چین کو اس نے نظر نہ ہوئی
ان کی رفت میں مجھ پہ کیا گزری
ایک ان کی نگاہِ لعل کبھی
وہ مجھ کو جو ہوئے غاموش
خبر مجھ مرنے والوں کو
رگنی جاگ جاگ کر میں شہیم
آوازِ بانو

ہم اسی زندگی پہ مرنے والے
چمکے ایک آہ کی تھی مجھ کو

در حقیقت وہاں سحر نہ ہوئی
کدو کدو! میں خبر نہ ہوئی
زندگی پر سکون بسر نہ ہوئی
آج موت چھوٹے نہ ہوئی
یوں عبادت ہی عمر بسر نہ ہوئی
یہ خبر مجھ کو پیشتر نہ ہوئی
جو ہماری طرف نظر نہ ہوئی
بڑھ گئی بات مختصر نہ ہوئی
گفتگو اصل بات پر نہ ہوئی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوئی
کاٹے پھٹتے رہے خبر نہ ہوئی
وہ بلایا کئے خبر نہ ہوئی

دل کی ان کو کوئی خبر نہ ہوئی
قتل کی جگہ راسخ نہ ہوئی
شکر ہے آہ بے اثر نہ ہوئی
لعل کی مجھ پہ کیوں نظر نہ ہوئی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوئی
دلے قوت اُسے خبر نہ ہوئی

کہ وہاں شیر نہ ہوئی
نہ ہوئی یہ اسٹیں خبر نہ ہوئی
میرے حال تباہ پر نہ ہوئی
پھر کوئی بات رات بسر نہ ہوئی
کبھی مرنے سے پیشتر نہ ہوئی
جب شبِ بھر غصہ نہ ہوئی

جو بھی چین سے بسر نہ ہوئی
وہ بھی منت کش اثر نہ ہوئی

دستِ شام قسم معا لاکھ
ان کا وہ تھا مقبرہ یکن
سارے عالم سے باخبر تھے ہم
جس کو عرفان نہ ہو سکا حق کا
نبیم الخیر صادقِ گیلادی

تاکہ کوشش کے باوجود ان سے
دل میں حبِ مدد اٹھا اوردے ہم
شقِ جدی رہی تصور کی
اس کی رحمت نہ ہو طول کہیں
عروفت تھی کیا سبک رفتار
حسن تھا اس قدس میں صداقت
انجیلِ نوحِ مایکھادی

عمر گزری بہادریں وہ کر
تجھ سے بڑے کی آرزو تھی مگر
داستانِ الم سب نے
جو نظر ڈھکی نظر سے تری
جب دنیا پہ تھی نظر اپنی
کل جو کرنا ہے آج کر لے قیچ
محمد امین شہر سلطان پوری

ان کا چشم کیم ادھر نہ ہوئی
کون تدبیر کارگر نہ ہوئی
جنگِ کرات کاٹنے والے
کو گیا وہ رو بہ جنت ہیں
طولِ قوتی شبِ الم یکن
مددِ انگیز شعر کہتے شہر
محمد جاس ریلازدی

قوتِ مثلِ پردہ در نہ ہوئی
کاتھ یوں کے فم کی گھڑیاں بکی
کنا شب کا ہے کوئی آساں
رہے بیتاب بھر کے مارے
چشمِ محمد کا ہے تیری کرم

سلا سلا تک سحر نہ ہوئی
زندگی اپنی مقبرہ نہ ہوئی
اپنے بدلے میں کچھ خبر نہ ہوئی
وہ نظرِ عمرِ سحر نہ ہوئی

نہ ہوئی کوئی بات پر نہ ہوئی
بے سبب اپنی آنکھ نہ ہوئی
شکلِ جب تک وہ جود نہ ہوئی
یہ خطا ہے خطا اگر نہ ہوئی
کب گئی مجھ کو یہ خبر نہ ہوئی
اس کی تعریف مختصر نہ ہوئی

زندگی چہر بھی بد نہ ہوئی
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی
آنکھ یکن کس کی تر نہ ہوئی
آج تک پھر ادھر ادھر نہ ہوئی
اپنے ہی جب پہ نظر نہ ہوئی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوئی

شامِ فم کی کبھی سحر نہ ہوئی
زندگی میں سے بسر نہ ہوئی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوئی
جستہ جس کی رابسر نہ ہوئی
عمرِ سحر اپنی مختصر نہ ہوئی
بات نہ کیا جو با اثر نہ ہوئی

داستانِ فم کی مختصر نہ ہوئی
ہمزہ زندگی اگر نہ ہوئی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوئی
تاکہ تڑپے مگر سحر نہ ہوئی
میری نیتِ ادھر ادھر نہ ہوئی

فہم باب

شاہ شہید بارود نہ ہوں
شام آدم کن گئی
سایہ صبیحہ الم ترستی مجھ میں
سب کی آنکھوں کے آنکھ سوکے گئے
دینے والے نے کیا دیا نہ فکیر
سیر الدیہ کمال لکھتے

منزل آگہی لی نہ مجھے
کشش شوق نامت نامی رہی
زندگی ہے صدف کا مجھ پر
راز کا نام دے دیا اس کو
یہ کمال اس منہا کا ہے کمال
ادری شاہ دارفی اور کلکوی

مجھ پر جب تک تری نظر نہ ہوئی
سامنے ہوں تو ان کا جود تھا
دل کا بلاش چراغ کریں گے
جس نے ماہ و فانی جان نہ دی
ہوچیں سکتے سرپردہ آور
قرمشہ

لم عا اور پھر کبھی نہ گیا
اس نے نظریں ملا کے غص میں
کب نہ آئی مجھے تعاری یاد
شام غم کی تری دل مفسر
دل جگر دلوں ہو گئے مجھ پر
سین کلکوی

مجھ سے نفرت تو عمر بھر نہ ہوئی
چار آن سے منہا ہوتے ہی
میری ہستی پہ چھا گئی ظلمت
دیئے داد صبیحہ غم کی مرے

عمر غم میں اگر بسر نہ ہوئی
صبح آرام جود مگر نہ ہوئی
دو بھی دھڑکوں مگر نہ ہوئی
خفک کیوں میری چشم تر نہ ہوئی
ملین خواہش بشر نہ ہوئی

بے پردی تو جو راہبر نہ ہوئی
نہ ہوئی چشم ناز اور درد ہوئی
جو کبھی اک طرح بسر نہ ہوئی
دل کی جو بات شہر نہ ہوئی
بے خبر ہو کے بھی خبر نہ ہوئی

خود میں کیا ہوں مجھے خبر نہ ہوئی
چار بن سے مگر نگر نہ ہوئی
ماہ میں روشنی اگر نہ ہوئی
بندگی اس کی سبب نہ ہوئی
تم میں انیت اگر نہ ہوئی

شام آئی مگر سحر نہ ہوئی
لے لیا دل مجھے خبر نہ ہوئی
کب دی آٹھ غم سے تر نہ ہوئی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوئی
ایک کو ایک کی خبر نہ ہوئی

آپ ہی کی نظر اور نہ ہوئی
دل لگا اور کچھ خبر نہ ہوئی
تیری صورت جو جود گرد ہوئی
شدت غم سے آٹھ تر نہ ہوئی

طیغ تسلیم صدف

خونہ ساقی تری نظر نہ ہوئی
غلت شب سے تو پریشاں رہے
ہم ساتھ رہے وہ سنتے رہے
دے اور کے سامنے ان کے
طیغ یاس میں تسلیم اب تک
مرد صابر ساحل جیلوری

ان کے اطاعت کی نظر نہ ہوئی
اچھی نیند سننے والے کو
کیلا وہ پردے سے آگے باہر
غلاب میں ایک بار آنے تھے
بجرافت میں اس طرح دوبا
مشاق احمد شتاق جل پوری

شام غم کی مرے سحر نہ ہوئی
فرق جو جانے کی کشتی زلیست
بھول ہنس ہنس کے ڈرنے والے
میں خیالوں میں گھومتا ان کے
کیسے پائے سکون دل مشاق
کریم اسدی جہاں پوری

کب غصا ہی پڑا اثر نہ ہوئی
کوٹ جانے مال کیا ہوگا
آشیانہ بنا کے کیا ہوگا
شام غم میں تو داغ دل روشن
دوت غم جیسے ہی نہ کریم
تاہر کلکوی

با اثر آد بے اثر نہ ہوئی
زندگی میں یہ زندگی ہے کوئی
عجز ہی تقدیر کے بنانے کو
ضبط اپنا شمار ہے ناچیز
محمد حسین بکری بیست

جلات را پرانا حیات
مات بڑھتی رہی سحر نہ ہوئی

فہم باب

کشتی اس کی سبب نہ ہوئی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوئی
دل کی تعداد مختصر نہ ہوئی
کوئی بھی شمع جود گرد نہ ہوئی
کوئی امید جود گرد نہ ہوئی

میری قسمت ہی وہاں پر نہ ہوئی
داستان غم کی قصہ نہ ہوئی
جب دھامیری کا گرد نہ ہوئی
دید بھران کی طرح نہ ہوئی
ناخدا کو کبھی کچھ خبر نہ ہوئی

جین جیت بھری نظر نہ ہوئی
ناضانی مری اگر نہ ہوئی
کیا توں پر کبھی نظر نہ ہوئی
آگے بھی دو گئے خبر نہ ہوئی
وہ نگاہ کو کم اور نہ ہوئی

ٹیسک دل کی تیز تر نہ ہوئی
شام غم کی اگر سحر نہ ہوئی
موت تیری اگر نظر نہ ہوئی
غم ہی کیا ہے اگر سحر نہ ہوئی
زندگی اس کی سبب نہ ہوئی

میرے دل کی آٹھ خبر نہ ہوئی
کبھی آرام سے بسر نہ ہوئی
کوئی تدبیر کا گرد نہ ہوئی
کڑت غم سے آٹھ تر نہ ہوئی

مات بڑھتی رہی سحر نہ ہوئی

قوی وفا فی نفس میں دل پیڑ نہ ہوتا
بھیجا ہم غریب کے دین دشمنوں کو

ہمارے ہاں کی بے کسی توبہ	کئی تیر کارگر نہ ہوں	کب مری زندگی کی ماہوں میں	آپ کی یاد ہم حسرت نہ ہوں
چند گرجے وہ چلے کرتا ہے	مٹ گئے ہم آئے خبر نہ ہوں	وہ بہت خوش خُشیب ہے جس پر	گردشِ وقت کی نظر نہ ہوں
کئی بھی جہیز میں لگا لگا ہے	آہ کم بنت کارگر نہ ہوں	کیا کہہ گئے تم اس گھڑی کا تو	شامِ غم کی لکڑی نہ ہوں
تیرے صدمے میں شامِ عشرہ	پیشِ حق ذلتِ ہشہ نہ ہوں	وال محمد آکر ہی جیل پر	
نامِ شکرِ معرنا کا وہ پدہ تم جیہ		اس کو شکیں عمرِ محبسہ نہ ہوں	جس پر سرکار کی نظر نہ ہوں
کئی تیر کارگر نہ ہوں	ماتِ ذلت کی مختصر نہ ہوں	جس کی خاطر تباہ حال رہا	آہ اس کو مری خبر نہ ہوں
ان کی آنکھوں میں آئے اند	داستانِ میری بے اثر نہ ہوں	ماتِ ادبے و فالتپ کے کئی	نہ کیا تو کیا حسرت نہ ہوں
لے پرستارِ شامِ غم ۷ بتا	کیا کرے گا اگر حسرت نہ ہوں	کچھ قفس میں سکوں گا ایسا	پہر تے بال و پیر نہ ہوں
کئی چپکے سے آگیا دل میں	اس کی طعن مجھے خبر نہ ہوں	شام سے خواہ اس پر آملی	کیا کہہ گئے اگر سحر نہ ہو
ہاتھ لیا نہ گھر پر مقصد	تاد کی چشم حق نگر نہ ہوں	حادثہ صحرانی سکتی	
عبدالبارتاج بھی پدی		میرے غم کی نصیبِ غیب نہ ہوں	حالِ دل پر بھی نظر نہ ہوں
یہ بھی ترک کارگر نہ ہوں	مر گئے ہم انھیں خبر نہ ہوں	مجھ کو خود بے خودی کے عالم میں	دل کے جینے کی کچھ خبر نہ ہوں
ہاتھ تاپ بھی تھے شریکِ غم	پھر کی ٹکیں ماتِ بحر نہ ہوں	دل میں ان کے سما گئی ہوں	آہ بیا میری کارگر نہ ہوں
جس نے دور کے مات کا لٹپٹ	اس کی دنیا میں کیوں سحر نہ ہوں	دشمنوں کا وہ جوش تھا حامد	صحت رہا ہوا گھر پر خطر نہ ہوں
کس کے غم کو میں صبرِ دل میں	ایک صدمت بھی سبیر نہ ہوں	حضرِ اعلیٰ	
وہ تھا جس کے گھر گیا اسے تاج	میری فروش بھی معتبر نہ ہوں	ہر ماں کی جو نظر نہ ہوں	زیستِ آرام سے بسر نہ ہوں
طاقِ شیر بد سکوں		مات بھی غم جو گئی لیکن	داستانِ غم کی مختصر نہ ہوں
پیرے مرند کا م ہے سب کو	کیا خبر کیوں انھیں خبر نہ ہوں	ہام پر خود وہ جو گر ہو گئے	چاند کی چاندنی اگر نہ ہوں
سوچتا ہوں آں کیا ہو گا	شبِ غم کی اگر سحر نہ ہوں	چھانچے زندگی پر وہ میرے	مذہبِ محض مجھے خبر نہ ہوں
اس طرح اس نے میرا دل کڑا	کونسی تو بھی کچھ خبر نہ ہوں	نظرِ شگونی	
ان کی تاپ جہاں کیا کہتا	ان کی جانب مری نظر نہ ہوں	زندگی میں سے بسر نہ ہوں	شبِ آرام کی سحر نہ ہوں
گردن چمکا اسے مسدا اللہ	کبھی آرام سے بسر نہ ہوں	کیا کہیں تم سے اجرا دل کا	مٹ گئے ہم نصیبِ خبر نہ ہوں
بابا فیروز کی آرائی گرم کندہ		ہر مل سے وہ میرے خوش ہوں گے	مجھ سے نفرت انھیں اگر نہ ہو
حالِ جہانے گا مریں کا فیسر	آپ کی اک نظر اگر نہ ہوں	پاس ہو تھا اشارِ آن ۷ کیا	پھر کی ٹکیں دلِ غفر نہ ہوں
پاک تو ہے تیرے فیروز دست	زندگی میں سے بسر نہ ہوں	خیلِ احمد آں جیل پوری	
رومی کی سہرا احسن	آہ! پھر کی تجھے خبر نہ ہوں	نہ ہوں آہ یا اثر نہ ہوں	وہ بخارِ کرم ادھر نہ ہو
دستِ بے چارگی راہِ وفا	گردی اپنی ہم سفر نہ ہوں	جادہ عشق اور تنہائی	گردی آہ ہم سفر نہ ہوں
اے آفریں سیاہ بخت ہے	جو سحر کے بھی سحر نہ ہوں	جہ سے ان کا شباب کیا ہے	پھر نظرِ مرد ماہ پر نہ ہوں
نقوشِ کالی ایشیا کی		ہم جھپٹتے رہے اندھیرے ہی	نہل جیتا کسی کی سر نہ ہو
مجھ پر آپ کی نظر نہ ہوں	زندگی میری مقصد نہ ہوں	جو کی فرقت میں دل ہو دیا	آہ ان کی ہی چشمِ تری نہ ہو
سحرِ یوں تھا سحر کا گھر	کیا کہہ گا اگر سحر نہ ہوں		

ہے وقتِ دحر سے سونا آگاہ جو ان کی کٹا کوئی نہ گھبرا

جنتی

جنتی

میں پریشان حال ہے تاروں
چشم ساقی کا گلاب سے
ہوا وہ اگر گئے تصور سے
وہ خیال میں میرے رہتے ہیں
کیسے منزل سے گی اے راہ
ایں آئی محبت رائے ہدی

ہجر کا رات مختصر نہ ہوتی
تو بھی تو باقی کم نہ ہوا
تیرے دم کو بھی تو چھپا تھا
غیر تو میری محبت کیا
دستی جو ہدی

اُن کی جب تک نظر ادر نہ ہوتی
سکھ میں بھی وہ رہا تشدد
مجھ پر کرنا پتا کم تھے کہ
میرے صبر و قرار میں بھی تھے
نسیم باز تھی

ہم تو رہتے رہے شبِ فرقت
بچہ ویدار کی شب تو ہے دل
جو کہ عشرت پسند تھے اس سے
جس عنایت کی جستجو تھی اسے
کٹ پیادہ مالِ درد میرٹھ

ہر دو ختم عمر ہجر نہ ہوتی
ہے منظم نظامِ عالم سب
روک دینا فنا چارے کو
دردِ قسمت پر نور چل نہ سکا
محبا پر ہم قریب رہا

کئی مشکل نہ ہو سکی آسان
ان کو پریشانی مجھ سے گئی
اے شبِ تم کو کائنات سے
انکسرت ہے میں غلام

ان کی مجھ پر کئی نظر نہ ہوتی
جانبِ جامِ ہر نفسہ ہوتی
میرے دل کو بھی کچھ خبر نہ ہوتی
زیست تھا عریسہ نہ ہوتی
یادِ جب ان کی راہبر نہ ہوتی

زندگی کی مری حسرت نہ ہوتی
تیری بھی اس طرف نظر نہ ہوتا
اس نے میری چشم تو نہ ہوتی
بچوں میں زندگی بسر نہ ہوتی

شبِ امید کی حسرت نہ ہوتی
جس پر ساقی دی نظر نہ ہوتی
میری فریاد ہے اثر نہ ہوتی
اور دستی مجھے خبر نہ ہوتی

اور کچھ آپ کو خبر نہ ہوتی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوتی
تم کی اک مات بھی بسر نہ ہوتی
وہ عنایت نسیم پر نہ ہوتی

زندگی میں سے بسر نہ ہوتی
کیوں مری آہِ باثر نہ ہوتی
شاہد ان کو ابھی خبر نہ ہوتی
کوفی تدبیر کا رگڑ نہ ہوتی

زندگی میں سے بسر نہ ہوتی
چالِ غیروں کی کا اگر نہ ہوتی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوتی
دلو جو قری قر نہ ہوتی

مجھ پر جب آپ کی نظر نہ ہوتی
وہ دکانِ عیدِ افر نہ ہوتی
وہ کھانا دلی نہ حقوں سے نہ
دائے قسمت و قید پر اے دست
خوش ناک ہوتی

ملکت آپ کی نظر نہ ہوتی
طالبانِ سحر سے یہ کہہ دو
غمِ زلف سے کھینچوں میں
اے کے آج بھی گئے قفسِ اک دن
سوتی

میں مجھے شیخِ اہلِ ہدایت
اشیوں بنے ہی مری جیسی
جس جادو پر ناز ہے قونی
میرا سحر بلی جیت

ہم تو دینے آہ جاتے ہیں
جام دیتا رہا وہ فیصدوں کو
جان دی کس کے عشق میں اسفر
بابِ عبدالغفور و تاج

وہ بھی اپنی حسرت ہی ادا کیا
کیسے گورے گا یہ شبِ فرقت
لے رہا آہِ یوں سیرِ فصل
عابد العزیز صدیقی قائد بریلی (راہِ پانی)

کیا محبت اس کو کہتے ہیں
نہ کھنے کو کٹ گئی ٹیک
ہم نے مل جل جان دی محبت میں
تھام لیتے آہِ غازی پوری

شکوہ ان سے ہو کیا عبادت کا
معاذہ لوحِ سکون و راحت کا
لکھنوی لکھنوی پر آویب
افواہیں نہ سنئے

میں دے دوستِ غیور نہ ہوتی
جس دھاریں کو آگ نہ ہوتی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوتی
عجب لطف عمر ہجر نہ ہوتی

میری تقدیرِ معتبر نہ ہوتی
کیا کریں گے اگر سحر نہ ہوتی
زندگی جیسے بسر نہ ہوتی
طائفوں پر اگر نظر نہ ہوتی

داستانِ تم کی مختصر نہ ہوتی
کب سے حق تاک میں خبر نہ ہوتی
کیا کرے گا بوسہ بر نہ ہوتی

نہ کہنا میں خبر نہ ہوتی
اک ہادی طرف نظر نہ ہوتی
انہیں آگ تک خبر نہ ہوتی

ایک کو شمش بھی کا اگر نہ ہوتی
کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوتی
نہ گیا دل میں خبر نہ ہوتی

مجھے ہم انہیں خبر نہ ہوتی
ہیں سے ایک دن بسر نہ ہوتی
عابد ان کو بھی کچھ خبر نہ ہوتی

دکانیں گئی خبر نہ ہوتی
جب تری یادِ دردِ سحر نہ ہوتی
ساقی وقت کی نظر نہ ہوتی

امام ابو اسحاق علی بن علی

کوئی گھبراہٹ نہ ہو گی تو چکا بے خبر کو خبر نہ ہوئی
تو نہ رہا جو اس نے اکثر بدیا بدیا کہ آٹھ تر نہ ہوئی
تو ہی آفت میں شکر ہے نہ دوست زندگی میں سے بے خبر نہ ہوئی
بشر شاہ احمد شاہ دھند

میت آجائے گا کریا پر محمد سے کوئی خطا اگر نہ ہوئی
محمد پر تنقید اس قدر ناسخ اپنے کردار پر نظر نہ ہوئی
خشیہ محمد خان شہل پور

تاہ منزل ہو گیا دھند تھا وہ خوشی تھی جو ہم سفر نہ ہوئی
بہر گاہ شک ہے کہ دل میرا اور ابھی تک انہیں خبر نہ ہوئی
حکیم و آفت حاذق۔ براہ پوری۔ ناگ پور

پہچت ہوتے وہ آٹھ جیتے جی اس کے دم میں جو آٹھ تر نہ ہوئی
اسو آپ ہی کی چوکت کے یہ جیسو اور قہار نہ ہوئی
تقی بھاروی

ہم اور وہ بھی بشیر فرم انتظار کیا کرے گا اگر حسرت نہ ہوئی
عبدالستار آلی ٹکڑی

ہے جہت تم کو شکوہ عظمت کیا کرے گا اگر حسرت نہ ہوئی
سید ذاکر علی صاحب کھرگڑی

شب تہہ آشکار میں کافی ادھ محمد کو مری خبر نہ ہوئی
کافی پٹوری

ان سے بچانے فیض ہاتھ تھے ادھ ہم پر کبھی نظر نہ ہوئی
ایم شفیق صاحب دھاروال

بایقین پا ہی جائے منزل بہت بہت تری اگر نہ ہوئی
جیل احمد احمد آباد

تری نظروں سے گزرتے گئے میرے دل کا تھے خبر نہ ہوئی

گوشت شعلہ و شبنم انعامی مشاعرہ نمبر ۳۳

خول ہوسل ہونے کی آخری تاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۳ء

مصرعہ طرز۔ عشق و دلدار ہے مرغوب ہے۔ غزل و غزل ہے راجت

ہم

ہم



ہمدرد کا مارا لحم

بھوک کو بڑھاتا ہے اور دوران خون کی اصلاح کرتا ہے اس کے استعمال سے سارے اعضاء میں تحریک اور توانائی پیدا ہوتی ہے اور جسم کے اعضاء ایک نئی طاقت و تیار جوش اور دلہر پیدا کرتا ہے۔



دلی کانپور پٹنہ

شعلہ وحی دینی

ترسیلات
چار روپے
ششماہی
دو روپے

فروری
۱۹۶۳ء

فہرس

۱	بزم ابیکوٹ	۱۳	مفتون کوئی
۲	پہلی فصل اپنے دوست	۱۴	مفت خطوط
۳	شوق انہی رام پوری	۱۵	پہلی رام پوری
۴	ارشادات	۱۶	تألق کلام و علمی
۵	دفعہ نویسی	۱۷	طریقہ قریش
۶	قطعات	۱۸	مرحہ آزاد سہیل
۷	"	۱۹	آئاد پارہوی
۸	"	۲۰	قیصر اندوزی
۹	عسکر	۲۱	شہرت میرٹھی
۱۰	دفعہ نویسی	۲۲	کرشمہ مہین
۱۱	جدت کے جوہر سے	۲۳	انکشاف انصاری
۱۲	انکارو	۲۴	مذائق اہدی - سریش چند مین کاک
۱۳	جلال و جمال	۲۵	سید شریک جلالی - شفیق بھوپالی
۱۴	"	۲۶	نہر شکاری - دھانی - محمد میاں نگر
۱۵	"	۲۷	محمد علی جہر کوٹلوی - محمد امین غروی
۱۶	ان کے لئے	۲۸	سود قطر رام پوری
۱۷	ضمیر کا آواز	۲۹	اسلامی
۱۸	دل سے جو	۳۰	حکیم بابہ امروہی
۱۹	سرکھیت	۳۱	نظر حق سہیل
۲۰	مرحہ شوق	۳۲	مرحہ شوق

جلد
شمارہ

ہیڈ آفس
دریہ کلاں دلی
فون نمبر
۲۲۰۶۴۵

مکمل حقہ نظم
حضرت مولانا آبرہا حسن پوری
ناظم شامہ
حضرت شفاء گویا ری
ایڈیٹر

بیل جین
سازین خصوصی
جوہر ہاشمی
نور غوث پوری

یت
۱۵

میں قبول ہوتا۔

جنگ دیوانہ بنے انسان کی انسان کی جگہ کر
ملا کیا تھا ابھی خود دشمن دیکھ کر
قبیلہ مردم کا پہلے بھی کسی دوسرے شاد و کھیل
لڑی خود کو کہے جسے اپنا کسی جو لائیں ہوں
جب مگر بنانا تھی دولت سرا کے پاس
ابھی کیا جو پڑا ہی رہے گا کر کے پاس
اسی شہر تھی

جسے کہا قبول ہے رہے وہ ہر بشر
کہنے کے ہاں سعادہ و خد کے پاس
میرے مشاعرے زیادہ یہ مشاعرہ اپنی زندگی
ملا نہ کہ سکا۔ ۱۱ آگست ۱۹۳۳ء سے ہر ہفتہ کو
نور کے پہلی کمر آگست ۱۹۳۳ء کو صدر رش
سویڈن ہائیر ایڈیٹر کی کوشش کی جانب سے ایک
مشاورہ اس سرکار فرما ہر ہفتہ ہوا۔
۱۱ کے بعد کمرے میں شادی کا چرچا نہ کریں
بہا بنی و دل شوق سن سے ملے تھے۔ سوری بات
صاحب کی قیادت میں ہم سب شریک ہوئے۔ سوری لکھا
نے کی طرف کی فانی محسوس کرتے ہیں ہر ہفتہ مادی
نکاحیں شادی کی تھیں۔ (رواں کے ہم قریب ہر ہفتہ
۱۱ آگست ۱۹۳۳ء کے لئے سرکار فرما پایا۔

سوری صاحب نے خود شریعت مشاعرہ کا وہ نرالی
اور صحت کی ہر بات کہیں نکر و کا وقت ملو کیا
جی میں غنی ہائی کے مکان مادی سنی چہرہ، مقیم
مشاعرہ ہر ہوا۔ یہ مشاعرہ بڑی ہمارے ہوتے ہیں
سورہیں و شریعت کی تعداد روز بروز بڑھتی رہی
رواں کے لئے و انہر کی ہوائے جانے و انہر کی ایک لکھا
انہر کے پہر کی انہر کی ان مشاعرے میں مشاعرے
لکھے تھے۔ انہر نے مشاعرے میں یہی پائی و تیرت
کو اپنی نظروں سے نہیں دیکھا۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۳ء کے
مشاعرہ کے لئے سرکار فرما مقرر تھا و دش

خیالی دار سے لاشہ نہ ہو گیا۔ اس میں میرے
دو تین شعر سب سے زیادہ مقبول ہوئے تھے۔

شاعر ہوا کر تاہم بھول میں نہ رفت کی
کم رفت ہے جی آپ کا دیوانہ جو گیت
ہر کی انہر کے گیت جب ہمارے گئے
نکاحیشت ہمارے کا دیوانہ ہو گیا
۱۱ ہر ہفتہ شریعت کی ہر ہفتہ ہوتی
زندگی میں قیادت شریعت کا دیوانہ ہو گیا
مطلق میں قصص کی سعادت طبع تھی

دلی میں گئی، مگر میں کی اس میں ہے بھی
جسوں ہمارا دور کی رواں ہو گیا
آہ صاحب غزلوں اور شعروں میں جنات حد
کا انہر کے تہیت۔ انہر سے متاثر ہو کر ۱۱ اکتوبر
۱۹۳۳ء کے مشاعرے کی طرف طویل کا پہلے مطلق تھا
۱۱ ہے پس دل اب اسے خود نہ کر اب
نور خوب رہتے خود کا جواب
مطلق تھا

جو وہ زمانہ نہ کہ اب ہر ترحد
یاں کے ۱۱ چشم ہر ہر کا جواب
آہ صاحب کا مطلق بیان لیکن خوف و خاضان ہر گاہ
عاشق ہے آہر کا ناک زمانہ ہے
ہر جو نہ دیکھ کس لکھا کا جواب
دک جو کہ زیادہ دلی کہیں کی کہیں ہوتی کا
نہا ہر ہر کا جانہ سے رواں اور اس کے مشاعرے
کو چھ اپنی لکھتے ہر سے سنا جا رہا تھا تاکہ لکھتے
کی باہر کم سے بجا لایا، سلا وقت و گشت پر
ختم ہوا۔

۱۱ سال دلی سلا احمد کی قریب اور دلی
نما ہے صاحب کی تہیت ہے ہر ہر ہر ہر ہر ہر
کے لکھتے دیکھ جانے لکھے۔ لکھتے یہ مشاعرہ پہنچ
میں تھا کہ جو میں بند ہو گیا

میں دیکھتا ہوں کہ میں کی لکھتے ہوں
کے لکھتے ہیں اس سال دلی میں ہر ہر ہر ہر
شعر ہے جسے ایک مشاعرہ

کہتے ہیں میں نہ ہوں کا کتاب میں
پہنچا تھا۔ یہ تہیت ہر کم کا مطلق آہر کی کتاب نہ سے
کے جانے کے قابل ہے
کم زون ہے نہ ہر کی قیادت نہ ہو دیکھ
نور جو ہم کو نہیں ہم جانت میں
جسے قبول اور مقبول نے مادی کے سرکار کا پائی

تھا
مقبول یہ مقول ہے اپنا بقول لکھا
نکاحی لکھے تو رہا ہے شاپ میں
انہر مشاعرے میں سے کسی ایک مشاعرے کا
طرح تھا ہر ہر رفت پید سے ہے ہر ہر ہر ہر
مادی لکھت کی زبان ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
نہ یہ کہ تھی

میرا تہیت نہیں تھا ہے ان سے اس لئے
کہ کہ رفت پید سے ہے ان کو رفت پید
مادی قیادت ہر کم کا ایک سرور ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
لکھے اپنا ہر ہر ہر

انہر دے حسین ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
سوری ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
۱۱ ستمبر ۱۹۳۳ء کے ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
کا کہ انتخاب اس وقت کے احوال دلی کی ہر ہر ہر
کے لکھے کا۔ ماضی فرما ہے

۱۱ تہیت کی قیادت، نور کی قیادت
اک جان پہرتے ہیں ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
رکت کہ تہیت ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
جسے دل کہہ کہ تہیت ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
پہنچنے کے لکھے کے لکھے کے لکھے کے لکھے
کے لکھے کے لکھے کے لکھے کے لکھے کے لکھے

بسطہ طائفہ پوری

بہ نسیلی رام پوری

شوق اثری رام پوری

شوق اثری رام پوری نام نورانی شوق
مکمل میں غلط مراد اور حق میں صاحب اگر رام پوری
مورق پر تیس سال قلم اثریہ نیشہ اور شوق مند متا
بہ حبیب پورہ اور روح شاہ ناز میں صاحب نوز
شوق اثریہ کا سلسلہ شاعری با سلسلہ طریقیہ
سے طائفہ میں شوق اثریہ - اثر - شوق - شوق -

شاہ فقیر اپنے دس دس اور عرفی نام پر کے ماکر
کے علاوہ اپنے پورہ نگار حضرت اثریہ اپنے مکر میں
ہندی پر پورہ شوق اثریہ کا قلم شوق اثریہ
میں صاحب کی گھری شاعرانہ ذوق پر جودت جس کی
ہم سے شاعری سے یہ جہاں ہر ناز قی طریقیہ خودی
متا چاہا اس میں سے شوق اثریہ کا چنگا گیا اور
ساتھ ہی طبیعت غزلت اپنے اندر تیز قیاس کے حصول
مکمل کے بشوق اثریہ کی شوق کا سلسلہ شروع ہوا اور
بہ جہت شوق اثریہ کے شوق کی اس منزل پر پہنچا اور
جو بقائے نام کا سچا حق دار ثابت کر کے جبکہ حسب
قوی شوق سے ہمارے ہر ناز شوق کی زبان تہ
ذہنی صلیت اور اختراع دماغی کا انہما ہوتا ہے جس
یہاں صرف خیالات کے شوق اشتہار پرانی لائے پیش
کر رہا ہوں۔ فزوں کے علاوہ ہمارا شاعر تمام اصناف
مکمل میں اپنی آواز کی کر رہا ہے۔ قلمہ رہا جہاں نظمیں
کہنہ اندہ خراجہ ہر دلی رنگ میں اس کے علاوہ
دیہاتی زبان میں ہمارے شاعر کا کام دلچسپ اور انوکھا
ثابت کرنا ہے۔ اب ہم دیکھتے شاعر کے چند ابیات دیہات
مکمل طریقیہ کے زیر مطالعہ کر رہا اور ان کے کلمہ ہوں جس
بہ حقیقتہ میں نہ خیالات کی شوق میں صاحب یہاں
کامیابی کے علاوہ ان کا انداز پیش کر رہے ہیں ہمارا شاعر
نہیں محبوب کی دلی تلمیذ اور کمالی نہیں دماغی
کے علاوہ ہم نے جو بیت کے کلمات شوق اثریہ کے
مکمل میں ہے کہ جس کے چہرے میں شوق اثریہ ہے
بہ شوق اثریہ کے شوق اثریہ کے شوق اثریہ کے شوق

ہو کہ ہے قوافی اشعار کہ نہ صرف دل کی گرائی، بلکہ کے
الفاظ اور پورہ چشم تیار کیا رکھتا ہے، بلکہ اندر
دل سے انتہائی ضبط و عقل کے باوجود ذہنی طاقت گہرا
کا نظریہ مجید ہو جاتا ہے اور شوق اثریہ کی طبیعت سے
اپنے زمانہ کو کثرت شوق بغیر نہیں رہتا۔ چنانچہ ایک
مفلوک الحال غریب کی زون حالی پر شوق طریقیہ میں
سے اس کے حالات پیش میں سے ایک اور حال کی اس خط
دل سوز کی طرف توجہ ہر کے لئے لکھا ہے۔

کبھی دل میں سوچیں تو بہ اہل شوق
خسہ ہوں کہہ مجھ سے یہ کیوں غزالی
اس جذبہ کے قوت ہمارے شاعر نے ذوق انسانی
کے تمام نظریات اور فکرو اپنے ماضی کو صرف خط
ثابت کر دیا۔ اور اگر وہ چشم کے حالات سے اثر پذیر ہو کر
تجربات سے شکر اگر ثابت کر دیا کہ ہر ناز کا شوق خط
اور یہ غما و لام تراشی ہے، بلکہ فکری رنگ کے ہم پر
مکمل ہے یہ شاعر اور ماضی حاکم کی طبیعت ہی نہیں جو
آسمان کے شوق کی طبیعت خود ہر حال کے بالی ہیں اور
بہ خط ہی نہیں

آویہ ہم نہیں جو زمین
آسمان کو قوت میں نام ہے
ہمارا شاعر اصل گہرے صفت کاویہ سے گہرا ہے
تم تھکتے ہو، مگر میں تھکتا ہوں، خدا تھکتا
ہے، میں تھکتا ہوں، خدا تھکتا ہوں، خدا تھکتا

نورانی کا خوب آغاز رکھتا ہے، اور ہر کہ چہ
محبوب کا الزام ہے ہر کہ کرانے خیالات میں پیدا
ہونے والے اشعار کا نگارہ قلم دسے کہ قوت فیض
کے پردہ میں ایسی شوق اثریہ کر کے جس کا صاف نام
ہے یعنی

زرا دکھا کر نہ اثر میری آہ میں
قیمت کا یہ مسئلہ ہے شوق اثریہ کا

اب ہاں شاعر تشبیہات کی منزل میں مبتلا
رکھتا ہے اور اس سبک آغاز کے کتبہ شوق اثریہ
تاریکی اور روشنی دونوں کو اس میں یک نہیں چھوڑے
دست قلم سے چشم زدن میں دکھواتا اور ہاں
کہ وہ کہہ دیکھ شوق اثریہ کے

مادہ ہوں پر گیسوؤں کے نام سے
مکمل کہہ دیا گیا ہے شام سے

مکمل کہ اس مضمون کو کہے دیکھ شاعر کی صفت
طریقوں سے پیش کرے، مگر ہمارے شاعر نے خود
خیال کا مضمون سے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا، چھوڑ دیا
دہ رہا ہے۔

شاعر کے لئے خیال ہی کی ترقی ملتی ہے
نورانی شوق اثریہ کا قصور نہیں ہے۔
دیکھ شوق اثریہ کے شوق اثریہ کا قصور نہیں ہے
مکمل کہ اس مضمون کو کہے دیکھ شاعر کی صفت
طریقوں سے پیش کرے، مگر ہمارے شاعر نے خود
خیال کا مضمون سے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا، چھوڑ دیا
دہ رہا ہے۔

ارشادات

مٹیاداب قفس کی مصیبت گراں نہیں میں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ آشتیاں نہیں
 دودن کی زندگی کے لئے گھر کہاں نہیں ہم گھر سے بھاگتے ہیں کہ رہنا یہاں نہیں
 ہمت فزاہیں شوق کی ناکامیاں ہنوز اے غم مجھے تو فرصت آہ و فغاں نہیں
 ہے اضطرابِ زیست پتے راحت اجل تو آشتائے لذت خواب گراں نہیں
 وہ جاں نثار دوست کہاں وہ کہاں عزیز دھوکا نہ دے وطن یہ ہمارا مکاں نہیں
 رہتے ہیں دود زندگی مستعار سے ہے کس کی جستجو میں فنا ہم جہاں نہیں
 دنیا ہی دوسری ہے دیارِ حبیب کی ایسی وہاں زمیں نہیں یہ آسماں نہیں
 اے سانس آہ گرم غلط، شعلہ بارہو میں تجھ سے آگ مانگ رہا ہوں، دھواں نہیں
 ہوتا ہے سنگِ دشت پہ سودا جنوں کا پھیری میں لئے گھوم رہا ہوں، دکان نہیں
 بچڑا ہوا ہے اب تو کچھ ایسا چہاں کا راگ کیسے بھی لئے اٹھائیے بدھتا سماں نہیں

ہے طولِ دھرمِ ملک پہ چھائی ہوئی ہی

تاتق کیس کی خاص اب کرد زباں نہیں

دو غزلیں

ہوش کی بات نہیں، اسے غمِ کوشش نہیں
ہوش ہی کب مجھے آیا تھا کہ اب ہوش نہیں
اُس کی دیوانگی عشقِ وفا کو کوشش نہیں
جس کو عرفانِ غمِ زندگی ہوشش نہیں
نالا پابندِ الم، نعمتِ بقیدِ سدا
کوئی بھی محفلِ ہستی میں سکونِ دوش نہیں
ہو گیا ہے غمِ دل تکیہ پہلوئے نشاط
اب کسی وقت بھی خالی مرا آغوش نہیں
کوئی تو عرضِ نیاز اپنی سنے کا لے دل
محفلِ ناز کا ہر فردِ گراں کوشش نہیں
بمجمِ حشر میں یارب مرے جرموں کا حساب
کیا تری رحمتِ مخصوص خطا پوشش نہیں
بات ہے عامِ حقیقت کو چھپاؤں کیسے
میرے افسانے کی سُرخِ لب خاموشش نہیں
یشِ اموز میں رہتا ہے وہی بخود دست
انتہائے عنمِ فردا کا جسے ہوش نہیں
اپ کس کس کا یہاں شکوہ کریں گے طرفہ
کون اس دہر میں احسانِ فراموشش نہیں

زینتِ قلب و نظر جلوہ آغوشش نہیں
ہوش آتا تو کہتا کہ مجھے ہوشش نہیں
پھونک دے جاوے دل اتنا ابھی ہوش نہیں
سوزِ جذبات کوئی آتشِ خاموشش نہیں
روحِ بیدار نہیں دلِ ہمہ تن کوشش نہیں
ہر نفسِ نغمہ پر دان ہے خاموشش نہیں
یاد آتی ہے کہ میں جلوہ گاہِ ناز میں ہوں
کوئی منتظر، کوئی عالم سب فراموشش نہیں
کیا اٹھائے گی نظرِ جذبہ دیدار کا بوجھ
ابھی دل باریق تھا سے بُکِ دوشش نہیں
اس کا عنوان جنونِ غمِ ہستی ہو
جس فسانے کی حقیقت کا مجھے ہوشش نہیں
عشق کو یاد ہے بے پردہ تہلی کا سما
دیدہ حسنِ طلبِ جلوہ فراموشش نہیں
میں نے تاسے تو چمکتے ہوئے دیکھے
ان کے اولادِ تبسم کا مجھے ہوشش نہیں
عدمِ آثار ہوا نطقِ دسمت کا دوش
آج ہنگامہِ اباباب و کوشش
اور گونجے گی صدا نالہ دل کی آ
سوزنے سازِ ہمیشہ ہے خاموشش نہیں

قطعا

مجھ کو ہمیشہ پانی سے اونچا ہونہ چاہئے
مڑھتی جاتی ہے روانی ظلم کے انواج کی
جان کی بازی لگا کر شاطران میں سے
آبرور کھٹی پڑے گی تم کو قیصر تاج کی

اسے مرے ہند کے مال باز جوان ہشیار
حائی امن کو لٹکا رہے ہیں حصار
وقت کا یہ ہے تقاضہ کہ بدل کر تیز
شیواجی اور ہمایوں کی آسمان تلوار

تم وفادار وطن ہو تو آسمان تلوار
جاکے دکھلاؤ ہمالہ پہ کر شہا اپنا
بحیرہ پھاڑتے اغیار کے تڑی قلی کو
سرحد چین پہ لہجہ راؤ ترنگا اپنا

کچے سینوں پہ ابھی اور چلے گی گولی
خانہ کتبہ خفا میں گے شرف سے نزل
مائی جو رک تک نہ آئے گی تلوار
تا کہ اس کے احکام کی ہو گی قیصل

ہمیشہ جہاں میں شائق کے ہم بھاری ہیں
مگر کچھ بات کہہ رہے کہ بہ چپ رہ نہیں سکتے
وہ آنکھ جیسے ہم غنڈی شکل سے پایا ہے
اُس آنکھ کے دشمن کو بھی ہم سہ نہیں سکتے

دل ہے کچھ تنگ مانا اصول اپنا "اجتہاد" کا
مگر خود اپنی "سرحد" کی حفاظت بھی ضروری ہے
کچھ ایسے "نال" جن سے دس لے جانے کا خطر ہو
یہ شک و شبہ اُن کی ہلاکتوں کی ضروری ہے
بہت ہم ریشمے "عوبانی" اور بھاشانی باتوں پر

مگر اب وقت ہے یہ سارے فتنے سرور جلیں
یہ پنجابی، یہ بنگالی، یہ مدراسی، یہ گجراتی
ضرورت ہے وطن کے نام پر سب ایک جلیں

وطن مالو اتھاری آزمائش کا زمانہ ہے
وطن کے واسطے گھربار ہے دو مال نہ دے دو
اگر چاہے وطن کی حاجتیں پوری نہ ہوں پھر بھی
تو جگہ اس کو اپنی جگہ دے دو، اپنا سرحد دو

وطن کے زجران آج سب کو نانہ ہے تم پر
اتنے جلال یہ کرنا بھی ضائع نہ جلسے کی
جس کے زردھ کے کھک دھار تم ہو گے
موت کو شہادت کی سادہ ہاتھ آنے کی

دو غزلیں

غزل

آزاد دے وصال میں یارب زندگی ہے وبال میں یارب
ایک عالم ہوا ہے دشمن جاں کیا دھڑا ہے کمال میں یارب
کیا کوئی ابتدا بھی پنہاں ہے زندگی کے مال میں یارب
کیوں جلالِ خرد ہے سرگرداں جستجوئے جمال میں یارب
اک الوکھا مذاق ہے دراصل زیت میرے خیال میں یارب
کرتشش موہن تو آج کل اکثر
رہتا ہے وجد و حال میں یارب

نہ جانے کیوں تو جس طرف کم ہوتی جاتی ہے
کھو یا مارا ہے آپ برہم ہوتی جاتی ہے
اثریت ہے اب نیکی عالم سے دل اتنا
جہاں کی ہر خوشی میرے لئے غم ہوتی جاتی ہے
ذمات سے میں جتنے حشر میں آندہ تھاں ہوا
سیا ہی فرد عیساں کی سہل کم ہوتی جاتی ہے
سحر کو رنگ پیکہ پڑا ہے بزم گردوں
تارے چھپتے جاتے ہیں چمک کم ہوتی جاتی ہے
دم آخر میں امید بھری جواب کس
خلاف جب ہوائے بارغ عالم ہوتی جاتی ہے

وقت جاں ناز میں سے ہم بھی ہیں اہل سوز و ساز میں سے ہم بھی ہیں
گرچہ میں وابستہ عشقِ مبارک مہمانِ راز میں سے ہم بھی ہیں
اک نظر ہم پر بھی ہو اے چشمِ ناز کشکولِ ناز میں سے ہم بھی ہیں
گرچہ اب اس میں نہیں ہیں باریاب محفلِ ممتاز میں سے ہم بھی ہیں
کیوں نہ ارفع ہو ہمارا بھی مقام
تار کاہنِ آرمیں سے ہم بھی ہیں

ہمیں غافل نہ ہونا چاہئے یادِ الٰہی -
ہماری زندگی ہر سانس پر کم ہوتی جاتی ہے
سحر جوتے کہہ دے شے کو میں ہم بزمِ عالم سے
چراغِ زندگی کی روشنی کم ہوتی جاتی ہے
نہ جانے کون سا شے پنہاں رہی ہے ہم سے شہر
دم آخر فکر کی دشمنی کم ہوتی جاتی ہے

افکار نو

بھارت کے جوانوں سے

ادھر تو شیخ عصیاں کا رہی ہے ادھر جنت کا شعلہ دار بھی ہے
 رخصتی عشق کچھ مکار بھی ہے بھلا چنگا بھی ہے بیمار بھی ہے
 راز بھلا بھگت ہے میرا نیتا اہنسانی بھی پھلی مار بھی ہے
 برایا مال کیوں سمجھیں نہ اپنا ہماری آجکل سرکار بھی ہے
 پتہ چوری کا اب کیسے لگے گا کہ اب تو چور چوکیدار بھی ہے
 ہمال ہے "شدھ گھی" کا بورڈ پیس دیں تو ڈالڈا بھنڈار بھی ہے
 مذاق ایسا نہ ہو چالان ہو جائے
 غزل میں طنز کی بوچھاڑ بھی ہے

بھارت کے جوانو! اٹھو اب ہوش میں آؤ
 یہ وقت عمل کا ہے نہ تم وقت گزارو
 سرحد پر جو آکے ڈٹے چینی درندے
 تم آگے بڑھو اور انہیں مار بھگاؤ
 تسلیم کہ دشمن کی ہے تعداد زیادہ
 لیکن بخدا اس کی نہ تعداد پہ جاؤ
 تاعمر دلاتی ہے جو یاد مقاری
 ہاں سینہ دشمن پہ وہی ضرب لگاؤ
 تاریخ زمانہ جسے سینے سے لگانے
 شیدائے وطن تم وہ عمل کر کے دکھاؤ
 ہے بحرِ حلاوت میں مچھنی ہند کی کشتی
 بٹھار سنبھالو اسے تم پار لگاؤ
 مرا میں گے لیکن بھی پہچنے نہ تھیں گے
 یہ عزم لے دل میں، قدم اپنے بڑھاؤ
 جیسے کی تہ ہے جو عزت سے وطن میں
 بہتے ہوئے پھر موت سے تم اکھ ملاؤ
 چلتے دو چلتے رہو تم راہِ وفا میں
 مشکل کوئی پیش آئے تو خاطر میں نہ لاؤ
 جو عیتیں ہائے جوئے عیش میں ابھی تک
 الطاف بڑھو اور انہیں میدان میں لاؤ

سریش چند جین کتان باغی

ب آ خدا کے لئے بنے پاساں دل کا
 چلے ہے تھا تھیں ہی کے باغیاں دل کا
 نہیں پہنچدے کئے جا جو رفتیں چلے
 اس میں ہمت اتنی ساری دنیا کی
 شہ ہے دل پہ کسی کی نگاہ ہیر قیام
 اس کوئی میر نہ دل کے اسماں کو
 مگل ہے میں شرر دل کے داغ لے کاٹل
 میری جہاں میں جلتے آشیان دل کا

شوق بہرہاں

شوق بہرہاں

شوق بہرہاں

تھامے صحت کی ہر سمت حسبہ آسانی
مست دل کو جوتی ہے لپیٹا فرم گیا جوتی ہے
بھابھہ جزو آسمانی سے دم لگتا جوتا ہے
نیم خود سری کہہ تو گئے ہیں مجھ سے آنے کی
بھلا وہ کس کا ایسا مستحکم بھی ہوتا ہے
مجھے کوتاہی دامن کا شکوہ ہے زمانے سے
تو دست سعادت کیا کسی سے کم لگتا ہے
ندانی فرشتوں آدم کا فنا نہ بنا ڈالا
کبھی دنیا میں ذکر غلط آدم بھی ہوتا ہے
دعا تھک کسی کا ارکان جلتے نہیں درگی
سرفراز تھا راجا جو سی سے خم بھی ہوتا ہے
خدا کو بڑھیں اور دھڑکیں دل کی
انہی کے ساتھ جو رخ پر ترے مہیا آئی
اکی کی یاد سے پیروں میں ڈالیا ہے
خوشی جو دل میں لگی تشر دو گھڑی آئی

جلال و جمال

شوق بہرہاں

شوق بہرہاں

شوق بہرہاں

تصویر کی محفل میں سوز جاں جو کہ
دعا گئے ہیں گرگ کا نشان جو کہ
ہمیں نے بیا نہ حیرت میں فزونی کا جمال
سہاوات میں چمکے ہیں کیشاں جو کہ
مکمل مدینہ کا گرم تری ہمد
فر و ام کی نہ رہ جگے داستان جو کہ
ہر اک پہل سوسہ ہر اک کی عربین
چھ آواز دیا تم نے بجاں جو کہ
ہر جوش لگا نہ جو جن کو کہ ہے کھل شریں
دو کیا کریں گے بھلا میر کا دامن جو کہ
نہیں ہو گے میرے مستحکم دل پر
زور ہر شام سیرا اشیاں جو کہ
دیکھ کوئی پہل جب ہمارا بات شوق
کچھ جیتی جیتی جھلکے بد دل جو کہ

میرے پیچھے ہیں زخمی کا نمایاں ہوتا
ہم لگے ہیں صدمہ شگ گستاں ہوتا
تنبیہ ایساں کا اگر دل میں اٹھلا ہی نہیں
کام کیا آنے کا سجد میں میرا خاں ہوتا
جلوے پار تو ہر شے میں نقشہ بنا ہے
شرط ہے میں بصیرت کا نمایاں ہوتا
داد و انیسم ہی پہنچا کوئی دشوار نہیں
میں کو دشوار ہے انسان کا عرفاں ہوتا
میں نے دیکھا ہے کوئی میری نظر سے بچے
آئینہ دیکھ کے اُس شوخ کا حیراں ہوتا
کیوں زمانے کی نگاہوں میں کھٹکتے تشر
مرازم سندھ میں غول خواں ہوتا

ساری دنیا کہہ دیا ہے گرچہ دہلا نہ
آپ مجھے جاوے ہی پھر بھی فرزا نہ
محفل باد میں، ساقی میں، سفر میں
روکھی غلہ میں ہے میرا سے خاندان
بے طمانیت ہے ہر دین تیرے خم کی سرخاں
کوئی بے غرض نظر آ کر جو انسان
گرچہ میں درد و محنت سے بھری دل نے جہان
شب کیوں تیرا نظر کیا ہے کاشان
میں کو سکران کی چمکے رنگ شہر
دوسرے وہ اک کھنکھانے
کیا تاشہ ہے شوق بہرہاں
محفل میں لگی نظر آتا ہے

ایک بائیس تاروں کو بائیس بیس تاروں سے
پرسنل وارڈن ملینڈیا، جو جنس نہیں، بلکہ پاکستان ہے لیکن
یہ انداز میں کہ اس کے کٹھن میں بیس سے ہی راپس
ہو گیا ہے لیکن اس کا کٹھن والے نے ان کے شاہین نشان
مستقبل نہیں کیا تھا۔ لیکن آپ کو پکارتا ہے کہ تمام
شہروں کا حال جانتے ہیں اور ان کے بارے میں تو
انتہائی تفصیل سے جانتے ہیں لیکن آپ اس سے یہ بھی
مت مسلم کہجئے کہ اس کو اپنی کاشتیں کو طرح کا بنایا
ہے اور مشہور کسی سمت میں واقع ہے۔ وہ نہ چھوکتا ہے
نہ جھٹکتا ہے کہ وہ اب دے بیٹھیں کہ اس کو اپنی کاشتیں
اس کا اسٹیشن دیکھتے ہیں۔

ان کے بارے میں پچھلے ایک خاص بات اور
بتا دی کہ آپ بھول کر گئی ہیں ان سے چھوٹے اور سگریٹ
پانی پچھلے گا۔ اور پھر شہر کے تمام لوگوں کو کہتا ہے کہ
کہ ان لوگوں نے آپ کو چارہ اور سگریٹ پانی ہے۔

اگر آپ بہت سی کوئی اضافہ بخاری اور بیکار
وہ اور آپ کی بھی بھائی محمود جیل صاحب سے ملاقات
ہو گئی تو پچھلے آپ کو دیکھ کر ایک زبردست غور میں
گئے۔ یہ دیکھ کر حال سے وہ اور پھر رونما ہی ہوسکا
سوال کر رہی تھیں کہ کون سے کچھ کھا رہے؟ تاکہ آپ
بھی جواب دیں وہ بھی سوال کر گئیں۔ لیکن جب آپ
آہ کو اپنی بے کاری کا، ورنہ دے ہوئے بتائیں گے کہ

بھائی بہنہ EMPLOYMENT
EXCHANGE کے چکر لگاتے دیکھتے ہیں۔

آگیا ہوں۔ سوچا، وہاں کہیں معاملہ سترد ہے کہ
تو کہی جاتی ہیں تو بہتر ہے۔ تو یہ سن کر نہایت غور
کے ساتھ آپ سے فرمائیں گے۔ یاد رہے پہلے مجھے کیوں
نہیں بتایا؟ اپنے افسانے، ڈی جی جی پتے چھا
یا تو CHAIR MAN
ہیں۔ ان سے کہہ کر چند ہی دن میں نوکر رکھو ان لوگوں
اپنی فکر کے دس بے کار لوگوں کو نوکر رکھا چکا ہے۔

تھانہ اور ستر تھانہ سے کام آئے گا۔ ان کی اس
مناجیہ کے لئے ظاہر ہے آپ انتہائی فکرمند رہ گئے
لیکن خالی شکریہ سے کام نہیں چھوٹا۔ پچھلے تو آپ
ان کو ایک کپ چارو چائیں گے اور پھر ان کے چند تانہ
قرچ اضافی کو دلی پریر کر کے میں گے اعداد اور میں گے
اور پھر آپ کو کئی حاصل کرنے کی کتابیں ملنا ان
کے دفتر کے کچھ بیٹھے گئے اور ان کے کٹھنوں میں محنت و محنت
رہتا کہ آپ کو ہر کر رہے گے اور آپ کو نہایت خدہ
پیشانی کے ساتھ ان فریڈا کو سننے چاہے گا۔ وہ نہ
پھر اس کو کہی سے ہاتھ دھو کر پڑیں گے جو بھائی
محمود جیل صاحب آپ کو روانے والے ہیں گے۔
آپ ورنہ ان کے ساتھ کھٹنٹل منور ہی کر رہی ہیں
اس سے ملحق رہے کہ نوکر کی آپ کو کسی حال میں نہیں
لے گی۔ چونکہ خاص طور سے ان کے چچا ان ہی دنوں
بہن پچھنی پر ہیں گے۔

یہ آپ کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ سینما
دیکھانے لے جائیں گے اور فرمائیں گے سلسلے نیچو اپنے
علازم ہیں۔ وہ مجھے دیکھتے ہی پاس آکر رہیں گے۔
ہاں ہاتھ ہے کہ آپ کی بہت سی پاس اس دفتر ختم
ہو چکے ہیں گے۔ یا سینما کا بیٹھ کر نہیں چھوٹا ہو گا۔

اگر آپ ان کو اپنا کوئی اضافہ نہیں چھوڑیں
قرامے دہیں کہ ان کے بعد یہ آپ کو نہایت پر غور
مشورہ دیں گے۔ بھائی یہ اضافہ چھری تھارے
میں کی نہیں اس لئے کہ تم میں اضافہ کھا رہے کی محنت
بالکل نہیں ہے۔ اس طرح تم ادب کو خود کو دھوکا دے
رہے ہیں تو تھانے لئے یہ بہتر ہے کہ اس اضافہ بخاری
کے چکر میں مت پڑو، بلکہ بیٹھ جانا۔ وہ ان فلم انڈسٹری
میں میرے سامن ہیں۔ بہت بڑے عادیب اور فلم انڈسٹری
میں۔ میں ان کے نام تھانے لئے ایک سفارشی خط
کھدو دوں گا۔ وہ انھیں میری سفارش پر کھٹنٹل کا نوکر
چھوڑنا تو ارادہ خود دلا رہی ہے۔

اور پھر آپ کی معلومات میں مزید اضافہ کرنے
کے لئے آپ کو بتائیں گے کہ جب پہلی بار میں اپنا نوٹیفکیشن
آمدل۔ سماج کی پیپ کے سلسلے میں پہلی ان
طوافوں سے ملے گی جو غم اٹا سنے کے چکر میں ہوگا
سے سبھی جاتی ہیں دھون کہ یہ غیر شاہد کے کچھ
گھنٹا نہیں کرتے) تو وہاں کے بہت سے

PRODUCERS نے مجھ سے

غم کے لئے کہا میں گھٹے کو کہا اور چند ایک نے تو میری
شخصیت سے متاثر ہو کر اپنی غوروں کے بیٹھو کا
دلی ہی چپٹ کر کے ان کو شطرنج کی بیٹھ میں ان
سب کا اتحاد کو ٹھنڈا کر دیا۔ اس لئے کہ بھائی کی غور
ہی کام کرنا اور بھائی کے PRODUCERS کو
کہا میں دینا میری شخصیت انداز کی تو میں ہے۔ اگر
اپنی دڈ کے PRODUCERS اس قسم کی
درخواست کرتے تو میں شاید اس پر غور نہیں کرتا۔

اگر آپ بھائی محمود جیل صاحب سے ہم بات
کے بارے میں کوئی نہ کہہ دیں گے تو یہ پہلے تو کئی
زادوں سے منہ کو بتائیں گے اور پھر نہایت بڑی
سے فرمائیں گے۔ یاد! میں اس ایم اے ہاٹا سے تنگ
آگیا ہوں۔ جب دیکھو کوئی ڈو کوئی اضافہ نہ
پر موجود ہے کہ اسے اصلاح کر دو تاکہ ہر کے روزانہ

اخبار میں شائع ہو جائے۔ بھلائی نہ کریں اور یہ نہ بھیا
بھائی کا ٹوٹا ہو گیا کہ ہر ایک کے اضافوں پر اصرار
کرنا چھوڑیں۔ ایک بار تو دعویٰ ہو گئی۔ لیکن افسانوی
ہو رہا تھا کہ دیکھو تو ایم اے ہاٹا شہر پر موجود ہے۔ میں
معلوم کیا بھائی آپ کچھ سفارش لے لے ہی ہو گئے۔
یہ افسانوی سفارش میں اضافہ دینے کی تیار رہا
کہ وہ گھٹا ہے اور میں کوئی تانہ اضافہ نہیں کھدے۔
اس لئے تم ہی کوئی نہ کہہ دو کہ میں اسے اپنے منہ
مٹا دیں وہ دلی۔ میں کیا چھوڑیں کہ ہر
مٹو گئی۔ دلی مٹو گیا کہ میں کوئی اضافہ نہیں کرتا
بائی مٹو۔ یہ خط لکھا

ضمیر کی آواز

کلیک	کلیک
کلیک	کلیک
کلیک	کلیک
کلیک	کلیک
کلیک	کلیک

(4) 44

خیر۔ یک شصت سال کا ایک بڑبڑہ سا کو۔

تسے میں ایک جاسوسی ۔ ایک میز لائے ہوئے ہوتا رہتا کرتیاں
 کھ کھاتی ہیں غیبتیں کچھ کہتی ہیں اور جگہ جگہات بھرے
 ہوتے ہیں۔ مغربی دماغ ایک عداوت ہے ہم ساتھ شکر
 کی طرف نکلتا ہے۔ ساتھ دوا میں ایک ٹکڑی کہ جس سے
 دیکھ کر بل کمانی پوری اور اس سے آگے سنائی دیتا
 اور دیکھ کر پڑائی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سیکر
 پڑائی کے گھیر گھیرنے کی فونک کا آواز بھرتی ہے اور باگت
 لے کر ہونٹا میں دم چھاتی ہے ۔

شکیل کھان پر نر و ناز حالت میں کھنے کی
رشتہ کی گاہ ہے۔ وہ اپنی بیوی سے باہر کسی پر
لائی چکر لڑ رہا ہے۔ اور وہ غلوں کو کھروٹی جیسی
اچھیں چھوڑ دینا جاتی ہے اور وہ پھر جلدی جلدی کچھ
کھنے لگتا ہے بلکہ وہ کھانے کا نام نہ چرھائی ہے !!
شکیل :- وہ لڑو نہ کھوئے جسے کھے ہے کھان انا
فریاد، کہہ رہا ہے انا برا

قریہ۔۔۔ اسی وقت کے ان رہنما، سرچشمہ کے قاتل
ہوں، کہیں سے کہیں نہ رہیں، وہ کہیں سے کہیں نہ
ہوں۔

فیصل ۱۔ (دستور کے تحت جمعیۃ) کو "کونسل" کے نام سے پکارا جائے گا۔

[illegible]

کتابخانه ملی افغانستان

شکیل۔ (دکھادی ہے) تم خود محمد میری کیا نہیں
 کرتے تھے نہ کہ یہ ہے۔ مجھ کو (وہ اپنی صاحب کو پکارتا ہے)
 نہیں تھا اور نہ کہ ان کے نام لگے تھے پر خداوند نہیں
 جودہ تھے۔ مگر مجھے !

(فہم یک شروع)

ایک رشتہ دار ہائے پادشاہ ہوں۔۔۔ افسوس
خوبصورت، سلیقہ دار، آراستہ کو۔۔۔ خرقہ کی دھاریں
کاغذی کی ایک قتاہہ تصویر ہوں اس کے اندر ایک پڑا
چور لگا ہوا۔ ایک خوبصورت مین، جس کے ہاتھ ایک
اچھنگ دار کرسی کے ساتھ چاندی کے سیان، اچھنگ
والی کرسی پر پستہ قدروانی بیٹھ ہے۔ دیکھ کر خرقہ
داخل ہو رہی ہے

تھیں۔ - خانہ داخل ہو گئی اور اب عرض مدانی صاحب!

دعا :- اے عظیم صاحب آپ آئیے آئیے مجھے نصیب
 رکھو! کہنے کیجئے حقیقت کی روشنی پہنچے جسے چاہو
 جانے کہتے ہیں کہ اہل! کہنے کیجئے حقیقت کی روشنی پہنچے جسے چاہو
 بہت دیر سے فکر کر رہا ہے!

[illegible]

پتہ نمبر -

۱۔ (مسودہ کے ساتھ اپنا دستخط کر کے) پھر نئے
 شیڈول والے میک سے دوہارے صفحے پر لکھ کر
 (خانہ نمبری) کے چوبیسویں نمبر پر مسودہ کے ساتھ
 (۱) اس کے ساتھ کتاب تہذیب کی شکستہ، زانیہ یا
 کتاب چننا لکھنا ہے۔ آپ کو اپنی چننے والی کتاب
 کی ضرورت ہے۔

[illegible][illegible]

یوں کہ میں جانتا ہوں کہ یہ زمانہ فیصلہ کن ہے۔
 ٹھیک۔ (زیر غور ہے)۔ ٹھیک۔ ٹھیک۔ ٹھیک۔
 اس وقت میں کہہ رہا ہوں کہ جو شخص کہتا ہے کہ اس وقت
 یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے۔

[illegible]

تشکیل جامعہ امروہوی۔

اس کے لیے کہ اگر کسی پریشانی کے لیے جو خوش
 آواز کے دل سے نکلا جائے وہ اس پر بہت سے کام آئے۔
 یہاں پر ہر شخص کو اس کی بات چاہیے۔
 • زندگی خواب ہے۔ خواب میں جو کچھ کیا
 اور بھلا ہے کیا۔!
 زندگی خواب ہے۔!

اس کھانڈی کے محل میں سا فرید ابرو گیا جیسے وہ
بت کے گھنٹے کی سی گرا ہوا۔ ہاتھ میں بت ہوا
ہے۔ پیشانی پر گھوڑے جیسے ہلے۔ چہرہ ہنکرا رہا
ہے۔ ان کی گنت گھیریں۔ جس کی پیشانی کی قدر
ہے۔ گیت اس کا ہوش کی اس سرسبز و شاہی شاہراہ پر
لے جاتا تھا۔ ہر دم پر یاد آئے کہ ہندو اور
قدش باقی رہ گئے تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ جو
باتوں کو انکسے دیکھنا ہوا وہ کس کا ہے۔
بہن کی سنی پندہ کی طرح تھا جسے قید کر دیا
وہ فرما دیتیں کہ اپنے ہاتھ کے پیراں سن رہی
ہے۔ ہاتھ تھا جس سے اسے اب تک تھیں ہی تھیں
ہوا۔ ہاتھ سے چمکا رہا۔ اس کو کہنے کے لئے ایک
اشانی اور اسے محسوس میں اڑیں کہ ایک ہی تھا
سے پہنچے آتا گیا۔ اس سے اپنے میں سے جاتا
ہی محسوس ہوئی۔ اس کا خیال تھا شاید
اس سے چمکاؤں میں جو تھیں وہ اس پر سکا۔
اس کا دم تھا۔ اور ہر اس سے ایک ہی گاہ
آگیا۔ اسے وہاں اپنے سینے پر چسپاں کا
ہے۔ غصہ۔ غصہ اس کے اپنے ہاتھ سے نہا
ہے۔ اب وہ بوند ہو گیا تھا۔ اس
کے پہلوں پر گھٹنے کے قریں گئے۔ اس طرح چپک کر
تک رہا۔ اس کا گہرا سینہ گھٹنے کے قریں گئے۔

"ایں دعا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے
 اس کو اپنی رحمت سے ہمیشہ ہمراہ رکھے"

دل سے پوچھو !

غلاب کی طرح ہے جس کی تعمیر بھی تیرے اللہ نے
اپنی اس ناکمل زندگی کا اس شعورے تجزیہ کرنے کا
شاعر ہے اس کی زندگی سے اچھی طرح واقفیت رکھتا
ہے یہ شعور ہے اپنی زندگی کے لئے وقت سلوم پہننے کا
پھر اس کی سطح خیال پر اس کی مجبورہ رہ جانے اپنی
بادلوں کے چکر چھوڑ دینے —

دینا: تم پر کیا کیا ہو، یہ سب دینا دلے کہتے ہیں
 ایک ایک جیسے عقیدے میں آ کر تم پر کیا گیا ہو۔ میرے ایک دوست
 یقیناً کوئی جیب کا گھبر وقت میرے دل کا گھبراہٹوں میں
 میرا رنگ دیکھ کر میری حالت دیکھ کر اور جیب میں نہیں پاتا ہوا
 پوچھنے والا اس احساسات کے قریب پاتا ہوا، تو پھر میں کیا
 کر دینا والوں کی باتوں کا رد کر دوں گا؟ وہاں سے نہ کرے کہ
 میری عقل کو گھما کر اسے ہم کا کیا کیا۔ جیسے اُسے اس کے
 دل کو مار کر اس کے اس عمل سے نفرت نہ رہی ہو۔
 اسے تمام کردہ رقص کرنا ہر محسوس ہونے لگا۔
 جیسے اس کا پیرو شرا ہو رہا تھا، جیسے وہ ابی فضل کر
 کے کا خدوم سے نکلا ہو۔ اس نے اپنے ایک سلطان سا پر
 ہوا گھسٹا جو تیرہ بیچ دھندلا ہوا چاند جیسا تھا اور
 پھر۔۔۔ اچھا، میرے کسی لائے آن چوکا اہتمام کر
 کر کے میرے قریب لایا۔ اور اس نے عجیب و غریب کلام دیا۔

۱۔ بیچو۔ بیچو۔ ام گہاں۔ ۹
میں آج تک کی طرح باطن کی بات سے پناہ دیتا ہوں
اور کمالیہ اور اس کے لیے کہ وہ

”تم کہیں ہو سب“
 ”جی ہاں تو ہاں!“ نفرتی آغا نے جواب دیا
 اس نے اپنے ذہن کے گہنے کو تلاش کیا مگر
 کچھ وہاں عجیب اندھیرا تھا، پھر اس نے غم بھرا رخ دیکھا
 کہا۔ ”راجی!“

بہت دیر میں پہنچا۔
 محمد رسول اللہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا
 "بھئی! تم یہاں کدو کی طرح آئی ہو۔"
 جواب میں میری خوش قسمتی
 ہر سو پہنچے، میری خودی بڑھائی۔
 یہ کھڑکی تو میں نے پہلے ہی بند کر دی تھی۔

[illegible]

۱۱۔ اچھے دل سے بھرنے والا
 اور اچھے دل سے بھرنے والا
 ۱۲۔ اچھے دل سے بھرنے والا
 ۱۳۔ اچھے دل سے بھرنے والا
 ۱۴۔ اچھے دل سے بھرنے والا
 ۱۵۔ اچھے دل سے بھرنے والا
 ۱۶۔ اچھے دل سے بھرنے والا
 ۱۷۔ اچھے دل سے بھرنے والا
 ۱۸۔ اچھے دل سے بھرنے والا
 ۱۹۔ اچھے دل سے بھرنے والا
 ۲۰۔ اچھے دل سے بھرنے والا

100-100000

تاریخِ عنکبوت

پہلا باب

تاریخِ عنکبوت کے بارے میں ایک اور عجیب و غریب کہانی ہے۔ یہ کہانی ایک ایسے شخص کے بارے میں ہے جو ایک عجیب و غریب شخصیت تھا۔ اس کا نام تھا "عنکبوت"۔ اس کا تعلق ایک عجیب و غریب قوم سے تھا۔ اس قوم کے لوگ ایک عجیب و غریب طریقہ پر زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے گھر ایک عجیب و غریب شکل کے تھے۔ ان کے کپڑے ایک عجیب و غریب طرح کے تھے۔ ان کے کھانے اور پینے کے سامان بھی ایک عجیب و غریب طرح کا تھا۔ ان کے رسم و رواج بھی ایک عجیب و غریب طرح کے تھے۔ ان کے عقائد بھی ایک عجیب و غریب طرح کے تھے۔ ان کے سب کچھ ایک عجیب و غریب طرح کا تھا۔ ان کے بارے میں ایک اور عجیب و غریب کہانی ہے۔ یہ کہانی ایک ایسے شخص کے بارے میں ہے جو ایک عجیب و غریب شخصیت تھا۔ اس کا نام تھا "عنکبوت"۔ اس کا تعلق ایک عجیب و غریب قوم سے تھا۔ اس قوم کے لوگ ایک عجیب و غریب طریقہ پر زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے گھر ایک عجیب و غریب شکل کے تھے۔ ان کے کپڑے ایک عجیب و غریب طرح کے تھے۔ ان کے کھانے اور پینے کے سامان بھی ایک عجیب و غریب طرح کا تھا۔ ان کے رسم و رواج بھی ایک عجیب و غریب طرح کے تھے۔ ان کے عقائد بھی ایک عجیب و غریب طرح کے تھے۔ ان کے سب کچھ ایک عجیب و غریب طرح کا تھا۔

۱۔ ایک شخص نے ایک عجیب و غریب شخص سے کہا کہ "تو ایک عجیب و غریب شخصیت ہے۔" اس نے جواب دیا کہ "جی ہاں، میں ایک عجیب و غریب شخصیت ہوں۔" اس نے کہا کہ "تو ایک عجیب و غریب قوم سے تعلق رکھتا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ "جی ہاں، میں ایک عجیب و غریب قوم سے تعلق رکھتا ہوں۔" اس نے کہا کہ "تو ایک عجیب و غریب طریقہ پر زندگی بسر کرتا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ "جی ہاں، میں ایک عجیب و غریب طریقہ پر زندگی بسر کرتا ہوں۔" اس نے کہا کہ "تو ایک عجیب و غریب کپڑے پہنتا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ "جی ہاں، میں ایک عجیب و غریب کپڑے پہنتا ہوں۔" اس نے کہا کہ "تو ایک عجیب و غریب کھانے اور پینے کے سامان استعمال کرتا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ "جی ہاں، میں ایک عجیب و غریب کھانے اور پینے کے سامان استعمال کرتا ہوں۔" اس نے کہا کہ "تو ایک عجیب و غریب رسم و رواج رکھتا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ "جی ہاں، میں ایک عجیب و غریب رسم و رواج رکھتا ہوں۔" اس نے کہا کہ "تو ایک عجیب و غریب عقائد رکھتا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ "جی ہاں، میں ایک عجیب و غریب عقائد رکھتا ہوں۔" اس نے کہا کہ "تو ایک عجیب و غریب سب کچھ رکھتا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ "جی ہاں، میں ایک عجیب و غریب سب کچھ رکھتا ہوں۔"

نہایت ہی اس کمین کا نام نندوں سے گزرا تھا شاید
 ہم وہ سیم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا
 ہاں سیم! تم کو اس کمین کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟
 "جیسے ان سائیکلوں کو روکنا ہے، ابستہ
 متوال کرنے کا موقع نہیں ہے۔" سیم نے جواب دیا
 "غیر۔" "اٹھی نہ کہا۔" اس بات کو میں
 نہ تسلیم کرتا تھا کہ ان سائیکلوں میں کوئی غای
 ہے۔

"فرہر۔۔۔ میں آپ کا مقصد نہیں سمجھا۔"
 سیم نے فریاد اٹھائی۔
 "مختلف ترقی۔" اٹھی نے جواب دیا۔ "اس نئی
 ہوائی مشین ایک قرن کا ارتقاء ہے۔ اس نے بہت
 تیز رفتاری سے سفر کیا۔ سائیکلوں کی طرح کہ ایک
 لمحہ کے اندر ہی پہنچ جاتا ہے کہ اتنی بڑی رقم ہانک
 کر اس قسم کے کاموں کے لیے اس قدر پیسے صرف
 لے کر جانے کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔"
 "ہاں اس کی وجہ سے بھی جرت ہے۔"

سیم نے فریاد اٹھائی۔
 "جیسے اس کمین کا اشتہار دینے کے لیے اس کے
 سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کا بہتہ کر دیا تھا۔"
 اٹھی نے سارے کا طریقہ بیان کر دیا۔ "میں نے اس کے
 دھوکے میں آنے سے ہماری تجارت کی سادھ کو کافی دھکا
 پہنچا ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ یہ کمین ہمارا
 سائیکلوں سے زیادہ زیادہ تیز اور بہتر مشین بن جائے
 قیمت پر فروخت کر دیا ہے۔ مردانہ سائیکلوں کے لئے
 اس کا پہلا اور زمانہ مشین کے لئے چاہیے اس ہمارے
 کمین کا فروغ مردانہ اور زمانہ سائیکلوں کے لئے بالخصوص
 بہت زیادہ ہے۔ اور اس کے سوا پہلا اور بہتر ہے۔ فروغ دینے
 کو ضروری کمین کی جانب سے عام اطلاع ہے کہ سائیکلوں
 میں کوئی غای ثابت کرنے والے کو ہارنے والا ہو گا۔
 انتہائی خطرہ ہے۔"

"جی ہاں! مجھے پتا ہے۔" شمیم نے فریاد اٹھائی۔
 "میں نے یہ سیدھا طور پر شمیم کو کمین کی ایک دہائی
 سائیکلوں پر فریاد کیا۔ اٹھی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے
 کہا۔ "اپنی کمین کے ہارنے والوں سے میں نے اس کے ہر
 حصے کی جانچ کر لی۔ معلوم ہوا کہ ان میں کسی قسم کی
 غای نہیں ہے۔"

"کیا یہ ممکن نہیں۔" شمیم نے فریاد اٹھائی۔ "مگر لوگ
 پہلے نقصان اٹھا کر اپنے آپ کو ہار کر رہا ہے۔ چلتا
 ہے۔" "پہلے میں نے ہی یہ خیال کیا تھا۔" سیم نے
 اٹھی نے جواب دیا۔ "اس لئے میں اب ایک اشتہار کر رہا
 کہ ایک ایک دن ان لوگوں کو قوت بخشنے کی ضرورت ہے۔ لیکن
 یہ جملہ خیال خام تھا۔ اب تم کو بھی کمین کا مال دھڑکے
 کے ساتھ ساتھ قوت پر فروخت ہو رہا ہے۔ میں نے صرف
 ہمارے کمین کو روک دیا ہے۔ دلی سائیکلوں میں سے چند لوگوں
 ان کی بھی جانچ کر لی تھی۔ لیکن ان میں کوئی غای نہ تھی
 تحقیق کا کریں گے دیکھیں کہ شمیم کو کمین کو ہر سائیکلوں
 پر کم از کم ہارنے والے ہیں نقصان پہنچے۔ علاوہ ان میں اس
 کمین کے کارکنوں کی تعداد بھی ہمارے کارکنوں سے
 زیادہ ہے۔ میری کمین میں ہمارے کارکنوں کے سب کچھ ملے ہوئے
 ہیں۔ کمین میں کمین کوئی مادی ہے۔ یہ حال مارکیٹ کا راز
 وہ دن جلد آنے والا ہے جب ہمارا روزانہ نکل جائے گا۔"
 "آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔" شمیم نے فریاد اٹھائی۔
 "دریافت کیا۔"

"جی ہاں آپ سے کہنے جا رہا تھا۔" سائیکلوں کے
 "جیسے کہا۔" میں نے اپنے طور پر جن محد آدمیوں کو فریاد
 طور پر ذکر کیا کمین کے سلسلے میں تحقیق کرنے کے لیے بھیجا تھا
 لیکن وہ لوگ کوئی کارآمد بات نہیں معلوم کر سکے۔ میں جن
 آدمیوں کو بتا چکا ہوں ان سے یہ تحقیق ہے کہ ان
 آدمیوں پر ایسی سائیکلوں کی حالت میں تیار نہیں کی جاسکتی،
 اس کی پشت پر ضرور کوئی فریب ہے۔۔۔ میں آپ سے اجازت

کر رہا ہوں کہ آپ اس سادہ کی تحقیقات کریں، اس میں غای
 اجازت دلا کر کہنے کے لئے آزاد ہوں۔"

شمیم نے فریاد اٹھائی۔ "میں سیدھا اٹھی نے فریاد اٹھائی
 بات اس سے چھائی نہیں تھی۔ واقعی بات بہت عجیب تھی
 کہ شمیم سائیکلوں کی اتنے مفید نقصان کیا دھوکا دینا
 مارنے پر چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے دائرہ عمل میں
 نہیں آتا تھا۔ بلکہ ان میں وہ محد آدمی کی اطلاع تھی، مارکیٹ
 تھا۔ لیکن وہ معاملات کچھ دوسرے قسم کے تھے۔ لیکن
 اس کمین کی نوعیت بھی عجیب تھی۔ اس نے ایک بار پھر فریاد
 سے سیدھا اٹھی کی جانب دیکھا اور دریا فٹ کیا
 "آپ کہتے تھے کہ تین آدمیوں کو فریاد اٹھائی ہے کہ آپ نے
 کمین کے سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے زیادہ
 کیا تھا۔"

"جی ہاں۔" اٹھی نے فریاد اٹھائی۔ "لیکن وہ لوگ تجری کار
 سرفروشان نہیں تھے، ہماری فرم کے کارکن تھے۔"
 "آپ اس تجارت کے سلسلے میں کچھ اور مدد
 فرمائی گے؟" شمیم نے فریاد اٹھائی۔ "کیا آپ کے یہاں
 سائیکلوں کے تمام حصے بنتے ہیں۔" "ہاں۔"
 "ہماری فرم اپنے یہاں بہترین فرم کے فریاد اٹھائی،
 ہینڈل اور دوسرے خاص حصے تیار کر لیتے ہیں۔
 حصے دوسرے تاجروں سے بیٹھنے پر فروغ دیتے ہیں۔
 "کیا وہ تمام حصے جو آپ دوسروں سے خریدتے ہیں
 ہندوستان ہی میں تیار ہوتے ہیں؟"

"جی نہیں! اٹھی نے فریاد اٹھائی۔ "کچھ حصے پاکستان
 اور ملک سے آتے ہیں۔ کچھ دھندلے سے آتے ہیں۔"
 "اور شمیم کو کمین ملے۔" شمیم نے فریاد اٹھائی۔
 دریافت کیا۔

"میں طوری تو نہیں کہہ سکتا، لیکن خیال دیتا ہے
 کہ وہ لوگ تقریباً تمام حصے ہمارے طور پر ہی تیار
 ہیں۔ تمام پارٹس ہمارے ہاں سے آتے ہیں۔"
 "کیا وہ لوگ اپنے کارخانے کے لئے سائیکلوں کے حصے

طریق کار

دوسرے سرے پر سیم بول رہا تھا، اس نے شیم خیر
کو مطلع کیا کہ وہ دوسرے کام پر جانے کا ارادہ اس نے
ہونا یا نہ ہونا شیم اختر کو بتایا۔ یہ تمام برصوں کے شیم خیر
نے انپکٹر دن میں سے کہا۔

میں سیم بول رہا تھا، "انتہا کہ اس نے گفتگو
کا رخ دوسری جانب مڑا، بزرگ کو شمش کے باوجود
انپکٹر اس سے یہ نہیں معلوم کر سکا کہ سیم کہاں سے
بول رہا تھا، اس نے فون پر اس سے کہا انگلی کی۔
شیم اختر نے اس کی بحث سے انتہا کہ انپکٹر کی دیکھی ہوئی
رنگ پر انگلی کی۔

"انپکٹر صاحب! یہ تو بتائیے اس برون گریٹ
والے کیس میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی؟"
"نہیں! انپکٹر دن خزا کر ہلا۔ اس کی
ہیشانی پر فکریں چمکیں، وہ گزشتہ دس دنوں سے
برون گریٹ کے اس واقعہ کے متعلق تفتیش کر رہا تھا۔
لیکھ اسے جیسے ناکامی کا منہ دکھاتا تھا، یہی تو لاکھوں
مہلک قبل ایک سنسنی خیز ڈاکہ پڑا تھا۔ ہاں کے فوڈ
کارٹا میں ایک دھ دن نقاب پر فٹ پستول نے جیسے
فلوڈ گیس آئے، ایک نے پستول سے دھماکا کر شام
کو گرنے کو اپنے مقام پر بیٹھ رہے پر محمد کو یاد
دوسرا خزانے کے پاس پہنچا، ایک ریکارڈ کیپر کی شیم خیر
مذکورہ انتہا کی نقاب پوشی کی گئی تھی وہی دم جس کو
موت کی تیور سے مراد آؤ گوں نے ڈیڑھ لاکھ روپیوں
کے نوٹ اکٹھا کئے اور دوسرے کے ایک ہی جہز کی طرف
سودے بار ہو گئی۔

اس ڈاکے تفتیش کا بار انپکٹر دن کے کلاچ
پر لگا تھا اور ان تمام سرگرمیوں کے بعد ہی چند دنوں
ول تھا۔ اس نے جھجکا کہ
"اگر ایک ہی اس معاملے میں کہ نہیں کر سکا
تو اس کو فکریں کا کامیابی حاصل ہے، مثلاً یہی

ہی نہیں۔ انپکٹر دن بولا۔ "دعاوی
روں سے پڑھیں گے، جسے اس کے پاس پیسے اور
کہا کہ ہمیں شیم خیر کی روٹی میں تبدیلی کرو۔ انپکٹر
پاس سے لڑا نہیں تھے، اس نے فون سے دھمکے کے
کے جوتے کو کہا، "وہ دونوں پکشیروں کو کافی شیم نہیں ہوا
کیونکہ اس کے پاس برائے ایک مشہور تاجیک خادانی رقم
تھا۔ دھمکے کے بعد وہ گئی پھر اسے ان فون تبدیل کا
کے بارہ لاکھ روپے مل گئے، بعد ازاں معلوم ہوا کہ وہ
تمام نوٹ جلیں، اتنی بڑی سازش کر مٹ گئی سلا
سے نہیں کی گئی تھی، البتہ کوہو جس کچھ دھمکی اس قسم
کا ایک واقعہ پیش آیا تھا۔"

"کیا تھا اور خیال ہے کہ وہ فون کیس روک بی گئی
تھے ہیں؟" شیم اختر نے پوچھا
"ہی اہل خاندان کے بھائی ہے! اس نے کہا
"واقعہ تو اتنی سنگین ہے۔" شیم اختر نے کہا
"کیا تم اس وقت میری رائے لیے آئے ہو۔"
"جی ہاں۔ یہ کھنڈے کے حاضر رہا ہوں کہ
جیک آف ہما کا میجر اس مسئلے میں آپ کی خدمات حاصل
کرنے کے متعلق آئے ہیں۔"

"اے۔۔۔۔۔ شیم اختر نے ہر شان ہو کر کہا۔
"میں تو فی الحال ایک دوسرے کیس میں....."
"میں فکریں خیر سے آپ کی معلومات بیان
کر چکا ہوں لیکن وہاں کے پاس آئے پر مصر تھا لہذا
میں نے آپ کو قبل از وقت مطلع کر دیا یہ مناسبت لگتا ہے
اسی وقت ہی فون کی گھنٹی بجی۔

"بیت محسوس ہے۔ فون جیک کے میجر نے ہی کیا ہوا"
"میں نے کہا۔
"میں نے کہا۔ شیم اختر بولا، "میں
انپکٹر اس سے کہہ دیا۔ "میں دوسری طرف سے
دھمکیوں کی کچھ نہیں تھا۔"

"انہی صورت اور ہی سرکاری فون کی نسبت
سے کچھ زیادہ اہم تھا۔ اگر کوئی سرکاری ہی فون
میں سے فون کی فون کی حالت میں تھا۔ شیم خیر
نے کہا تھا، "شاید نیچے درجی جان بھگوانی رنگ میں کچھ
غنیف سازش کے کاٹھن اس کا پتہ نہیں لگتا ہے
"معلوم نہیں آپ کے لیے معلوم کر دیا۔" وہ تقریباً
بچے ہی بولا۔ "میں نے اصل فون سے اس کا مقابلہ کیا
تھا۔ دھمکی دے دیا تھا اس میں ہیں۔ لیکن اصل
نوٹ اسباب وار نہ کیجئے۔"

سیم نے سرکاری فون کے کچھ نوٹ کے ساتھ
نہیں پہنچایا اور فون سے اسے دو نوٹ کا منہ لگایا۔ اپنے
تھام کو کچھ پا کر دلچسپی میں شکر کا احساس کیا۔
اس نے کئی سال اس کام کی واقفیت حاصل کرنے میں
منا کے تھے۔ کا فنی بناوٹ، امرتانی، رنگ جنب
کرنے کی صلاحیت اور اس قسم کی دیگر مشق، آؤں کی
وہ اتنی ہی اچھی طرح واقفیت تھی جتنی کوئی اہل فن
باتا تھا، اور اس معقولہ پر اس کی تقریر وہ کئی ہی میں
مستعدانی جاتی تھیں، یہی اس لیے تھا واقفیت اور
صاحت کے لیے ہستے پر اسے جل سازی کے تعداد
بروں کو کیکر کے ماکہ پہنچا یا تھا۔

دھمکیوں سے فون کہاں لایا تھا؟ اس نے انپکٹر
میں سے دریافت کیا۔
"جیک آف ہما کے میجر نے مجھے دیا تھا۔ انپکٹر
اور اب دیا یہ کی شیم خیر اس قسم کے بارہ ہزار نوٹ
کے چکے ہیں جن میں سے کچھ لوگ نے ہندوستانی
اپنے اصل کے ہی اس طرح جیک کو بارہ لاکھ روپے
انتظام کر دیے۔"

"کالی لہجہ آگیا۔ شیم اختر نے کہا۔ "ایک
اور اسے یہ۔
"میں نے کہا۔
"میں نے کہا۔"

کہا ہے خدا کے لیے ذرا سحر کر لو۔ ۱۱

”شہید اختر نے دیکھا کہ یہ کام بھی تو بڑا مشکل ہے
اس لیے وہ کہہ رہے ہیں کہ تم بھی تیار ہو کر رہو گے۔“
پس سہا تو بے پروا رہا اور ان پکڑوں سے بے پروا
ہو گیا بہت جلد ہی۔

۱۲۔ مگر اس قسم کی کئی چھوٹی سی روایتیں
ہو چکی ہیں۔ شہید اختر نے کہا: ”وہ تو کھوں کی طرح
رہا کہ سب سے پہلے اس کے ایک ہی گروہ کے ہی میرا قاتل
ہو گیا کہ دوسرا شہید کا یہ گروہ جو بڑی لڑائی لڑا کرتا تھا
جس سے بہت شہید ہوئے ہیں وہاں تک کہ وہ ۱۳۔
پکڑوں سے موت کے غم میں خزاں ہو گیا۔“

”شال کے قتل کے بعد ہی دوسری قوم کے شہید اختر
نے اپنی تقریر جاری رکھی۔ شہید سگھ بھادس بھادس
لو۔ یہ شہید چنانچہ پہنچے۔ پتھار سے لے کر ہارنا
ہو رہے تھے اور ان کے پاس بٹول اور پیسٹریکٹ
تھیں جو سیکورٹی قسمن کے کاموں میں امداد دینے کے لیے
تیار تھے۔ چھوٹے سے چھوٹے ہتھیاروں سے آرمڈ ہو گیا
کہ وہ کسی بھی چیز یا جہاز سے قتل نہ کئے دانا ہر کام پر
کرتی ہے کیا نہیں اس سبب لکھتے ہیں۔ ۱۴۔

”خدا آپ کو کہتا ہے کہ تم شہید اختر نے
سوچے ہوئے کہا کہ وہ تو گڈن کا وہ گروہ بھی ایسے ہی منظم
طریقے پہنچا کر کام چلاتا ہے۔“

۱۵۔ ان ہی بات میں کچھ ناہت ہوئی۔ شہید اختر
نے کہا: ”وہ گروہ بھی بہت منظم ہو گا۔ اس کی شاخیں
جو اب ایشیا کے کینے سے نکلی ہیں، ہر قسم کے چھوٹے
بڑے ڈاکے، محل سازی، چھوٹی، اچھی، خفیہ نئی اور قتل
کے کتاب کے لئے اس ادارے کے پاس ہر قسم کے
تدارک ہوں گے۔ ان کے انتظام اچھا ہے تو انھوں نے
ایک ہی روز خود بھی لکھا ہو گا۔ تاکہ اگر کوئی غم گرفتار
ہو جائے تو اس قدر سے اس کے انتظام میں وہ نقص
ہوتا ہے۔ مجھے اس سلسلہ میں بہت سی باتیں کی خفیہ

پولیس کے میڈیا میں، مگر انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس سے ایک
مفصل خط لکھیں۔ اور اس وقت سے میں ان مجرموں
کے طریقہ کار کا مطالعہ کر رہا ہوں، مجھے اپنے قیاس
کا کافی پریقین ہوتا جا رہا ہے اس سلسلہ میں ایک
خیال بھی میرے اندر ہے میں پیدا ہوا ہے جو بہت اہم نیت
ہو سکتا ہے۔“

”وہ کیا۔ ۱۶۔“ شہید اختر نے کہا کہ ان پکڑوں نے
مدافعت کیا۔

”شہید اختر نے میری دوا رکھوں کی کیا لکھی
کا ذکر کیا جس میں مسلم نے تمام ڈاکوؤں کی مدافعت
کا مفصل حال بیان کیا۔ طریقہ کار اور دیکھا کہ
پولیس کے خیال میں ایک ہی گروہ کے گروہوں سے سوز
ہو گیا تھا۔“

”پکڑوں اس بہت سے سرسری نظر سے بڑھ کر
ہو چکا۔ ۱۷۔“ ان تو بھر۔ ۱۸۔

”شہید اختر نے دیکھا کہ ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ تم
نے یہ قصورداشت دیکھ لی۔ اس میں مختلف قسم کے کام
شال میں بھی چیک ہو گیا۔ ٹوٹ، بیگنی کا مال سردہ،
جہازات کی چھان و فیر۔ ہمارے وہاں کی سکرٹریٹ
سروس اور دیگر مالک کی پولیس ان واقعات کی جانفشانی
کے ساتھ تفتیش کر رہی ہے۔ یقیناً اس سلسلہ میں فقط
مالک کی خفیہ پولیس سے سیکرٹ سروس کی خطرات بہت
ہو گی۔“

”ہاں آپ درست کہتے ہیں۔“ مگر وہ خط
کتابت ہوا ہے۔“

”خوب۔“ لیکن یہ بتاؤ۔ ۱۹۔ شہید اختر نے دیکھا
”تم لوگوں نے کبھی یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کی کہ تم
مال سردہ جانا کہاں ہے۔ ۲۰۔“

”پکڑوں نے جو کچھ شہید اختر کو لکھا اس کا
صدائی پیش کی۔ ۲۱۔ جہاں تک خیال ہے مال سردہ کتاب
کے کتب خانے میں ہیں جس کا ہم سیکرٹ سروس مال کا

میں کوئی قصور نہیں ہے۔ جہاں تک یہاں چند ساتھیوں
اس کے ساتھ سرگرمیوں میں مالی یا سیاسی شمولیت ہوئی
لیکن دوسرے ساتھیوں میں ان کا حصہ نہ تھا۔ ۲۲۔
ہر ایک پولیس کو کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔
۲۳۔ جن لوگوں اور اداروں کی طرف سے رسوائی پہنچا
شہید اختر نے کہا: ”میرے جہازات اور اس کا پانی وغیرہ
کا کچھ تو کوئی سوراخ نہیں مل سکا۔“ ۲۴۔
”آخراپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ ۲۵۔“

”ہو چکا۔
”کہنا چاہتا ہوں۔“ شہید اختر نے کہا۔ ۲۶۔
”کہ وہ تمام دست بھی اتار دیا۔ کچھ کے ساتھ ہر قسم
جس کس کا کیا بات چیت فرما۔“ ۲۷۔
”ٹوٹ مال کا تمام مال ایک جگہ سے دوسری جگہ لے گیا۔
پس وہاں وہ مال دوسری شکل میں تبدیل کر کے فرو
کر دیا جاتا ہے۔ اچھا۔ تاکہ کیا کہیں ہندوستان کے
لوگوں کو پتہ نہ لے۔ ۲۸۔“

”ہمارے یہاں تو نہیں۔“ ۲۹۔
”لیکن یہ وہ مال اور دیکھ کے بھوکوں سے پھر شال
کہ وہاں بھی ہندوستانی ٹوٹ مال کوئی سے تبدیل
کئے ہیں۔“

”ہاں۔“ میرا بھی خیال تھا۔ شہید اختر
”انسان کہتا ہے کہ اس گروہ میں ہر قسم کے ہمارے
بائے کے لئے لوگوں ہیں۔ اس کی تہہ تک پہنچنے کی کھن
تربہ ہے۔ یہ معلوم کہ کہ گروہ مال سردہ لکھا
کرتا ہے ۳۰۔ کس ذریعہ سے وہ مال سردہ لکھا
دوسری جگہ لکھتے ہیں ۳۱۔ اس گروہ کا مرکزی دفتر
ہے ۳۲۔ اس مال سردہ کو لکھا گیا تو سوشل سروس
کہ دوسرا شہید کا یہ عقلمند ترین گروہ گرفتار کیا جاتا
”تو بات خدائیوں کے نہیں پڑتے
”پکڑوں نے کہا: ”ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ
کی کام فیصلہ نہیں کی جانے کے سبب کہ کچھ
مال سردہ لکھا۔“

طرحی مشاعرہ منبر ۳۰

مصرع طرح
مثنیٰ غزل ہے جسے غزل کہتے ہیں

میرا انشا علی بورڈ
حضرت
مولانا آبرہا حسنی گنبدی
شف گوالیاری

غزل کہلاتا ہے غزل انشا کا نام ہے اس کے جمال چار آئے
کے لکھتے ہندو اور سال مشربا میں

۱۔ میں اب جسم اللہ ہے لہذا
لش پابندیوں سے بیت زور ہے
کھڑکی ماہ جو تیر دل
میں نہ دیکھے دیکھے ہی نہیں
بس میں اب جنت نہ رنگ و نا
مل وہ اچھے خوشیوں بھرے لگے
ن کا لکھ رہا شکایت سے کیا فائدہ
بیت کھٹکشاں کا دل اب قسم بنے
میں چند کمال ابروی باغی

میں وہ دم دستور ہے
میں وہی زخم تھا آج کا سہ ہے
کیا جیسے جنت کا دستور ہے
وہ خدا کی قسم آٹھ ہے نور ہے
جو تیرے لیے کہنے نہیں سے ہر دور ہے
جنت کی ہے وہانی تو مشہور ہے
دل میں اسان یہ کب سے دستور ہے

علامہ علی گنبدی

نہم دھان حسین کا دستور ہے
سارے بھارت میں کہتے ہیں مشہور ہے
بیکہ راغیہ تو وہ طالب خود ہے
قول کہتے ہیں وہی بیت دور ہے
کہ کہتے ہیں تو پہلے لنگور ہے
میں تو کہتا ہوں فدائی نور ہے
ہنہ دنیا میں تیرا کہ مشہور ہے

سارے دنیا میں بات مشہور ہے
میں کا عہد جو چنور ہے
عشق سے دیکھتے ہیں کس لئے
وہ نظر کرتا ہوں میں خواب میں
تو سادہ کھاتیں آجنگہ تو حسین
کیا کر دلایب زمانہ نہیں ماننا
آگ بات ہے تم نہیں جانتے

عادت غازی لہذا

گو نگر سے میری تو بہت درد ہے
چرخ تری جود کھد ہے
خود کو کھو کر بھی وہ انہ مسود ہے
درحقیقت جنت کا دستور ہے
تیری منزل ابھی تو بیت آؤد ہے
میں ہی کہا سارا ایمانہ مشکور ہے
جب سے عادت کئی دل میں مشہور ہے

تیرا عہد نظامی میں مشہور ہے
جلوے کھد کی مجھ کو حاجت نہیں
اس کی الفت کا ادب کر شہ ہے یہ
نور کو راو طلب میں مٹا ان
بارجہ نہ راجی قسم تیز کر
ساتی سیکہ تیرے اسماں کا
پیری نظروں میں کئی بھی چیت نہیں

بند اعلیٰ لہذا تم غازی

آؤد کا صیت سے کیوں دور ہے
مجھ سے بھی زمانے کا دستور ہے
منزل عشق سے دل بیت کھد ہے
کئی دنیا میں مرد مشہور ہے
ان کی فعل کا ایسا ہی دستور ہے
پاس اگر بھی کوئی بیت زور ہے

عقل اب یہ کھنے سے معذور ہے
کیونکہ تو سے ہر شے مسور ہے
راو آفت میں پہا قدم ہے جنوں
کہتے تانہ کہ رسم دلدور ہے
سارے عالم کھیلے ہر پہنچ دیں
لطف تیرا کہ ہے فیہ سے غوری

بند ان کو بھی ہوگی جنت خیر
تیرا کدوئی نہانے میں مشہور ہے

مثنیٰ غزل دار ہے جسے غزل کہتے ہیں
چہرہ حسن پر عشق کا نور ہے
دہر میرے فناؤں سے مسور ہے
دور ساری خدائی کا مسور ہے
آؤد کیا نہانے کا دستور ہے
کیا گھر نر عشق مجبور ہے
کاش اپنی وفوں پہ مسور ہے

بنا نہ زمانہ میں مشہور ہے
پہر حقیقت نہیں شکست
برنگہ میرا میرے نقش قدم
میں گویا سب سے عشق میں
جو صحبت کہ وہ مصیبت بھرے
ان سے کاش اسکان کوئی نہیں
اس کو تیری جفاؤں کی پرہیز نہیں

درد میرٹو

توہ ذرہ قلبی سے ممود ہے
کس قد پاس ہے کس قدر درد ہے
وہم دل اب تو ایک ایک کا مسود ہے
آؤد نہانے کا تیرا دستور ہے
دعا ہے کئی تو مشہور ہے
عہد ہے تو منزل کہاں آؤد ہے

جنت کی گت ہے تو کب درد ہے
دل میں رہ کر نگاہوں سے مسود ہے
بیرے اشک رنایاں رکنے والے کہاں
کیا دعا کا صبر دیکھا ہے جنت
باعت میں ہے اب زبرد و وفا
مشکوٰۃ سے تھیں ترسائی خدا

کاشیا جو کیسے سما جو تم
تو دل میرا اب کب سے مشہور ہے

شمس دلی شمع جلیبد

نار بجنے پیا گلشن کے ماحول ہے
پھول کا دل بیابانوں میں رہتا ہے
ایک ہے بن شکن لکپے حق پرست
کوئی محمود ہے کوئی منصور ہے
جھلکا ہوا احمد سولی قتار اندری
کوئی محمود ہے کوئی منصور ہے
دیکھ چشم حقیقت سے آن کو ذرا
جو بھی زندہ ہے اپنی جگہ خود ہے
بڑھ کے زندان سے پہلے جو دراز تک
بس وہی وقت کا اپنے منصور ہے
ہم نے الزام عشق اپنے سر سے لیا
یہ مزاح سے زمانہ وہ منظور ہے
میں وفا آستانہ ، لاجفا آستانہ
ہم بھی مشہور ہوں تو کی مشہور ہے
آستانہ قاتلہ فہم سے جو دل نہیں
پاک تو ہے حقیقت سے وہ خود ہے
اسی میں بتا دے تیری باخیاں
کون حق ہے ، کون مجھ ہے
رام شکر معرہ آذکاران ہستی

میکہ میری ہستی کا ماحول ہے
دل شراب محبت سے معمور ہے
ہر خوشی چھپ کر رخ و دم ہشتا
ہم نے محبت کا دستور ہے
میں تو بچے کو بھی دیا ہوں مگر
زندگی زندگی سے بیت دہریہ
ظلم ہم کو ، تم مگر خوش رہو
ہم عینیت مجھے دل سے منظور ہے
فری کے حب جو دور حاضر میں ہیں
خود شمس سے انسانیت ڈوبے
تک ہے صدمت تذکرہ آج تک
اب نہ دور رس ہے منصور ہے
خود فوٹ لہدی

دل کی کے تصور سے معمور ہے
ہم غالی نہیں سے معذور ہے
وصلہ ہے جوں گم دل فہم ہے
ہم کیا وقت کا اپنے منصور ہے
جہ وہ دل میں ہے کیوں آگے سے گدگد
خود اس کو گھنے سے مجبور ہے
باخیاں کیا چن کا یہ دستور ہے
پھول سے پھول گزار میں دور ہے
ہم جہاں میں اندھیرا دستور ہے
تم جہاں جو وہاں خود ہی خود ہے
خون کو ناحق کس فریضے ہے
دل پر پہنچے دو ہم کو منظور ہے
ماشتی کا فہم جو کہ دعویٰ نہیں
مگر عاشق دنیا میں مشہور ہے
جدا اطلاق قاتل کلکتی

باد سے اس کی دل میرا مود ہے
جو کجاہوں سے ہر وقت مستور ہے
چشم ہیا چھ کر دی حق نے صفا
اس کے چٹنی نکسر جہنہ خود ہے
پائے گی میں جگہ تیرا نقیض قدم
ہمیں درست چلنے پر مجبور ہے
فر سے مجھ کو نہ کیا خبر ہے مجھے
کل جو مخوم تھا کہ مسرور ہے
ظن رہش ہوئی اللہ یہ علی گیا
اپنی نظرت سے بدلہ مجبور ہے
زندگی ہاروں کی ہے قاتل زکا
اللہ تو اس قدر اس پر معذور ہے

یہ جہاں محبت کا دستور ہے
کوئی ناشاد ہے کوئی مسرور ہے
اللہ کے جہوں کی کثرت کا ظلم ہے
خاندان اراحدی طور ہے
دھن میں مستقل اپنا اپنا جگہ
عشق خود دل ہے جس منظور ہے
جو کی سکرانی رہی توڑ لی
باخیاں چن کا یہ دستور ہے
پیرے کئے نہ کئے سے کیا فائدہ
حسن کی ہے بازی تو مشہور ہے
چہر کی اس شمس ہستی رہتا ہوں
گھر کے فہم سے مرے دل میں مسرور ہے

دل عمر رائی نہیں جلیبدی
اُس کے ہنسے کا دل رخ سے معذور ہے
کوئی منصور و نرسی تو ہوا آج بھی
تختہ دار ہے جہوہ خود ہے
کیا سمجھ پائے کوئی نظام جہاں
کوئی منت رہے کوئی مجبور ہے
ظلم ڈھلتے ہو کیوں زہر دیدہ مجھے
جان لینا اگر تم کو منظور ہے
اُس کو شہر و گھر کے نزدیک پاتا ہوں
جو کجاہوں سے اس بہت کسب ہے
محمود شتری اندھ

یہ تو دینائے فانی کا دستور ہے
کوئی مسرور ہے کوئی رنجور ہے
نیر اُفت کو کھائے زمانہ ہوا
آج تک دل کا ہر دم فہم نامور ہے
جب سے ہم آستانے وفا ہو گئے
نظرت فہم مٹی قلب پر فہم ہے
اس کے شمشاد دم پر ہوں جیگا فریضے
کیسے کہہ سکتا کہ فہم کی دور ہے
یہ بھی محمود اک امتحان ہے ترا
تیری منزل پر فہم سے ابھی لہو ہے
بدرالہبار آج تک لہو ہے

اپنی نظرت پر ہر کوئی مجبور ہے
عشق خود دل ہے جس منظور ہے
ہم کے آواز ہر بہر خدا ویلے
دوہنے والا ساحل سے کچھ فہم ہے
آپ کو زہر و دیکھ سکتا ہے کوئی
آپ کا صبر تو شعور خود ہے
کیوں یہ دار و دوس لہو ہے جس صدا
اس زمانے میں اب کوئی مسرور ہے
بات قسمت کی ہے ورنہ آج فریضے
کبہ کیا دور ہے طیب کیا لہو ہے
جمال الہیہ خاں وجد عظیم آبادی

دل ملا تیرے آنے سے مسرور ہے
اکا جھ سے شب تیرے خود ہے
ساقی یزیم کیا تیرا دستور ہے
کوئی خود ہم ہے کوئی مجبور ہے
یہ جہاں ہے دور روز کی چاندنی
کیوں جو دنی سے لہو دستور ہے
سنگو فرقت سے تیرے بہت لہو میں
نیشہ دل مرا چھو ہے فہم ہے
یہ اسیر شب تیرگی میں سہو
یاد تو رکھے تیرے دل میں سہو ہے

تیر احمدی اوجاروی (دیوید)
 میرے ساقی کیا تیرا دستور ہے
 میرے کہ غفروں سے تو دور ہے
 لکھا یادیں کا گلیا کیا کر دیا
 ایک ان کے ستم ہی کہ نام ہیں
 جس کو خدا کا نام ہو دیوار کا
 جو غفلت سے دلوں ہی مجبور ہیں
 دوسرے کے ستم کھڑے شاکیت ہی کیا
 تیار صدیقی ابروی ہادیونی

ادہ عشق تکی سے جو رہے
 ظلم دھانے میں انا کہ کیا ہیں وہ
 حق نا آستہ کے کرم ہے ابھی
 کو نہ ہی نہیں شوق کی بیسیاں
 تیری قوی کا لے دست کیوں رہی جو
 کرم ہی کے سیکے ہی ہر سو داں
 شہرت میری طرہ لی۔ ۱۔

دل ازل سے جہاں کا یہ دستور ہے
 اب ہری چشم ہر وقت رہتی ہے تر
 اب تصور کے ہی عشق دھندلے سے ہیں
 حق جاتی تہہ غفلت میں عشق
 اس کی فکر پختہ ہے شقی نہیں
 کہ ہے وہ جو جہت سے واقف نہیں
 غلام دوا پہلی جہت

اس کو کیا کوئی بہاؤ مجبور ہے
 عشق کی عادی میں عقل کو مجبور ہے
 دوکارے ہی جو آکے تھے نہیں
 دے دیا بل جس کو تو کیا ہو گیا
 کس کو نیت بنا لیں غفلت کی
 تو جو آتے نہیں دل پہنچا نہیں
 شوق ہی کہہ کر دے

خند ہر گاہ کہ اسے دستور ہے

کوئی پیاسا غلے میں کوئی چمک ہے
 پردہ دل میں ہر وقت دستور ہے
 علم ہے محبت کا دستور ہے
 ایک میری دھبے کہ مشہور ہے
 اتنا غفلت عشق سے دور ہے
 عشق خود داد ہے جس منور ہے
 جی غایت سے اپنی دل چور ہے

پھر ہی دل نشہ عشق میں چور ہے
 ضبط اپنی دنیا میں مشہور ہے
 جو رہیم ابھی حسب دستور ہے
 یوں تو کہے کو ہر ایک دل طہ ہے
 تو نظر سے ملے سے کب دور ہے
 چشم بیا بہار آج ہے دور ہے

کوئی مسرور ہے، کوئی رنجہ ہے
 اب ہری آنکھ فرقت میں ناسور ہے
 اب نفس سے نہیں بہت دور ہے
 ایک خود داس ہے ایک مفرد ہے
 اس وقت سے ہر شخص مجبور ہے
 اس کا بہت مشہور ہے شہور ہے

رہی پہلوں میں جو دستور ہے
 دیاو محبت کا دستور ہے
 عشق خود داد ہے جس منور ہے
 عشق کی سادہ لوحی تو مشہور ہے
 آپ کی قد ہی چاند کی آدور ہے
 تم جو مجبور ہو، دل ہی مجبور ہے

عشق خود داد ہے جس منور ہے

ہا اگر ہی دوسری توہ قد ہے
 پاس رہ کر ہی تم سے بہت دور ہے
 یادہ تم سے دل میرا مجبور ہے
 کوئی مسرور ہے کوئی رنجور ہے
 عشق و راحت سے گو ہر بہت دور ہے
 الطاف اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گردش وقت کا دار بھر رہے
 دھری ہم میں آج کیا آگے
 راستا جانے کا زہد تقویٰ ترا
 کوئی رسی نہیں دیکھنے کے لئے
 عہد کو پاس ادب اس کو پاس جیا
 آج تہذیب نو زور ہے مگر
 اسٹراٹا اللہ و شفا جلی پور

اس قد ان کے حب سے پُر نور ہے
 جب سے ہے پردہ دہانے پُر نور ہے
 جب سے دیکھ رہے ہیں جہلی میں
 بزم ماتم ہو، یا جو وہ بزم خوشی
 اب رہا جسکے ذہن سے جانی کہاں
 ان کے کچھ ہی رہے ہلکے خود دیکھو
 طالب انصاری جلی پور

پیری حیات کہنے کا دھندہ کریں
 کیوں کھینچتے ہو لے رہو جانی جہنم
 اب زمانہ ہی دار و در سے کا نہیں
 اس کشاکش میں کیا دھن کی جو امید
 جب سے جی را ازل کی زینت بنا
 مشغلہ ہے جہنم کا جو طالب کوئی
 سید محمود لاہوری

ای عالم کیا تیرا دستور ہے
 قابل فریب، مدوڑا اپنا حیلہ
 تھکے تیز کا دی دیکھتے رہی
 جس کے قد میں چمکے سانا جی

میرا دل ان کے غفلت میں مسرور ہے
 دل ہمارا میر طور مجبور ہے
 اور سارا جہاں شاد و مسرور ہے
 اس زمانے کا اپنا ہی دستور ہے
 خاندان مراقم سے مسرور ہے

جس کو بھی دیکھتے آج رنجور ہے
 جس طرح دیکھتے تھی توہ ہے
 دل میں زاہد اگر خواہش نور ہے
 درد اب بھی وہی جہنم دور ہے
 عیا کی مجبور ہو، وہ بھی مجبور ہے
 ظلم اپنی جگہ حسب دستور ہے

دل مرا ہے کیا اسکی کور ہے
 میرے پیش نظر جلوہ کور ہے
 دیکھتا ہوں ہر طرف قوی نور ہے
 ہر جگہ شمع جلتے ہیں مجبور ہے
 پد بھی گئے ہیں، گزار گیا قد ہے
 کون کہتا ہے جنت بہت دور ہے

ہر ستم آپ کا مجھ کو دستور ہے
 منزل واصل جاناں بیت دور ہے
 جو لاکھ کے ہیں وہ حضور ہے
 عشق خود داد ہے جس منور ہے
 شیشہ دل اسے ریز سے چور ہے
 سر کو ٹکرا کر بھی جہنم پور ہے

زندگی، زندگی سے بہت دور ہے
 عشق خود داد ہے جس منور ہے
 کون کہتا ہے منزلی سے دور ہے
 وہ جس کے دل میں مسرور ہے

ہر اک آتش شہسوار آبادی

دیر اس کی اگر آگ منظور ہے
کل وہ آتشا ہی منت رہا گیا
اب ان آتش کے فوٹے لگانے سے کیا
جو قدم بڑھ گیا وہ نہ پیچھے ہے
دیکھ تارک تار محبت جو کیا

تکڑی دکائی

بازاں کیوں نہ گلشن کا دستور ہے
حرم نے بڑھ کے دھارس بندھا کر
چشم کار سے حق ہی امکاں نہیں
ہر پیشان کوئی کوئی شادمان
ہر اولیٰ آدہ دلائی

کلاں رنگہ دم سے بیت دود ہے
الہا دنیا سے کوئی فرض اب نہیں
سافر وصال سے پاک جام فراق
آگ آگے چلے ساتھ آگ کے وہ
پتلی جوں پری

دیکھنے کا جاہل ہے وہ دور ہے
باغ و آج ہے تو کچھ حسرت نہیں
ان کے انک وہ پہنچ کر دم لوں گا میں
کس نے دیو ہے دار پر کھینچے
ہر اوج شہسوار پوری

اس کے چلنے سے اول دھڑکا ہوا
آگ ہو کو نظر آتا ہے ہر طرف
چشم ساقی کا ہماز تو دیکھ
اس شہسوار جت بھرے دل کہاں
نیم بل زہنی

حقیقت سے دل جو سمجھ ہے
تیرے دم سے تو اس کی منت بڑھی
حقیقت سے شکستہ منت ہے
کوئی خواہش نہیں دل میں اب اسے

(انعام سے متعلق)

اب بھی جلوے دی ہی دی جلوے
جس قدر آدمی آگ مجبور ہے
دار پر چڑھ گیا جو وہ منصوبہ ہے
محبت کا پہلا ہی دستور ہے
عشق خود دار ہے حسن مفرد ہے

خار فگلیں ہے پھول مسرور ہے
میں تو سمجھا تھا منزل ابھی دور ہے
ہر کرم کی نظر مجھ سے کیوں وہ ہے
کون سا زمانہ کا دستور ہے

چوٹ کا کھل بھی دیرانہ مسرور ہے
صرف تیری خوشی مجھ کو منظور ہے
تیرا ہر فیصلہ مجھ کو منظور ہے
جس کو طوفان سے جھکانا منظور ہے

وہ ہر وقت ہی دل میں مسرور ہے
بار اٹھانے میں دل میرا مسرور ہے
میری منزل اگر جہ بیت اللہ ہے
آپ کا فیصلہ ہم کو منظور ہے

دل مرا وہی جہش طہ ہے
جلوے یاد ہر شے میں مسرور ہے
ہے بزم کی بزم محو ہے
اب صلاوت زمانے کا دستور ہے

فی الحقیقت وہ قدر علیٰ قدر ہے
اس جوں عشق تیرا ہی مشکور ہے
عشق خود دار ہے حسن مفرد ہے
اپنا دامن مرا دل سے بھر دے

میرا مسیّد مسیّد رکائی

جو وہ اپنی خود چاہے اپنی جنوں
کیا کہے گے دے دل کو لے کر مجھ
دقتاً بام پر آپ کیا آگئے
ہے وہ چشم تصور سے آنا قریں
قیار کا نجم پتا پر آدمی

کون سی راہ الفت کو منظور ہے
گیسوئے وقت سلجھا رہا ہے کوئی
اس زمانہ میں غریب نظر ہے کہاں
اسے قیاس کس کو ہے دیکھیں ذرا
تجربہ شمس

جس کے پیوں سے دل پنا مسرور ہے
زخم دل داد دے دیت قاتل کی تو
آتش عشق نے یوں جلایا مجھے
تم دیکھو حریف کو نہ جانو تو کیا
اقبال حسین اقبال - سورتی

چشم دل ان کے جھل سے مسرور ہے
دم دار درین عام ہے یا نہیں
اس سے جتنی ہی کتنی ہی زیر غیاں
فیض شہسوار کا ہے اقبال -
حکیم عبداللہ حکیم پوری

کیوں نہ کہنے فاصلے کو تازہ کند
آپ کا ہر اشارہ نری آرزو
ہر گاہ سے تجھی عیاں آپ کی
جب حکیم آپ کے سانس آگیا
نعت اللہ وقت پسین جیتی

میری شرکال پہ ہیں آنسوؤں کے ٹپ
کیا بتاؤں تری یاد میں دل مرا
حسن جو خوشی اور دل غم زدہ
غم کی نعت جو نعت کو حاصل نہیں

جس کو دیکھو وہ منت سے مجبور ہے
دل سلایا خاتم سے مسرور ہے
دیکھتا ہوں جدھر تیری نور ہے
جتنا میری نگاہوں سے وہ دور ہے

اک طرف بگٹے ہے اک طرف نور ہے
آدمی وقت کے پاتھ مجبور ہے
تیرے جلوے جہاں میں دیں نور ہے
عشق خود دار ہے حسن مفرد ہے

وہ مری دسترس سے بیت نور ہے
دار جو بھی ہے گہرا ہے بھر دے
میرا جتنی بھی اب شعلہ نور ہے
دیے شہسوار میں وہ مشہور ہے

تا جہ نظر نور ہی نور ہے
وہ ہیں آگ پر فحش منظور ہے
ماشقوں کی جیت بھی ناسد ہے
کوئی پناہ ہے کوئی مشہور ہے

آگ امید ایثار منظور ہے
جو بھی ذرا تیرے جھکے وہ منظور ہے
ہر گاہ تیرے میں آپ کا نور ہے
اس میں حیرت ہی کیا جو حیرت ہے

شمع منم سے میرا قلب مجبور ہے
کتا چہر میں ہے کتنی مجبور ہے
آپ شکاری کوئی مجبور ہے
دل تری میں حیات سے مسرور ہے

میں دیکھ جائیگا

حقبت کہنے سے جو درد ہے
میں ہم سے جس کا خد کی قسم
دیکھ کر کہتے ہیں وہ ہے وفا
وہ ہم کی خواہش پہ پہنچے ہیں کریں
آدیا رانوی

وفا وہ زمانے میں مسود ہے
گوشہ وقت سے وہ بہت دور ہے
میں کا سینہ کدورت سے بھر رہا ہے
تیرے بیڑوں سے دل میں کا مور ہے

دل سے دل لہر کر اگر وہ برقی نظیر
تعمیر عیسیٰ کی رہا زری
کچھ عجب بزم ساقی کا دستور ہے
ٹوٹنے ہی نہیں پاتا اشکوں کا تار
جیت نہ دلوں میں اپنے گھیس کس کی نہ ہے
دل رکائی

دیکھ دیکھ یہ منظر کدور ہے
جو ہے پیاسا ہی جام سے ڈور ہے
رحمہ تر ہے یا کوئی ناسور ہے
عشق خود مار ہے حسن مژدہ ہے

جولوہ جہانوں میں مستور ہے
ماغیہیں ہے کت رہجور ہے
ما کو زیبا نہیں دلوں قریب حق
لیتے ہی آئندہ ہیں ہم مگر
عورت شری اندر

شام فرقت میں اب ٹوپی ڈور ہے
آدھی بھر بھی بیٹھے چھبجور ہے
پتہ ہستی سے جو آدھی دور ہے
زندگی اب بھاریوں میں محسوس ہے

میں جوں تپن عجب میں عجب
ڈھلتے رہتے ہیں اب دل دغا پرستم
اپنے دل کو سجادے ساقی خدا
تجس جیغوری (احمد باب)

کیا یہی ہے وفا حق کو منظور ہے
اپنی دنیا کا کیا غاب دستور ہے
کیوں ہر اک بادشاہ آج رہجور ہے

ورق و دم سے ہے آراستہ
ازش ہے سب افشاہات کی
نے گھٹس ہے سب کچھ بھار کیا
مے پرہ کے دنیا میں کوئی نہیں
عوی کیں

عیش و عشرت سے امتلا بہت دور ہے
کوئی مسرور ہے کوئی رہجور ہے
وہ ہوا سے بھاروں سے بھگدور ہے
میری خوش فہمیں کو یہ منظور ہے

وہ دل ہی ہے درد سے دور ہے
ہر بادوس ہے چاند ہے سرنگوں
برقی جن جہاں جہاں کی قسم
فانوس کالی مانیکہ زوی

اُن کی منزل بنا ہر بہت قد ہے
آپ ہی میں جگہ دوری دور ہے
زہد قضا تری بزم کا طور ہے

اک دل تانی تو مشہور ہے
سچا دل راگیسوائے یار میں
نکاح مہ دل سے جلتے ہی کیوں
کر چیکہ دیکھتے آج اسے
تا گور کھ پوری

عشق پر بگائی کا دستور ہے
یا کوئی دل پر آج مضبور ہے
میں نکتہ وہ چنے میں ستور ہے
ہندک جسم پر چین ناسور ہے

کس کے حوصلہ کی فانوس ہے روشنی
صبر و صبر نظم شکوہ آبادی
آہ کا بیار عزم اتنا معذور ہے
دوست بن کر کسی دوست کو ڈھنسا

لیہ نہ نے سے بھی آج مجبور ہے
اس زمانے کا اچھا دستور ہے
منزل عشق تری بہت دور ہے

تا وہل سے اب بات بنتی نہیں
خاکے نے تم کو بے تاب تھا
فانی کا رونق تو شکوہ شکر
جی گرم کٹھوا

آؤ آؤ فضا کتنی ہے ڈور اسے
جولوہ گرد دیکھ کر جوش کا فور ہے
بے وفائی زمانے کا دستور ہے

اب مسرت کی دولت نہیں چاہنے
حاصلے اور یقین تو رہے ساتھ ہی
اسے نظر کس طرح اُن سے نفرت کروں

دل مراد رونق ہم سے محروم ہے
ماشاہدوں کے منزل بہت دور ہے
پیار کر ہی جب میرا دستور ہے

سے بے خیال شاید گھڑی آگئی
نہ ہے حق کو شیریں کی طرف
نہ ہمارا کئی ہے مگر
تجس جیغوری (احمد باب)

خود بخود آج دل میرا مسرور ہے
آج میں کوئی دیکھوہ دستور ہے
نہ گزرتی نہیں ہے تو بد دور ہے

تیم اسد ہی بھائی گھوری
میرا ہم سے گزرتا چلا جا اچھی
نہ چو اس امیری پاس کو نہ کیوں
عصا صغریٰ صحت

ساحل زندگی بہت دور ہے
جو تری زلف پہچان میں محسوس ہے

دل کا جہرہ زمانے میں مشہور ہے
دل پر رونق کئی شعلہ طور ہے

عشق کی سن کی ہے صفت یک ہی
دل پر ہے وہاں سے چھوٹ گیا ہی

عشق خود مار ہے حسن مژدہ ہے
میری قسمت کو کچھ بھی مستحکم ہے

عشق خود مار ہے حسن مژدہ ہے
میری قسمت کو کچھ بھی مستحکم ہے

نکتہ بارونی ایچانوی

ان کی کیا زانے کا دستور ہے عشق انہو بیانے پر مجبور ہے

آگ ہے کل جل جانے کی بات ہے آدی پھر بھی دولت پر مغرور ہے

ناہد ملتی دھولیں

یہ جہاں محبت کا دستور ہے عشق خوددار ہے جس مغرور ہے

پند کو جنت میں دیتے ہیں مگر میری جنت کی بس ایک تو دے

مقتدر سلطان ہندی (احمد آباد)

مجھ کو دھون چلاں گا کوئی غم نہیں اک تری یاد میں دل مرا چور ہے

دکھ دینا ہے رنگ اپنا بدلا کر میرا مقرر ہے پیدا دستہ ہے

ہم۔ قادری علی محبت

جہد و پیمان کسی سے نہ کر قادری بے زنجیر زندگی کا ہیں دستہ ہے

اتہر و جہی ملک

تو پوچھ گیا یہ خوشی کاش میں کہاں تھے تڑپے نظر تجھ میں وہ نور ہے

شوق باؤ۔ جودہ پور

نزل عشق کی رہ گزر ہے جیب جو بکھر کر دیک ہے وہ بہت دور ہے

جہاں شعلہ آتی نظری

ای جا کو دل مرا سرائے ہے ہمارا فرادی جس کی مشہور ہے

سالنامہ شعلہ و شبنم دلی

سالنامہ شعلہ و شبنم دلی زیر ترتیب ہے جس میں اردو کے مشہور شاعرانہ فنکار
فرما رہے ہیں۔ براہ کرم اپنے میلے میٹھی مضامین نظم و نثر جلدتحریر فرمائیے کہ بعد از
وقت موصول ہونے کی وجہ سے دم اشاعت کی شکایت نہ رہے۔ نیز اگر آپ
اپنا جاکم بھی شائع کرانا چاہتے ہیں تو فوراً لکھئے۔ — منبہر۔

اطلاع

کچھ کم فرما اپنے کام کے انتخاب کے سلسلہ میں یا دیگر امور کی بات
ہم سے دفتر شعلہ و شبنم کے ذریعہ سوالات کیا کہتے ہیں۔ ان کے خیال میں
میرا قیام دلی میں جو ہے۔ مگر میں دلی نہیں۔ مگر وضع جہاں میں رہتا ہوں
ایسے دوستوں کو چاہئے کہ کوئی نطفہ کے ساتھ ابرامی گزروں وضع جہاں
یہ دلی کے چہرہ بظاہر کریں۔ جو اہل جاہل کرے گا۔ — ابرامی



ہمدرد کا مارا لکھ

بھوک کو بڑھاتا ہے اور دلوں خون کی اصلاح
کرتا ہے اس کے استعمال سے سارے اعضاء
میں تحریک اور توانائی پیدا ہوتی ہے اور یہ جسم کے اندر
ایک نئی طاقت نیا جوش اور دلالت پیدا کرتا ہے



دلی
کا پتہ
چند

سعد

دو روپے
ششماہی
چار روپے
زیر سالانہ

مارچ
۱۹۶۳

فہرس

جلد ۱۳
شماره ۳

ہیملڈ آفس

یہ کلاں دنی ۶

توقن خبر

۲۲ - ۶۴۵

عنوان حضرت قطب

فہرست مولانا ابراہیم گیلانی

تفصیل

عزیز شوق گواہی دے

—

میل جین

مسعود بن محمودی

پہر شہ

خورد فوٹ پیری

۴

42 14

۱	حرف اول	آه ای گزری
۲	مردان با طاق کلاه شوی اندازان کاف	محمد بن نسیر
۳	آه ای من ایچ دست	خلف خطوط
۴	آتش گل	سینا پری
۵	دو عشرت لی	نسیم شاه جهان پری
۶	"	رحمت کفوری
۷	غزلیات	صادق بیگانی
۸	"	عنایت الله مرعشی
۹	"	ولی پیل بیستی
۱۰	انکار و	آمر و زنی - شایان است ایم - ا
۱۱	"	پیدا القریشی
۱۲	جلال و جمال	تقدیر احمد بن نظامی - شفق جون پری
۱۳	"	آفرین دلی - خالق پریشی
۱۴	"	فرز کا شوی - آزاد شهباز گزری
۱۵	آیه حکمت	منظر خلق پسوی
۱۶	پای رویین	بهر جود روشن پیاوی
۱۷	زلف شاد و پری	نصیر کفوری
۱۸	طری مشاعر و منیر	رتبه شفا کو ایامی نظم مشاعره

ایستاد شریعی، ریٹائرمنٹ پر غور کرنا اور فیصلہ کرنا

ابراہیم مہدی

شہد شہنشاہی کے جو عقائد تھے ان میں سے ایک تھا

کہ اس کے ایک شہر

میں وہیں تکل نہ جائیں مگر راز دیکھتے

میں وہیں ہی غزوہ غار دیکھتے

پہلے ہی لیا تھا۔ اس شہر کے معنی تیار صاحب بخ پوری

میں تھے اسے دیانت کے معنی تھے اور انھوں نے جو معنی

لکھے اس سے غزوہ غار کے معنی ہر صحر کے "جبب" کے

معنی تھے اور غار ہر جہ کے غزوہ غار کے معنی جبب کے

نہیں ہیں۔ خطاب غزوہ ہے۔ جبب سے نہیں کیا دیکھا

نہایت سے قاعدہ بان کا دواں پیرج استقبال کر کے خلیفہ

سائن کو منتشر کرنا چاہا ہے۔ مگر بات دینی کئی ہے کہ غزوہ غار

کے معنی جبب کے ہوتے ہیں۔

مولانا صاحب نے ان معانی کی بڑی دلیلیں

سے قدیم کی ہے اور آفریں اس شہر کے معنی ہستہ ہیں

جس میں غزوہ ہی مخاطب رہتا ہے اور مطلب میں وضاحت

صفائی پیدا ہو کر بات قرین تیار ہو جاتی ہے اور شہر کا

مرتبہ بلند ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ لکھنے کے بعد مولانا۔

حضرت تندر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

میں انہیں حضرت تیار سے کہنے کی جرأت

کرتا ہوں کہ آپ کو تیار کہہ کر کہنے "ہم

بھولے" کا لگنا میرا خطاب غار فرما دیا ہے

جس کے معنی تو میرے ہیں نہ اسے۔ لیکن ایسا

خیال نہ رکھتا ہوں کہ یہ "بھولے" یا "بھولے"

سازگار کام معنی خطاب ہو گا۔ تو میرے خیال کے

مطابق آپ آپ کو لکھتے براثر دواں باس کر رہے

ہیں۔ اب خود اپنی حیثیت کا خیال کیجئے۔

اس ضمن میں کہہ کر جناب غلام شہنشاہ نے میر کو خط لکھا ہے

جس میں ان کی لڑائی پر یا خود عزیزی میں میں نے فرمایا

شہر کے شہر شہنشاہ میں چھاپ دی ہے جو میر غفار

سے نہ چھاپا جائے تھا۔ اب اثر نیرزدن انسان کا ماننا

ہوتا ہے۔ مختلف اخیال ملک مختلف اور مختلف خیالات کا

حشر اول

یہ کہہ گیا ہیں۔

انہما کہتے ہیں کیا ضروری ہے کہ ہر خیال کی اشاعت

کر کے لیا کر کیا جائے۔ اور اس طرح رسالہ کے صفحات

کو یہاں تک جگہ بنا دیا جائے۔

نظر صاحب مولانا نے لکھا ہے کہ لکھتے ہیں

اور تیار صاحب کا عبارت کے جزبات کو چاہا کرتے ہیں۔

آفریں کہتے ہیں۔

وہ ان کے معنی کا آخری جملہ نہایت بہت دہشت

کی لکھا ہے کہ یہ ہم بھولے ہمارے ملک کا خطاب

ہے۔ ایک ایسا خطاب جس کی حرکت کرنا ہر قافی فرحت

اس کا خالق انکار نہ کرے کہ حضرت علامہ (تیار) کی دقت

پر عمل نہیں کیا۔ مگر پورے ملک کی توہین کی ہے اور آخر

میں ادارہ کو کچھ ہر باتیں ہیں۔

ہمارے نظر صاحب، تیار صاحب سے بعد متاثر

ہیں۔ مگر حضرت تیار نے بھی تیار صاحب کی قیامت کا

بھول کر اصرار کیا ہے۔ یہ میرا کم نظری کہہ لیجئے کہ کچھ

کچھ تیار صاحب کی ذات پر پورے معنوں میں کوئی جملہ

نظر نہیں آتا۔ سوا اس کے کہ وہ قابل ہوتے ہوئے ہر دینے

کی حمایت کرتے ہیں۔ قرہ سامنے کی بات کہہ دینا ذات

پر عمل کرنے کا تو مردانہ نہیں۔ جو عرض کرتا ہوں کہ تیار

صاحب ایک تیز فہم انسان ضرور ہیں اور زمانہ سے نرالی

ہوتے کچھ کی انھیں خوب مشق ہے۔ لکھ دینا ان کی طرف متوجہ

ہو جائے۔ ان کی صلوات بھی ہر نہیں، مگر وہ کہہ فرشتہ

ہیں۔ انہما کہتے ہیں۔ خدائے حسنہ میں اللہ سے کوئی

خط نہیں ہوتی۔ تو جی نظر صاحب کو تیار تیار ہوں کہ وہ

فرشتہ ہیں۔ انہما کہتے ہیں کہ وہ خود بخود سخن ہیں

اللہ سے ہر فرد غلباں ہوتی ہیں نہ ان کی بل جانتی

نے انھیں ہے خود خود کر دیا ہے۔ وہ نہ جانتے کہ وہ جانتے

نظر صاحب نے بہت ذہنیہ کا الزام لگا کر مولانا

تیار کو کچھ نہیں بھولا کہ اپنے انہما کہتے ہیں

کوئی کو متوجہ کر دیا۔ سلیقہ سے بات کرنا۔ جسے چاہتے

کے آداب کو خود انہما کہتے ہیں کہ دستور ہے اس کا کچھ

نہ دیکھا ہے۔

نظر صاحب نے ہم بھولے کی توہین کر کے انہما

تیار کو مولانا پر الزام لگا دیا ہے کہ انہما کہتے ہیں

مناقشہ کرنا اور یہ کہ لکھی جاتی ہے کہ انہما کہتے ہیں

ملک کی توہین کی ہے۔

بھولے انہما کہتے ہیں کہ بڑی دور رس لکھ

پہنچا دیا ہے۔ اب یہ فی البدیہہ بات اور دہرائی

کہ قوی خطاب کا مذاق اڑانے والا اور ہنس مکھ

کی توہین کرنے والا ملک کا دشمن اور حکومت کا

خدا ہوتا ہے۔ اس نے ان کو اسے فوج ملک

سے نکال دیا جائے گا کوئی سے ڈرنا چاہئے تاکہ

لوگوں کو برکت ہو اور اس سزا گذر کر کچھ ملک

دشمن اور حکومت سے بغاوت کرنے کی جرأت نہ

کر سکیں۔

میں نظر صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ ہم

بھولے کی توہین یا مذاق اڑانے کے معنوں میں ثابت

کر رہا ہے کیا یہ کہنا کہ ہم ہم بھولے کے معنی نہیں جانتے مگر

قیاس ہے کہ یہ بھولے کا لکھنا یا لکھنا یا لکھنا

ہے ہم بھولے کی توہین ہو گئی یا ایسا انسانہ طرز

سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا تیار کو تو پناہ صاحب سے

دشمن نہیں وہ ہم عصر ہیں اور انہما کہتے ہیں ایک دوسرا

پر تنقید کا حق رکھتے ہیں۔ مگر نظر صاحب کو تیار صاحب

نے شاید نظر صاحب یا آپ کے معنی سمجھتے ہیں۔ ابراہیم

بانی صفر ۱۰ پر حاضر لکھتے

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آپ کسی شاعر کے
ظاہر میں نہیں لائے اور ہر اچھا لکھنے والے پر حرف نہ کہتے
ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ یہ فی الواقع لازم ہے کہ آپ کسی لکھی
پر ہر اچھا یا خرابہ نہ تنقید نہیں کی۔ بلکہ یہ سمجھئے کہ اگر
کسی نے آپ کے استاد پر یا: سائنہ دلی کا ذوق اظہار
فراس کے خطرات آپ نے خود رقم لکھا ہے۔ اس طرح
سما ایک واقعہ ہمارا کہ آپ میرزا نے یہ طریقہ اختیار کیا
کہ جب اپنے استاد کا کام سراہا کرتے تو اس کے کام کو
ان کے اشعار سے تقابل کرتے اور اس میں خود ساختہ
صیب بیکر امیر کا لفظ جتنے اور اس کے بازو شاعر
اللہ کے کام کو خوب اخلاقی کہتے جو کہ دینے سے غلط طور
استعمال ہے۔ لیکن اہل دانا ان کے مضامین کا بھی جواب
نہ دیتے کہ اس سے کیا حاصل۔ اسی سلسلہ میں ثانی صاحب
نے جو اس کے سر پر آوردہ شاعروں میں سے استاد کے
مقابلہ کو جو شائع کیا تو اس کا ہر ایک کو ضرور سے باہر
نکل کر امتیاز و تاج کا تقابل کر ڈھا۔ جس میں جی جگر
دانا کی تنقیدیں تھیں۔ لہذا آپ نے اپنی رائے کے بار بار ہوا
کہ نہ پر تم اٹھا یا اللہ۔ یہاں جواب لکھا کہ اہل امیر کا ہمیں
سال سے چڑھا چاہیے اور دیا اور امیر کی تحسین
اللہ تعالیٰ کا تنقیدیں کی قسم لکھا کہ پیدا ہونے والے کے
منہ ہی پر ڈال دی۔ یہ بہت ہی طویل سوانحی کا سنون
ہے جس کو آپ نے "خفا پناہ" کے نام سے شائع
کر دیا۔ جس میں امیر کی شاعری پر ہر سب سے اعتراضات
لکھی۔ پھر اس کے بعد ہی اہل امیر کو جواب دینے کی حرکت
نہ چرئی۔

کوس بات کی خاموشی و محضوت ہے وہ آتش لہر
کے برابر کسی کو دیا نہیں برئی۔ آگ جل کر گھٹے جی
مر آتش کے سلام میں جبرائیل ہیں ہے وہ تیر کے بیان
نہیں۔ اور اس عرفان و حقیقت کے رنگ کبریا جاز
ہیں آتش نے جس خوبی سے دکھایا ہے کہ تیر کے بیان
میں اس خوبی کے ساتھ دکھائی نہیں دیتا۔ پھر اس
کے بعد اسد اللہ کا بھی خوب مذاق اڑایا۔ غالب پر
اعتراضات لکھے اور ان کے خود ساختہ و مشکل مضامین
پر حرف لکھا اور ان کے مقابلہ میں خود آتش کو خوب
بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ آتش کے کچھ ایسے شعر لکھے
تھے جو میر کے نزدیک بہت بلند پایہ تھے۔ چنانچہ آپ
نے حکیم برالہاس صاحب میر "خیال" اپڈ کے
بار بار لکھنے پر مجبوری سے اپنے شعر کے غون قم اٹھایا۔ جو
اعتراضات فانی کے لکھے تھے ان کے دستان غنم نہ
صرف جواب دیئے۔ بلکہ آتش کے ان اشعار پر جو گانہ
کے نزدیک بہت بلند تھے اعتراض بھی لکھے اور اصلاح
میں دیں اور مضامین کو بن کر کر دکھایا۔ اس طرح
ظاہر کر دکھایا کہ میر کے ہندوہ اشعار اصلاح کے
حق کا تھے۔ یہاں آپ کی آتش کے سلام پر چند اصلاحیں
پیش کرتا ہوں۔ دیکھئے اللہ عشق عشق کیسے کہ اس پر آشوب
دند ہی بھی ایسی اصلاحیں دینے والی ہستی بقید حیات
ہے۔ خدایا مفتحات روزگار ہستی کو تا قیامت
اللہ کے سر پر سنا پھنکے۔
خواب آتش۔

۔ سنا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہوں۔
دوسرے مصرعے بالکل الگ و جلی۔ یہ کہ کافر ہوں
چشم ہول نہیں کوئی قابل ملاحظہ نہایت نہیں ہے
اس کے علاوہ مصرعہ ثانی میں "تیرے ہے" کی تکرار
بہی نہایت عمدی معلوم ہوتی ہے۔ اگر شعر میں کھ
ہانا تو خیال ہو جاتا۔

اصلاح

کچھ کہ ہم کی تیرے سوا جو کچھ نظر آئے۔
دو تیس دیں میں جو درد دل نہیں ہے چشم ہول
آپ آتش کے شعر سے مقابلہ فرمائیے اور دیکھئے
کہ کچھ فرق پیدا ہوا یا نہیں۔ مصرعہ ثانی میں معنوں
میں اس مصرعہ کا موازنہ تھا۔
ما خواب آتش۔

یہ مجھ دوانے کی زنجیر سے آزاد آتی ہے
وہ کچھ نہیں پسند ہے وہ آہنگ کے دندان میں
وہ ناطق۔ اس شعر کا مطلب ظاہر ہے۔ مجھ میری
پاؤں میری کا باعث قید جانتا ہے۔ اگر کسی نہ ہو تو نیندا
دل دگر کہیں نہ سکے۔ اب دلی کا زخاں اور کچھ نہ
پھنکا۔ اچھا من سبت ہے۔ لیکن اب بھی یہ مصرعہ اولیٰ کی
صرف زنجیر کو قبول کرتا ہے۔ اس کی آزاد نہیں ہو سکتا
آتش کو دوسرا مصرعہ اور اس کے الفاظ بہت اچھے لی
لکھے تھے۔ مگر عدم قابلیت کی بدولت اس کے ساتھ لفظ
چوڑا چھانڈا ملا۔ یہ شعر لکھنا ہونا چاہئے تھا۔

اصلاح

سبب پا بندی رخ و الم کا قید ہستی میں
وہ کچھ نہیں پسند ہے وہ آہنگ کے دندان میں
اب خیال کی تمام ضرورتیں یہی ہو گئیں اللہ شرف
اصلی ترتیب پر پہنچا۔

ما خواب آتش

نہ کچھ حال مرا جو شک محبہ امون
لگا کے آگ بجھے کار دلی و دانا ہوا

۔ سنا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہوں
دو تیس دیں میں جو درد دل نہیں ہے چشم ہول
مولا نا آتش۔ مصرعہ ثانی میں خیال ہے اور مصرعہ اولیٰ
اس کی ایجاد کے لئے لایا گیا ہے۔ لیکن۔ دلی جس دل
میں ہے وہ دل نہیں ہے چشم ہول ہے۔ اس معنوں کے
لئے جو غریبوں کی ضرورت تھی ان سب کو اپنی کم بختی
کہہ کر سے شاعر نے مصرعہ میں جی ذکر کرنا اور مصرعہ

دوسرا اختیار کیا۔ چنگیزی کلمہ جو دلچسپی
معلوم ہے خالی نہیں جب یہ لکھا ہے خواب آتش کی
انتہا تعریف کی کہ اس کو اردو کا سب سے بڑا شاعر
تسلیم کیا۔ "خداے سخن" کے خطاب سے مراد کیا۔
صرف یہ نہیں بلکہ اردو کی ایہ ازہستہ کے ساتھ
تقابل کر کے اس کا تعریف جتا یا اللہ یہاں تک کھدینے

مولا جان — "نہ چھٹا ملا" ایک عمارت
چھوڑ دیا اور کام میں آنا تو خوشی جو کہ بھی بھرتا
خوبی کی پیدا کی تھی ابتداء کلام میں یہ فقرہ الگ
رکھا ہوا ہے جس سے شعر بھی معلوم ہوتا ہے۔ یہ شک
معمران ثانی میں ایک قول ہے بلکہ شاعر جدیدی کم مستعد
کے بنا نہ سکا۔ یہاں میں اصلاح کی جا سکتی ہے۔

اصلاح —
میں بہت سوختہ وہ چوب خشک صحرا میں
تھکے آگے سے کارواں رعداد ہوا
اس کو کہتے ہیں اصلاح۔

مگر خیر امتش
تیرہفت پر ہے وہ مستحق، عاشق جان لب
ترجہ میں یار حبیبی واسطہ مریم میں ہے

مدرسہ معمران نہایت اچھا ہے اور پھر معمران شاعر
نے اپنی بات اسے اچھا کھنے کی کوشش کی ہے۔ حبیبی،
تیرہفت، واسطہ مریم اور بیارچی سبستیں ہیں۔
لیکن "مستحق، عاشق جان لب" نہایت ہی بڑا شعر
معلوم ہوتا ہے۔ شاعر آخری ہی طاقت میں رکھتا ہے کیا کہ
صد اگر یوں ہوتا تو نہایت اچھا معلوم ہوتا۔

اصلاح —
وہ ادھر رہا نہ ہفت اور ادھر میں جان لب
ترجہ میں یار حبیبی واسطہ مریم میں ہے
اب شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ اصلاح نہیں
اچھا ہے۔

اب کیا تھا۔ گفتو کے نام میں بیگانہ آپ سے ہے
میں اسکتے ہیں کہ "حضرت قنبر غالب کو سب نہیں
ناتوا۔ مگر صلابہ غالب کا نہیں، مجھے تو قنبر اور عزیز
سے فضا ہے جو بہت چڑی چڑی تیرے کرتے ہیں۔ یہ
دک غالب کے بہت دیر سے ملا ہیں وہاں پر شیعہ غالب
ہے تو اس کا بہت ڈار ہوں اس سے معاملہ میں کہ
کہتے ہیں۔"

اب کا یہی خود ہی سمجھتے ہیں کہ حضرت باطن نے
مہاب دے کر کون سا شعر لکھا، جس کی پاداش میں آپ پر
کسی کو خاطر میں نہ لائے گا انہی کا یہاں ہے۔ سنا ہے
کہ جگر مراد آبادی نے یہی کسی شہین میں یہ لکھا ہے

"تاقن میں اگر یہ دلی کے ساتھ تنہا کرنے کی عادت
نہ ہوتی تو ان کی ہستی بہت مقبول ہوتی۔" غرض یہ
ایک یہ کہ جگر صاحب آپ کی ادبی و فنی صلاحیت کے
معترف ہیں اور ساتھ ساتھ آپ کی تنقیدی صلاحیت
کے بھی کہ اس پر دلی کے ساتھ تنہا کرنے والے کے
قلم میں اس صفت کی قوت قہر ہے کہ جگر صاحب بھی
مگر لکھنے کے بعد سندرہ ۱۱ جارت کہہ کر سپرد الہی

تو آئے جگر صاحب کا واقعہ سنا۔ ہولہ کہ جب
دیس استغفرین جگر مراد آبادی صاحب کا مجموعہ
قربانیت "شعرا طبع کے نام سے شائع ہوا تو مولانا
سیمان صاحب ہندیا مریم لکھنے مقدس نام کے ساتھ

خرافات ہمارے مقدمہ کھنڈ آپ کو باندھ رہا۔ غرض یہ
کھنڈ کا خیال نہیں آتا تھا کہ مولانا کی صاحب کس پر
آگیا، جس میں اس مجموعہ دلی ایک قول "خدا بھی ہے اور
چل گیا۔" کہ سنی زمانہ کے تو جگر صاحب کے شاعر
پر تو مستور نہ ہو جا رہا۔ غرض مولانا سیمان کے شعلہ
آپ نے لکھا کہ "آپ نے کتاب کے نام کو لکھ کر نظر غافل
کر دیا۔ میرے خیال کے مطابق اس میں تعویذ کا انداز
عاشق شاعر نہیں ہو سکتا۔ عالم مقدمہ مدعا رہی ہو گا کہ
مولانا دلی کے فتویٰ سے ایک بدی کی خرافاتی کتاب

کا نام "شعرا طبع" رکھا گیا ہے۔ میں بھی سیمان ہیں
اور بعد ازاں آپ بھی اور ہمیں کے ساتھ کہہ سکتا ہوں
کہ مولانا ہندی بھی سیمان ہی تو ہو چکا ہے کہ عفا
اسلام کے مطابق شعرا طبع کیا ہے اور نام کس شاعر
ہذا کے دہرے لکھا گیا اس کے کیا؟ شعرا طبع ہے
جو نہ دلی تھا بلکہ جس کے مستحق قنبر کریم میں آیا ہے
قلما حقینی زید علی الجبل جملہ کذا کا ذکر

موسیٰ صہب تھا۔ اور جب شعرا طبع کی کتاب سے قنبر
آپ سے اور مولانا ہندی سے پوچھتا ہوں کہ کیا لکھا ہے
اپنی سبق کا مدعا اس پیش کر ہوں کہ لکھتے اور لکھی ہے
پتہ یا گیا ہے اس کا نام قنبر ذات ہادی رکن جاسر کا
کیا؟ اور اس میں اگر تصدیق ہو سکتی ہے تو مولانا ہندی
مردور دشمن ڈالیں اور اگر واسطہ نقل ہی ملے تو
توسیر "مب الصوت" و فیو نام لکھنے میں ہی کیا ہوا
ہوگا۔ چھپتے جگر صاحب کی قول "یوں لکھا ہے
دلیوں میں" کا ایک شعر سنا جاؤں۔

وہ مجھ سے پوچھتے ہیں ایک قصہ ہے یہ حق کا
تاؤ لکھا کہ میرا مدعا دلی میں ہے اور یوں لکھا

اب اسی فانی پر مولانا کا ایک مطلع سنئے۔
صہبت دے کہ رات لے پائی لکھی ہے اور لکھی
بیت کا فرما دیا دلیوں میں ہے اور لکھی
اس زمین میں حضرت سائل دلیوں کا ایک شعر لکھتے اور
لفظ اصلاح ہے۔

ادھر سب دھوے خانہ کئے اس کو کیا سمجھیں
جناب شاعر کے نفیش دیم یوں ہی ہے اور لکھی
یہاں ایک واقعہ یاد آتا جس کو کہہ دینا ایک
ادبی بات ہوتی وہ یہ کہ جب حضرت خانی دلی نے
یہ قول لکھی اور بہت مشہور ہوئی۔

نابل سوز فرمائے نہانی دیکھتے جاؤ
بیکر الٹی ہے شیخ زہد گانی دیکھتے جاؤ

تو اس پر لکھنے کا بڑے بڑے شعرا کو بھی خیال ہوا چنانچہ
حضرت سائن خیرا ہندی نے بھی قول لکھی جو رسالہ "نہ
گور کہہ دے جس شاخ ہوئی۔ آپ حضرت راضی کے صرف
کمال میں اور ان کی جو قول نظر آئے آپ نے ہمیشہ
سے پڑھا ہے۔ اس نے اسے بھی دیکھا تو بعض مذاہبن
کا استعمال غلط نظر آیا۔ اس کے بعد ان کے اسٹیل پر
کیا تو وہیں لکھی پتا تھا اس وقت آپ کس پاس ایک
شاگرد صاحب بیٹھے تھے۔ ان سے کہہ دیا کہ "دیکھتے جاؤ۔"

لاؤ کیو، یا۔ دیکھ لو کہ مہر میں استخوان نہیں ہوگا
اس کے پھل کے لئے یا تو منہ پیر فضل کی ضرورت ہے یا
انورانی فعل کی۔ اس نے جس شوکے بیاد میں ان
دادوں میں سے کوئی بات نہ ہوگی وہاں ردیف غلط
ہو جائے گی۔ اور ریاض ثنائی کے ایسے اشار
انہیں بتا دیتے۔ یہ صاحب تھے جو شبیار لے اٹھے
اور ایک معنوں گھٹ کر سالہ ایوان اگر رکھ پڑیں
شمالی کرادیا۔ جسے حضرت ریاض مرحوم نے پڑھاؤ
وہ دیکھ کر مولانا کا مرحوم کے پاس پہنچے۔ بڑا
کی بات ہے کہ غلطی کا اعتراف کیا اور مولانا اسی
سے فرمایا کہ مولانا ناطق کے سوا سارے ملک میں
یہ اعتراض کوئی نہیں کر سکتا۔ مگر انھیں چاہئے تھا کہ
مجھے باپ کوئی طوطہ پر لکھ دیتے۔ اب اس زمین میں
مولانا ناطق غلطی کے دما شعار بن گئے۔

حدود پر سے اسے پروانہ نزل پیر کی
کہیں شاید نظر آنے جوانی دیکھتے جاؤ
ہمارے بعد رو دنیا کہے گی وہ بھی سن لینا
ابھی تو تم ہماری پلے بانی دیکھتے جاؤ
وہ اپنی دستانی تنہیک کے علاوہ نہایت چمکاز
مسلطت میں ڈھنگی واقعہ کہتا ہوں جو دھپ پی بے خالی
نہ چکا۔ جب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب مجھ پر نے غائب
کا دیوان اور مقدس دیکھ کر اپنی کتابوں کے نام سے
یاد کیا تو آپ نے اس کی ترجمان طرح کی۔ ڈاکٹر
جنوری صاحب نے تو غالب کے دیوان کو ہندوستان
کی الہا کی کتاب کہہ دیا۔ خدا جلے اہام کے سمجھو کہ کیا
لیتے ہیں۔ دوسری بیانی کی الہا کی کتاب انھوں نے
وہ مقدس کو بتایا ہے جو ایک مذہب عالمہ عقیدے
کے باطن خلاف ہے۔ دنیا کا طرح ہندوستان میں لئے
ہیں طرح قرآن مجید۔ انہیں آریوں نے دھپ میں کر لیا
تھا جہاں سے ہندوستان میں آئے ہیں۔ بلکہ ان کے
عقیدے کے مطابق وہ ان کی تعلیم و تدبیر کے اثر نش

کے ساتھ ہے۔ ہندوستان کی الہا کی کتاب یہ کیوں کر
ہو جائے گی۔ اور اگر ان کی طوطہ ہے کہ ہندوستان
میں جو کتابیں ہیں ان میں الہا ہی صرف دو ہیں تو قرآن
مجید سے انکار ہو گیا۔ حقیقت میں غالب غالب ہے
اور اس کا کلام بہت زیادہ قابل وقت ہے مگر شکر شکر
کی طرح دیکھو نہ سماں کتاب ان کی کتاب کا کلام نہ دلا خد
کیجئے

میں انہی چند اصناف کو کہہ کر معنی ختم کر دیں
کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے جبر علی کے مقابلہ میں یہ
شعیرے نر نہ از غلہ سے اکا مصداق ہے۔

معدن ناطق کی شہری ثابت ہیں کچھ کتب نہیں
چاہتا کہ سہ کو چراغ دکھانا ہو کہ آپ کے کلام میں جو
کرنا بھی نہیں چاہتا کچھ شہرہ شہزادگی بات ہوگی جس میں
آپ کے کچھ شعرا پیش کرنا چاہتا ہوں۔ خیال اپنا اپنا پند
اپنا اپنا۔ ان کے اہر بار میں سے کچھ جو پندارے اپنے دل
کے خانہ میں مذہب کو کہہ کر میں اس کا قافی ہوں کہ
شعر و صبر جو خود خیال کو اپنے خانہ میں جو کھانے نہ کر
کہا جائے کہ شعر اچھا ہے۔ آپ اس کو پند کریں۔ ان میں
آپ کو غالب کا رنگ و روغن کا قفل اس پر ترقی کرنا سزا سن گنا
سب ہی سے گا۔ پھر خود آپ کا اپنا رنگ زبان و بیان کی
پائندی کے ساتھ نمایاں ہے گا۔

ان شعروں کو دیکھئے، لکھئے، پڑھئے، پھر اگر پند
آئیں تو میں جس جگہ دیکھوں جیسا اس قابل ہیں۔

پست ہمت نہ کہیں ویدہ مریاں جو نا
اب بہت دور نہیں گھر ہے بیاباں ہونا
تو تو جاوے میں غم۔ شکر دلی تو نہ کر
بیرہ اشد کو آئے نگہبان ہونا
مجھ پر اتنا تو کم گردشی دلوں ہونا
یہ تو ہونا کہ کبیر۔ بھنگے گریوں ہونا
میں کی صورت حق آئے پا ہی کچھ کمری کچھ
اب کسی چیز کا نام کو نہیں اور ان ہونا

اس کی وجہ سے غم میں گھر نہیں کرنا
قول ہو کہ نہ رو اب دما نہیں کرنا
خدا ہمارے گھر ہے کچھ کچھ
خدا کو کہہ کر رہا خدا نہیں کرنا
میں کہیں کا، کئی کہنے نہیں دیتا جھگڑ
آپ سے لیجئے کیا کہتے ہیں وہ دہی ہو کر
جو حق اور حقیقت اور حقیقت میں سب سے ہم نظر
ہم ہمہ تن ہے کیا کیا وہ جو دیکھتے تھے وہ کیا ہوتے
یہ مت بستی کی انہوں ہی کو تو کر رہی جائے گی
دو دن کے لئے میں کہہ کر کہوں آسان مری کئی کرنا
نظر آئے ہیں کیا کیا کہوں اشکال ہستی میں
کئی دیکھی ہوئی صورت ہے بیاباں نہیں جاتی
یا دنیا ہم پر ہستی حق یا ہم بختی ہی دنیہ ہے
جب ہم بدیشے دیکھو تو دنیا ہم کو دلی ہے
یہ زندگی ہی اس کی آواز زندگی ہے
میں خاور پر ہیں ہوں خود اپنے ہر جوی
یا دکر نے کی تو باتیں میں بہت سی ناطق
پہلے وہ بھول تو جاؤں جو فرما دیش خوش
نزد سس کو اجاب کی محض قربت اور
پطری کھٹی ہوئی دنیا مجھے ۱۱ اور
۱۲ باور کش گاہ ہے غم میں کس کے ساتھ
ہر اک نے لے کے جام کو آگے بڑھا دیا
نار اور دل کو آنا لینے کی گھاٹ دیا دیا
میں اور شہم سخن گرتی باتوں میں رہا
کہنے دے دے وہ سننے ملا میں
ایک گھا آگے دوسرا نہ ہوا
اب کہاں گفتگو محبت کی
ایسے باتیں ہرے زمانہ میں
غم کی دنیا ہے غلطیہ آواز
دور سے جیسی تھا دنا
(باقی صفحہ ۱۲ پر منظر فرمائیے)



شاروا ، چھوٹی بہن اور سسرال بنانے والے
پیرساو پروڈکشنز مدراس کا ایک اور عظیم گھریلو شاہکار

موسیقی
شکر بے کش
میت
ٹیلنڈر حسرت

ہمراہی

ہمدرد
پیشاد
ڈائریکٹر
ٹی پرکاش ناؤ

راجندر کمار ، جنتا ، محمود

شوہا کھوٹے شش کلا ، آغا ، لٹاپور ، نذیر حسین ، دھمل ، راجندر ناتھ وغیرہ

عظیم الشان افتتاح



شکر دار ۲۲ فروری
ولیسٹ اینڈ
ایراس
ناو لٹی

راج شری پچرز پرائیویٹ لمیٹڈ ریلینر



ریگل

جملہ

مراد میں صاحب کا بیان

لہذا کے شاہ میں "اپنی محفل اپنے دوست کے
قوت نظر کی صاحب کا خط نام اے شمسہ شہزادہ نظر
ہے مگر اپنے محفل میں صاحب نے جس کے شکر کو ایک نام فہم
شکر کو ایک نام فہم ہے کہ شمسہ شہزادہ ہے۔ جب کہ وہ خود
لڑنے میں کہ ہر شمسہ شہزادہ اپنے انداز سے مطلب بیان کرتا
ہے تو حضرت مراد خان کو دیکھنے کے اپنے انداز سے
مطلب بیان کیے کہ وہ سنا دیا گیا اور اگر مراد خان کی عقیدہ
میں نقص تھے تو اس کی صفائی کرتے ہوتے محفل میں
صاحب نے شمسہ شہزادہ کو محفل میں نہیں فرمایا۔ اس
سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب کو مراد خان صاحب
سے ذاتی مناد ہے۔ مراد خان ایسی شخصیت کے ہونے ادب
کو ضرور دیکھئے۔

یہی حالت میں حضرت مراد خان نے تو "پہم ہوش" سے
خطبہ کا خاکہ لکھا ہے اور نہ ہی لکھائے ہیں کہ صاحب
بیکر صاحب کا نیاز صاحب کی ایک انٹی کوری کلن اشرا
کلمہ جس کی صفائی محفل کے شروع میں ہی کر دی گئی ہے
شاید تو مراد خان کا خیال صرف نظر صاحب کی ہے
کہ آپ ہاں لازم عائد کرنا کہ آپ نے ذاتی حسد کینہ والی
باتیں کہہ رہے ہیں مگر وہی حقیقت ہے کہ نظر میں صاحب
کو مراد خان صاحب سے ذاتی حسد کینہ ہے اس لئے
انہوں نے ہاں مراد خان کے خلاف کچھ لکھا ہے
صاحب نیاز نے چند روایتی اصولی خطبات کی ہیں
وہ تو ان کی ہے وہ ایک کلمہ راز ہے۔

شخص - روٹ پر دیر

بہال

میں بھائی! اس بات سے کوئی انکار نہیں
کر سکتا کہ آپ نے فرما دیا کہ اس کی ہمیشہ بہت
الزام کی ہے اور انہیں وہ ادب سے روشناس کر لیا
ہو۔ اگرچہ پہلی رسائی میں چپ رہے ہیں۔ لیکن

اپنی محفل اپنے دوست

آج کے حقیقت سے آشنا ہے۔

ہر وہی فرما کر لوگوں کی جگہ مقرر فرمایا گیا کہ
تو میں تو اس میں ہوں۔

صدیق ششم

(بقیہ حرف اول صفحہ ۳ سے آگے)

سے فرد کوئی گہری شکایت ہے جو اس قسم
کے الزام عائد کئے گئے ہیں جبکہ مراد خان کو اس خطبہ
کی صحت کا اہل احترام کہہ رہے ہیں کہ مراد خان نیاز
صاحب جب آپ اتنا مؤثر خطاب کیا ہے تو اس کا اور
اوس کی صحت کا کچھ کاغذ بھی کیجئے۔ کیا اسے جلد سے
ثابت نہیں ہوتا کہ مراد خان صاحب کی نگاہ میں خطاب کی
حالت ہے۔

میں نظر صاحب کو بتاؤں کہ خطاب کی انتہا ہے
بڑی ترین خود نیاز صاحب نے کی۔ ہر ایک کو کثرت
ذیل نیاز صاحب نے سمجھا اور مسلمان جیسا نام نہ
کہ تو اس اور نیاز نے مسلمان ہند کو ۱۵ ہفتہ گورے
گورے میں لگا ڈیا۔ ہر دو مسلمان کو بے اعتبار اور
تک حکومت کا غیر وفادار اور حکومت میں بھڑایا۔
میں ہمدانی حکومت کی اتنی بڑی حیرانوں اور عزت افزائی
کے باوجود وہ دونوں دہلی، حیدرآباد، افسانہ فرشتہ
حکومت میں اعدائے قوم ہر طرف پروردانی اور ہمدانی
ہوش میں ہمدانی خطبات کے بارگاہی نیکان کے
ناطق صاحب نے ذاتی نہیں لکھا یا خود انہوں نے خطبہ
کا ذاتی لکھا یا اس کی حمایت میں آپ مراد خان سے
تحتضین کر رہے ہیں۔ سید ہے نظر صاحب یہ الفاظ
کی سختی ہندو جانیں گے جو یہ جہالت پر قلم سے لکھے ہیں
ان کی دکان کو کچھ کر سیرے اس پر غور کریں۔

مراد خان نے مراد خان صاحب ہاں شمسہ شہزادہ
آپ کا ارسال کردہ شمسہ شہزادہ۔ ہند کے اکثر پرچہ
میری نظر سے گزرتے ہیں۔ جو پاشی اس پرچہ میں لکھا
وہ دوسرے میں نہیں۔ چاہے لوگ اسے ایک طرف دیکھیں
مجھے جس لئے ان کا نام نہیں دیکھتا ہے۔ کیوں کہ میری

تو خاص مقام میں ادب میں بن گیا ہے۔ مثال کے لئے صاحب
شہزادہ کو ہی لکھئے۔ یہ وہی صاحب شہزادہ آبادی میں
جراحت سے تین چار سال پیشتر "جہاں دجل کے کام
میں چھپتے تھے۔ لیکن ایک اچھے لکھار نگار سمجھ گئے تھے۔
وہ "شمارہ" "شمارہ" اور "آگاہ" "جیسے صاحب
رسائل میں چھپ رہے ہیں۔ یہ صاحب آپ کی قدر دانی
نہیں ہے تو کیا ہے؟

اسی کہ فرما کر انی بنی ہو گا۔
شخص کار - شفق بھوپالی
بہال۔

میں بھائی! آداب و خصوص
میرے مضمون "ہندوستان" کی اشاعت کا
بہت بہت شکریہ! میں ارسال کئے گئے ہاں سے سخت الجھنا
میں تھا۔ اس لئے آپ کو خط نہیں لکھ سکا۔ میری انداز
خواہش ہے آپ لکھ جائیں یا بھول گئے ہیں۔ اب تو
شفاف صاحب کے خطوط میں میرا ذکر نہیں ہوتا غیر
آپ بھول جائیں۔ غرض آپ کا اداس مسئلہ ششم کو
میں نے مجھے اہل محفل میں متعارف کیا یا اور اس
قابل بنایا کہ میں ہندو پاک کے قیس نہیں پرچہ احوال
ماہل کر سکوں۔ زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔

آپ کا - واہد پوری
شکوہ آباد

مراد خان نے مراد خان صاحب ہاں شمسہ شہزادہ
آپ کا ارسال کردہ شمسہ شہزادہ۔ ہند کے اکثر پرچہ
میری نظر سے گزرتے ہیں۔ جو پاشی اس پرچہ میں لکھا
وہ دوسرے میں نہیں۔ چاہے لوگ اسے ایک طرف دیکھیں
مجھے جس لئے ان کا نام نہیں دیکھتا ہے۔ کیوں کہ میری

ہمیشہ ہر قوم کر کے لکھتے دیکھتے ہیں۔ اس کے مرتبہ نظر رکھنا چاہئے اور کسی کے مستحق نہیں ہے۔ نہ کہ چاہئے جس کے لئے ہاں نقصان ہو سکے۔

سبیل پر پی پی پی

آتش گل

”راہِ جگر شعلہ طور اور آتشِ گل“ کے
محبوبِ جن کا رتِ گہرا وادی کی شخصیت انوارِ ث
پر تاج و پندہ تنقیدی نگاہ کی راہ وہ ان سے ایک
شاعری و شعور پر مبنی تھی جس میں ”زندہ اور
تائب“

ایک گروہ جو جگر کی زندگی و سرگرمی کا فانی ہے
اس کا خیال ہے کہ جگر کی غزل کا حسن و جمال اور
کیف و نشاط ”وہ جام“ جگہ تھا۔ اس کے پودہ
رنگ پھیکا چمکے گا۔ ”جگر“ اڑ چلا ہے وہ تیرے
”تائب“ نامہ پڑھتا ہے۔ ”وہ سراگرہ جگر کی زندگی
میں مہذبہ اخلاق کی شان دکھانا پسند کرتا ہے
اور ایک نقاد ہے اس سے ذرا ہٹ کر ”مہذب زندگی“
کا حکم لگا ہے۔ لیکن اس قسم کی کوشش اصطلاحی
کردار کی علامت ہے۔ پیرلین۔ برنارڈ شا۔ دومو
کمال اتاترک اور ہٹلر وغیرہ کسی کے بھی حالات زندگی
دیکھنے والے فانی کم نہیں ہیں۔ لیکن دلوں
نے ان کی خاموشی پر ہر وہی ڈالا ہے۔ عظمت کا ناز
انسان پر تلے۔ روشنی اور دیرینہ جاننا نہیں ہے
جگر کے متعلق چھلایا ہے کہ انہوں نے دل
کھول کر محبت کی ہے اور جگر کے جام لے ڈھانے ہیں
اور اس سلسلہ میں وہ تمام واقعات پیش آئے ہیں
طام زندگی میں اودھنا ہوتے ہیں۔ ایک اور تھا کہ
ناور کے لئے شراب ہی زیست تھی۔ اور اس صبر
لیں یہ خوب بین انوشیں ہوتی ہیں۔

”ان کی کتاب زندگی کا دل آویز باب ہے“ اس
”انسانِ حوا کا داد“ آگے۔ میں پوری اور خصوصاً
میں یک جاکہ جا سکتے ہیں جو تشریح کا ادنیٰ تہا
”نہم“ ”پندہ نامہ“ میں واضح طور پر جگر کا ذکر کیا ہے
اسویہ کا آگاہ میں صید الطاف حسین بی۔ اے
(سابقہ میڈیکل سائنس) کا دولت کردہ۔ یا اس عظیم کراچی
قادی جاپانی۔ جگر مراد آبادی۔ جگر تیرے کراچی

پیدا ہونے جگر کی سیرت میں نقشِ بیتِ نازاں
جس کی شادی دوسرے شرار میں کیا ہے وہی ہے
نہروں کا اظہار اور چوڑی پر شفقت ”اس کی
شائیں ملاحظہ فرمائیے۔“
جگر نے اپنے آخری مجرورہ ”آتش گل“ کی
ایک جلد ”آتش گل“ کو ایک زندگی کی خدمت میں
اور الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے

”خبرِ عقیدت و ارادت بہ خدمتِ گل
بہ نظرِ نچھانِ نظرِ حضرت اور اس شہزادہ
اعلیٰ سید جہانور علی شاہ صاحب مدظلہ
شکری۔“
خادم
جگر مراد آبادی

جگر نے متعدد نوجوان شاعروں کی زندگی کو سہارا
دیا ہے۔ شکیں جاپانی اور سنا مراد آبادی خصوصاً
شائیں ہیں۔ یہ دونوں شاعری گڑھ پونچھ تھی جس
طالب علم تھے۔ اس نے ان کے جگر کی سرپرستی کا دل بھری
شکیں جاپانی کا علم اور شری کی زندگی میں بھی
جگر کی نوجوان اور سفارش کا نتیجہ ہے۔

جگر خاص غزل گو ہیں۔ غزل کی آبرو کے لیے
آپ کو ان کے کلام میں شراب سے پہلے اور ”شراب کے بعد“
ہر جگہ تغزل کی سمور فضا ہے اور مرز محبت کا خون
”میر اسحاق محبت ہے جہاں تک پہنچے“
وہ کسی ایک جیل کو قاتل کہنے کا نام نہ دے سکے

استدغالی اور احمق پھیر زندگی و دیرینہ زخموں کی
زندگی کے گہرے، زرخیز اور پھونش کا ناز و اداس ہے
اسی زمانے میں معلوم نہیں کن اسباب کی بنا پر جگر
صاحب کو شیعیت سے سخت تیراوی ہوئی تھی اور
عالمِ سرستی میں سراہ ان کا ہاتھ بے تحاشی کسی معروف
شیعہ صاحب کی مائری کی طرف اٹھ جانا تھا۔
جگر کی عظمت کا راز یہ ہے کہ انہیں اپنے بھی
پر ضرورت نہیں زندگی کے قبر کی آگ سے ان کا
کردار نکلا ہے۔ ان کی شخصیت میں محبت اور عظمت کے
بے پناہ جلوے ہیں۔ عمران کی زندگی اور مجازی محبت نے
ہی ان کو انسان و دینی تک پہنچایا ہے۔ اور کمالِ مدخل
کی زندگی دکا ہے۔ انہیں اس کا طریق احساس ہے
”اب زیست ہے شراب“ کا یہی مفہوم ہے۔ اس نے
عشق میں زندگی تباہ کر کے سماع کی لگی قدموں کو پانی
زندگی میں داخل کر دیا تھا۔ صاحب سے ان کے تعلقات
خوش گذشتے۔ ان میں براہِ ضبط یہ اور کیا تھا معاشرہ
چشمک سے مجرور و کوشش بڑا بڑی نے جگر کے ساتھ
”مناہبِ سلوک کا منہا ہر کیا۔ لیکن جگر نے تمام باتوں
کا جواب مراد کی صورت میں صرف ایک شعر میں دیا
جس کا مصرعہ ثانی یہ ہے

”وہ زندانِ خوش انفس کہاں تک پہنچے“
جگر کی زندگی میں رک رکھاؤ اور لطافت کی شان
استدغالی کی صحبت اور ساداتِ شکر کے فیضان

جہت میں انتقام کا جذبہ ان کے دل سے دور ہو گیا تھا۔ انہوں نے مجربہ سے محبت کی ہے۔ ان کا محبوب خیال و خواب کی دنیا کا پرزاد نہیں ہے بلکہ سحر ملیح کی ایسی بیروتن ہے جس کے جسم کا صفی نے اگر سے اس کی ہڈی کی سرسبز پر جا دو جگہ تھکے وہ اشتیاق شرم و خجرت وہ احتیاط و آداب یہہ نفسی غم، طبعی غم، غمِ مہیا، مہیا، مسافر کی طفر اس محبت میں خاص ہے۔ درد مندی ہے اور دل پر وہ کہہ کر اپنے جس نے جگر کے عشق کی نسبت ہے آگہی وہ ہے۔ محبت کی تلوہ مٹنے نہیں اور ہر شوق بزدل کی مشاعرہ کے ساتھ ہے جس نے دل کے تحریک کی ہے۔

مجھے یہ ہم ہمارے دل کی کہ جزا ت غرق کہیں نہ غمِ مصوم پر گراں گزرے بیت میں منظر کی حسنِ نظرت کے نہ جانے آج محبت پر کیوں گر گیا گزرے جب کوئی محبت جتا ہے سرگرم نہ زسفی اس وقت وہ کہہ اور بھی آتے ہیں صبا یاد رہن زندگی گزر رہا ہوں ترسے بغیر بھی کوئی گناہ کے جا رہا ہوں میں تیرے بغیر رہتی دہراؤ وہ کہیں شام و سحر کا نام ہے شام و سحر کہاں عرصہ ہوا کہ رسمِ محبت بدل گئی دھسے اب سالہ ہشتم تر کہاں

ساقی دیکھو جس نے قلم بکال انسان کے چہرہ جوتہ انسان کا یہ حشر دیکھا نہیں جاتے کہ دیکھ رہا ہوں اس کی یاد میں ہے

”پریم جس کی زندگی غمِ مہیا میں کلیریں“

انسان جیسے جیت کے ذریعہ

”کہ چہل ہی نہیں کاٹوں پر جو مجھ آئے“

اندوہ گیت ”میر سچ ہے“ جس کو آواز کے دل کے ہونکے تار کا ایک سنی فزوق کہہ لیجئے ٹکڑی کی شاعر میں نہ ایسے کی پرچا میں ہے۔ غمِ مہیا کا سایہ۔ نہ غمِ مہیا کی تار کی ہے۔ نہ غمِ مہیا کی رحمت پسندی کی گشت۔ بلکہ مکتوبہ زندگی سے پیار کرنا سکھایا ہے اور حیات و کائنات کو دھنک پرنا چتی ہوئی سورج کی کرل اور اندھا کی کہل میں نہایت دکھائی ہوئی چاندنی کے دل میں پیٹی کیا ہے۔ شاعر کے بیان محبت کی زری اور خصوص کی گری ہمارے موصوف کو قریبی عشق ہے

”اسی زمین سے تو جہر وادہ پیا کر“

جگر کی غزل موجودہ سنل کے لئے ایک مہیا ہے اور

”انے والی سنل کے لئے ایک مہیا مہیا مہیا“

جگر کے مجموعی کے نام میں دانا جگر، شاعر اور

”انے والی سنل کے لئے ایک مہیا مہیا مہیا“

یہ اصلاً ان کے داستانِ عشق کی تفسیرات یا مثیلا ہیں

مولانا حق گوشتوی اور ان کا صفحہ ۸ سے آگے

زندگی کا ثمرستہ، تانہ زار

وہ بھی کیا اک مری ہوئی آواز

نہیں کہہ کام لینے کا اگر بازار دنیا میں

تو اچھا اور وہ وہ ہم دلی کام لیتے ہیں

فرام کر رہا ہوں اپنی برباد کا انسان

جو گھیاں میں نہ مگر تیس وہ گھیاں دیکھتا ہوں میں

خیالِ خواب رات مسرت سالہ و مہی

جگر کے یہاں جذبات کا یہ عالم اور اسلوب کی

میں کاوی دیکھ کر کسی کو کہ ہوش کھل رہتا ہے کہ وہ غزل

میں صاحبِ فکر کی کا شکرہ سنا ہے۔ عشق کے اس

فصوص اور درد مندی نے جگر کی زندگی میں وہ چاہا پیدا

کر دیا ہے کہ انہیں اس زمین اور زمین پر بیٹے والوں سے

بھری رحمت ہے۔ انہوں نے غمِ جانوں میں ”تم نہ“

کو نوہل نہیں کیا ہے۔ جگہ کے اہم سیاسی تقاضوں اور

مختلف کے موصوف ہا کی تفسیر میں دل کی دھڑکیں

نہیں جگہ، مگر خواب پرشوں دیکھتے ہوں میں

وہ چل کر مرداں بڑھ کے ہاتھ میں

اسی گزرتے ہوئے کام گئے وہ نہیں

نور سے ساز بستنی تانہ ہیم سے پیلا ہے

اچھا تانہ نفس پر ہل رہی ہے گھٹیل لیری

مشکل دو عرصہ کو ہم آسان نہ کر سکے

جلد میں چل دینے کوئی ساہل نہ کر سکے

شرطاً اچھا جیتو شئی نہ پایا نہیں سہی

یہ کو نہیں چرا کہ ہم اداس نہ کر سکے

کیا اصلہ ہیں دھستے دل کے

کس سے منہ کے خاک میں دل کے

وہ دل شکوہ سنا گیا گزری

کس نے ہرٹ وہ گئے ہل کے

ٹپتے جاتے ہیں ماو عریں دوست

لی رہے ہیں نشانِ منزل کے

چھوڑنا حق دھنسے بزمِ نکست

اٹھ کے ہرگز سے بھجالے دل کے

عاق نامہ

جیت ہو عادی گزری بہت مدت سے خدا کو میرا

شاگرد بناتے ہیں۔ جو حق ہے کہ انہوں نے نفاذی اور

فقدانِ گزری کے سوا دنیا سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ میں غلام

سنت محبت کرنے اور شاگرد سے بھرپور محبت لینے

عادی ہوں۔ میرٹھ بھی شرگور کی رحمت نہیں کی۔ وہ

موت اپنے گانے کے بھرے پر دنگوں میں خود کو شاہ

مقرر ظاہر کرتے ہے اور اپنی چند شاعرانہ باتوں سے؟

انہیں بتائی گئی تھیں دنگوں کو مرعوب کرتے ہے۔ چنگ

ہ بات میں ہنسنے کا باعث تو ہیں سمجھتا ہوں کہ میرا شاگرد

شاعر اور انسانیت کے لحاظ سے اچھا ہے۔ اس نے

سدرے کرے کی امید رہی تھی کہ وہ اس سے لینے میں چھوٹ

کر اپنے نام سے منسوب رکھنا نہیں چاہتا۔ پس اس اچھا

سید شاہ جہان پوری

کس رند پہ ساقی کا کرم عام نہیں ہے
کس طرح کہیں درد میں آرام نہیں ہے
کیوں درد میں لوں بادۂ وساغ کا سہارا
نظروں کے تصادم کو زمانہ ہوا لیکن
پر زمانہ ہو یا شمع ہو، بے بس ہو کہ گل ہو
جب سے وہ خیالوں پہ مرے چائے ہوئے ہیں
اے دوست تری یاد فراواں کے قصدی
احساس دلاتی ہے مجھے تازہ سفر کا

مے خانے میں اک میرے لئے جام نہیں ہے
یہ آپ کا ہے غیر کا انعام نہیں ہے
مے خانہ میں کیا گردشِ لہام نہیں ہے
اب تک دل بے تاب کو آرام نہیں ہے
وہ کون ہے جس پر کوئی الزام نہیں ہے
ماں بہ کرم گردشِ ایام نہیں ہے
اب کوئی نفسِ عشق میں ناکام نہیں ہے
بے سود مری غزبش ہر گام نہیں ہے

دل دالوں کو ملتی ہے نسیم ان کی محبت
ہر شخص کی قسمت میں یہ انعام نہیں ہے

دو غزلیں

رحمت کلکتہ

اس کا کیا کہنا ہے جو حاضر تری محفل میں ہے
اے حریفِ موج غم اتنا تو سمجھا دے مجھے
تو مرے تالوں کو سن کر انجمنِ آرا نہ اٹھ
ٹرہ رہا ہے ہر قدم پر زندگی کا حوصلہ
جو جو تشبیہ محبت میں نہیں دیوانہ وہ
تھیں بھی امواجِ پیہم میری شقی کی حریف
آپ کو احساس کیا ہو آپ کیوں پروا کریں
پھول گلشن سے جدا ہو جب تو کیا اس کی حیات
دیکھ کر صورتِ مجھ لے دعا ہر ایک کا
پاس بانِ دیرِ دکنبہ سے مجھے ہے پوچھنا

وہ سفینہ بی سلامت ہے کہ جو ساحل میں ہے
حافیت دریا میں ہے یا عافیت ساحل میں ہے
دل شکستہ ساز ہے جس کی صدا محفل میں ہے
غم نہیں اس کا کوئی خستہ وہ منزل میں ہے
شکر ہے یہ دل کی میری بات میرے دل میں ہے
آج وہ طوفانِ پنہاں دامنِ ساحل میں ہے
دل اسی کا جانتا ہے دردِ جس کے دل میں ہے
وہ مقدر کا دھنی ہے جو تری محفل میں ہے
لب کشائی کی کسے جزا تری محفل میں ہے
کون ہے دیرِ حرم میں کون میرے دل میں ہے

بیخِ فنِ پیرِ ادب، آقا سہ اردو آبر ہیں
ہے غلامِ آبر جو رحمت تری محفل میں ہے

شعاعِ دل

صادق دہری سبانی بندہ

ماہرِ غایت اللہ عرشِ جبل پوری

غزلیات

محبت میں فراقِ جسم دہاں تک بات آپہنچی
ہنسی کا نام لیتے ہی نقاں تک بات آپہنچی
مسافرِ اجنبی ہندوستان تک بات آپہنچی
نشین تو نشین ہنگستان تک بات آپہنچی
زہے قسمتِ گلستاں میں کچھ ایسا انقلاب آیا
اسیری میں بھی شاخِ آشیاں تک بات آپہنچی
سنائی جب کسی نے داستاں اپنی محبت کی
تو ہر پھر کہ ہماری داستاں تک بات آپہنچی
نہ تھا آگاہ کوئی بھی ہمارے دردِ پہناں سے
مگر پھر کسی زمانے کی زبیاں تک بات آپہنچی
دھواں دینے لگا میرے نشین کا ہر اک تنکا
چمن کی خیر یاد آبِ آشیاں تک بات آپہنچی
بہاؤں میں چمن دانوں کی غفلت پوچھنا کیا ہے
یہ سوتے ہی رہے دردِ خزاں تک بات آپہنچی
محبت کا عمل ہے کارِ ہر بابائے گائے صادق
اگر اندیشہ سود و زیاں تک بات آپہنچی

دفا کی جب زبیاں قصہ خواں تک بات آپہنچی
تھارے تسلیم میرے استحاں تک بات آپہنچی
مرے غم کی مرے اشکِ دہاں تک بات آپہنچی
جو پہاں تھی وہ اب اہلِ جہاں تک بات آپہنچی
جلا یا گونے پردانوں کو فطیحِ انجمن سے کر
تری محفل میں بقیلِ عاشقاں تک بات آپہنچی
چھبائے گے کہاں تک خونِ ناحق اپنے دامن سے
تھارے غم کی اہلِ جہاں تک بات آپہنچی
ہوادِ حرم کی کچھ اس قدر ہے گرم باناں
محبت میں بھی اب سود و زیاں تک بات آپہنچی
بغداد ہے چاند تاروں کے سفر تک عزمِ انسانی
زمین سے اڑتے اڑتے آسمان تک بات آپہنچی
یہ نیرنگی گھبراہٹوں کی نااہلی کی شاہد ہے
عملستاں میں بہاروں سے خزاں تک بات آپہنچی
تاروں سے قرعے، ہرے غنچوں سے پھولوں سے
جلی جیب بھی حسینانِ جہاں تک بات آپہنچی
خدا کا شکر ہے عرشِ سخن دانوں کی محفل میں
ترے اشعار کی اہلِ زبیاں تک بات آپہنچی

دلی بہیشت

یوں ہی ہوتی رہی ہم پہ مشقِ قسم
میری آہوں کا دکھا اثر آپ نے
خوب قسمت نے یہ دن دکھایا ہمیں
خونِ دل کو کوئی گل کھلانے تو در
اے اسیرِ ازل گھبراؤ وقت آگیا
آنسوؤ! ضبط سے کام لینا ذرا
آگے منزل پہ جوت گیا کارواں
پھر گھٹائیں اٹھیں آج تو یہ شکن

شکراتے رہے ہم خدا کی قسم
شکراتے ہوئے جو بھی آنکھ نم
آگے منزل کے نزدیک پہنچے ترم
سرخِ عشق پھر میں کروں گا رتم
پھر نفکِ مگھٹاں بدلتے ہیں ہم
ان کی محفل میں رہ جائے اپنا جرم
درحقیقت تھا یہ رہبروں کا کرم
کس طرح سے بچے گی ہماری قسم

یہ الم بھی دلی ان کی دین ہے
اس لئے اس کو دل میں چھپائے ہیں ہم

یوں حاکمِ نظام ہے پر خاکیں جے
جے کیے تازے مری جانبِ نظرِ طلب
اچھی تو ہے ہماری طرف کا شِراسِ آئے
لینے لگے ہے دل و زبانی محبت سے چٹکیں
پتھر کی لطف سے لطف ہے کس قدر
کوئی نہ کوئی دہتا ہے وہ غم ہو یا خوشی
دامادِ دست کی ہے ہوا وہ حیاتِ بخش
اب ہوگی کب تری نگہِ لطف اس طرف
وہ اصطلاحِ عشقِ تمت کہیں جے
جلو کی وہ ادا کہ تقاضا کہیں جے
وہ اک نظر کہ حوصلہ افزا کہیں جے
وہ ایک غمِ نزاکتِ دنیا کہیں جے
وہ یہ نصیبِ وقت کا مارا کہیں جے
دلِ یادِ گھر نہیں ہے کہ سونا کہیں جے
ماہِ بوسِ زندگی دیمِ عینِ کہیں جے
وہ تو ہوا نصیب کا کھٹا کہیں جے
کیا قہر ہے کہ دعویٰ الفت کے باوجود
آمر نہیں ہے کوئی کہ پاتا کہیں جے

افکار نو

بدعا قریشی ڈرگ

شبابِ ملتِ ایم۔ ۱۷

جلوہِ حسن میں روپوش ہوئے جاتے ہیں
ہم زمانہ سے بیکِ دوش ہوئے جاتے ہیں
کانِ دھڑک جو مری ملت سنا کرتے تھے
آج کیوں اتنے گراں گوش ہوئے جاتے ہیں
دلِ مروج! یہ تارِ یک منظرِ شب کے
تیرے ماتم میں سپردِوش ہوئے جاتے ہیں
ہم بھی ڈھونڈیں گے کوئی اور سہارا دل کا
آپ اگر دوستِ فراموش ہوئے جاتے ہیں
غیر تو غیر میں غیروں کا گلہ ہی کیوں ہو
اب تو اپنے ہی جفا کو بخش ہوئے جاتے ہیں
چشمِ غیروں کی قسم! ہمیشہ جلوہ کی قسم
آپ جلوں ہی میں سپردِوش ہوئے جاتے ہیں
ہوتے جاتے ہیں وہ کچھ اپنی حقیقت کے قریب
تیرے جلوں میں جو ہم پر دوش ہوئے جاتے ہیں
نادانِ تھا جن کو مری دوستِ نوازی پہ شباب
اب وہی دوستِ فراموش ہوئے جاتے ہیں

جنشِ لبیک اب مجالِ ہوتی
لاغری جان کا دہالِ ہوتی
عشقِ گرمِ عملِ ہوا تو عقل
وقفِ اندیشہ نالِ ہوتی
سلنے ان کے منہ سے عمل کو
لب کشائی کی کب مجالِ ہوتی
رنگ لایا ہے میرا خونِ چکر
آنکھِ مدد کے ان کی دالِ ہوتی
جو گلشتِ دلچہ کر ان کو
پیریِ مافستکی مجالِ ہوتی
شیخ اک اور اتنے پردائے
شعلہِ روئی بھی اک دہالِ ہوتی
اب ہی آنکھِ آلود و ہندی
کشتِ عمرِ پامالِ ہوتی
آؤ غائب نہ نالہِ اقبال
بد کی نظم ہے خیالِ ہوتی

نہیں مہذب نہ نکلی جلیبی

درد بخشا ہے ایسا کسی نے
موت کے آگے ہیں پیسنے
ہم تو چھتے ہیں ان کی نظر سے
وگ میخانے جاتے ہیں پیسنے
ان سے کی جب بھی عرض تمت
ہو گئے وہ پیسنے پیسنے
ہم میں ڈر سے رسوائیوں کی
کیں اشادوں سے باتیں کسی نے
مہر کو اسے تذر وہ مل گئے کیا
لی گئے لد جہاں کے خستہ

شوق جون پوری رکھتے

جیسے ہی مجھے تیری تصویر نظر آئی
اک ہو کر اٹھی دل میں پھر ادنیٰ تیری
خود دل سے وہ تھے یہی کیا ہوتا ہے نہ
میری ہی نہیں میں ہی ان کی جی ہے رسوائی
مال پر کم سمجھا اللہ سے غلط فہمی
رونے پر مرے ان کو جس وقت ہنسی آئی
جو کچھ بھی کہے کوئی میں تو یہ سمجھتا ہوں
ہنگامہ دنیا کا انسان ہے تماشا
یہ کیسے سمجھوں میں وہ ساتھ ملا دیں گے
ہر گام پر ہم کہے اندیشہ رسوائی
ہے عشق میں رسوائی یہ باد شوق رکھتا
ہاتھوں سے نہ چھٹ جائے دالیں شکیبائی

آکر کاوی بیٹا مگھری

جو مشکوں کو حرم سے آسان نہ کر سکے
وہ زندگی کو اپنی درخشاں نہ کر سکے
اشکوں سے کوئی کار نمایاں نہ کر سکے
ہم غلطوں میں شمعیں فروزاں نہ کر سکے
عریانی جمالِ نظارہ کے بادِ عجب
تسکینِ فراق دیدہ حیراں نہ کر سکے
جس کا کرنی جہاں میں سہارا نہ ہو سکا
تم بھی تو اس غریب پر احسان نہ کر سکے
وہ اہتمامِ صبحِ گلستاں کریں گے کیا
جو دیباغِ دل سے مہرِ بیباں نہ کر سکے
جنتی رہی نگاہِ بھٹکتا رہا غیبِ ال
دل سے کسی بھی سکون کا ساماں نہ کر سکے

جلال

و

جمال

فائل بریلوی

سلامت وہ نظر جب سے لی ہے
جہاں میں روشنی ہی روشنی ہے
نہ چھپتے ہیں نہ آتے ہیں صفتِ بل
بہت دلیپ ان کی دل لگی ہے
چھپا ہے جب سے قرعہ ماہِ تاباں
جہاں میں تیرگی ہی تیرگی ہے
غمِ جاناں، غمِ دوراں غمِ زلیست
ہزاروں غم میں ادراکِ زندگی ہے
جہاں مطلبِ پرستی و مہیاں ہو
وہ فائل دوستی کیا دوستی ہے

عزیز کاوی ناگ پوری

گردشِ تھی لے گئی جو تری انجمن سے دور
لونا مجھے نصیبِ میرے وطن سے دور
وہ محل ہوں جس سے روئی فضلِ مبارک ہے
میں ذہنیتِ تیرے ہوں مگر جوں چین سے دور
ناداں سمجھ کے مجھ کو نہ داسم بچا پیسے
پر دواز نکلیے مری چرخِ کھن سے دور
نا کام حسرتوں کا جنازہ لئے ہوئے
افسوس باچکا ہوں تری انجمن سے دور
تو گفتگوئے غیر نہ کہ میرے سامنے
رجتا ہوں میں غمِ زہرا کی گردن سے دور

آباد شہباز مگھری

محبت میں جو اس کی نیم جاں ہے
اسے حاصل سکونِ دل کہاں ہے
کہوں کیا کب مجھے تاپِ بیاباں ہے
عجب پردہ و میری داستان ہے
فتا لازم ہے بہرِ زندگی
کسے حاصلِ حیاتِ جاوداں ہے
چھپے ہیں اس میں لاکھوں تیرِ ترکان
محبت میں سلامتِ دل کہاں ہے
دلِ سرور کا ہے ہر وقت نام
مجھے رام کی فرصت کہاں ہے
عجب کچھ رنگِ شہت و دنیا کا آزاد
کہ ہر اک حیراں، تارِ ہریاں ہے

بینک کا منجر

بینک آف برٹکس منجر مشر وینا وینسٹر کے آوی
تھے جھٹکے کا بچہ مشر وینا وینسٹر کے آوی
میں سادگی تھی۔ ان کے والد اس بینک کے بڑے صفحہ دا
تھے۔ اس نے نوکری کا نام اپنے بیٹے اور دولت مند
سوسائٹی میں عزت کے ساتھ لیا جاتا تھا۔

شیم اختران کے پرائیویٹ دفتر میں پہنچا تو منسٹر
دیر نے بڑے تپاک سے اس کا استقبال کیا۔ ایک
آرام دہر کر کے منجر کے بعد خادم کو حکم کیا کہ وہ
کوئی شخص اس کمرے میں داخل نہ ہوئے۔

منسٹر اختران: "اُس نے سر افسران سے تمنا
ہو کر کہا ہے میں نے آپ کا اس لئے زحمت نہیں دی کچھ
سیکریٹس سرورس پر اعتماد نہیں ہے۔ بلکہ میں جاہت
ہوں کہ آپ جیسا قابل جاسوس ذاتی طور پر بھی ہماری
طرف سے اس مسئلے کی فیتیش کر رہے ہیں آپ کو بتاؤں
گا کہ کس طرح دلیرانہ ہمارے بینک کو دھوکا دے کر
لے گیا ہے۔"

شیم اختران خاموش رہا۔ اُس نے غور سے
مصلحت کے خلاف سمجھا کہ اُسے اس واقعہ کا علم پہنچے
ہو چکا ہے۔

"ہمارے بینک سے بارہ لاکھ روپے بھجیائے
گئے ہیں۔ منجر وینا کے ساتھ بولا۔ ہمارے بینک
کا دیوار کم نہیں ہے پھر بھی یہ رقم بہت جوتی ہے میں
پورا واقعہ تفصیل سے بیان کروں گا۔"

"مجھے خوش ہوئی۔" شیم اختران نے
منسٹر کا جواب دیا۔

منسٹر نے دیکھا کہ شیم اختران کی آنکھیں
دن کی زبانی سے چلا تھا تفصیل کے ساتھ بیان کی
کسی طرح دہرا دی بارہ لاکھ کے جعلی بری نوٹ جتنی
سے تبدیل کروا کے لے گئے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ شہرہ آفاق
بلیک سود اگر کا جو شرط دولت کی وجہ سے ہر کانٹا نام

تار عنکبوت

دوسرا باب

داروں کو دے دیا ہے۔ اس کی ایک نقل آپ کے پاس
لے لی ہے۔"

شیم اختران نقل لے کر دیکھی۔ لکھا تھا۔
"پہا شخص میں نے تھاری رقم پیش کیا۔"

تقریباً پانچ فیٹ اس پانچ لایا۔ تقریباً ۱۰ سال
وغیرہم، سیاہ آنکھیں، بلی ٹنگی، ناک کمال پچھلے
انگے دانت بڑے بڑے اور بہت چمکیے۔

دوسرا ہی۔ تھوڑا سا سا پانچ فیٹ اور
کوئی خاص بات قابل ذکر نہیں۔"

شیم اختران لکھا۔ "میں نقل میں ہاتھ ہلا کر کھنک
چاہت ہیں۔"

"کیا آپ میری درخواست مسترد کر رہے ہیں؟
منجر نے سر دھڑک کر پوچھا۔

"جی ہاں منسٹر وینا: "شیم اختران جواب دیا۔
"میں اس کیس کو سمجھنے کا بار اپنے شاخوں پر لٹا ہوا
ہوں آپ کا احسان مند ہوں اختران صاحب۔"

منجر بولا: "مزد و ضمانت کے لئے آئی ہیں اور کچھ چاہتا
ہوں کہ کیشیر میرا خاص آدمی ہے اور شب سے بالآخر
ہے۔ بینک میں اس کے جی کا فی شیم میں اس کی مالی حالت
کا فی مفید طے اند میں ہے بچپن سے جانتا ہوں یہ
"پھر کو وہ واقعی شب سے بالآخر ہے" شیم اختران
نے مطمئن ہو کر کہا اور پوچھا: کیا آپ نے بری اخبار
دیکھی؟

منسٹر نے اس سے دریافت کیا جیسا کہ واقعی

کہا تھا ہے تھوڑی رقم لے لائے۔ اس رقم پر اس سوداگر
ولا کچھ انڈین کے باطل دیے ہی دستخط بھی موجود تھے
جیسے کہ بینک کے منسٹر میں۔ اگرچہ لوگوں کے پاس
وہ تھوڑی رقم نہ ہوتی تو دنیا خرابی اتنی بڑی لمبی رقم
کے لوٹ نہ تھیں کرتا۔ پیر طور وہ کھنک بھی توئی سے بارہ
لاکھ روپے لے گئے۔ دوسرے روز جب ان میں سے کچھ نوٹ
بینک آف انڈیا میں گئے تو معلوم ہوا کہ وہ جعلی ہیں دیکھتے
میں ایک نوٹ آپ کو دیتا ہوں۔"

شیم نے اب بھی نہیں کہا کہ وہ قبل ہی ان نوٹوں
کو دیکھ چکا ہے۔ ایک جعلی نوٹ شیم کو دے کر دینے والی
تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اس واقعہ کی اطلاع
سیکریٹس سرورس میں بھیج دی گئی ہے اور وہاں سے سیکرٹ
من کو دینے کی فیتیش کے لئے سفر کیا گیا ہے۔ میں نے ان
سے کہہ دیا ہے کہ اس مسئلے میں میں آپ کی ادائیگی حاصل
کر لوں گا یقین کیجئے کہ آپ کی خدمات کے مسئلے میں ہمارا
بینک آپ کو خوش کر دے گا۔"

شیم اختران نے ہر ایسی بات کو ہاتھ پا کر بتایا کہ وہ
اجرت یا معاوضہ: "فیو کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔
"منسٹر وینا: "اس نے منسٹر سے دریافت کیا
"آپ کہتے ہیں کہ نوٹ تبدیل کرنے کے لئے لوگوں کی جیکری
آئے تھے؟ کیا آپ ان کا حلیہ بیان کر سکتے ہیں؟۔"

"مجھے آپ سے اس سوال کی امید تھی۔" منجر
نے فرمایا کہ۔ کیشیر نے ان کا حلیہ لکھ کر سیکریٹس سرورس

وہ مجھ سے کرتے تھے۔ ۹۔

”جی ہاں۔“ ورنے کہا۔ ”وہ کبھی کہ

اس قسم کے کسی شخص کو وہ نہیں جانتے اور نہ انھوں

نے کسی کو تعارفی رشتہ ہی دیا ہے۔ دیکھا ہی مدین صاحب

ایکٹ میں بڑی عزت سے دیکھے جلتے ہیں اور بہت شہرہ

آویزی۔ اس زمانے کے دستخطی نقل آسانی سے کی جاسکتی

ہے۔ لیکن کہ ان کے دستخطی ایک صاحب کے ہاتھ میں ہے

کیا آپ کوئی اور سال دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ۹۔

”اس واقعہ کے بعد کیا وہ دونوں آدمی کہیں اور

دیکھے گئے۔“

”جی نہیں۔“

”اس واقعہ کی رپورٹ سیکرٹریٹ میں کس کو دی

جائیگی ہے۔“ شمیم اختر نے پوچھا۔ اس نے انسپکٹر

مصلحت سے اس کے لئے ایک جگہ بتا دیا کہ وہ

ہلے گئے۔“

”اب اس وقت فرمایا کہ آپ کو یاد ہے ابھی کہ وہ

جو نوکروں کے سینٹرل بیکسے میں دفاتر کے کدوئے

ساتھ کہ وہ پکے گئے تھے۔ ۹۔

”جی بھئی طرح۔“ شمیم اختر نے پوچھا۔

”وہ گھڑے بیکسے میں ہی وہ رنگ بھیج دی تھی۔“

”کیا آپ کو یاد ہے وہ دن کیسے یوں مشابہت نظر

آتی ہے۔ ۹۔

”خیر مجھے دہرے سے سوچتا رہا پھر ملا۔“ کیا آپ

نے کوئی خیر افتد کیا ہے سفر شمیم ۹۔

”شمیم اختر نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں

دیا کہہ کر اپنی احوال اپنے بیکسے کے ذریعہ سینٹرل بیک

کو بیکسے تار دے کر یہ یافتہ کیجئے کہ کیا ان دونوں کا حلیہ

وہ تھا کہ میں سے تھا ہے جنہوں نے یہی ڈرافٹ کے ذریعہ

دیاں سے رقم وصول کی تھی ۹۔ وہ اپنے پر بھیجے اور

مطلوبہ کیجئے گا۔“

”خیر نے فرمایا سیکرٹری رند کی کو بجا کر تار کا

مضمون لکھا یا اس حدایت کی کہ اسے فرمایا بھیج دیا تھا

اور جواب دے پر پرنس خیر اس کے ساتھ پیش کیا جانے

سکڑی کے خدمت میں جانے پر دینے کہا۔ ۱۰۔

”آخر صاحب! یہ اس طرح مطلب بلدی کی

امید کی جاسکتی ہے۔ ۹۔“

”شمیم اختر نے اعتقاد کے ساتھ اس واقعہ میں

مختلف حاکم میں پڑنے والے ڈیگنڈ انجیل ماریوں

کی روداد خیر سے بیان کی۔ طریق کار کی مشابہت پر

مدنی ڈالی اور پھر اپنے قلم کردہ تحریر سے اسے

آکاہ کیا۔

”ابھی سیکرٹریٹ میں اس کے حکام بلا دست

نے اس خط پر مجھ سے رابطہ طلب نہیں کی۔ اس لئے میں

خاموش تھا۔“ شمیم اختر نے وضاحت کی۔ ”اب آپ

نے اس کام کا بار میرے سر پر ڈال دیا ہے۔ اللہ اعلم“

میں بہت جلد ثابت کر دیں گا کہ مختلف حاکم میں پڑنے

والی ڈون کھوسٹ ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔“

”مجھے ایسی ہی امید ہے آپ سے۔“ نیو نے کہا۔

”لیکن ہمارا اصل مقصد تو اپنے بارہ لاکھ روپے واپس

ملا کر لینا ہے۔ اس کا خاص لحاظ رکھئے گا۔“

”جی ہاں آپ صبر کیجئے۔“ شمیم اختر نے تسلی دی

۔ میں اپنی کوشش اٹھا نہیں رکھوں گا۔ کیونکہ سینٹرل

بیکسے میں جو آتے ہی مجھے باخبر کیجئے گا۔ اب میں دن بھر

جسٹا دڑ رہا رہوں گا۔ خدا حافظ۔“

”آفس سے نکل کر وہ باہر آگیا۔ ایک گھنٹہ ہوئی

تھا وہ احتیاطاً اس نے کیشیئر پر بھی ڈالی اور رقم غنیمت میں

ملائی داخل ہونے کی وجہ سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اپنی

اس سازش میں شریک نہیں ہے

اپنے خلیفہ پر داپس اگر شمیم اختر نے انسپکٹر دون

اور خیر سے معلوم ہونے والے تمام واقعات نوٹ یک میں

دھار کر لئے۔ خیر سے پھر خیر کا فون آیا

”ہو! آخر صاحب! پیچھے آدمی کا حلیہ تھا ہے۔“

”کیونکہ انہوں نے تقدیر کی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟“

”اس سے میرے نظریے کو تقویت پہنچتی ہے۔“

شمیم اختر نے بولا۔

”آپ سے کہ آپ تفتیش میں کامیاب ہوں گے۔

وہ مجھے خدا کو کیا انتظار ہے۔ میں آپ کو مطلع

کرتا ہوں گا۔“

”کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجی۔ سمیر بول رہا تھا

”آخر صاحب! سنئے ہیں آپ؟“ اس سانس لے کر فون

کا مالک ہے پڑت شو بہانہ جو جی!۔“

”اے ڈسکالٹ ہو گئی۔“

خود اور چنڈی

تاریک کمر میں سرگوشی ہوئی

”وہ لانا بند کر دیا۔“

ایک شخص آہٹکی کے ساتھ آگے بڑھا اور اس

شکستہ دروازہ کو کھول دیا۔ اس کے بعد وہ کچھ پٹا

اللہ ایک میز سے کھڑے ہوئے۔ پھر وہ اپنی آواز

آہستہ سے نکلتی تھی۔ سنائی دی۔

”اے اہل ایمان! لڑکھو! کرتے ہیں؟ کیا کہو

نے تمہارا قاتل کیلئے؟“

”جی نہیں۔“ آہٹکی کے ساتھ جواب دیا

”میں نے تین بار مختلف مقامات پر طرک پنا اطمینان

کر لیا تھا کہ کوئی قاتل میں نہیں ہے۔“

”غیر یہ کہل ہے۔ ۹۔“

”پھر اسے رہا ہے۔“

”خود دروازہ بند کر دیا تھا۔ ۹۔“

”اب! خوب بڑھی طرح۔“

”پھر غور کیجئے آگے۔ ۹۔“

”وہ اشارہ دے گا کہ دروازہ کھول دیا تھا

”نہیکہ ہے۔ اب اگر تمہیں واقعی یقین ہے کہ

کسی نے تمہارا قاتل نہیں کیا تو وہ کبھی نہ ہوگا۔ اس کے

سرکار کے ہوتے ہوئے باہر چل گیا۔ اس وقت کچھ
 لے کر اس کے پاس پہنچا۔ اس کا کام تھا۔ عورتوں کے لیے
 سارے گھر۔ اس وقت باہر سے لکھ کر کسی کو دے دیتی
 تھی۔ اس نے اپنا آؤٹریک پتوں کی اٹھایا اور تیزی سے
 مدد کے طرف گیا۔ دوسرے کو یہ بھی پہنچا کہ اس
 نے اپنی اس تبدیلی کا۔ خوبصورت تھی کہ شاکر نے یہ
 کہ ہر طرف سے ہر طرف سے نقاب ڈالا اور ایک بنا کر
 میں گاہ لائی اس وقت وہ ایک مدد پر موجود تھا
 دو تینوں میں تبدیلی ہوئی تھی اور اصلیت بھی یہی تھی کہ
 وہ مراد ہو کر نہ تھی۔ اس نے جب کہ کہیں پہنچ کر کہ اللہ
 تعالیٰ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئی۔ اس وقت اس میں
 غصہ کا لہر لگ رہی تھی اور دیکھنے والے ہر طرف سے
 اس پر متوجہ ہو سکتے تھے۔ اب وہ ہم دانی اور ہر
 غلط حرکت نہیں۔ بلکہ ہر گونہ کی فکر تھی جیسے
 کی وہی سہاگے نوکے نام سے اسی طرح جانتی تھی۔
 باہر کے منہ پر اس کے انتظار میں کھڑی تھی
 کہ وہ صبح کا رنجی، بلکہ دس بجیں ایک سوار ہوئے وہ
 بھی تو معمولی حرکت نہیں۔ فوراً تھی۔

مگر کار کی پہلی نشست پر بیٹھ گئی اور مزید وہاں
 پہنچا۔ اگلی نشست پر بیٹھ عینہ اس وقت اپنے
 چاہات میں فرق تھی۔ اس وقت سے بار بار جوش کی یاد
 تھی کہ جب اچھا کام سب سے بڑا جرم ہو جی۔ جو
 کہ یہی تھا تو ان کی تعلیم کا منظم تھا اور اس میں ساتھ
 آج کا وہ افسانہ جانا تھا۔ ہزاروں جرموں، تانوں
 فتنہ زوں اور خدشوں کا مطلق انسان بادشاہ اس
 کہ ان کی اشد میں ہر قسم کی تھی۔

میلوں میں اس کا نام بہت زیادہ تھا۔ یہ وہی تھا
 کا بادشاہ۔ پاکستان کے جرم تھے اسے کب بار کے نام
 سے یاد کرتے تھے۔ وہ اس کی ادنیٰ حاکمات کے
 عین ترن خط کشیر میں ہوئی تھی اور ان کی دنیا کی
 ان کی اول کی دس بیٹیوں نے ایک دوسرے میں ناقابل

کشش محسوس کی تھی۔ اس کے بعد ان دونوں نے ساتھ
 ساتھ ساتھ نہ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف حصوں کی
 یہاں تک اور تب تک یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ
 ہزاروں جرموں کی قسمت کی ہائی وہ اس کو دے دیتی
 کے آگے ہاتھ میں ہے جو اس وقت اس پر مثال پیدا
 تھا کہ ہر قسم کے محمد نے آپ کو جوشی بھی مقصد تھی
 کا حیرت میں تھا۔ افسوس کہ جیت تھی۔ جس اگر کہ تھوڑا
 سا فتنہ تھا تو وہیں ہند کے شہر آفاق پانچویں سران
 دستان شہر اس قدر کی جانب سے !

اس ادنیٰ طاقت کے بعد جوشی اور محمد ایک دوسرے
 کے نزدیک تھے۔ اس وقت وہ دونوں اپنی زندگی کی
 سب سے بڑا بازو کیوں نہ تھے۔ اگر وہ کامیاب رہے
 تو تمام ایشیا، انہوں نے ان کی دہائی کا۔
 "یقیناً ہم کامیاب ہوں گے۔" وہ مسکرا کر
 آپ ہی آپ بڑبڑاتی۔

مشر جوشی دھن کے مشہور دیکھتے کسی کوئے از
 معلوم نہ تھا کہ انہوں نے اپنا اپنی دولت کیسے کی۔
 کہ وہ دنیا کے ہر گوشے میں اس کے بیک کا شہر بھیج دیا
 چند سال پہلے وہ ایک مری کی ملک تھا۔ مشر جوشی نے کئی
 ہجرتیں کیا اور اس کا استعمال کیلئے اس کے بیک میں مشر
 دھن کو دوسرے ٹیکوں کی بنیست زیادہ سودی تھا
 اور ہر راہ افغان کی دہائیوں ایک تھی جس قسم
 کی دیکھوں سے ان کا کام تو بیک بیک تھا لیکن اس طرح
 کام کی کم ہوتی تھی۔ اس کی طرف سے اس خدائے کی بیک
 تھا۔ افسوس کہ اس کے دوسرے بڑے ٹیکوں کے ہاتھ
 میں تھی اور ہزاروں بیک کے بعد مشر جوشی میں اس
 حیرت اور اس سے گرانے کی جرات نہ تھی۔ انہوں نے دوسرا
 بیک پر گم کر دیا کہ کھا تھا۔ طاقت اور شہر کے طویل
 چھوٹا سا تیز رفتراز بند گاہ پر ہر وقت تیار تھا
 ان کا خیال تھا کہ چار لاکھ روپے لے کر ہر جوشی کو وہ
 چھاپا کسی طرف سے کہ جانی اس کی فانی زندگی کی

بہل گئیں۔ اس وقت تک وہ پاس لکھ کر تھوڑے
 کہتے تھے۔

مشر جوشی نے جوشی کا نام نہ جانا نہ سنا ہو گیا
 اور اس سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔ محمد کی مشر جوشی
 کے ارادوں سے آگاہ تھی۔ جوشی کو یہ یاد کہ وہ دونوں
 یک جہت و مقاصد تھے۔ عین عینہ جناب ایشیا میں ہر ہر
 طرف پہنچا ہوا تھا۔ محمد جوشی کو مشر جوشی کے ارادوں
 سے تو باخبر نہ تھا۔ لیکن اسے بڑے بیکر کو گزرتی
 کر لیتا تھا تو اس کا کام نہ تھا۔

جوشی کی صلاح پر اس نے جوشی کے چند مقولوں کے
 ساتھ محمد مشر جوشی کی سب سے بڑی کی۔ اس وقت
 کے طویل انتظار کے بعد اس نے جوشی کو کامیابی
 کا پورا پورا یقین تھا۔ باہری طریقہ جیسا کہ اس نے جانی
 تھی تو تھا اللہ انہوں نے اس کا کمال رکھنے کے ساتھ
 بہانہ کا تھوڑا سا لیا تھا۔ جوشی اچھا مشر جوشی کا مستور
 بنا ہوا تھا۔ اگر اس کی دیکھ کر وہ اطلاع دے دیتی تھی تو مشر
 جوشی کو کئی رات کو وہ بھولے سے رخصت ہونے لگتے تھے۔
 جیسا ایک چھوٹی سی خامی اس کو ان کے انتظام
 میں رہ جاتی تھی۔ مشر جوشی تو ان سے بڑے بیک کے کہنے
 جگہ پر اسے قبل ایک دوسری طاقت میں بھی گئے تھے
 کیا اس نے ہر بیک وہاں خالی کر دیا۔ زیادہ تو انوں
 سے بھرا ہوا تھا۔ بیک اپنے کو کسے ملا۔ وہ بات نہیں کے
 ساتھ نہیں کی جاسکتی تھی۔ لیکن محمد کو یہ بھی کہ ان جوشی
 کے بیک میں ہی ہوں گے۔ ہر حال۔

دو دو کی اوٹ

سودہ بیاد کے ہاتھ میں چھوٹی سی ٹاپ تھی اللہ
 محمد کے ہاتھ میں آؤٹریک پتوں۔ سودہ بیاد نے آہستہ
 سے جانی کے کان میں کہا کہ اللہ اس کے دوسرے ہاتھ کے
 وہ آگے بڑھا۔ محمد نے اس کے شانے کو تھپک کر سرور ہوا
 نے بھیچے جیسے کا اشارہ کیا۔ محمد ان دونوں کے ہاتھ میں
 تھی۔ وہ ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے۔

شاہد بھی نظر نہ آیا، کبھی کاکا دبا رتی پر تھا، وہ
مزدہ بانی جگہ ملنے تھے۔ سلیم نے آفریں پڑھے، کہا
تھا کہ باخود چڑھی جیسا عقیم ترین مجرم کی جہاں سے
جنگ اکراپ تاب ہو چکا ہے اور خریفانہ زندگی گزارنے
کے لئے سائیکلوں کی قیادت کر رہا ہے۔

اس انداز میں جنگ دہ کر کے پریم کو چڑھی کی
نیم چھوٹی معلوم ہو گئی تھی۔ وہ شو جیسا پس نام کی
ایک خوبصورت اور عقیم حالت میں رہتا تھا جو سائیکل
چکڑی سے تقریباً دو تین فٹ لمبی تھی۔

مگر سلیم اس حالت کے اندوہی حصول کی دیکھ
بھال کی طرف سے مدانہ جوار کارخانہ بند ہو چکا تھا
مگر عقیم اختر نے اس کے سپرد اس قسم کا کوئی کام نہیں
کیا تھا۔ لیکن سلیم نے سوچا کہ جس ہے اس طرح کوئی کام
کی بات معلوم ہو جائے۔

واقعہ کے تمام بیگنوں میں ستر چڑی کی خود کشی
کچھ جانتا تھا۔ وہ تمام بیگنوں سے چڑی کے بیگن کے
خاص تعلقات رہ چکے تھے۔ بندہ جو گئے جن بیگنوں کو
اس حادثہ سے نقصان پہنچا تھا، انھوں نے اسی طرح
کے عقیم ترین سران رساں عقیم اختر کو معذرت کی تھی
کہ نہ کہ لے رہوں ہمارا کہ شاید اس طرح ضائع ہونے
والی باتوں کا کچھ حصہ محفوظ کیا جاسکے۔

عقیم اختر کے رنگوں پہنچنے تک چڑی کے سلسلے
کا خفیہ باتیں منظر عام پر آگئی تھیں۔ حوام کو معلوم
ہو چکا تھا کہ کس طرح ستر چڑی کی بیگن کا روپیہ
نکالی کر چکے رہے تھے۔ اس راز کو کھیلنے والے
چڑی کے ہائیپرٹ جوار کا کہنا تھا تھا۔ اخبارات
میں ملنے والی طویل مضامین شائع ہوتے، بیگنوں کے لئے
پرت محنت فراہم بنانے جانیں اور اور سرکاری پیش
فائدہ کی جانیں تاکہ حوام کی دولت محفوظ رہ سکے۔ اگر
نے مشتمل ہو کر چڑی کے بیگن اور اس سے تعلق رکھنے
والے دوسرے کئی بیگنوں کو کوٹ کر ملانا والا نہ گنوں کا

خفیہ پولیس کے دفتر والے اس سلسلہ میں عقیم اختر
سے گفتگو کی۔

”میں اس سلسلہ میں بھی طور پر تفتیش کر رہا ہوں“
عقیم اختر نے انھیں بتایا کہ آپ کو یاد ہوگا وہی کھیت
قبل ہمارے جہاں بیگن آفریں کی ایک شرف سے
بارہ لاکھ روپیہ دفا بازی سے وصول کیا گیا ہے۔“
”جی ہاں مجھے یاد ہے“ افسر والے نے کہا۔ اس
سلسلے میں ہم دگ مشہور ہری تاجر دی، پنی دوش سے
بھی لے چکے ہیں۔“

”ہر حالتوں نے ان کے دستبرداری صفائی سے
نقل کئے تھے۔“ عقیم اختر نے کہا۔
”تو کیا آپ بعض اسی سلسلے میں ہندوستان سے
رنگین تشریف لائے ہیں۔“ افسر والے نے عقیم اختر
سے دریافت کیا۔

”جی نہیں۔“ عقیم اختر نے کہا۔ ”مجھے چند
بیگنوں نے خاص طور پر اس معاملے کی حقیقت کے لئے
مقرر کیا ہے کہ یہ یہ دیکھیں کہ آیا چڑی کی خود کشی کے
بعد بھی ان کو کچھ رقم واپس مل سکتی ہے یا نہیں۔“
”ہاں۔“ افسر والے نے یاد دہانہ لہجے میں گویا کہ
”میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ستر عقیم اگر چڑی سے نقل
دیکھنے والا ایک پیہ بھی محفوظ نہیں ہے۔“
”خیر دیکھا جانے گا عقیم اختر نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

”چڑی سے تقریباً ۱۵ لاکھ روپیہ اڑا دیا تھا
اس کے بیگن کی شاخیں مختلف سماں میں پھیلی ہوئی تھیں
اور وہ گزشتہ تین سال سے بڑی خوشامی کی ساتھ
ہر شاخ سے محفوظ طور پر روپیہ اکٹھا کر رہا تھا۔“
افسر والے ہری پولیس نے عقیم اختر کو سمجھا دیا۔

”تو کیا سچے داروں کو تھوڑا سا بوسہ دیا جاتا ہے؟“
عقیم اختر نے پوچھا۔

”میرا تو یہ خیال ہے۔“ جواب ملا۔

”اور کیا آپ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ۔“ عقیم اختر
نے ان سے دریافت کیا۔ ”کہ جب چڑی نہیں کر رہا
مگر وہاں کوئی شخص ناکام رہا تو اس نے خود کشی کر لی۔“
”اخبارات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔“ انھوں
نے جواب دیا۔ ”ہر طور ہمارے حکمران کا جاننے سے
ٹوٹا اس کی تفتیش کر رہے ہیں۔“

ٹوٹا نام سن کر عقیم اختر کا استقبال اندر ترقی
کر گیا۔ ستر ٹوٹا ہری خفیہ پولیس کے بڑے ذہین خسر
تھے۔ بگڑ گئے تھے۔ کو بری خفیہ پولیس کی جان بچتے
تھے۔ ہر ایک ہزاروں روپیہ معاش معنی اس فرد واحد کی
بدولت کیفر کرنا کو پہنچ چکے تھے۔

ہذا ذات خود عقیم اختر کی بدولت ٹوٹے کے ساتھ ٹوٹا
کام کر چکا تھا اور ٹوٹا کی جہالت کا قاتل تھا، اس عقیم
ہو گیا کہ بعض چڑی کی خود کشی کا معمولی واقعہ نہیں
ہے، خسر وہ اس کے پس پردہ کوئی عقیم ساہواری ہوگی
وہ نہ ٹوٹا جیسی ہوتی، یہ معمولی واقعات میں دلچسپی نہ
لیتی۔ عقیم اختر کی خاموشی دیکھ کر پولیس کے افسر والے
نے اندازہ لگایا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے، انھوں نے
کہا۔

”غالباً آپ سوچ رہے ہیں کہ ستر ٹوٹا اس کیس
میں کیوں پولیس لے رہے ہیں۔ میرا خیال تو ہے کہ اس
بیگن میں ان کا کافی ذاتی روپیہ بھی ڈوب گیا ہے، لیکن
آپ خود ہی ستر ٹوٹا سے مل جائیں گے۔“ اتنے شام کو
آپ میرے غریب خانہ پر چار بجے، میں ستر ٹوٹا کو
دعوت نامہ بھیجا دوں گا۔“

”شکر ہے۔“ عقیم اختر نے کہا ”میں وہ دوسرا
معاہدہ پر بھی ستر ٹوٹا سے گفتگو کر سکتا ہوں۔“
”کیوں نہیں۔“ افسر والے نے کہا۔ ”اٹنی پولیس افسر نے
جواب دیا۔

ای شام کو چار بجتے ہوئے ستر ٹوٹا اور عقیم اختر
سرگرم گفتگو تھے۔

ڈو صاحب! "ثیم اختر نے کہا "آپ کو یہ خیال
 پہنچا جس کہ چندی نے خود کشی نہیں کی۔ ۹۔
 "موت بہت ہے کہ میں یہ خیال ہے۔" ڈو نے
 ریاضت کیا۔
 "اگر یہ محض خود کشی کا معاملہ ہوتا۔" ثیم اختر
 سکا کہ ہلا۔ تو آپ جیسا مصرعہ آدی اس میں بھی
 لپی نہ لیتا۔"
 "اور ہوا۔" ڈو نے کہا۔ "قابا کشر حسد
 ایس نے آپ کو بتا دیا ہے کہ میں نے اس معاملہ
 تحقیق کا بار اپنے سر لے لیا ہے کیا انھوں نے آپ
 سے بیان نہیں کیا کہ یہ سبب سادہ ذاتی مدد ہے اس
 یک میں جیتا تھا۔ ۹۔"
 "ثیم اختر نے سکا اگر تا ئید میں سر ہلا دیا۔
 کیا پھر گامیری لپی کا سبب صاف نہیں
 ہوا۔ ۹۔"
 "جیہ میرے دوست! "ثیم اختر نے اس کا
 دوا چھپ کر کہا۔ "میری سنی ان باتوں سے نہیں
 پرستی آپ پنج بج تھایے کہ کہیں اس میں لپی
 لے رہے ہیں ۹۔"
 "یہ سوال میں آپ سے کہتا ہوں۔ ۹۔" مشر
 لڑا لڑا۔
 "ثیم اختر نے اپنے رنگوں آنے کا سبب اسے بتلایا
 "کیا آپ میرے ہمراہ چندی کے بچے پر چلنا چند
 کر رہے ہیں۔ ۹۔ ڈو ہلا۔
 "خوشی۔" ثیم اختر نے جواب دیا۔ "بیشک
 آپ کو کلیف نہ ہو۔"
 "مجھے مسرت ہو گئی نہ ڈو نے کہا۔ "کیا آپ
 نے اجازت میں اس مسئلے کی خبر نہ لگی ہے۔ ۹۔"
 "جی ہاں۔" ثیم اختر نے جواب دیا کہ میں
 ہندوستانی اندہ ہری اجازت میں تمام خبریں لے چکا
 ہوں۔"

"میں نے دو ایک کتاب اخذ کی ہیں۔" ڈو نے
 بتلایا۔ "اور طریق آپ بھی تحقیق کے بعد ان میں نہیں
 پر نہیں لگے۔ چندی نے کہا کہ وہ بچے میں کرتے تھے
 دہلی میں دشمن صاحب سے بھی مجھے چندی کے ارادوں
 کا حال معلوم ہوا ہے۔"
 "خوب! "ثیم اختر نے کہا۔ "میں ایک آت
 برائی ہندوستانی شاعر کی جانب سے بھی کام کر رہا
 ہوں۔ یہ نام اس مسئلے میں بھی آیا تھا۔"
 "خیر۔" ڈو نے کہا۔ "لی حال تو سوال
 یہ ہے کہ جب چندی نے کئی لاکھ روپے جیک سے نکال
 کر جمع کر رکھے تھے تو پھر اسے خود کشی کی حاجت کیوں
 نہ پیش ہوئی۔ ۹۔"
 "بہت ممکن ہے اس نے یہ رقم جوئے یا کھین
 تلف کر دی ہو۔" ثیم اختر نے جواب دیا۔
 پیشگی۔
 "جی نہیں۔" ڈو نے کہا۔ "میں نے اس
 سے پوچھنے بھی معاملے پر غور کیا ہے۔ رقم کا منافع ہونا
 ثابت نہیں ہوتا۔ دراصل چندی اپنی مجموعہ کے
 کے ہر آدمی کو بلکہ ہر آدمی سے فراہم کرنے کی فکر
 میں تھا۔"
 "اگر آپ کی معلومات واقعی درست ہیں۔"
 "ثیم اختر نے کہا۔ "میں تو ایسی حالت میں کوئی شخص بھی
 خود کشی کرنے کی حماقت نہیں کرے گا۔"
 "جی ہاں جناب! اسی بات نے مجھے شک میں
 ڈال دیا ہے۔" ڈو نے کہا۔ "جب مشر چندی
 اپنے جیک سے باہر آئے تو ان کے پاس کافی رقم تھی
 اس دن انھوں نے اپنے گھر کو اگر نہیری دوم ہر کافی
 دیر تک کام کیا اور اس کے بعد انھوں نے اپنے نوکر کو
 دودھ لانے کا حکم دیا۔ نوکر پیش میں محسوس لکھ کر کہ
 میں پہنچا۔"
 "خوب خوب! "ثیم اختر نے کہا۔ "اس کیس

میں میری دلچسپی بتا دیا۔ حق جادو ہے!"
 "نوکر نے دودھ نہ لے کر دنگ دی۔" مشر
 ڈو نے تقریر کو آگے بڑھاتے ہوئے بیان کیا۔
 "دروازہ کھلا تھا۔ کمرے میں پہنچتے ہی نوکر کے ہاتھ سے
 بیٹ محمد شکر گرہ پڑی۔ اس نے دنگا کہ چندی زمین
 پر لڑھکا پڑا ہے۔ اس کی پیشانی میں سونہ تھا۔
 اور اس سے خون دس دس کر رہا ہر بہرہ تھا۔ آٹھ
 چنگ پستول اس کے قریب ہی اس طرح پڑا تھا جیسے
 اس کے ہاتھ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہو۔ اس کے بیان
 پر کار و خنہ خود کشی کا تصور صادر کیا تھا۔ اور
 اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہوئی۔ اس کے بعد چندی
 کے بیک کی چھان پڑ تال کے لئے کیشن میٹھا اللہ قرب
 لوگوں کو معلوم ہوا کہ جیک سے تقریباً ۵۰ لاکھ روپے
 کی رقم خائب ہے۔"
 "اچھا تو آپ کا خیال ہے کہ یہ واقعہ خود کشی
 کا نہیں ہے ۹۔" ثیم اختر نے پوچھا۔
 ڈو خاموش بیٹھا مسکراتا رہا۔ خود ڈی ویر
 اس نے ایک دفعہ ثیم اختر کی طرف بڑھایا، جس پر
 کھڑا ہوا تھا۔ "میرا بھادر۔" اور اس کے کچے
 اس نام کے جرم کے جرائم کی روداد اور حالات زندگی
 درج تھے۔
 "ثیم اختر نے پڑھ کر کہا۔ "یہ نام تو مجھے بھی یاد
 ہے۔ خابا یہ کسی زمین میں خوابا تھا جوش کا سا تھا
 "جی ہاں۔" مشر ڈو نے پوچھا۔
 جواب دیا۔ "اے یہ شخص مشر چندی کا وہ ملازم ہے
 جو نوادرات کی شب کو ان کے پاس دودھ لے کر
 گیا تھا۔"

خود کشی یا قتل؟

"میرا بھادر۔" شوبھا تاتہ جوش کا بھائی
 "ثیم اختر نے ایک بار پھر وہ دنگ لکھا۔ یہی جاسوسی

ڈوٹس مدت بڑھا گیا ہے اپنے سرگرمی کے ساتھ
شکل کر رہا تھا۔ شیم اختر نے دیکھا کہ وہ ریمٹ ہل
سیلم کی تیار کردہ تھی۔ ایک ہی طرح ٹوٹنے کا تھک
گیا تھی۔ اس پر ڈوٹس میں آخری لٹ تھا۔

”سودا بہادری فی الحال مشرق چنڈی کا مسند
نہ کہ ہے۔“

”کیا اس شخص کی موجودگی سے آپ خود کشی
سے متحرک ہو گئے ہیں۔؟ شیم اختر نے بری سرخ
روانہ سے دریافت کیا۔

”یہ بھی ایک وجہ ہے۔“ اس نے جواب دیا
”ایک دوسری وجہ اور بھی ہے۔“ اس نے مداز کھول
کر پستول نکالا اور شیم اختر کے ہاتھ میں دے کر بولا
”آپ تو ایسے مسلح ماہر ہیں۔ لڑا اسے دیکھتے تو؟“
شیم اختر نے ان پٹ کر خد سے پستول کو نکھا
اور ڈوٹس کی طرف دیکھ کر مسکرتے ہوئے بولا۔

”اس میں دوسری بات آسکتی ہیں اور فی الحال
مطالعہ جاری ہے۔ لہذا آپ کہتے ہیں کہ چنڈی پر بعض
ایک گولی چلائی گئی تھی۔ کیا خانی کا ڈوٹسوں کے کیس
مچلے؟“

”جی ہاں۔“ ڈوٹس نے جواب دیا ”یہ ایک
کیس تھا۔ لیکن پاؤں کی وجہ سے ہاتھ کی انگوٹھوں
کے نشانات نہیں مل سکے۔“

شیم اختر نے جیب سے محدب شیشہ نکال کر
اس کی مدد سے ایک بار پھر پستول کا بغیر صاف کیا
پھر وہ اسے کھڑکی کے قریب روشنی میں جا کر
تھوڑی دیر تک دیکھتا رہا ادا خانیس آکر اسے
بیز چمکتے ہوئے بولا۔

”اس کی نالی میں سائینسٹر کا ہوا تھا۔ وہ
بائیں۔“

”آخر پستول بات معلوم کر لی۔“ ڈوٹس
اسے دیکھتے ہوئے بولا ”بائیں

اس کی بھی سہی دانے ہے۔ لیکن کوئی سائینسٹر چنڈی
دارات پر نہیں پایا گیا۔“

”سودا بہادری کا بیان کیا ہے۔؟ شیم اختر
نے مدد یافتہ دیکھا وہ چنڈی کے ہاتھ ہی وہاں پہنچے
گیا تھا۔“

”جی ہاں۔“ اس کا بیان کرتے ہوئے ڈوٹس
جواب دیا۔

”لیکن وہ جھوٹ بھی قبول کر سکتے ہیں۔“

”یہ بھی ممکن ہے۔“ بری سرخ دھانے لگا۔

”جی ہاں۔“ میل بھی دیا سب سے کہ سودا بہادری
کا بیان سراسر غلط ہے۔“ شیم اختر نے کہا۔

”اگر وہ چنڈی کے ہاتھ کی گھنٹی بجاتے تو وہ کھانا
لے کر کمرے میں پہنچ جاتا تو آتی دیر میں چنڈی کے کھانے
خود کشی کر دیتا۔ ممکن تھا۔“ ہاں، مزدور ہے کہ اس نے
پستول پکھنے کا آواز دینے ہو کر کوئی کہ سائینسٹر کے
سے آواز بہت ہی مدد دے ہو کر ہو گیا۔ لیکن جب
کی بات ہے کہ سودا بہادری کے ہاتھ پہنچے ہی چنڈی نے
خود کشی کرنی ہوا اور اسے شام میں کھانا پتلے سے
سائینسٹر چھپا دیا۔“

”آپ کی دین درست ہے۔“ ڈوٹس نے تسلیم
”تب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔“ شیم اختر نے
”کہ سائینسٹر نے کھانا کھاتے ہوئے کھانے اور
پر ہی کھانا کھانا۔“ ڈوٹس نے کہا۔

”وہ بھی خود کشی کی ہی دانے دیتا ہے۔“

”تو جس سائینسٹر والا قصہ نہیں بھڑک سکتا۔“
شیم اختر نے کہا۔

”مشر ڈوٹس نے کہا۔“ سودا بہادری سے اس
مطالعہ پر روشنی پڑ سکتی ہے۔“

”کیا آپ کا خیال ہے۔“ شیم اختر نے کہا۔ کہ
سودا بہادری کے اس بات کا علم کس طرح ہو گیا تھا کہ
چنڈی کا ایک گراں قدر رقم کے کرنا تھا ہے۔ اسی نے

اس نے چنڈی کو قتل کر دیا۔“

”یہ مدد اسی کوئی دانے قائم نہیں
لیکن اس کیس سے میری دلچسپی من رہی
جاری ہے۔“

”مشر ڈوٹس۔“ شیم اختر نے بولا۔
”ہے کہ قتل سوجہ بہادری نے نہیں کیا۔“

”لین اس کے لئے بہت آسان کام ہے۔“
حاصل کرنے کا خیال ہی اس کے دماغ پر
جاری رہا۔ لیکن کتنی ہے کہ وہ ایک نچلے
یقیناً اس سازش میں کوئی زمین داری

”یہ شیم اختر نے صاف صاف نہیں
میں چنڈی کی شہادت کا شک ہے ہو گیا۔“

”کیا آپ چنڈی کے چکر پر ہے؟“
دریافت کیا۔

”جی ہاں۔“ اس سے قبل میں ایک
دیکھنا پسند کر دیا تھا۔“ اس نے جواب
”اس بات چنڈی نے کھانا کھانا
ہایت سے لگے تھے۔ لیکن اس کے بیگ
سے ایک پیسہ بھی نہیں نکلا۔“

”یہ بات تو اور بھی جرت ناگہ ہے
”اس کی بیڑی دھار میں سے بعض
میں۔“ ڈوٹس نے کہا۔

اپنے قحب کا اظہار کیا کہ سودا بہادری
”اچھا صاحب اب مجھے رخصت
میرے کوئی منتظر رہے۔“ ہاں آپ کہہ دیں
چنڈی کی مجھ سے ملے تھے کیا اس۔

”بات معلوم ہو سکتی ہے۔“

”اے اے ہو چکا کہ تھا کہ چکا اب
اس سے معلوم ہونے کی امید نہیں ہے۔“

”چنڈی کی لاش کہاں ہے۔“

”روٹی صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ

مترجمہ روشن بنیادی

پیاسی روہیں

مرد پاسبان کا ایک شاہکار

ہرگز نہ لکھ دے ہری ہاتھوں سے بچ گیا وہ بچہ کے
نہیں تھے میں آتا ہوں زمین کی پٹریاں پھر وہ کہہ کر
پہنستار کے مادل کو دکھاتا۔ اسداچی اور خوش آواز میں
لڑی دھن اپنے گنا۔ بارگاہ میں اس عبادت کے چاروں
لوگوں کو کڑی سے لڑکیاں اس کی طرف جھانکے گئیں۔
ان میں سے کوئی نہیں کاٹا اور کوئی چھوٹا دھسکت
یا صحن اٹھایا ہی نہیں ہوتی۔ ان میں سے زیادہ تر لوگوں
کے سینے اللہ بازو غراں ہوتے تھے۔ وہ تقریباً اسی وقت
پہنستار سے ابھرتی تھیں جہاں ہر سال کے روزے

باندھ کر دھوپ کی چمک میں اپنی آنکھوں کو مسکاتے ہوئے
اُڑے اُڑے سے چہروں اور نیند کی سے بچھل اٹھتا
کے ساتھ کھڑکیوں میں آجاتی تھیں۔ وہ اس منہ کی شہریت
نہیں کرتی تھی جو بھونکے گئی تھیں اور سرد رہ جاتی
تھیں تلبے اور دھواں کی کے خوبصورت منہ کی لڑکی
ہیں دھواں دھواں کرتے تھے۔ اللہ ان میں سے بہت سی
لوگیاں شہریت بھی سکوں کے ساتھ۔ منہ کی کے
کے قریب پہنچنے کے لئے اب ہوتی تھیں۔ اور اس کے
ساتھ فرار ہو جانا چاہتی تھیں۔ جس کی آواز میں ہلکا

تھا۔ اور نہ گویا ان جوانوں میں لڑکیوں کو یہ کہتا ہوا
معلوم ہوتا تھا۔ "اؤ۔ میری کراہ میں چل۔
جہاں تھیں تو وہاں اللہ طمانی تڑپا، پھولوں کے اور بچی
شک نہیں تھمتے اور محبت دوسرے جو ہمیشہ زندہ رہتی
ہیں، میں گی۔

جہدہ منہ پھلتی رو مانا دستاؤں سے ادبیت
گیت چھڑتا تو انہیں گویا مسند پر بالائے کے الفاظ
سنا دیے کرتے تھے۔ اس کے علاوہ انہیں اور چھٹائی
نہیں تھا۔ کسی دیگر شخص کو ہستی کی موسیقی کے آثار کا
یہ ثابت نہ تھا کہ ان لوگوں کے دھواں سے وہاں
کے بھولوں سارنگ اور انہیں کے شب بیداروں
کی طرف لہو دھلائی کی جھلک نمایاں تھی۔ جہدہ ایک لڑکے
کے لئے مسرور فرحت لڑکیوں کی آنکھوں میں تبدیلی ہو گئی

اور تلبے اور چاندی کے سکے مسکراہٹوں کے درمیان
برسے جاتے جب کہ راگیر انہیں دزدچہ دکھا رہا ہے
دیکھتے۔ اس جہل پہل سے جیل کے احاطے کا سایہ صحن
ایک ایسا پتھر لٹکاتے گنا میں میں لاقداد پند ہے چھپا
سہ ہوں۔ ان میں سے بعض لوگیاں اپنے جذبات
پر قابض نہ کر سکتی تھیں اور بے ساختہ کہہ دیتی تھیں
شہریت کی خوبصورت ہے ۹۹ جہدہ عشق سے سوتا
آنکھوں کو مسکاتے ہوئے وہ بچاؤ شہریت۔ "اسے! خدا کی
پناہ۔ یہ کتنا دھرباؤ پر کشش ہے!"

وہ واقعی خوبصورت تھا۔ اس کے کسی کو بھی اظہار
نہیں ہو سکتا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں ادا میں تھیں
منہ گمان کی طرح تھا جو لچے سپاہ، ٹھنکے والے بالوں
اور گھٹی موٹھوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس کا سر کی بال
سوانحہ دھلائی اور کان کی زینت چھٹک لائی تھا جو

چیزا سے سب سے زیادہ جاذب تھی ہستی تھی وہ اس کی
خود بینی میں یہ نیازی کی جھلک تھی۔ کیونکہ اسے اپنی
مسکراہٹوں اور تڑپوں کی نظروں کا جواب دینے سے تسلی
نہ ہوتی تھی۔ گانا بند کر کے وہ اپنے کندھوں کو ہلاتا اور
شرارت آمیز طریقے سے انہیں شکا تا اور ہنٹوں کو
نفرت آمیز انداز میں ہلاتا یا کرتا تھا۔ ان حرکات و سکنات
کا واضح مطلب یہ تھا کہ وہ سب ان لوگوں کے لئے
نہیں کر رہا تھا۔

یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ کتنے طویل نفرت
کا اظہار کر رہا تھا۔ اس کی یہ خواہش تھی کہ
رہیا لوگیاں اسے غیر شہریت اور ان سے عادی کچھ
کر اس سے محبت کرنے کا خیال ترک کر دیں، کیونکہ جھلکے
کے بعد وہ اکثر غامض نفرت آمیز انداز میں اپنے گلے کو
صاف کرنے کا بہانہ کرتے ہوئے کھانا کھاتا تھا، گویا وہ
نفرت کی وجہ سے اسے لڑکیوں پر تنہا کر دینا چاہتا تھا۔
مگر ان تمام حرکتوں سے بھی ان لڑکیوں کو اس سے نفرت
نہ ہوتی۔ ان میں کی جو اس پر نفرت تھیں یہاں تک
کہ وہ دیکھتی تھیں کہ وہ ایک بلند مرتبہ انسان کی طرح
حرکتیں کر رہے ہیں لڑکی نے جذبہ عشق سے منہ پر ہونے
سب سے پہلے یہ الفاظ کہتے تھے اور میں نے چاندی کا ایک
چھوٹا سا سکہ لڑکے کے بعد میں فراموش کیا ایک چھٹائی
سکہ اس کی طرف گرایا تھا، اس نے یہ مادہ کیا کہ منہ کی
کے بے نیاز انداز کی وجہ معلوم کی جاتے۔ ایک ہی
اس نے دیگر سب لوگوں کی موجودگی میں جرات آمیز
انداز میں اس سے کہا:۔

یہ اور کیوں نہیں آجاتے۔ میں سب سے حسین
ہوں۔ اے خوبصورت منہ کی کیا تم میرے پاس نہیں آ
چاہتے۔ "۔
باقی تمام لوگیاں خاموش رہیں اور شروع ہو کر
وہ اس کی جیہٹ کی کہانی کو گشت بندان ہی ہو گئیں۔

اللہ چر سب کے رضا بدوں پر مجا کی شرفی دد گئی اڈ
آٹھوں سے شدت جذبات کی آگ برستے گی، ہر کرکی
سے ان آوازوں کی برچھاڑ ہوتی ہے۔ ہاں ہاں
ادھر آؤ۔ میرے پاس آؤ۔ اس کے پاس
نہ جاؤ۔

اسی دوران نصف پنس، فراہنگ، طوائی کے۔
مکار اور سنگتر دل کی بارش جاری رہی۔ اللہ رحالی
سنگی ٹٹا یاں، وہ پٹے جہاں ہار لہتے رہے اور منتف
رنگ کی قسریں کی طرح اڑتے ہوئے منتفی کے قریب
آ کرے۔

اُس نے عجیب شان بے نیازی سے یہ نام سامان
اٹھالیا۔ تجھے اپنی عجیب سی ڈانے اللہ سامان کا گناہ
کر لائی۔ اپنی تھیک تھیک سر پر لگی اور بولا۔

”آپ کا کھسے! لا کیو۔ مگر۔ مگر میں ایسا
نہیں کر سکتا رو میو!“

انہوں نے سمجھا کہ شاید ایک بہت دقت میں اس
قدما قات کر پیرا کر کے کا ڈھنگ اُسے معلوم نہیں
اس نے اس میں سے ایک لڑکی بولی ہے اس کو اکتاپ
کر لینے دو۔“

”اں اں! یہ اگل ٹھیک ہے۔“ وہ صب
ایک دم بھاڑ اٹھیں۔

مگر منتفی نے اپنی بات دہرائی وہ میں تم سے پور
بہت ہیں۔ لا کیو۔ اس میں کیا کہنے سے معذرت ہو۔
انہوں نے سمجھا کہ شاید وہ اپنی جوب دانہ
فطرت کے اظہار کے لئے یہاں نہا رہا ہے۔ ان لڑکیا
میں سے بہت سی شدت جذبات کے لہر افراشتہ آؤں

ٹکا ہیں سے ہیں نے حد میں سرسول ہوتی ہیں
منتفی نے؟ اللہ اسی لڑکی نے جس نے اس کی طرف
متوجہ ہونے کی بہن کی تھی ساتھ کا باہمی تصفیہ کرنے
کے کھال سے کھپا۔ میں یہ جیاں ڈال لی ہیں چاہیں۔
اں اں! یہ ٹھیک ہے۔ وہ سب بولی

اللہ پھر سب خاموش ہو گئیں، جیسے کسی دھماکے جیسے
میں بجلی ہیں۔ وہ چپ سے چپ زیادہ خاموش تھیں
کیونکہ اس وقت طرح طرح کے دوسرے اللہ فکر تھیں
گھبرے ہوئے تھے۔ خاموشی اس قدر گہری تھی کہ ان کے
دلوں کی دھڑکیں تک سنی جا سکتی تھیں۔

منتفی نے ان کی گفتگو سے حوصلہ پا کر کہا
”مجھے یہ بھی منظور نہیں۔ نہ میں تم سے بیک وقت
اللہ نہ ہی کے بعد درگسے اظہار محبت کر سکتا ہوں۔
میں پھر مدہم ہوتا ہوں کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔“
”کیوں کیوں۔“ اللہ اب گویا وہ چلانے لگی

تھیں۔ کیوں کہ وہ بیک وقت منتفی اللہ انہوں کے
جذبات کے زہرا و سخت پریشان تھیں۔ اللہ کا شہر شا
رضاء نچوڑ گئے اللہ آٹھوں سے چنگا بیلا ہی پڑنے
تھیں۔ اللہ میں سے کہہ لڑکیاں میں شیاں بند کر کے دھکی
آ میرا نڈا میں اُسے تھوڑے لگیں۔

جس لڑکی نے پہلی کی تھی وہ پھر دلی دھچپ
رہو۔ خاموش ہو جاؤ۔ اُسے ایسا نہ کہنے کی کوئی
سحقول وجہ تو پڑے دو۔ اپنی ہڈیوں کو داغ
لڑکے دو۔“

”اں اں۔ میں خاموش رہنے چاہتے۔ خدا
کے لئے اُسے ایسا کرنے کا موقع دو۔“

فوق ار خاموشی میں منتفی نے اپنے بانڈوں کو
پھیلانے ہوئے اپنی داہ سائے مجیدی کا اظہار کرتے
ہوئے کہا۔ تم کیا چاہتی ہو۔ یہ ایک عجیب غارت ہے
میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا کیوں کہ کچھ
مگر چپ ہی دو لڑکیاں موجود ہیں۔“

قیہ اظہار محبت صلو ۳۳ سے آگے
نے دہانت کیا
”وہ بھی دہانت کی جا چکی۔“ نوٹوں نے جواب دیا
”ظہوری وہ یہ بد شہر ختر ہوتی ہیں اپنی قیام گاہ

پر لوٹ آیا۔ اس کا نکل سیٹو فضل تزدی جو آتھ
کر تا ہوا اجٹا عقائے دیکھ کر بولا۔

”اختیار صاحب! مجھ اب ایک بات بھی دیکھو
ہونے کی امید نہیں ہے۔ لیکن ایک اللہ قابل ذکر بات
معلوم ہوئی ہے۔“

”فرمانے۔“ شمیم اختر نے کہا۔
”چٹائی کے بیگ کے لڑکے نے مجھے ایک عاز کی
بات بتائی ہے۔“

”اس نے آپ سے جو کہہ کہا ہے وہ۔“
قیاس کی باپری آپ کو قہر سکا ہوں۔“ شمیم اختر
نے مسکرا کر کہا۔

”سخت تزدی جوت ہے اُسے دیکھو۔“
”کیا اس نے آپ کو یہ بتایا ہے کہ چٹائی لڑکیاں
روپیہ چھ کر کے فہم ہونے کی محنت میں تھا۔“

”کیا آپ بھی اس کرک سے لے چکے ہیں؟“
تزدی نے سوال کیا۔

”جی نہیں۔“ شمیم اختر نے ہنس کر کہا۔
”میرے پاس قریبی حاصل کرنے کے اللہ بہت سے
دوسرے فداش بھی ہیں، اللہ میں میری سہم میں
نہیں آتا تزدی صاحب! کہ اتنی بڑی رقم تو ملی میں
رکتے ہوئے، جو چٹائی نے خود ہونے کے لئے مجھے کی تھی
اس نے خود گنتی کیوں کی۔“

اس کے بعد تزدی نے شمیم اختر کو اللہ کہہ دیا
لیکن وہ لڑکی ہی گھاگ تھا، خاموشی ساتھ کر چکے گیا
اللہ مجیدی تزدی وقت ہو گیا۔

باقی آئے۔

معروضہ طرح انسانی مشاعرہ خبر ۵۲
محبت تزدی آدم نہیں ہے
آدم، ظم قوائی، نہیں ہے رویت
خزل رسول ہونے کی آخری تاریخ ۱۱۱۱

تک تھکے قدموں سے وہ پہنچے شادراہ پر جا رہا تھا
کوڑے کی ٹھوک پر غصے سے اس نے سوچا
شاہینہ کو کوہی منزل پر پہنچے گا، اب تو
نہ کو کوہی چاہیے... سوچے سوچتے اس
باجا رہا تھا۔ وہ کیا کرے...؟ کاش اس
ناہینہ کے خاندان کے درمیان پرانی دشمنی کی
برکت تھی ہوتی، تاکہ وہ یوں اس کو نہ کھڑتا
سوچنے اس کا ذہن بھی بوجھل ہو گیا اور اس

زلف شانے پہ کری

”یہ اب ایسی زندگی کا کروں گا جس نے مجھے سدا
کے لئے تم اور حد میں جتا کر دیا جب وہی پہلی تھی تو اب
پہنچے گا کیا حاسن...؟“ اس نے مدد پر پہنچے ہیں کہا
اور زخموں کی ٹیس سے بچے اٹھا۔
”گھر آؤ نہیں میرے دوست! تم بیت حد نصیحت
ہو جائیگے!“ فرحان نے تسلی آمیز لہجہ میں کہا۔
”نہیں۔“ افسوس سے خدا۔ مجھے مر جانا چاہیے؟“
وہ پھر بڑبڑایا اللہ اب کی بارہ ٹیکس مزید مدد کی شدت
کو ضبط کئے لیتا رہا۔
اللہ وہ سائیکل سوار، فرحان کو اس حالت میں چھوڑ
کر اپنے کام پر چلا گیا لیکن اس کا ذہن پر اللہ روح اور حیر
ہیں اس فرحان کی جھینٹ اور فرادیں شترجی کر کشنق
رہیں۔ اس کی روشنی پیشانی اللہ کھٹے ہوئے رنگ پر
چھائی ہوئی افسردگی اس کو کسی پرانے حادثہ کا پتہ دیتی
رہی۔ اس کے واسطے اس مدد اور قد اللہ غیب مدد فرج
کا کس مشا کار ہا اور وہ یاد جو کہ ششدری کے اس
کو نہ بھلا سکا، اہل سڑکیں؟ اس کو وہ کہ اس فرج
کی تکلیف کا احساس ستا رہا تھا اور اس کی زندگی میں
وہ جانی بچائی تھی اللہ کا گمان ہوا تھا اس کا جس
ہرگز بڑھتا رہا۔ اللہ وہ سہارا ہا اس فرحان کی زندگی
کے لئے ایک اللہ سے تشریفے، اللہ وہ اس طرح موت
کو گھمے لگنے کی کوشش نہ کرے۔ اس فرحان کا پیروں
اس کے اپنے احساسات پر پہنچا یاں بن کر بھرتا رہا۔

ابھر آئے تھے اللہ وہ اندھے منہ زخم پر گرا پڑا تھا۔
سیکڑوں دقا خدیں رات تھیں اس کو اس حالت میں
پڑا لیجئے۔ اللہ کچھ دیر بعد اور ابھر کی بہت سی
باتیں بوجھتے اللہ چھوٹے۔ لیکن ایک وہی اور فرد
تھا جس کے دل میں انسانی ہمدردی کے جذبات ابھرتے
تھے اللہ احساسات کی شہا میں بھی تھیں اللہ اس کو
ایک ٹیکسی میں ڈال کر ہسپتال لے آیا۔ ہسپتال میں اس کا
ساتھ جو بچنے کے بعد وہ اس کے کمرے میں ٹھہرا رہا۔ اس
کا کمرہ بھی بوجھتی تھی اللہ وہ اب کچھ جوش میں آچکا تھا
اس کے جوش پر ہا بچا بیٹاں لپٹ لپٹتی تھیں۔
وہ زخمی کی ٹیس سے کہ وہ اب تھا اللہ اجنبی سا لگتا
سورہ فرحان۔ اس کی تکلیف کو شدت سے محسوس
کر رہا تھا۔ مسلسل سوچے جا رہا تھا کہ آفرین خوب نہ
فرج ان کیل زندگی سے بیزار ہو گیا؟ ایک منٹ کے لئے
وہ فرج تھوڑی ہو گیا۔ اس نے پوچھا۔
”میرے دوست! میں یہاں موجود ہیں تم کہاں
جانے کے آؤ منہ پر؟“
”نہیں، مجھے مر جانا چاہیے!“ اس نے پکے
مردانہ موزوں جواب دیا۔ اس کے جوش پر کب تک کیفیت
تھی جیسے زخموں کے مدد کو برسات تھوڑی ہو
”تم زندگی کی سخت سے کھنڈ بڑھو میرے دوست؟“
اس نے پوچھا تو جسے اپنے نگاہ میں اس کے جوش پر
پوچھا۔

ان کے سامنے بیت سے سوائے نشان نہ پتے
اس کا ذہن بھوکا لپٹا اس کی شدت سے کھول
نہ شاہینہ کو پہنچنے کی جستجو میں وہ یہ تمام مشغول
ت کر رہا تھا۔ اس کو صدمہ ہوا تھا کہ شاہینہ
میں مقیم ہے۔ کہاں۔؟ اس کا پتہ بیکار
بہر بھی نہ چل سکا تھا۔ لیکن وہ ایک آس اور
انزل کی جانب قدم بڑھائے جا رہا تھا اور اس
کے ساتھ کہ ایک دن وہ شاہینہ کو پا لے گا۔
”افسوس خدا۔“ کیا اس کا نام زندگی ہے
یہ اللہ تڑپ سے لبریز اس کی اپنی زندگی۔
انتم پر دروہا تھا۔ اور اس نے تیزی سے
نہنے کی کوشش کی۔ لیکن۔۔۔ اور جوش پانے
جاہلیہ سے ایک سائیکل سوار تیزی سے بڑھا
نہ جانب سے ایک بڑک چھٹتی اس کی جانب
اللہ وہ پہنچا میں تھا۔ اس کی آنکھوں کے
اندر ابھی اچھا لگتا۔ سادہ سادہ اس کا روتھ
لکے کوئی ڈرنٹ کے بائیں نیچا میں آگیا اور
طرت نہ تھی پہنچا تھا۔ سائیکل سوار گرتے
پارے ٹرپریس وہ ایک ڈیڑھ سے جا گیا۔ اور
نہ۔۔۔ اس میں فراتے میری ہڈی نہ لگا۔
لیکن یہ کیا...؟ یہ سائیکل سوار فرج تھے اس
جوش کا بازو ہا وہ فرج میں ٹھہر رہا تھا
باجا اس کے جوش پر زخموں کے نشانات

امداد سوچا، زندگی میں راہوں میں ایسے سڑے
آج اپنے پرانے جیک کیوں جانتے، امداد زندگی سے فز
ماہل کہ نہ سکو، کا مٹا کر کینا رہتے۔ ۹
کیا غم سے فز کا راستہ موت سے ہم کینا جوئے
میں ہے۔ نہیں۔ پھر ضرور وہ نوجوان بھی
زندگی کے کسی جسم میں رہے، دل کو نہ خالی کر بیٹھے، اڈ
یہ سوچ۔ اسے جیسے کبھی پھر پھرتے پھرتے
موت پر کبھی تھی۔ وہ اس کی زندگی میں جھانک کر کینا
چاہتا تھا کہ وہ اس طرح کیوں مر جا رہا تھا ہے۔!!
"اتفاق تھے غم میں کینا نہیں آتے ہو۔"
اس کی یہی تھی اس کے فم گین امداد اس پر ہے
فم کی پہچانیاں دیکھ کر خوف زدہ لہجہ میں پوچھا
"یہی ہے۔ آج عجیب سی بات ہو گئی جس
کی وجہ سے بد پر ہو گئی۔" امداد اسی میں ڈوبا رہا تھا
"کیا ہو گیا۔" خدا نہ کرے دفتر میں تو کچھ
نہیں ہوا۔ ۹۔ اس نے شک بھرے لہجے میں پوچھا
"نہیں بیگم۔ ایک ٹرینی ہی ہو گا۔" اس
نے بات نہ مانا تھی۔
"کچھ ہو گئی۔" کیا رہی مجھے بھلا لگے۔"
وہ غمزدہ ہو گئی۔
"آج میں مر گیا ہوتا، اگر ایک نوجوان بیچ میں آ جاتا
"کیا ہوا۔ خدا نہ کرے کچھ راستہ میں ہو گیا۔"
وہ گھبرا کر اس کے چہرے کو نگہ کی۔
"میں دفتر چلا ہوا تھا، ایک نوجوان۔ میری
سائیکل۔ امداد کا سر بیچ میں آ گیا۔ لیکن میں کسی نہ
کس طرح بچ گیا۔ آخر وہ نوجوان بری طرح دفنی ہو گیا۔"
وہ کپڑے تبدیل کرنے کمرے میں چلا گیا۔
"میری بات نہ بناؤ گے۔ ۹۔ وہ مجھے مجھے
کمرے میں بھی لگا لگا کر دل۔ بیشہ مجھے وہی ہی بھول گیا
میں تم کہنے پر ۹۔
"اے ہوا کی بیگم، زندگی میں کب تک نہ کسی سے

عشق کیا ہو گا یہ میری طرح کا کام ہوا، امداد اپنا چہرہ
تھا خود کشی کی موت۔ اس نے ذاتی کالج پر اپنا یا۔
"اچھا۔ ۹۔ وہ پھر کمرے میں ڈوب گئی امداد
بولی۔ "اے تم اس کی تیار داری کرتے رہے ایک ۹۔
"تھا اخیل درست ہے۔ ۹۔ مگر
مگر یہ لہجہ میں ہلا۔ "ڈارنگ، ایک بات بتاؤ گی تم؟"
"کیا۔ ۹۔ وہ حیرت زدہ تھی
"تم نے کسی سے عشق کیا ہے۔ ۹۔ اس نے
چھوٹے سے کمرے میں کہا۔
"ہاں۔ ۹۔ وہ بکھڑکی
"کس سے۔ ۹۔ وہ سر ادا سوال تھا
"آپ سے۔ اس گھر سے۔ جس میں یہ
کر لائی تھی ہیں۔ ۹۔ اس نے خند پر تھا پوچھتے ہوئے
عجیب ادا سے جواب دیا۔
"نہیں۔ میرا مطلب ہے ادا کی سے۔
کسی نوجوان سے۔ کتورہ میں سے۔ ۹۔ وہ بڑی
طرح کہہ رہا تھا۔
"امداد آپ نے بھی کسی لڑکی کو چاہا تھا مجھ سے
پہلے۔ ۹۔ اس نے بھی سوال کے جواب میں سوال
کر ڈالا۔
"میری چوڑا ڈارنگ۔ جس تو صرف تمہاری
بات کر رہا ہوں۔" وہ اپنی بات کتر گیا۔
"حیرت جہانی میں ایک پنچل پہرائی جاتی ہے۔"
وہ جذباتی بن کر بولی۔ "اے اس ندی کی کواہ لہروں
میں کئی ایسے پتھر آ جاتے ہیں جو وہ دیکھ کر کبھی دوس
نہیں آتے، اور پھر لہروں کی ایسے پتھر سے ٹکراتی ہے
کہ اس سے آگے اس کا گذر ممکن ہی نہیں ہوتا۔" اس
نے کھانا میز پر بھاتے ہوئے بات مکی کر دی۔
"آج تو میری خواہش یہ نہیں تم۔ ۹۔ وہ مسکرا
امداد پھر ہلا۔ "کوئی اختیار ہے کس گھر سے ملو گی ۹۔
نہیں۔ ۹۔ نہ جانے کیوں میرا دل اس طرف سے

چھوٹے کو نہیں چاہتا۔" اس کے چہرے پر ہلکی سی
سرخی پھیلی تھی۔
"نہیں، کل میں تمہیں ضرور ملے چلوں گا، امداد
اس زخمی جوان کو بھی دکھاؤں گا، اے چاہہ کانی جوا
اور مصوم نظر آتا ہے۔ ۹۔ اس نے ایک درسا غصہ
کر تے ہوئے کہا۔
"جیسے آپ کی مرضی، ۹۔ وہ آکا کر بولی "موتے
میرا دل گھر میں ہی آسودگی پائے گا۔ ۹۔ دونوں
کھانے سے فارغ ہو کر بستر پر جا رہے تھے۔
"تمام رات دونوں اپنے اپنے ماضی میں جھانکتے
رہے۔ کئی بار سے شدت سے محسوس ہوا کہ وہ زخمی لڑکا
بے مددگی ہے ادا کی کی یہ اتفاقی کا شکار ہو گیا ہے
وہ اپنے ماضی کو یاد کرنے کے پتھر اخیل کی طرح خود کو اس کا
اپنا ماضی اس قسم کے واقعات کی تیار نگاہ۔ تھا جہاں
اس کے سینے پھر گئے تھے امداد تمام جہد میں ان خیم
ہو گئے تھے جو اس نے اپنے پیار نامہ جہد کے تحت
ایک دوسرے سے کئے تھے اور میں کو بھول دے اپنا بنا
گھر سنے کے پھر گئی۔"
وہ حرصت میں اپنے ماضی کو بھول جانا چاہتا تھا
کیوں کہ اس کا مستقبل، امداد اس کی شادی شدہ
کا ایک ایک لمحہ شان دار امداد سوہ تھا۔ لیکن پھر
کسی روحانی لمحے میں وہ جب اپنے ماضی میں جھانکتی
وہاں کسی بے رحم انسان کی ہر چھائی ترقی، پھر
اس کو نظر آتی۔ امداد دل محسوس کر رہا تھا، امداد
خطبہ کا نسخہ دینی جانے کی سی کیا کرتی، مگر آج پھر
اس کے منہ ہونے اس کو کہہ ڈالا تھا۔ وہ اندر سے
ترپ اٹھی تھی۔ لیکن اس نے اپنے جہد بات دہانے تھے
تمام رات وہ اپنی خیالات میں رہا، اپنے ماضی کے
میں جھانکتی رہی تھی۔
وہ اگلی صبح اقرار کہ وہ دونوں امداد
اور ہسپتال کے احاطہ میں داخل ہو گئے۔ مگر

کہ اس کی بیوی کی ایک دیرینہ ساتھی اور بہت ہی حسرت
سبیل کی بیوی تھی۔ بہت دنوں کی بھڑک سبیلوں جب
تھیں، تو ایک دوسرے کے گھر سے گھر کی بھرپور
جسوس اس کو کچھ بڑھاتا تھا۔ اندر وہ اپنی بیوی کو
اس انداز پر جانتا کہ چاہتا تھا، جہاں وہ زخمی فرما دیتا
تھا۔ وہ جلدی جلدی اس دم میں پہنچ گیا تھا
وہ فرحانہ وہ اندر غصے کی کیفیت کے باعث کہ میں
بدل رہا تھا۔ لیکن جب وہ پہنچا تو اس کے چہرے پر
سکون اور طمانیت جاگ اٹھی۔

”دوست! آپ کیسی طبیعت ہے؟“ اس نے
مشفقانہ انداز میں پوچھا۔
”آپ کی فراخی۔ اندر زندگی کی آخری عینیت
سے ہی رہا ہوں۔“ فرحانہ کہہ کر ہانک اٹھی۔
”بلا۔“

”اجنبی دوست! کیا میں تمہارا نام جان سکتا
ہوں۔“ وہ اس کے چہرے پر غصے کی باریکیوں کو
پرکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”مجھے اس کے لئے مجبور نہ کیجئے، سکون سے
رہنا دیجئے۔“ اندر کہہ کر وہ پھر کراہ اٹھا۔ ادب
کی بار اس کی کراہ میں جاکر وہ اندر سے تھا، اندر سے
اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ تمام بات اسی حالت میں وہ
کہہ چکا ہو ہے۔

”لیکن کیا تم اس کی وجہات بھی نہ بتاؤ گے جس
کے لئے یہ طوفان قدم اٹھانے کے لئے تیار ہو؟“
”کیا مجھے کیا؟ سب کچھ جان کر کے، جس زندگی
کا خوشبو۔ اندر رنگ دلوں ختم ہو گیا جو وہ زندگی
بے کار ہے۔ وہ انسان ایک بوجھ کے سوا کچھ کچھ نہیں
وہ کوٹ بدلتے لگا۔“

”مٹھ جاؤ۔“ تمہارے غم کچھ اندر ہے جس
اس لئے زیادہ حرکت نہ کر۔“ وہ جلدی جلدی اس
بھلتے چمکتے ہوا۔ ”اگر تم رات ۱۱ بجے تک نہ آؤ گے تو شاید

میں تمہاری جگہ کر سکتا ہوں۔“ اس کیفیت کے اندر کہنے
کے قاب میں ہو سکوں!۔“

”ذمہ گہرے۔“ اندر کہہ رہے ہیں، ڈاکٹر کا کہنا
ہے۔ ”وہ کہتے کہتے کہتے گیا اندر اس کی آنکھوں سے
بے شمار آنسو اتر پڑے۔۔۔ اندر وہ پھر بولا ”اے
نرس بھی یہی کہتی ہے کہ اگر ذمہ کے ٹانگے کھل گئے تو پھر
ذمہ پر مرم نہ کام کر پائے گا۔“

”میں پھر سے یہی کہتا ہوں، اگر تم مجھے اپنی
داستان سننے کی زحمت نہ کرو، تو میں تمہارے
لئے اپنی آخری پوچھ گچھ کر دوں گا کہ تم کو بچاؤں گا۔
وہ ثابت جذبات میں بیلا اس کے دل میں یہ جھلکی
نہ معلوم کہاں سے چھوڑ کر آئی، جلا کر یہ نوحہ اپنی اندر
نہ معلوم کس جگہ کب۔۔۔۔۔ اندر پھر جانے کس حشر
کا مرتبہ ہے۔“

”ہج۔“ کیا آپ میرے دل کی داستان
سنیں گے۔“ اندر سوچ کر اس کی آنکھوں سے آنسو
ڈھلکے اندر غصے میں جذب ہو گئے۔ اس کے
چہرے پر جا بجا جگہ نہیں۔ وہ اندر دیکھ کر ہی تمام تر
وقت گزرائی اٹھا کر کہنے۔ ”اے اپنے آپ کو سنبھالیں
میں گیا اندر پھر اسٹیشن بینک کے ٹیکے سے اپنی پشت ٹک کر
بیٹھ گیا۔ اندر پھر کہنے لگا۔ ”یہ ان دنوں کی بات
ہے کہ جب میں اس کے لئے ایک ایسا انداز اپنا چھوڑا تھا
جس سے اس کی زندگی کا چین ہوا تھا۔ اندر خوش نا
تھا۔ میں اس کے لئے جیتا تھا۔۔۔۔۔ اندر میرے لئے
اس کی ساتھی یہ وہ خوابوں کی جنتوں میں سمائی تھیں
انہیں میرے ساتھ پہنچے اس کے۔ اندر اس کی چاہت
کے لئے دقت تھی میری اس سے واقعات کسی اپنا کھانے
یا سنا پڑنے ہی تھی۔ بلکہ میری پوچھ گچھ ماکٹر و
بیتیں تو میری اس کا سامنا تھا اندر وہ مسکرا کر چھپ
جایا کرتی تھی اندر آخر کار ایک صبح وہ اندر ختم ہو گئی۔
انہیں میری اس سے ملاقات ایک دیرینہ مکان میں ہو گئی۔

میرا اندر اس کے مکان کے وسط میں کافی عرصہ
اس دن۔ اپنی چور سیٹیل کے کمرے اس مکان سے
انہیں اندر اس کی زندگی کی تھی۔ یہ وہ اندر ہے
کھٹکا۔ اندر یہ سمجھا کہ وہ جہاں گئی تھی کہ کوئی اندر
آ رہا ہے۔ میں اندازہ کہہ کر اندر کے گھر میں چلا گیا
انہیں کہتے کہتے وہ اندر اندر گھر کی جہنم کے اندر کہ
بلا۔ ”میرا پھر۔۔۔۔۔“

”گستاخی صاف میرے دوست!۔ لیکن تم اس
روٹی کا نام نہیں نہیں جانتے۔“

”نہ پوچھو۔ اگر آپ اس کا نام جاننے کے
لئے اندر آکر رہیں گے۔ تو شاید میں اپنی داستان بیان
نہ کر سکوں گا۔“ وہ پھر کہہ رہے ہیں۔ ”میرا پھر
میں نہیں چاہتا کہ اس کا مستقبل۔ اس کی شادی
زندگی۔ میری خاطر تیار ہو اندر وہ تمام پوچھنا
میں۔ یہ بھی نہیں چاہتا کہ جو وہ میرے دل میں اس
کے پھر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
دیر آؤں۔ لیکن آپ کے غصے کی کوشش ہے جس
اپنی زخمی آنسوؤں اندر مجروح جذبہ کو دہراؤں!۔
وہ اتنا کہہ کر غصے اندر اندر اس کا صاف چہرہ
دیکھنا تھا۔

”اے میرے خدا۔“ وہ بڑبڑلا ”کاش!
میری زندگی اس کے دیر ختم ہو سکتی!“
”دوست گھر آؤ نہیں۔ میں تمہارے ساتھ
ہوں۔“ وہ پھر کہتا ہوا۔ ”اس کے تجسس
اور تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے چلا۔“

”اندر جب میں صبح میں پہنچا، تو میرے دیکھا کہ
اس کا دوپٹہ لٹکا ہوا تھا اندر اس کے کپڑے اس کی طرح
پہنا ہوا ہے۔ اندر وہ گھبرا کر ہوتے اندر اس سے
انداز پر لے کر جہد کر رہا ہے۔ میں نے اس کا دوپٹہ
مزید اٹھایا دیا۔ ”اچھا لکڑ کھنکھنے سے اس کے چہرے پر
مسکراہٹ ہو گئی اندر پھر کہنے لگا۔ ”میرا پھر میری

طرحی مشاعرہ مبشر

مصرع طبع

چاند جب تک رہا دنیا میں بیت جوش رہا

خزل کے ساتھ ڈکی افغانی شاعرہ یاس کے تبادلہ پارک
کے تحت منسردہ اسل مسرہائیں

ممبران ثالثی بورڈ
حضرات
مولانا ابراہیم حسن گنوری
شفائ گناباری

نازک اسنی بیگم شکوہ آبادی

عوضہ جگر کا دنیا میں کسے جوش رہا
بیکشانی لگا لگی کی کہیں خاموش رہا
یوں ہی کے کل ہی بیت کے پتلے میں
لاکھ دیوانہ ہیں یا کسی ادب متاثر
تقی جلد ہی حیات ہے جوانی کیا تھی
اکی ٹھہرتے ہی دینے اسے بھانپنا
ڈوبنا تھا کہ دین تھم گئیں نازک مہرین

چاند جب تک رہا دنیا میں بیت جوش رہا

ششاد علی قمر گروٹی

اٹھراؤ میں تیری دم میں خاموش رہا
اٹھراؤ ہے جسے مدد میں تیری کی خیا
تیری صورت ہے تھی تو نہ پٹنے پائی
قلعہ محقر کے آغاز نمایاں ہوں گے
جان دینی ہی پڑی بھر کے بیادوں کو
پیر کیا میں تو ازل ہی سے ہوں اکل بڑا
میش وازم سے حرم ہے میرا گھر
مست چھتر ہوا

جو بھی لے دست تیرے فم سے ہم آغوش رہا
بغض و نفرت کے ظالم میں کیا ٹھہرے
تیرے خانہ کا بھی کتنی ماسق
کون تھا شام ام جس سے کہ جی بھڑکا
سنا لے جنت ہے ناگہری نادانی پر
لاکھ لڑائی لٹے دکھ جیسے جو دستم
دل کا گرنے سے سخت بھلا جیسے

جمال الدین خاں دہدہ فیض آبادی

انجمن گرمی، لیکن بکے جوش رہا
نفس شمع میں اس مدد میں جوش رہا
لیکے تھے ملک میں ہر ایک جوش رہا
دہدہ جین کا اس دہر تھا غالب دل پر
وہ تھا سرور عیشی شری شہرگ کے تیر
لالہ اندو دیا شکر ہے اس نے مجھ کو
جس سے آگئی تھی نظر و جد مسمائی کی
اسا میل درجہ امیکا گودی

کون تھا ہیں سے کھلا تو میری روپوش رہا

وہ خلا دار ہے لادریا کھلیں جی رہی
بالیقین اس سے تھی لہذا خدا کی رحمت
بزم میں جب بھی چلا ذکر تھے اگلت کا
جام و جام دیکھ مجھے ساتھی نے نیم
بہ خود دیکھ میری جان کے پند تیرا
کیوں نہ تسلیم کروں میں یہ حقیقت ہے تیرا
شہرت میری

افسوسم آگئی خالی مرا آغوش رہا

کیسے حواری لٹے کیسے غاصم آئے
ضبط کرنے پہ بھی نہ تامل آئے نہ تھے
ساتھ اس کے گنگی تابلم نہ رہی
نہ آئی رہا شہرگ سے برابر مجھ کو
رک لے سے ہاشر نہیں کر سکتا تھا

ایک دن سامنے آیا نہ گئی اے ستم گرت
نہ کھل میں میری نظروں سے نہ روپوش رہا

ملت بھر شمع سے بدنام ہم آغوش رہا
ظلم کرتے رہے وہ ادھر جوش رہا
چاند جب تک رہا دنیا میں بیت جوش رہا
روپر و بیٹھ تھے وہ ادھر جوش رہا
یوں بیٹھا ہر مری آنکھوں سے وہ روپوش رہا
چارہ گریں تھے اسکا بیک روپوش رہا
انجمن میں دیکھتے تھے سر جوش رہا

یہ حقیقت ہے کہ میں خود ہی خاموش رہا

اس کی رحمت سے جو انست لڑاوش رہا
غیر طواف سے جو لسان ہم آغوش رہا
نا صحتی پل دیوانہ ہوت گوش رہا
لطفت ہے کہ میں ہر جام پہ باپوش رہا
ساتھ ہوئے بھی نگہ تو وہ روپوش رہا
چاند جب تک رہا دنیا میں بیت جوش رہا

پہلوئے قبر میں وہ دھند خاموش رہا

چاند جب تک رہا دنیا میں بیت جوش رہا
حرم میری رحمت میں بیت جوش رہا
حال دل میں نے جو چاہی تو خاموش رہا
یوں تو آواز ہے تیری ہر ت گوش رہا
جانے کیا سوچا کہ جس بزم میں خاموش رہا

چراغ نیک بندی

وہی نازک ہے جب کہ لے پاؤں رہا
وہی دہشت کے میں صدام خاروش رہا
ہاتھ میں دیکھ کے غمزدہ میں کر نی
دکڑوں تیری قسم دل مرا دہوش رہا
ہاتھ پیچنے کے لے نیک اکتی ناگی
بس اسی بات پر بیک کو بہت جوش رہا
دیکھ کر میں کو حسین تر چک جاتی تھیں
اب وہ پیو سا کہاں نیلوت دوش رہا
بہ دغا میرا جازہ ہی نکل جائے گا
چہرہ دن اور جھڑپوں سے تو دہوش رہا
پنا میں سے بہت نازاٹھانے لیک
پھر بھی کہتی ہیں کہ احسان فراموش رہا
پاؤں کے جست نظر سے تری ایسا بیک
وقت آفرین نہ تو بکا مجھے ہوش رہا
ہاتھ اس بات کی محبت میں ہمیشہ بیک
خود سے خود راہ دیا سے فراموش رہا
انسان انسانی سلطنت لہی۔ (ماریش کن)

دہ۔ میری

پاؤں تیری جو گھر بار خاروش رہا
اپنی نعل اسے مجھے کہ وہ دہوش رہا
اٹھ بات ہے تم اس کو نہ مانو لیک
چاند جب تک رہا دیا میں بہت جوش رہا
دلت دیکھ کے اس نور مجھ کی جھلک
ہوش جا کر اٹھن نہ چکے ہوش رہا
نور پر کار چاند کی مری غلوں کا
مر جھل دہم تر ہر حق کو ش رہا
ہر جہ میں کو میں کر رہا دن مات لاش
کیا غضب ہے کہ وہ دل میں سے دہوش رہا
شاہ آجے انھیں میری یاد کا خیال
اس نے اتنی جفا کیا ہے میں خاروش رہا
دکڑوں اپنے و اٹم کا سہارا لے کر
میری طوفان حوادث سے ہم آفرین رہا
فرہ ایچنیری

چہرہ نشہ جنگ میں دہوش رہا

چہرہ نشہ جنگ میں دہوش رہا
ماہ ہندو شے کا بہت جوش رہا
نہ جگہ تری غفلت میں اب بکھا ہوں
دکڑوں کے ستم سے کہیں خاروش رہا
میر میں کردغا کی بھانگی جیت ہوئی
چیں کس نشہ پندار میں دہوش رہا
کہا کہتے ہے انھیں کوئی طاقت تم سے
ہندو اچھ وٹ وطن کا جو تھیں جوش رہا
دیکھ کر نشہ غفلت میں رہے ہیں ہوش
موت کھکا ہر وقت گر ہوش رہا
دیکھ کر ہلا دھن کا نہ تو لگا پہنکا
خون دینے کا دل میں جو ہی جوش رہا
اب تو بیک ہے میں جانے کہ فوٹرک لڑا
چیں کھد ہندو پھاڑوں میں جو دہوش رہا
میر عنایت اللہ شہسوار میں پوری

گودہ وہ کہ بھی میں اکثر تہ ہوش رہا

گودہ وہ کہ بھی میں اکثر تہ ہوش رہا
کامی دہ قمار میں کاٹا شے جڑوں
تیری تصور خیالی سے ہم آفرین رہا
چاند جب تک رہا دیا میں بہت جوش رہا
کوٹ چوں کیا ہوں کیا ہوں کیا لڑے
آپ کی بزم میں اتنا ہی کسے ہوش رہا
سے آٹھ میں رہا ہم وہ و زبان
دکھ خالی تھا کرتا مجھے ہوش رہا
کے گریبان کی نکل آتے تھے
اب ہوش کو یہاں میں بہت جوش رہا

بہن دیں داد محشر خطا میں ساری

بہن دیں داد محشر خطا میں ساری
وقت پرشش جو میں ہوں چہ خاروش رہا
تو رہا نہ تو قوتی سے خوشی دور رہی
زندگی مجھ تو سے ہم سے ہوش رہا
تجربہ جوشی

میر میر اس طرح جنت سے ہم آفرین رہا
میں خطا کو ش رہا اور نہ خطا پر ش رہا
نام جب آیا زبان پر تو انھیں کا آیا
نزع کے وقت بھی اتنا تو مجھے ہوش رہا
میں ادھر محروم تھا وہ ادھر محسوسم
کچھ مجھے ہوش رہا اور نہ ہوش رہا
زندگی میر رہی تصور پر ہم پیش نظر
بروقت ان کے تصور سے ہم آفرین رہا
میں دنا کو ش رہا اور نہ جفا کو ش رہا
میں دنا کو ش رہا اور نہ جفا کو ش رہا
دیکھ کے خانہ کی تیغ چ آجائے گا درخ
چون کھا کر بھی مرے دل میں ہی جوش رہا
وہ صدمہ نہ چو کا کوئی مجھ سا جھوت

دہ۔ میری

بہ خود کا میں نہیں معلوم کہا کیا میں نے
وہ نظر لگے تو پنا کسے ہوش رہا
نام تیرا جتا دوں یہ گوارا نہ ہوا
دے کے خطا میں تھیں تھیں تھیں ہوش رہا
جوش دشت میں کر آیا تیرے گھیر کا طواف
بہ خوری میں ابھی یہاں تک تجھے ہوش رہا
اس کے چہرے کے تصور سے اٹھ رہا دل
چاند جب تک رہا دیا میں بہت جوش رہا
عشق میں بیکس کے ہوں دل کی جھلک بیکسیت
جوش میں آج بھی تو کبھی خاروش رہا
حالت زار ہے کیا دم اسے آتا درر
جو مرا حل بھی سننے سے گراں گوش رہا
مفتوح دشت تری اندر

اٹھتے دوست میں ہر دم ہر حق جوش رہا

اٹھتے دوست میں ہر دم ہر حق جوش رہا
خونے لکھیں دیکھ امد دہم آفرین رہا
ایسے انسان کی کہیں بھی نہیں چوکی موت
اپنے حسن سے جو احسان فراموش رہا
طہر پر حضرت موسیٰ نے جھلک رکھی سخی
دقت کی بات ہے ہر دہانہ انھیں ہوش رہا
تذیروں ہوں کشتی محبت اپنی
ناخدا شان خدا دیکھتا خاروش رہا
میرے اہلار جنت پہ وہ بہتے مقصود
قابی داد ہے ضبط جو خاروش رہا
محمد کا دینا دلی

مجھ سے جب تک وہ تصور میں ہم آفرین رہا

مجھ سے جب تک وہ تصور میں ہم آفرین رہا
دل سا ہو گا کہ کوئی ظن کا حال آگست
دل میں رہا جب ہنگامہ پر جوش رہا
یہ جو تو ناکی میری بزم تو خاروش رہا
عزت حق تو ہی مجھ پر عطا پاش گمر
میں خطا کو ش رہا اور نہ فراموش رہا
عشق پر جس کا احسان مجھے ہے لیک
حسن کی عشق کے اسانگ یک ہوش رہا
اس سے کیا کچھ تصور دغا کی امید
جو بہت جفا کا و ستم کو ش رہا
جدا لیا تاج۔ لگ پندی

تھہرے ہم سے کوئی تہرہ دیت

آپ کی بزم کا ہر فرد گراں گوش رہا

یاد میں مارو رسد اللہ فاضلہ امین
 وہ مجھے اپنے کے محرم چہرے کے غم اپنا
 عالم تر میں دیکھتا ہوں مرے کیا آئے
 سبز دل میں نہ رہے گی کبھی گری نے تلخ
 دلی حسین دلی بلی بستی

وہ بھی نے کس کے ہاتھ کے ہاتھ پر ہوش رہا
 وہ کوئی تیرا رہا چشمت سراپا جو کر
 دفعت اس نے جانی دے دوش سے نقاب
 ہا ہر رخصت ہوا رہا پہلی طارح سکوت
 آہ وہ نہ دیکھنے میں عزم شرب
 محمد علی حاجتو ہیگن گھائی

یہ تصور و تصور دہا خوش رہا
 آپ کی آگے آئے ہوتے پہرے سے نقاب
 یہ کیوں نہ بھری آنکھوں کا خون کیچھو دیا
 چاک کر دے گی بہار آگے نزا کا دامن
 میری بات اندازے کے نہ ہاں آتی؟

مقرر کا می

اس طرح جواز نہ زینت آفوش رہا
 طالب دید ہوں دیدار کی گمان ہے مجھے
 ہر میں کیا ہوا اس کا مجھے کچھ ہوش نہیں
 میرے محبوب حقیقی زری رحمت کے شمار
 دہ رسوائی بنی میری غرضی مستحضر
 شمس چک نہ آبادی

اس سے اندازہ تھا کہ کچھ کیسے کہنا
 مجھے پہنچانے دانا میں نے ہوا کا تھکا کم
 اس کی ادا کا قصہ رہا مجھ پر طاری
 میرے ساتھی کی نگاہوں کا یہ دیکھو احوال
 ان کی رخصت کا سماں پہنچا نہ مجھے شمس
 آتی نہیں ہیں چو دی

وہ اللہ میں کہلا بھی گھڑی آتی تھی
 آنکھوں آنکھوں میں میری زخمی خام ہے

کون سا جلوہ نگاہوں سے فراوان رہا
 کوہ کہنہ کے کو خالی مرا آفوش رہا
 ہوش بھی جانا رہا وہ مجھے ہوش رہا
 ساز ہستی کا کوئی تار جو خاموش رہا

میں وہ دے نوش چل رہا ہے پند ہوش رہا
 تیری آواز کو بھی میں ہر حق خوش رہا
 جس نے بھی دیکھا نہ ہستی کا اسم ہوش رہا
 پناہ میں رہا ہوا میں بڑا ہوش رہا
 جو بھی رندوں میں مشہور بلا ہوش رہا

دل فرزند کے صد مہل سبک دوش رہا
 دل کو میرے شکوے شکایت کا کہاں ہوش رہا
 پھر مجھے گردش دوران کا کچھ ہوش رہا
 اگر اے باغیاں رحمت کر دی ہوش رہا
 آپ کا ذکر تھا میں اس نے خاموش رہا

دل میں موجود ہوا آنکھ سے دھپوش رہا
 ہوش کھڑکھی کو بھی کچھ ہوش رہا
 ان کے صبر ان ایک تہیم کا مجھے ہوش رہا
 میں خطا ہوش رہا اور خطا ہوش رہا
 بات اتنی ہی برقی جتنا میں خاموش رہا

دل میں آکر میری نظروں سے جو ہوش رہا
 بارغم دوش پہ تھا ادب سبک دوش رہا
 درد جب تک رہا پیو میں بہت ہوش رہا
 نے تپتی ادھیرے نوش کاے دوش رہا
 کے جلنے پہ عجیب لیں مرے ہوش رہا

دل میں آکر میری زبان پر ہوسیم
 جذبہ شوق میں یہ بھی نہ رہی مجھ کو خبر
 اپنا اپنا یہ نقد ہے جہاں سے دست
 یہ قرار مجھ ہی میں نہا اب تک
 ابتر اچھینو

مجھ کو اظہار تھا کہ نہ تو فیت ہوتی
 نے کئی اس کی ہے جام اکہ کے دین اس کا
 آئے آنکھوں سے ہر سا کہنا جانداں
 اس نے کیا سمجھا مجھے اس کی خبر کیا کبیر

تیرے ہوتے ہوتے پیا سارے نوش رہا
 مات بھر کر کہاں لے وہ فرہوش رہا
 سارا عالم مرے نام سے سپوش رہا

کیا مصلیٰ بجا مصلیٰ
 جو کہ ہوش بگیاں تو مجھے ہوش رہا
 آپ کرتے رہے سطر جفا میں مجھ پر
 پھر بھی بڑھتی تھی کئی مری سوسال
 مانا ہلا فغ دوران کو بھی اپنا عمر
 غرض یہ رند ہوش کا دیکھیں تو کیرم
 شیخ سلیم سہی

سارے خاندن تری یاد میں غم خوش رہا
 یہ سما اندازہ اک تیری خدائی کا خدا
 آفرین حق نے دوران کو جانا نہیں
 اٹک ہے وہ ہے آنکھوں سے مری تم کر
 ہوش کنوں کے سر پر دم نہکانے آئے
 صدی شبنم شکوہ آبادی

کوئی رحمت محبت کوئی دے دوش رہا
 ہوش آیا بھی تو کب تک محبت کی شراپا
 حشر میں ہو گیا اندازہ رحمت سب کو
 نیچے نظروں کا شاہ بھی مجھ سے نہیں
 ضبط کرتے نے مجھ کو رکھ یا میرا قہقم
 قرآنی گرم کشدای

ان کا نام آتا رہا میری زبان پر ہوسیم
 جذبہ شوق میں یہ بھی نہ رہی مجھ کو خبر
 اپنا اپنا یہ نقد ہے جہاں سے دست
 یہ قرار مجھ ہی میں نہا اب تک
 ابتر اچھینو

مجھ کو اظہار تھا کہ نہ تو فیت ہوتی
 نے کئی اس کی ہے جام اکہ کے دین اس کا
 آئے آنکھوں سے ہر سا کہنا جانداں
 اس نے کیا سمجھا مجھے اس کی خبر کیا کبیر

مجھ کو محنت کمرے دل میں بہت ہوش رہا
 چٹم ہاتی کے قصہ میں جو ہوش رہا
 تیری تو ہیں ہستی جو مجھے ہوش رہا
 آنکھ شے ہی مری مجھ کہاں ہوش رہا

اس آئینہ گل میں شعلے بجایا شبنم بھی

شعلہ و شبنم

دو سالانہ
چار روپے
ششماہی
دو روپے

اپریل
۶۱۹۶۳

فہرس

۱	طرز ترقیعی ہندوادی نظموں کی روشنی میں	۱۳	آبر احسنی
۲	اپنی محفل اپنے دوست	۹	مختلف خطوط
۳	ان سے ملنے	۱۰	تماشا آئی
۴	شام حسنہ	۱۲	عقدہ حمیدی
۵	ارشادات	۱۳	قوس نادوی
۶	رباعیات	۱۵	راد احسنی
۷	قطعات نازک	۱۵	نازک احسنی شکوہ آبادی
۸	انکار نو	۱۶	دعاؤں آغازی بیل پوری
۹	غزلیات	۱۷	اورتدہ صدیقی
۱۰	جمال و جمال	۱۸	فرحت القادری
۱۱	کئی کئے دانے	۱۹	ڈاکٹر حسین بریلوی
۱۲	سقا	۲۰	موصوفی شاطی ناگ پوری
۱۳	تکبیل تہا	۲۱	جودت ریلے پوری
۱۴	تار حکایت	۲۲	ہم شکر معرکاکا پوری۔ شایان سنگھ
۱۵	طری مشاعرہ (مختلف شلوکوں میں)	۲۳	الطاف انصاری۔ شمس احمد قاسمی
		۲۴	شرر سلطان پوری۔ شاطی قادری
		۲۵	کرشن چندر
		۲۶	مترجمہ روشن پٹیا پوری
		۲۷	جیسیم کرناگی
		۲۸	منظر علی پوری
		۲۹	مترجمہ شفا گوایاری ناظم شاہ

جلد ۱۳
شمارہ ۳

ہیڈ آفس
دریہ کلاں دلی نمبر
فون نمبر
۲۲۰۷۴۵

عزراں حصہ نظم
حضرت مولانا آبر احسنی کنوری
ناظم شاہ
حضرت شفا گوایاری
ایڈیٹر

بیل جین
معاونین خصوصی
جوہر ہاشمی
خرد غوث پوری

قیمت
۲۵ نئے پیسے

اہتمام شری علی پرشاد جین پٹنہ و پٹنہ دیال پٹنہ میں جسب کہ دفتر شعلہ و شبنم دریہ کلاں دلی سے شائع ہوا

یوں تو کہ ہے گاہے طرہ صاحب کلام کسی
 رسالہ میں نظر آئے، مگر ایک مدت کے یہاں —
 ”پہلی کہ“ نامی زمانہ معتمد طرہ فرشی نظر آیا۔
 خوبصورت جلد، مصنف اندر گر تین اس کے صاحب کی
 تقریریں، حضرت راز چاندی کا مقدر، اور متعدد
 بہتر لوگوں کی آمار ۱۰۰ صفحات تک مختصر مضامین
 پر مبنی تھیں۔ پھر ۱۰۰ سے ۲۰۰ صفحات تک بند پایہ
 فرشی اور قیمت صرف ۱۲ روپے یا اس سے جو طرہ تھا۔
 ہی ہے ”مصور شاہ کا کیر مین ہند ناگ پیدلا سے
 مل سکتا ہے۔“

اس ایوان کو دیکھ کر میں کتنے غلط اندر خوش ہوا
 اس کا انداز اس سے کہنے کے اپنی اچھی ہوئی ہے۔
 معروف زندگی کے بارہود اظہار خیال پر مجبور ہو گیا
 اور وہ ہے کہ نظموں کے بعد فرشتا پر بھی نظم اٹھانے
 طرہ کی نظموں میں مجھے سب سے بڑی اندر پہلی
 خصوصیت جو نظر آئی وہ ہے کہ اس میں عام شورا اور
 بالخصوص اشعار کی طرح جو صرف نظم کی شاعری
 جلتے ہی اندر غزل کو نیم وحشی صفت بتاتے ہی، حاشقاً
 اندر بازار کا سہم کی ایک بھی نظم نہیں ہے۔ میں خود ہی
 بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ نظم کو دم کی کج بھائی
 کے لئے تخلیق کرنا چاہئے۔ حاشقہ کے لئے غزل اور صنف
 غزل ہے اور جو غزل سے نفرت کر کے نظم کو غزل کی
 بناتے ہیں شاید ان کے پاس اس اضران کا جہیز نہ ہو
 کہ جب غزل کتنی چسپنہ ہے تو نظم کو غزل کیوں بناتے
 ہو۔

طرہ فرشی کی ایک نظم کا عنوان ہے ”دھنیوہ
 سیاست“ اس میں حالی سیاست کا گہری نظر سے جائزہ
 لیا ہے اور بڑے بڑے باکی سے لطیف انداز میں —
 اس سیاست کا انداز بیان کیلئے ہے — کچھ جلتے
 ہیں کہ شاعر نے کج وقم کا دیوانہ اور فرانی ہوئے ہے
 اور جہد و کوشش کے کج وقم کے کج دھنیوہ خط

راہوں پر چل کر ملک و قوم کو نقصان پہنچا رہے ہیں تو
 وہ بے تاب ہو جاتا ہے اور غیر انجم پر نظر کرنے ہونے
 صحت ان کے صوبہ کو اس کے سامنے رکھ دیتا ہے اس
 میں طنز کے تیر و نشتر اپنے خون میں ڈبو کر ان پہنچتا
 ہے جو اس تباہی کے مذموم راہ میں چند شراعت لکھتے۔

دنیا یہ میری دنیائے زندگی کا ماس
 ہر قطرہ اک جہانہ ہر ذرہ ایک دفن
 نرادر دم کی اپنے انسان کے بول دی
 اک شہرہ نادر گھر، اک آہ آتش آگن
 دہقان کی زندگی کی خوش حالیوں پر جوچہ
 شعلے ہونے ہیں وہ بھڑک پڑے فرس
 اللہ نے نصیب تو کا انعام ہے نہایت
 بخشش بھی چاک دامن، صحرایی چاک دامن
 احساس اکھڑا اکھڑا اور اک اکھڑا لہجہ
 شاید مانع دل میں کچھ ہوئی ہے ان میں
 دوشیزہ سیاست آوارہ ہونے جانے
 بھٹکا ہوا ہے آچھل بھٹکا ہوا ہے جو میں
 میں نے نظم سے صرف چند شعر پیش کیے ہیں۔ اب

آپ ہر شعر کو خود سے پڑھئے اور سوچئے کہ طرہ نے میں
 پرز کو کیسی لیلے، کس خوبی سے اس کی تصویر کھینچی ہے
 اگر آپ کسی کی بے جا حمایت کے قائل نہیں ہیں تو آپ کو
 کہنا پڑے گا کہ جو بات کہی ہے سچی ہے اس پر ہاتھ لا
 اور شاعر نے اندر سوچے کہ انداز بدل کر دہی ڈال دینا
 نہیں ہوتا ہی میں صاحب سے پہلے تھیں؟ کیا ہر شخص
 نا لیب اندیش کی روزگار نہیں ہے؟ — اس کی طرح
 شعرا دیکھئے کہ اگر کسان کو کچھ سہولتیں دی گئی ہیں
 تو دوسرے قسم کے بار اندر محضوں سے اسے دوچار
 نہیں کر دیا گیا ہے؟ — چنانچہ شعر تمام شاعرانہ
 محاسن کے ساتھ کتنی ہر فرد طنز ہے کہ بے ساختہ دلو
 دینے کو چاہتا ہے۔

• صاف دنا • بھی اس قبیل کی شکایت آئیں

ظہر ہے اور یہ اس طبقہ کی حالت کا نقشہ کھینچ رہی
 ہے جو انتہائی وفا داری کے باوجود وفا کی غلامی
 غلامی کا لہر اس قسم کے دل شکن، دماغ سوز اور
 ذلت آمیز خطرات سے آئے دن ٹاننا جا رہا ہے نہ تو
 ٹاننا جا رہا ہے، بلکہ عمل طور سے اس کی حاجت کو کتنے
 خدوں سے ہم آغوش کر دیا جا رہا ہے۔ اس سے سبھی
 واقف ہیں۔ سنئے ۵

اس فرد کی اہمیت کو وہ سمجھتا ہے اپنا سلام
 مسکرا کر ہی جہاں ضرورت دنا بھی حرام
 اب کہاں وہ دن کے بھگتے وہ شیک اہتمام
 اپنے ہر دلو کو دیکھی جہاں ہی بھگتہ دشا
 کیلئے نہ جو سمیت خاطر میں بیٹا انتشار
 ہے جنوں کے ہاتھ میں نرنگی کا انصرام
 کیلئے جہاں ہی صحت پر ہے زمانہ طعنہ نہ
 ہر دنا ہندو رہا ہے کہ دنیا میں نظم
 دہی بھی آسمانی کی طرح ہمارے فضاں
 آدمی پہنچانے ہر آدمیت کا سمت م

دیکھئے اللہ سوچے کہ کوئی بات ان اشعار میں غلط
 تو نہیں ہے؟ — پھر صبر اور اتنا بیان ہے کہ پڑھنے
 والے کو کہیں سے تپتی کا احساس تک نہیں ہوتا حاشقہ
 شاعر نے غزل کے آئینوں سے زمین کی کج دیکھ ہے، پھر
 کہ اس نے زمین کی جہیز کی غری کو بند کر دیا ہے ہر گھر
 ان شعروں کی تشبیہ پر تو رائی کو چھ اندیش ہے کہ کت
 کا کئی کر فریادیں جلتے گی اللہ شاعر نے جہاندار اختیار
 کیلئے اندر پردہ پوشی کا اہتمام کیا ہے اس کا قصد
 قوت ہے جو جلتے جلتے ہر شعر ایک دلہندہ انسان کی
 ہے اور حالت کھڑے ہیں، ان کی کٹاؤں والی ان
 ماوت سے گزرتے گزرتے، مگر پرتے نا شعرا طریقی
 انسان کو انسان بننے کی طرف اندر دیکھ کر اپنا فریاد شاعر
 اور اک ہے۔ ایک کھینچی ہوئی نظم ہے جہاں عنوان ہے
 ہے تیز — ”ان دیکھئے کہ کج حالت ہے کیا ہر فرد کو

ہی کا قہر کیا ہے۔

گو کہ کچھ ہی بعد فرائضات اکثر

مک تقسیم ہوا پیش سے بہت بھلی

اڑدے کھاگ گئے دیش کے بندہ بنے

منوئی ناگ جو تھے ہنسنے بھالت دھن

مک آڑو ہوا دیش کی قسمت جانی

اب تو بے راگی نہیں کوئی کچھ بھیں راگی

ہی یہ کہتا ہیں مدت کا جناہ نکلا

بہ شک فدا ہی بڑھت تھی جو کہ دوش نکل

کوئی کھن پھان کہ ہمارے ملک سے دور ہوئی کڈو

کے گھروں کو برباد تباہ کر کے کالا کر گئے۔ اور بیک

آزادی بڑی قسمت ہے بشرطیکہ انسان آزادی کا کج

استعمال کرے۔ مگر جب یہ آزادی ملن العالی اللہ

عالی اللہ جیسے کا جھنڈا لافن بن جلتے تو طرف

اس کو قدح کا جنازہ نکلتے سے گر قیصر کرتے ہی تو کیا

فصل ہے؟ مگر شاعر بہا بہت بچ کر ایسے ہیچے مستحق

کہا ہے۔ وہ ایک منٹ کو بھی اپنے فرض سے غافل

نہیں۔ مگر اس گان گوئی کا کیا علاج؟ کہ کسی کا ہر

ہولہ مک نہیں رہتی۔

ہمارے ملک میں ۲۶ جنوری ہر سال جیسے جمہور

منہ کا شہرہ ملے کر آتی ہے اور تمام ارباب وطن

لی کہ اس روز خوش مناتے ہیں۔ چرخاں ہوتے

جیسے ہنسنے ہی۔ شاعر سے منقہ کئے جاتے ہی اللہ

شاعر کجرت ملک کے ذمہ دار ارکان کے سر پر کھن

تھے ہی۔ خوب دل کھولی کہ ہر جمیع قیدی سے چڑھتے

ہیں اور انھیں اطمینان دلاتے ہیں کہ سب اس چین

اور راحت کے جھولے میں جھولی رہے ہی تم چڑھے

اچھے خوشم۔ حال در حال ہوا۔ ہوا پھل ہر

ہما ایسے ہی پہاگ کھیلے جاؤ۔ ہم خوش ہمارا خدا

فول۔ عسکریک دین نظر حق ڈال۔ ملک و قوم کا سچا

ہمد شاعر طرفہ فریادیوں فرو لگا تہ ہے۔

اشادہ دہد سسکا نہ خلق سے دستور

ایک ہی ذہن میں خلقت کے سیکڑن نصد

دکھائی دیں گے نہ معلوم میں خوشہ انگور

چھوٹی جو کسی دن خاکست جمہور

کچھ ایسے ڈھنگ سے پران چڑھا کر فرہ

بیک رہی ہے مت سسکا رہا ہے تھو

جہاں دکھائی دیتا تھا دن کو سورج مک

اُجلے ہاٹ رہی ہے ہاٹ شب و دیور

ہے شکرے ہر معین خیریت نہیں ان کی

کمزور مڑ پڑے آگ شیطنت کا ظہور

ہر اختیار سے اک جبر نامہ لے

ایلی آدی جمہور! اللہ اس قدر جمہور

قرضہ جو حقیقت بیان کی ہے اس سے توکی

کو گھبراہٹ انکار نہیں۔ یہ اگ بات ہے کہ پران چڑھتا

ہوا فرور اپنے میوں کی پردہ دری ہونے دیکھ کر طرفہ

کھنا پر کھینے۔ مگر میں تو آپ کی اس طرف توجہ لائے

کہ کسی سن سے شاعری کے نام زمین زورات پہنا کر

قرضے شروں کو تو تکم کیلے۔ کیسے کیسے مرقی کھیرے ہی

غرض صابن مطلق کتا دینے امانی ہے جس میں طنز

بگا ہے اور ایت بگا ہے۔ نکتہ چینی بھی ہے پرک ہے۔

ایں سعادت بزد باز دست

تا نہ غشہ خداے بخشندہ

کاش اس شاعر کے لطیف خیالات جیسے بندیں

دکھش انتخاب لفظی۔ سلیس انداز بیان اور زمین کی

پر جوش جذبات ملک کے ہر شاعر کو مل جاتے ہی۔ اس

کے خصوص کا کوئی اندازہ کرے کہ اپنے ملک کو کتنا

اوجھا دیکھنے کا خواہش مند ہے اور کسی بے باکی سے تنقید

نکر رہا ہے۔ اُسے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لہذا صداقت

اپنی دلیہر کال اعتماد ہے۔ اس قبیل کی دلیہر میں

مستند داد بھی اچھی نہیں جس کو ناظرین کے ذوق

مطالعہ پر جمہور تاجوں۔

کوئی جماعت یا قوم اس وقت ہے نہ خدا اللہ تبارک

ہو جاتی ہے جب دعا آرام طلب ہو جائے۔ اور فقر کا

بد عمل اس کا جزو طبیعت بن جاتی ہے اور چونکہ بے عملی

کا نتیجہ ہمیشہ تباہی نکلتا ہے اس لئے ہی بے عملی اس

کو مختلف قسم کی ذلتوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ طرفہ

قرضی اپنے گرد و لہجہ میں اس جہک بیماری کو پھینکا

ہمارا دیکھتے ہیں اور موجود بستی کا سبب اس بے عملی کو

سمجھ کر قوم کو "فقر" میں "سنا کر مل کے فائدہ بڑے

پرکشش انداز سے ملتے ہیں۔ اس میں سے کچھ کچھ بھی

سن لیجئے۔ قلم تین تین معرووں سکون پر ساخت کی

گئی ہے۔

وقت کے ساز و چھوٹا جرم عمل کا تقسیم

اور نرودان مرد خود شہد کے جہلہ جہلہ جہلہ

عرض ہوا تا نکل دلالہ دسری کا دلف

گھٹ سکھ جاتے اُجالے میں اندھینہ طبقہ کے

مطلوب دل پہ چمک جاتی مسرت کی کہن

مسکراؤ تھا ہر اک کھمت اسیدل کا چین

نہ چائیں نظرائیں نہ شہیدوں کے مزار

اس قدر ہمتی نہ دنیا میں کسوں کو سکھوٹ

نظر آتا نہ زانے میں کسوں کوئی لپو۔

۱ اور اسی طریقہ سے مختلف نا دیہلے محل پر موتی

ناتے چھٹے ہیں کھن کر مہمت نہیں کی ہے۔ بد عملی

کو دھکا رہا نہیں ہے۔ بلکہ سرئی آمازیں بتاتے چھٹے

ہیں کہ اگر تم با عمل ہوتے تو یہ تاریکیاں جو تمہارے

مردن پر مسلط ہیں اہل کی روشنی ان کا کھلا گھونٹ دیتی اور

تمہارا دل خوش کا گھبراہن جاتا اور ہر طرف تمہاری

امیدوں کے چین پر بہا رہا جاتی فرض طرف کے دل کی

تراب اہل دل کی کڑ دیروں پر بڑھتی چلی جاتی ہے اور

ہرگز سے قوم کو سمجھو رہے ہیں کہیں ان کی بنایاں

ان کے سامنے رکھ رہے ہیں کہیں اچھے کاموں کے بہتر

تبادلہ کا لالچ دے رہے ہیں اور ایک کچھ قوم پر مشغول

یہ عالم ہوا کرتا ہے۔

لیکن یہی اور بہتر نظم و نظام ہے۔ اس میں ایسے نظام کو مرتب کرنے کی عینہ کی گئی ہے جس کا تصور ہی انسان کو فریاد ہی تھا۔ میں نے جانا ہے۔ نظم کی ترتیب چھ چھ اشعار کے بند پر ہے جس کا آخری مصرع ہے۔

”اے ایک ایسا نظام تو فریم عالم میں مرتب کر لے۔“

اس کا ایک بند ملاحظہ فرمائیے اندازہ ہو جائے گا۔ اندھیرے اندھیرا دنیا دینک پر کشش خانے میں اکر کوہ کو پڑھا جاتا ہے، ہر کوہ کو دنا ہوتا ہے، برسات پکھانے کا ایمان کی قمیص جھک جھک کر دھو کی بکتر قرآن پیاں ابلیس کو سپنا جانتے ہیں، پتیلی پر طنز و تشبیہ کی ہوتی ہے بارش جبارتہ نہیں یہ قانون سے باقند سے ادا جاتا ہے

یہ جیو تشدد کوچہ نہ رہے یہ ظلم و ستم سب سے جائیں اک ایسا نظام تو فریم عالم میں مرتب کر لے اس حقیقت کے ماننے میں سے تامل ہوگا کہ یہ درود دوم مذہب کے مراکز جہاں سے انسانیت نیکی، صلح، اخلاص، خوشی کا ایسا نظام بنا چاہے وہاں سے جو انسانیت، برائی، شر فساد اور فساد کا کام انسانی کے پردہ گرام رب پر کر دھو جا رہے ہیں۔ یہ مولوی، یہ شہت، اندھیرا، پیشا جیو کے ہاتھوں میں صرف جہاں کی کام رہ گئی ہے کسی اس طرح انہیں بچاتے ہیں اور ان کو غارت کرتے ہیں، مگر کیا ایسے نظام کی ضرورت نہیں ہے جس میں صرف انسان کو کجی ہو، اور وہ غفلت کا تہیہ نہ کرے، نظم و ضبط سے صرف کافی ہے اور بہت اثر و کشش رکھتی ہے

قرآن صاحب نے ایک سخت عنوان پر نظم کی ہے کہ نظم میں جو کچھ لکھنا ہے، عنوان ہے۔ عنوان ہے۔ ”مرد اور عورت“ اگر عنوان صرف مرد یا صرف عورت ہوتا تو شاید کوئی کسی پر غلط خیال کی آسانی ہوتی اور وہ غالی سے کسی ایک صفت پر کھتا ہو جاتا، مگر قرآن کو اپنے آپ پر اپنی وقت

پند طبیعت پر مبنی ہے۔ اپنی مشق پر مجبور ہے کہ ایک وقت ایک مصرع میں نہ رہے۔ اور دوسرے مصرع میں نہ عورت۔ یہ مسلسل تبصرہ کرتے ہوئے چلے جائیں گے اور نہ ربط میں فرق آئے گا۔ ترتیب میں چند شعر ملاحظہ کیجئے

مرد کی ہر اکر ندگی پر دش، جنت و دکنار

اور عورت حسرت و لارن کا اک خانہ غار

مرد کی فطرت مزاجدار حالی کسب و کا

اور عورت کو نہیں فریاد کا بھی اختیار

مرد جب چاہے کہ عورت کے اظہار و سوس

اور عورت ضبط خلق و شوق سے سینہ نگار

مرد جب چاہے کہ عورت کے قہقہے پر قہقہہ

اور عورت آنسو سے بھی نہ کھیلے اکیاد

مرد کی چینیوں واپو عمل کی سستی

اور عورت پارسانہ کھی ہے عین غفلت شد

آہ یہ اندھیرے پیدا ہوئے حق تعالیٰ

آفران دکھیا رویوں کا کچھ کوئی پروردگار

یہ نظم ہی شان کی ہے، اندر بیان ٹھٹھا ہوا

چو لیا ہے حقیقت کے پرہے سے جبر و قسور اور غفلت

کی نقابیں اٹھتی چلی گئی ہیں حقیقت بیانی میں کئی کوتاہی

نہیں کی ہے۔ بڑا ہوا احسان کیا گیا ہے عورت کی

اتنی کھلی حمایت مرد و شرار نے کم کی ہے اور یہی اس کی

فعلی شاعری پہچان ہوتی ہے کہ وہ اپنی جنس کی سچی

کوتاہیوں میں یہ وہ خود بھی شامل ہے کھول کر

رکھ دے۔

ایک نظم ہے دو شعر تو جنگ، اس کے چار پانچ

شعر و سینے اور جگہ کے انداز کا ہر ایک پر خوش نما

انہما و خیال کیلئے، لفظوں کی عودت میں حقیقت کی

کھلی کو کس فن کلام انداز میں لکھا گیا ہے۔

مغرب سے بڑا شعر بھاتی ہوئی آئی

جنش میں ہر اک ڈرے کہانی ہوئی آئی

چہرے سے جہاں شعلہ جنابت کی مدت آگ لہہ پیچھے میں نہانی ہوئی آئی جو نخل کے تہم میں دھکتی ہوئی آتش مشرق کی طرف آگ لگاتی ہوئی آئی دو خیزہ جنگ آف پتلی مست جانی پتھر بھی جھٹکے ہو جاتا ہے پانی

مغربی ہوس کا دھن لے آتش جنگ کو دنیا میں بھڑکا کر ہم اہل مشرق کو کئی تباہیوں میں مبتلا کیا، اس کے کلن واقع نہیں۔ شش دس سو لاکھ کے گھروں، ڈھائی سیر کا گھی بکنا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کی یہ برکت ہے کہ ڈھائی دو سیر کے گھروں کا کھنڈ ہوئے ۲۰۰ سال گزرنے پر رجز و گرائی کی آگ میں جس میں کرکھی اور انسانوں پر عافیت ہنزدنگ تھی۔ یہ بیرو شہادے پہنچیں گے یہ کیا قسم ڈھاس کا ذکر کرتے جہے کچھ دہا ہے وہ دیر لے کر آئی بھی جنگ کی باتیں کرتے ہیں، قصاری آتش اختتام اور ہوس اقتدار نے اگر جنگ جبر کا دی تو دنیا میں سلسلے دہرائے کیا رہ جائے گا وہ جب کہ ہا ہیڈ ووجن، ہون کا استعمال عام ہوگا، اور جو ایٹم بم کے باپ ہیں نہیں، با داد آدم ہیں گے۔

قرآن کی بڑی بڑی غلوں نظم، میرے ساتھی۔ وہ ہے ذرا اس کے دہندہ پڑھئے اور قرآن کی وطن دوستی کا انعام لکائیے۔

تیری نظروں سے قوس کا چمکنا لیکن ترے ماتھے کی لکیریں مرا قرآن لیکن تیرا گناہ تبسم مرا ایسا لیکن ملک کو خواب دقت بجاوں تو پیوں میرے ساتھی تو تہ قرآن ابھی مجھ کو نہ ہم حریت ملک اٹھانا ہے مجھے خون بالائی کی طرح اپنے ہانا ہے مجھے ہند کو غیرت فرودس بنا لیا ہے مجھے جو برقیخ و غلب کو دکھائوں تو نہیں

میرہ ساتی ترنہ تران اچھا مہیہ دگر
یک بڑی ام بڑی کا نظم ہے۔۔ لیتے۔۔ لیتے
کا کردار کیا ہے۔ یادوں کے کرت کیا ہی۔ لیتے کیا کرتے
ہیں مہیہ کیا کا لے ہیں۔ اس سے آگے لکھا جگر بچہ
آگاہ مہیہ ہے۔۔ جو کسی لیتے کیا نہ نیت کے نہیں
اس میں کچھ انسان ہی ہیں جو اپنے زمین کی ادائیگی کا بھری
احساس رکھتے ہیں اور اپنے زمین کو کامل ایمان دانی
سے ادا کرتے ہیں۔ جو اکثریت ہے۔۔

ہر لپٹے کے مخاطب ہی ہے
ترنہ ہر جگہ میں مدش ہے سیاست کا چراغ
تھو کہ قدرت نے دیا ہے اہل یورپ کا دل
ترنہ ہر فرقے میں پنہاں ہیں ہزاروں انقلاب
وژان کتاے آذلی کے چہرے سے نقاب
ہوں نواح قوم کی۔ اس اگر پیش نظر
تو نکلے گا ہے باطن کی صفوں کو چر کر
تیری تقریب میں پہنچو اگر تمہیں
آگ بھی محبوب ہے تو ہر جوان میر کا
خدمت وطن خدا میں اٹھے گریزات۔ م
اپنے نقشب پا پ رکھ سکتا ہے مہیا و حرم
قوم کی قسمت تری تخت پر ہونی چاہئے
چھ ترنہ آتھ میں شمشیر ہونی چاہئے
ترنہ میں آئیں ہر گئی حق مہیا و حق
کھو گیا ہے اب وہ تیرا اعتماد اویس
تیری قسم میں میر میں تیرا خطبہ خام ہے
مشقوں لوگوں کو کرنا صرف تیرا کام ہے
یاد کی وہ طاقت بھی چھ نہیں دھکی گئی
ہے جس پہاگر وہ کلمہ بند ہوا اور اپنی مدش کو جلی نہ
تو کیا صورت حالات پیدا ہو سکتی ہے اور دوسرے بند
میں وہ احوال قبیلہ کی بیان کر دینے میں جس کا وہ مدد
شب مرکب جو تادہ ہے۔

گاندھی جی کی موت پر طرف نے ایک بہت عذریت

کھا ہے۔۔ گورا بچہ۔۔ کے عنوان سے انگریزوں
کے ہندوستان سے انکار پر بجز نظم ہے اللہ ستودہ نظمیں
قابل ذکر ہیں۔ مگر میرہ پیش نظر رسالہ کی کو تادہ دانا
ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو طرف کی بہت سی نظمیں میرہ نظم
کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ طرف کا آخری نظم "مہیا" ہے
اپنے نظم استاد کے حضور میں غوراً نہ عقیدت ہی نہیں
اظہار حقیقت کیا ہے۔ جس میں جذبات کا دنیا میں
ارہا ہے۔

رونی مغل نہ تھا سیاست
نور مہیا با سخن تھا سیاست
شاعری اس کی مغل دگر نازش
نازار باپ سخن تھا سیاست
تجدد و ترقی کی آنکھوں کی سرود
دل سے استاد کا مس تھا سیاست
کلمہ صراپا جھکا کر طسہ نہ
شاہ اسلم سخن تھا سیاست
یہ نظم ایک شعر پر مبنی ہوئی ہے اور مختلف زاویوں
سے حضرت مولانا سیاست جنت دکانی کے کلمات کا
اظہار کیا ہے۔

حق ہے کہ طرف کی نغموں پر اخبار خیال میں
میں نے نکلے سے کام دیا ہے۔ در نہ ضرورت تھی کہ اس
نہ کار پر بیت کچھ لکھا جاتا۔ طرف بہت صاحب کمال
شاعر ہے۔ اس کو خدا نے شاعری کی بڑی قدر مرحمت
فرمائی ہیں۔ اللہ مجھے پھر دے دے۔ یہ کہنا چاہیے
کہ ایسے بالکمال شاعر کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی
کر کے اسے خوش خانہ سے باہر لانا چاہئے تھا۔ اللہ طرف
کو بھی حفت چھوڑ کر لکھ کے ابکا مذاق بھار دے کہ نے
بہترنے کا کوشش کرنی چاہئے۔ میں رسائل کے مدیران
سے یہ کہہ دینا ضروری تصور کرتا ہوں کہ اس شاعر کے
کلام سے اپنی ذوق کو مستعار کرنا ان کے رسائل کے
حق میں بہت عقیدہ ہوگا۔ آگے ہمارا ادب کت سیتی کی نظر

جلد ہا ہے۔ اس کا نام سکا کر ہے جس۔ اور وہ دشمن
اس کا سبب خاص ہے ایسے عالم میں اچھا شعر
بڑی شکل سے دستیاب ہو سکے۔ اگر طرف اللہ طرف جیسے
اللہ دوسرے بہتر خوش گوشوار کو بھیج دیا جائے تو
تو جلد ہی اچھے اشعار سے لطف اندوز ہو سکے اور
رسائل کی قوت اور انگ میں اضافہ ہو۔

مجھے کہیں کہیں طرف کی باتوں سے اختلاف بھی
ہے جن کو وہ رد کرتے ہیں۔ مگر وہ لکھی ہیں کہ میں کے
قیمتی اشعار کے مقابلہ میں گوارا کر لینے کے قابل ہیں
میں اپنے تازہ کو خصوصیت سے یہ دعوت دیتا ہوں
کہ طرف کے دیوان کو ضرور مطالعہ میں رکھیں۔ اس کا
مطالعہ ان کی قابلیت میں اضافہ کا باعث ہوگا۔

- ۱۔ ذیل میں ناہنہ، سعادین و ایفٹ حضرت کے
اسماے گرامی شائع کئے جا رہے ہیں تاکہ دیگر معاصرین
ان نام نہاد اور دوسروں کے قریب سے محفوظ رہیں
- ۲۔ تصدیق حسین نغمہ، ماسٹر اور پرائیمر اسکول ۵
- ۳۔ محمد محمد الدین عارف، مدراسی، مدراس
- ۴۔ پیام، صاحب نیو چوک، مدراس
- ۵۔ جاوید انصاری، قزاقی محلہ، میان پور
- ۶۔ میدریش، ارشد، شیر پوری، سکریٹری، بزم ادب
شیر پور
- ۷۔ عبدالستین نیاز، سرچشمہ ادب، ابراہیم پور، جھڑا
- ۸۔ اقبال، ایک ہاؤس، ایس، کے، آرماریٹ، جھڑا
- ۹۔ اخلاق، سپہرائی، محلہ شہباز پور، بسہمان
- ۱۰۔ نشاۃ کتب خانہ مبارک پور
- ۱۱۔ فضل احمد نیند، جیسو، ریٹ، لشکر، گوالیار
- ۱۲۔ آفندہ، قادی، مینا، گری، مایگا، ڈا
- ۱۳۔ جہنم، ایک اسٹال، گول، بازار، جگدی پور
- ۱۴۔ قرین، ایک سرکل، قاضی پور، ناسک
- ۱۵۔ حامد، کشن آبادی، نظام

پہلی بیت

گروائی نقد اخلاص و نیاز

حسب معمول اس ماہ کا "شعبہ ششم" نظر سے گزرا۔ پسند کیا اور کافی پسند کیا۔ خدا انظر بر سے بچانے "شعبہ ششم" ایک سچے ہونے ادیب کے ساتھ ساتھ ذہنی تفریح کا خاصہ اور اہل ہے۔ ان تکلف بر طرف کوئی حوصلہ سے ایک بات ذہن میں ہے جو آغا تحریر کردہ ہوں کہ یہ کہ ہماری شعبہ و طبع سے کافی خوش کنر امید میں وابستہ ہیں۔ وہ یہ کہ آپ غزلی کے انتخاب میں کچھ کم حق نظر آتے ہیں۔ میری نظر سے زیادہ تو ایسی بھی غزلی گزری ہیں جو نہ صرف عامیہ تخیل و فکر کی رہیں ہوں بلکہ غزل کی قید سے بھی آزاد ہیں۔ یقین ہے آپ کی کوششیں "شعبہ و طبع" کے سانچے کو شکستے کی طرح جیسا کہ ادب ششم کی طرح لطیف بنانے میں کامیاب رہیں گی۔

حاجب جو اب نیا نکلیں۔ یہاں خان جعفری کی طبیعت

آواز۔ یو۔ پی

غزلی بل صاحب آداب و نیاز

مزا آگروائی

بہادرم رشید جعفری کے ہمراہ استاد محترم حضرت فتاح الدہلوی صاحب درجہ صاحب حق قبلہ ابراہیم صاحب گنبدی کے ارشد تلمذ ہیں جس کے پاس میں گزرا گیا تو بوضوح نے درجہ کا شعبہ و ششم حایت فرمایا۔ پرچہ کی خرید کے متعلق اتنا ہی کہوں گا کہ میں پرچہ کے ٹکڑوں قبلہ ابراہیم صاحب گنبدی اور انعام حضرت شفا گروا داری ہیں اس پرچہ کی مدد سوائی سو روپے کو پورا کر دکھانے کے مترادف ہے یہ کہیں دعا گو ہیں کہ خدا خاندان آغا کی اس شمع فروزاں کو تا دیر قائم و دائم رکھے۔ والسلام

غلام بخش عارف

شعبہ براہ کرم ایسی غزلیں کی نشاندہی کیجئے۔ (راڈ ٹری)

اپنی محفل اپنے دوست

نوک (راہبستان)

کرمی جی صاحب اسلام سنون
وزیری راش صاحب کے یہاں شعبہ ششم نظر آتا
مروت انا صاحب نظر تھا کہ میں ہی خوش ہو گیا چنانچہ
جسدا شقیان دہلی گردانی پر مجھ پر گیا۔ چشم بد
شعبہ و طبع واقعی شعبہ و ششم کا شگم ہے۔ اس جے سی
کے مدرس آپ کی کوششیں قابل داد ہیں
میری خدمات ہر وقت حاضر ہیں کا دلالت سے
یاد فرمائے رہا کیجئے

کترین — محمد اسلم

بیمیں۔

کرمی ایڈیٹر صاحب تسلیم و نیاز
ایک مدت سے شعبہ و ششم دیکھ رہا ہوں اس بارٹی
بارٹی کے ذمے میں خالص اپنی رسالہ کا زندہ رکھنا
جوئے شیلانے سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ مگر آپ کی
اورد سے ولواہ داد محبت بلکہ جنوں اسے منسلک کامرانی
کی طرف سے جا رہا ہے۔ کچھ نام بنا دوڑے بڑے مدیروں
نے مشہور ادیبوں کی نگارشات کی اشاعت تک خود کو
حدود کر لیا ہے۔ مجھ میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس کے خلاف
نوازا دیب اور شعرا کے ترسیل دے رہے ہیں اور طبع
تصویر کہ انتخاب کو کوئی حاصر کو تاہم میں ہی خود طبع
کچھ کی جرات کہہ تو کہہ۔ ایک صاحب نظر ہرگز نہیں

کہہ سکتا۔

بہر حال آپ کی روش قابل داد ہے۔ تذکرات کی
صحت پر تو جی ضرورت ہے۔ اسلام
آپ کا — محمد اسلم

چائیا۔

غزلی۔ نئے

شعبہ و ششم میں جاسوسی ناول اور خطوط کی صحت
کا سلسلہ شروع کر کے آپ نے خرید لوگوں کی اہم ضرورت
پہلے کی ہے۔ شعبہ و ششم ہر لحاظ سے صحت اول کا
بنا رہا ہے۔ میری جانب سے جانا پل نظر غنی ہو گیا
صاحب کو اس کا حباب ناول پر ہلکے باد پہنچا دیجئے
ایسے منظر سبائی باقاعدگی سے شعبہ و ششم میں
سلسلہ جاری رکھیں گے۔ کوئی خدمت ؟
آپ کا اپنا — زینب کمار

بامان۔

کرمی جی صاحب آداب و نیاز

آپ کا خط۔ اس میں شک ہے کہ ان کی بات ہے۔
شعبہ و ششم کے خریدار بنانا انہ تو سچے اشاعت کی ہر ضرورت
دوست کا فرض ہے۔ انشاء اللہ شعبہ و ششم کو ادیب کی خرید
دلی کا کاش ہم لوگ دیگر ضروریات زندگی میں رسائی کا
خریداری کی مثال کر سکیں تو انہ دوڑے بڑے مدیروں کی خرید

آپ کی نگاہ شہر کی پور اور ہیں آپ کا ام گراہ
 عمر و زید پر غور کہ جو عمر آپ کے شہر کے لوگ آپ کے کائنات
 سے اشد ہو کر آپ کو خدا سے کہتے ہیں۔ خدا میں وسیع
 کے معنی خفیہ مسجد۔ کہا جاتا ہے کہ جب آپ دنیائے
 ہم سے عالمِ بعد میں تشریف لائے تو کہنے لگے اور شفقت
 کے معنی ۱۰۰۰ پشیر تاجیں ملنی شروع کر دی تھیں اور
 وہ ایک خائفہ دل کی شدت سے تڑپنا پڑ پڑتی تھیں
 اور جب آپ کا جہیز شروع ہوا تو رونے کی جگہ حاضرین

[illegible]

نکرات ہم کو مرده ہو کہ ہماری محنت اور پیشانی

کہ دکن ختم ہو گئے ہیں ہمارے جہز مقدرے ایک ایسا فرزند سعادت بنا کر مرحمت فرما رہے جو ہم سب کو بسترِ پرہیز سے لیٹ کر رہنے کی اجازت دے گا اور حق تھا سب کی توفیقِ خدا تمام دے گا۔ یہ جہز قبول

فرد نہ ہے کہ منافقوں کی بستی یا ان کے گروہ میں جو دھر
جو کہ عمل جایا کرے گا۔ فتنے خود بخود زین میں سے اٹھیں گے
اللہ احسان سے ہمیں لگے۔ یہ اس کے باطنی ہاتھ کا کرتب
ہر گاہ کہ جہاں پہلے سے عوار پیدا ہے۔ میں نے اس کے
پیدا ہونے پر اس کو اپنا نقاب دھن چٹا ہے۔ اس کا یہ
اثر ہو گا کہ جس وقت یہ شریعت پھیلانے کے لئے اپنی زبان کھولے
گا تو جھوٹ خود بخود رچ ثابت ہو تا چلا جائے گا۔ بڑے
بڑے متفلسف اور سرسراں کی کھی بات کی تردید نہ کر سکیں گے
یہ جس پر الزام لگائے گا تو اس کی دیہی، شائیں اور
نقد بیان سے کمال دیکھ کر وہ خود گرجا دینے پر مجبور

ہوگا اور اعلان کرے گا کہ ہاں واقعی یہ الزام مجھ پر
صیح ہے اور مجھ میں نے یہ گناہ کیا ہے جو حضرت خاص
مجھ سے خواہ کر رہے ہیں اور زبان سے نہ بھی قرار
کرے تو حیرت اور شہینہ سر ہر در پڑ جائے گا کہ کیا واقعی
مجھ سے یہ گناہ ہوا ہے ؟ جس سے بھی کھل کو باتیں
کرے گا وہ اس کا رہے ہو جائے گا اور اس کے بچے
دیکھے پھرے گا اور اس کو نہایت سچا انہایت پر خلوص
بہت ہمدرد اور دوست سمجھے پر مجبور ہوگا مگر دوسرا
تیسرا حالات میں اس کے کر کا بدل بھی گھل جایا
کرے گا۔ بس اپنی ہی کسر دے گئی ہے۔ یہ بڑے سے بڑے
عقل مند بڑے سے بڑے عالم دانا اور بڑے سے
بڑے معزز و فخریوں پر کھڑے کھڑے اپنا سکہ جایا کر چکا
اس کے دوست اس کے ساتھ مانگیں گے۔ اس کے نام
سے تفریق نہیں گئے۔ مگر اس کے حال سے نہ کھل سکیں گے
دوستوں کو لوٹنا، دھوکا دینا، اس میں وقت ضائع ہونا
اور بربادی کے درد و اذہ سے پرہیزنا اس کے بائیں ہاتھ
کا کرتب ہوگا۔ یہ میں کا دوست ہے تھا اس کا گنجہ
میں چاہنے کا اور میں اسے خبر ہو چکا کہ میرے بچے کا
تمام مال سنا نہ کھل گیا تو یہ اس کی مجھ پر ہونے کا
قیعہ کھانے کا اور وہ باطل اس کے شہینے میں پڑ جائے
اس کے دم و دم پر ہوگا دوستوں کا بل بوتے میں اسے
پردہ ملی حاصل ہوگا یہ میں کا بھی دوست ہے جانے گا
پھر اس کو کسی دشمن کی ضرورت نہ رہے گی۔

فرض اپنے زمانے کا یہ میرا فرزند ہے ہندو خلیفہ
 انیسویں صدی شخصیت ہو گا، جس سے دنیا پہلے ملے گی

محمد عیسیٰ

آج ورنہ بیکار رہتا ہے

میں جن بھائیوں (قدیم) کے قتل سے عاجز و محزون
صاحب کے ہر دم کے ساتھ تاج و تخت کی ایک ایک
مٹھائی مشغول و مستغرق ہے آئیے آپ بھی اس میں شریک بنجئے
اس وقت رات کے ساڑھے سات بجے ہیں سب سے پہلے
میں آپ کو بھائیوں و شہر کے متعارف کرانے۔

بھائیوں کے ایک صفحہ اور شہر کے شہریتے ہیں
کے مسلک اور شہر کے کٹرے ڈور و درنگ شہر ہیں یہاں کا
شہر انجیل مسور اور کچھ کچھ کاغذ شہر و رنگ ملنا نہیں
رہتا اور عید کی آخری آرام گاہ سب سے شہر میں
ان کی کلمات سے لڑنے دل جڑتے۔ لوگ پریشال حال
آتے اور غرض خوش لڑتے تھے کہتے ہیں کہ شہنشاہ

عالمگیر اورنگ زیب کو جب بھی کوئی دینی سخت مسئلہ پیش
ہوتا تھا تو آپ ہی سے رجوع فرماتے تھے۔ قی ہی بھائیوں
یہاں اختلافات کی حد میں اس وجہ سے غلط مروجہ پر
ہر پہلو پر تھیں کہ ایک ہندو والے دوسری ہندو کے قول
کو اپنے بیان یا تاثرات سے سمجھتے تھے۔ لیکن خدا بھلا
کے بھائی شافعی کا دھڑکا کہ جن کی کوششوں سے
آج اختلافات کی حد میں لڑنا ہی اور لڑنے کی جڑ
رہے ہیں۔ پہلے لوگوں کی بیاد ہی نہیں کام کفہ ہاں
کے لئے یہاں بھلا اچھا میدان ہے جاہل کو تائید و ترویج
کے لئے بھائیوں۔ نہ چاہی تو دیکھو اینٹ کی مسجد بنانے کے
اپنی لای جانے ہیں۔

کبھی یہاں پر شراب و محسوس صاحب نے نکلتا ہوا
بھائیوں کو آواز دی تھی کہ کبھی یہ مقبول احمد صاحب
وہاں پر صحت مند لے آئی اور ان کی سرپرستی کرنا پڑی
مگر دانا تھا۔ آج بھی یہاں مولانا خرم صاحب دوس
بھائیوں کی ڈاکٹر محمد حسین ڈاکٹر محمد حسن شافعی
کا دھڑکا۔ شہر کی فانی تھی۔ کرم احمدی۔ ناصر صاحب
اور محمد کرم صاحب غیاث آؤنا ہیں یہاں پر رہے۔
نہاں رہے۔ سرور احمدی۔ کرم صاحب کی پوری تقریریں

شامِ غزل

یہ وقت صحت کی دہری پہ جان و فانی ملانے وطن
آواز ہے دیتا فرض ہے میدان میں آئینہ دہلی
احمد و جہاد و جوش ہے۔ ایسا کہ جو ہر آواز دہلی
اور آپ مولانا لڑائی پائی تھی ہے ان کی غزل سنئے
مولانا کے باہر ان کے اشعار قلم کے نگین لکھنا
اچھا نہیں ہے۔

دلی کی صلیب جو دیکھیں گھر کے رنگ فانی
حالت نہیں ہے جیسا ان کو کبھی خود قلمی
کہہ اس کے دل سے بچھو کر لائے ہے انور
خدا کا جواب جس کے سادہ سا اک وقت ہو
کی دیکھ جس سے محسوس ہے اب اپنی
وہ مشکلوں سے نکلے جو جان اک دستہ ہو
جاری رہے گی توفیق تاحیر بحث اذیت
ہاں سیکھ رہے ہیں اس کا اگر سبق ہو
آپ داجہ علی آکر کھنڈے۔ شاعر و فرزند
ہر پہلو سے ہیں۔ لیکن پتہ نہیں کس جذبہ کے قوت ہی
بارغز شہر میں شرکت کی۔ سالم میں ایک ہی مصرع فوٹ
کر لے۔ اس نے آپ سے ہی سنئے۔

جس میں ابھی جوش جوں بڑھتا گیا
یہ سہ کریم احمدی۔ مالدار کرم احمدی، بیٹے
اچھا شعری فطرت رکھتے ہیں۔ ان کا کام ان کے ذہن کا
آئینہ دار ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔
باہر دہلی کے بھی برادر ہیں

محمد امین فنی، الطیب صاحب حسن مقصود، عاشق حسین
عالمی غازی پوری، راز باہر کبھی دہلی کی ادب دوستی
اور دہلی خیالی کی فانی ہیں دی بھائیوں۔

صداقت کے لئے بھائی شافعی کا دھڑکا مولانا
بھائیوں صاحب کا نام تجویز کیجئے۔ جس کی تائید
محمد امین فنی نے کی ہے۔ سرور احمد صاحب نے شرکت میں
سب سے پہلے شمس نسیم آدمی کے ساتھ لائی گئی ہے۔
انہوں نے سالوں کی محنت سے ایک نظم لکھی ہے
آپ بھی ایک مصرع سے لیجئے۔

سالوں کے صد اسید آیا۔
اور یہ غزل کے شہر ہیں

قلمی اٹھا چکا ہے یہ چہرہ خاں کئی
جس نے جلانے میں جن کے چہرے کئی
پھر وقت امتحان محبت ہے ہم دو
ہیں اپنے انتظار میں مادر و سرور کئی
اپنی جڑیں بھی کرنے لگے ہیں غزل کی بات
دامن کو کسی ہے جس کی، چہرہ جن کئی
اس نے اگرچہ ترک قلم کیا نسیم
پھر بھی دعا کے کرتے رہے ہم جن کئی
نسیم کے ہر شافعی کا دھڑکا نے اپنی نظم "لہر و جہاد"
میں نظم پڑی خود دہلی میں لکھی اور جہاد کا دھڑکا
آخری بند سے آپ کی لفظ اخذ نہیں۔
ہے دہلی پرشاد و خوشحال اور کچھ غزل لائے وطن

ہر کوئی تیس معلوم تفسیر میں کیا ہیں
مٹنے کوڑا ٹھکانے ہاؤں تری بنم سے نہیں
ہاؤں تو کہاں جاؤں کیا سوچا ہاؤں
اب آپ مجروح عظیم آبادی سے ان کا کلام کہنے
لیکن اسوس ہے میں کوئی کمل معرہ کھڈ نہ کر سکا
ہذا آپ کو مٹاؤں تو کیا سناؤں

مجھے خبر نہ جمال احمد تباہ کرتے جو پھر لڑتی
سچواری کے نام سے کہتے تھے۔ خزل کے اشارہ ہیں۔

جیتے دل میں جو غم جاؤں نے ہوئے
وہ ہے علاج گر ویش ددان نے ہوئے
تاکید یہ مہا کی ہے ہر تون کو کسی دیکھیں
اور گل ہیں مشوق جوش بہاؤں نے ہوئے
وہ کہہ رہے ہیں ہمیں نگ جان سے قرب
ہم ان کی کھوڑی میں رگ جلائے ہوئے
وہ اک عشر طیف میں یعنی کہ آندو
ہے اپنے ساتھ رفتی اسکا نے ہوئے
اس حوالہ ناتمام محبت کو کیا کہوں
جو ہے جمال کا ہیش پہناں نے ہوئے
یہ ہیں شاہین غازی پوری۔ نوجوان انھیں تاج
نوجوان کار چھٹی چھٹی ٹکڑی میں بڑے بڑے خیالات
کو چھین کر ان کا ہی حصہ ہے۔ جو کہ لٹا دے کافی شہرت
پاں ہے وہ اہل دنیا میں بہت مقبول ہیں تاکہ وہ نظم
نہیں فرول سارے ہیں۔ دوسریں شراب بھی شے۔ اور
داد دیجئے۔

تھا کچھ نہ خطا پھر بھی پشیمان رہے ہیں
کیا کیا عظیم حالات کے غمناک ہے جس
خود جو کہ یہ عرفان حقائق میں جڑ کا
دیکھا مرگیا ہستی کے نگہبان رہے ہیں
ہم دیکھ رہے ہیں ساقی کی تفسیر میں
پتا پہنچنے تو ہے خلع کا مزاج ہے میں
اب حلقہ انداز کیا حکیم حیدر آبادی حکیم پوری سے

ان کا کلام کہنے ضیافت ملیح کے لئے ایک شعر پیش خدمت
ہے۔

مکن وقت دشب جبرستم کو کشی رہا
تا کہ کشی رہا اور وہ گرل کو کشی رہا
وہ رہے روز بارہ بکریاں۔

دجیلان پاکے بھی دامن جو لڑاؤں نہ جوا
ہاں اس اتھریں سوخت کا گر جلاں نہ جوا
ترنم اچھا تھا اس نے کافی دادی

اب آپ گل الہین تھی کو شے۔ ان کی کیا تاق کل
ہر روز کے لئے جانے پناہ کا مقام رکھتی ہے۔ ہند شام
کو محض جیتی اسکا پناہ ڈنگرٹ سے ترانہ کر کے وہ
سجوں کو یہ دلم خدام بنا لیتے ہیں۔ شری چکر زیادہ
دوں کا نہیں۔ پھر یہ ان کی ترقی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے
آپ کی شے اور خطا اشاریہ۔

زہر شے کی دنیہ روز زندگانی
ترک ہر شے غمناں مری ہر نظر کمانی
تو صحت کا بہاؤں سے مشن کی جمانی
تری یاد کا گل شب تاب زندگانی
تو عیسوی کے ساتھ مہا شاکھانہ
تو ماضیوں کا پر تو مری سے کی کمانی
مرے ماضیوں کے پیر ہے بہار لادگی
مرے حرم کی گلی ہے جس کی صورت خانی
قہر انہاں سے کہہ دو کہ فیض اشک غری ہے
جو بہار کر رہی ہے، چمن میں گل فانی
اب آپ آجہد آندی تم مسرتا دہی اب مسرتا دہی
سے ان کا کلام شے بہت کم کہتے ہیں۔ دوسروں کے
اشارہ کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ ملاحظہ فرمائیے
اشارہ ہیں۔

لاتے رہا آغیں وہ ہر دیدہ در سے
گرچہ کہ کھانا حق تفسیر سے
اٹھا تو رہ رہا ہے اپنے در سے

کس کیل جانے نہ روزانہ سر سے
کہیں کیا تبسم سے غمش بتایا
کس کیل نہ کہنے کف نظر سے
صبا سے پہ اس گل کی وجہ نہ آئے
میا کہہ رہی ہے نور مسر سے

اس کے بعد شاعری کا دوسرا شروع ہو گیا
دو دیوانوں ناستہ چار سے تو صبح ہوئے چار
دیکھ کر محروم صبر انہیں ترقی اور دشرینہ لے رہی۔
شاہ جباری رہتا ہے۔ بچے اس وقت دس بج چکے ہیں
اب شاہ جباری اختتام میں آیا ہے۔ شاعری کا وہی
رفاعہ عبدالرحمن صاحب کی جہاں لڑائی اور مصداق
کے لئے حکمران ادا کہہ رہی ہے۔ یہ بھی شکر کہ یہاں
شکر ہے۔ رہے ہیں۔

معرع طرح انہی شاعریہ نمبر
آؤ کہوں کسی شے دل کی نہیں
گی انہی قافیہ — نہیں روایت
فرل موصول ہونے کا آخری تاریخ ۳۰ اپریل ۱۳۵۳

ڈاکٹر قلیس سبزواری
"وطن خطرے میں ہے"
وطن خطرے میں ہے لے دستو ہیشا رہو جاؤ
ہمارے استقامت کا دقت ہے تیار ہو جاؤ
کیوں ایسا نہ ہو جس کوئی دشمن چلا آئے
جو آج لے تو پھر ایسا نہ ہو زندہ چلا جائے
غرض یہ ہے نکلے گا کوئی رستہ نہ مل جائے
خالف کے لئے اب قاہر و جب ہو جاؤ
انہی واقعات میں خاتم ہمارے جانا شاہان سے
کہیں بہتر ہیں یہ دو چار سوسے کیا ہزاروں سے
پہاؤں کو الٹ دیتے ہیں جرادانی، اشارہ سے
اگر کہ عقل ہے تو چینیہ! جو شہید ہو جاؤ

ارشادات

دل دے کر اُن کو اس لئے پھپھتا رہا ہوں میں ہوں بے تصور پھر بھی سراپا رہا ہوں میں
 عشق و وفا کا راز انھیں سمجھا رہا ہوں میں یوں رفتہ رفتہ راہ پر اب لا رہا ہوں میں
 شوقِ حیات و زینت کو ٹھکرا رہا ہوں میں آیا تھا میں جہاں سے وہیں جا رہا ہوں میں
 راہ طلب میں منزل مقصد کی آرزو لے جا رہا ہے شوق چلا جا رہا ہوں میں
 وہ بے رنجی گئی وہ غافل تو مٹ گیا ظلم و ستم پر آپ کے اترا رہا ہوں میں
 ساقی پلا دے اور کہ بے ہوش ہی رہوں ہوشیار باش ہوش میں اب رہا ہوں میں
 مانا کہ خوف پریش اعمال ہے مگر دل کو امیدِ عفو سے بہلا رہا ہوں میں
 بڑھتی نہیں حیات یہ گھٹتی ہے دم بدم ہستی سے نیستی کی طرف جا رہا ہوں میں
 صحرایہ قصد کو چہ جاناں کو چھوڑ کر رہنا مجھے کہاں تھا کہاں جا رہا ہوں میں
 دے اور کوئی دادِ محشر جگہ مجھے اتنے بڑے ہجوم میں گھبرا رہا ہوں میں
 اس کا یقین مجھے نہیں آتا کسی طرح تم کہہ رہے ہو اپنے ہی گھر جا رہا ہوں میں
 کیوں اُن کو دیکھ کر دل مضطرب نہ آہ کی افشائے رازِ عشق سے پھپھتا رہا ہوں میں
 مٹ جائے کیا عجب مری جانب سے بدظنی اُجھے ہوئے مزاج کو سلجھا رہا ہوں میں

اے فوجِ شاعری کو ضرورت اسی کی تھی

بزمِ سخن میں دادِ سخن پارہا ہوں میں

راز حسنی سہروانی

رباعیات

نفع ہی خوشی کے، تو کہیں غم کے نہیں
ہے سادہ طلب کہیں، کہیں شور و شین
ہے چین کسی کو، تو کسی کو تکلیف
گویا دنیائے اجتماعِ بندین

بے شبہ ہر اک پیر و جوان ہے فانی
لاریب کہ ہر نام و نشان ہے فانی
یہ مختصر احوالِ قلبیے اے راز
باقی ہے وہی اور جہاں ہے فانی

ہم کیا کا وہ بار سارا تو نے
عیاں کیا سب راز ہمارا تو نے
تقی غایت دستِ برد تیری یہ اہل
ہیرا بن سستی کو آمارا تو نے

مند چھوڑ کے انصاف کا دستور کرد
بہتر ہو جو اس بحث کو یوں دود کرد
تم حسن کو مشوق کہو عشق کو ہم
دنیاء جو کرے طے اسے منظور کرد

وہ لطف کی ہر بات کہاں سے لاؤں
وہ عشق کے اوقات کہاں سے لاؤں
دل راحتِ ماضی کا منتاتی ہے
گزرے ہوئے دن رات کہاں سے لاؤں

نازک حسنی سیکر شکر آبادی

قطعات نازک

اے چینیو! میں تم مصری نشان سمجھو
راجہ جنگ کی ہم کو عبادی کمان سمجھو
آساں نہیں شاننا، آساں نہیں جھکانا
پتہ ہر اک یہاں کا فوجی جوان سمجھو

ایفون کی قسم ہے سر پر وہاں لیں گے
آنکھیں ملائیں ہم سے آنکھیں نکال لیں گے
اُترے گی چینیو! یہ اُس وقت تک نہ سو گند
جب تک نہ ہم تمہاری چوڑی اچھال لیں گے

کہا سوچ کر یہ تم نے اپنا قدم بڑھا
وہ دودھ ہم کو بھارت مانگنے سے پٹایا
اے چینیو! صغیر تم کتنی ہی اے کر آؤ
ہندی ہیں ہم بھی آخر کرو یہ گے ہم صفایا

تم ناز کر رہے ہو لاکھوں ہے فروج پینی
کرتے ہو ہندیوں پر بڑھ بڑھ کر کتنی پینی
ہم کو وطن کی لافٹ سرشار کر چکی ہے
ایفون یہ تمہاری کھانی نہ ہم کو پینی

بیٹھے بھلے تم نے جو چھیر دی لڑائی
دیکھو تو ایک دنیاء کرنے لگی برائی
اے چینیو! جنہرے طاقت ہے کیا ہماری
اخلاق کی لڑائی کر دے گی سب صفائی

ریاض آفاک نامی پند

کوئی کب تک کہ حس منور ہے
ان کی ہرے پر ہوس جھکتے رہے
بات کیسے بنے عشق خود دار ہے
خود پر کہ پیچے حس منور ہے
کوئی اپنی سے حس منور ہے
کیوں نہ ہوں علانے حس منور ہے

ہم سے مادہ نظر سادگی میں نئے
رزم کاہ ادب اس قدر دب گئی
اک گھٹا سا اندھیرا بدستور ہے
لوگ کہتے رہے حس منور ہے
کون غازی بنے من منور ہے
دوستی کیجئے حس منور ہے

ابر لئے تھے برسات ہوتی گر
جو چکا بند بازار منکر و ظہر
ہام شہنم میں شعلہ دھیں تو دھیں
وہ بھی لوہے لٹے من منور ہے
صبر کیا کیجئے من منور ہے
کس طرح روکے من منور ہے

مے بھی ہے ابر بھی مطرب بھی گر
کب تک آخر ریاض ان کو چیرا کریں
کون کھل کر پئے من منور ہے
ختم بھی کیجئے من منور ہے

افکار نو

اوشد صدیقی

فرحت القادری

ایک مدت سے کوئی دل میں تپ رہی نہیں
عشق راویس ہوا جو نگر ایسا بھی نہیں
ان کی افست میں اٹھائے ہیں ہر ابدن اذام
آج تک اٹھ اٹھا کر جنس دیکھا بھی نہیں
ماہر ہستی میں کجاہیں تو جھٹک سکتی ہیں
دل بھٹک جائیں غمرا تا اندھیرا بھی نہیں
بڑھکے آنے تھے کئی قلم پئے تکس یکن
غم جانان کے مقابل کوئی سہرا بھی نہیں
شرم اسے بادہ گیارہ کہ بھری محفل میں
بڑھکے خود جام اٹھائے کوئی آنا بھی نہیں
کیا تماشا ہے کہ آنے ہیں تسلی دینے
وہ جنھیں درد شہنای کا سلیقہ بھی نہیں
ہر نظر سچ تبسم پہ بھڑھاتی ہے
کیا زمانے میں کوئی غم کا شہا سا بھی نہیں
حادثے ہر پچھے اور قلم ہستی کے تمام
اب تو شاید دلی راویس تڑپتا بھی نہیں

آفت یہ انداز مسکراتے کا
دل دھڑکنے لگا زلزلے کا
آسمان نے تھیں سے سیکھا ہے
نہ جو ہے جھیلیاں گرانے کا
ادھ شکرک ہو تھی دنیبا
یہ صلہ ہے نظر چرانے کا
میں تھادی ہی اک کہانی ہوں
تم ہر عزاں مرے فسانے کا
دوست بنا تو درد کی ہے بات
کوئی دشمن نہیں ٹھکانے کا
میں کو کہتے ہیں زندگی کا غم
نام ہے تیرے روٹھ جانے کا
دل سے پایا ہے عشق سے فرحت
حوصلہ ان کے ناز اٹھانے کا

مرحوم شاعر محمد پوری

غزلیا

وسعت دل

میں برہم

ان کے جلوے سٹکے آئے ہیں
داغ سینے کے جھکھانے ہیں
نیم دا سے بوں کا عکس پڑا
یک بیک محل جو مسکرائے ہیں
زندگانی کی شاہ راہوں میں
ہم نے دھوکے جین کھائے ہیں
ان کو آسودہ کون سمجھے گا
دوڑتے دوڑتے جو مسکرائے ہیں
ڈھونڈتے ڈھونڈتے قبیلے دوست

دست جنوں بھی جیب دگریاں سے کھیلے
دیوانے اس طرح شب بھراں سے کھیلے
مدت ہوئی ہے گردش دماں سے کھیلے
نشر چھو کے تم جو رگ جاں سے کھیلے
گزری ہے عمر سوزش پہناں سے کھیلے
پروانے کیوں نہ بیچ فزوں سے کھیلے
گزری ہے رات حسرت داواں سے کھیلے
صحرا میں جا کے خارِ بیاہاں سے کھیلے
بڑھتیں جنوں عشق کی جولانیاں اگر
تھیں ہم بھی جیب دگریاں سے کھیلے

شام الم جو ہم غم بھراں سے کھیلے
غم سے کھیلے مہ تاباں سے کھیلے
پاک نہیں تھی ہیں مقدر کی سختیاں
ہر ایوں کا عشق کی چلتا ہیں پتہ
سوز فراقی و دوست کا عالم نہ پوچھئے
ان میں گئی تھی آگ محبت کی ہم لدا
نئے لے دل کو بھر میں جھوٹی تسلیاں
نیا بار بار بول سے بنا کر نیا چمن
بڑھتیں جنوں عشق کی جولانیاں اگر
تھیں ہم بھی جیب دگریاں سے کھیلے

دلت رائے پوری

فرق تک مرث سے ہم آئے ہیں
لالہ دگل ہوں یا مہ و انجم
شمن کا نور اُڑا کے لائے ہیں
زندگی میں وہ مسکرائیں کیا
جن کی خوشیوں پہ غم کے سائے ہیں
مبصر کہ ہے یہ کون سی منزل
ضبط کے پاؤں لڑکھرائے ہیں
وسعت دل پہ حیدر کر شاعر
اس میں دونوں پہاں سملائے ہیں

دل بھل جائے گا خود انکافاں ہونے تو دو
بادہ خواہد ابر الود آسماں ہونے تو دو
ایک دن صیاد کو بھی باغیاں ہونے تو دو
دل میں شوق دید کا سد یا ازل ہونے تو دو
اپنے دل کو میرے دل کا راز داں ہونے تو دو
ہر قدم پر برق کو آتش فشاں ہونے تو دو
بیل عیوس کو محو فشاں ہونے تو دو

مئی سوز نہاں ان پر مہیاں ہونے تو دو
رت و اعظا کا پھر کیا رنگ ہو گا دیکھنا
شہ آرائی سے واقف خود بخود ہو جائے گا
یہ ہم کو خود وہ فرامیں گے آکر سامنے
یہاں ہے کس طرح پھر چین سے سوتے ہو تم
دنِ تعمیر نشین دیکھ لیت پھر مرا
ماتو محل کا نئے سخی اڑکھائے گلزار سے

طوبہ کے اندازِ جودت خود مہیاں ہو جائیں گے
سامنا ان کا ہمارا ناگہاں ہونے تو دو

ہام شکر معرکہ کا چھوڑا
کچھ اس طرح مرے ساتھی نے پیش جام کیا
کہ ہر پیش رفت نے بڑھ کر اسے سلام کیا
بڑا خطرہ مری چشم تر نے کام کیا
بہا کے اشک فلم سوہ دل کو عام کیا
ہیں تو ایک دلی مضطرب نے کام کیا
تمام عمر تیرے عزم کا احترام کیا
صلوۃ ابر میں کبھی میں رام رام کیا
رحیم دھام کھڑی غلطی کو عام کیا
تو ہے جہاں کو مجھ پر رسم عام کیا
جو بھ خرق نے جینا مرا عام کیا
شب اہم میں غفلت نے یہ راز کام کیا
مری عین عزم کے فسانہ کا اختتام کیا

عبدالحق شادان کھنگل
یک کیا کیا کر چکا ہے اور کیا کیا کر نہیں سکتا
جو آہر سا جہاں پھر سہند پیدا کر نہیں سکتا
خدا رکھے جہاں ہر لالہ کا دم یمنیت ہے
منظم دلیس کو جہر کوئی ایسا کر نہیں سکتا
نفاق کی غم میا شہ دلی انسانیت پر ہے
زمانہ دل کے بھی جی کا مادا کر نہیں سکتا
رہیں گے متفقہ آپس میں جب تک ہنس کے ہاش
جہاں میں کوئی اٹکا بال بیکا کر نہیں سکتا
ٹا ویلے کے خودی کو لہانہ جو کہ باقی ہیں
ہم ایسے بن نہیں سکتے وہ ایسا کر نہیں کر سکتا
فعلیہ کا فایہ پیا نہیں شادوہ اے شادان
اثر اشار میں جو اپنے پیدا کر نہیں سکتا

لطاف انصافی سلطان پوری
دیکھ کر ان کا عارضی تاباں
کھویا کھویا سا ماہ کال ہے
کل وہ پانیں گئے لذت عشرت
درد غم آج میں کو حاصل ہے
تھک کے بیٹھو نہ فلسفہ دار
دو قدم ہی تھکائی منزل ہے
کیون عشرت سے بگا ہے یہ بڑھ کر
لذت غم جو مجھ کو حاصل ہے
جب سے وہ دھڑکے گئے مجھ سے
سوا سوا سا خانہ دل ہے
سیرے استاد میں دی اطلالت
نام جن کا جناب کا آئی ہے

جلال و جمال

شہزادہ محمد علی احمد جباری

خواہ سیدہ آرزو کو جگانے سے فائدہ
مہر گزشتہ یاد دلانے سے فائدہ
قسمت میں تھام سراق دی پیش آگیا
جہاں بہار رونے دلانے سے فائدہ
تم کو مرا خیال تھابے شک خیال تھا
چھوڑ گیا اس کو اس کے سانے سے فائدہ
ہم جانتے ہیں لذت درد سراق کو
یہ راز ہے کسی کو بتانے سے فائدہ
مرنے کے بعد خوش ہے اے نغمہ حسرتی
وہ آئے بھی تو خاک اس سانے سے فائدہ

محمد بن شہر سلطان پوری

یہ شہنم بھی ہے شعلہ زار بھی ہے
محبت صلیح بھی پیکار بھی ہے
مجھے عزت سے جینا ہے جہاں میں
وہ مرنے کے لئے تیار بھی ہے
سکون کے ساتھ ہیں بے چینیاں بھی
عجب دلچسپ یاد یار بھی ہے
میں کیوں نہ چھوڑوں کہ تم بیز کیوں ہوں
موا دل عشق میں خود دار بھی ہے
شرر میں تو سخن در میں ہزاروں
مگر قہر سا کوئی فن کار بھی ہے

شاعر قادی

کچھ مجھے طالع ناما ساز پہ رونا آیا
دل نادان کی جھگڑا ساز پہ رونا آیا
آج صیاد کو بھی لپے گرفتاروں کی
جہاں کیوں کو شمشیر پر راز پہ رونا
ان کی پرستش پہ جو دیکھا تہنم چہ
راز داں کو مرے انجم پہ رونا
آگیا سامنے انجام تڑپ احتیاد
اپنے افسانے کے خاندان پہ رونا
مضمر راز کی ایک بوند پہ تھامیں کیا
قادی مجھ کو اسی راز پہ رونا آ

کوشش چند

مکی کے دانے

مکہ مدینہ طیبہ کی طرف اکتھڑے تھے۔ قریب قریب۔ گویا طرب ایک دوسرے میں جڑھا ہوں اللہ شائیں ذامیں کی آنکھیاں بڑھا کر ایک دوسرے کو چھو میں اللہ ہونہ ہرے چند سمیت چھوٹے لگتے تھے۔ ان کی جیت ان کی جانی کی طرح سر سبز خام باجر کا رنگی۔ گھر سے ہند تھی۔ اُسے اپنے حلقہ کا ڈنگا زحمان ہند تھا۔ جو نہ اپنی کی طرح نیکیا اور صلوا رہا ہے اللہ کشمیر کی طرح گھٹا اور مرم کی مانتہ مذم رہا ہے۔ نہ چھائی کی طرح دن دن دار رہا ہے۔ ایک فوجی پرے کی پیشہ سے اُس نے بھارت کے صنعت کاروں کی فوجی چمکیوں پر اوزار و اقسام کا سامن دیکھا تھا۔ مگر وہ شکار ان کو بھی نہیں سمجھ سکا۔ نہ لے کی طرح دس مارا اور اٹھ جگہ وقت۔ نا پتہ کر کے باہر دوسرے چار گھوڑے اٹھا کر تین میل کے فاصلے سے توپ کے پھٹنے سے پانی دانے والی ہر پتی دوپہروں میں مکی کی گھائی غیت مکتہ انی شکار ان کی آواز میں کی طرح اڑتی تھی۔ اور وہ دوپہل دور سے اُسے سسکتا تھا۔ چپن سے وہ اس کی حالت تھی اور کوئی کہیں کہتے ہی ہر جس کے لئے چلا کیوں نہ تھے اپنے چپن کو حدت کیسے بھول سکتا ہے۔ ہر شکار ان کے اُسے اپنے کئی کے پھٹے سے چندہ دانے سمجھ کر اپنے اللہ لہی۔ گھر لوہے پندہ جی شکار سنگھ نے اپنا ہتھیلی اُسے سرکاری تو شکار ان کے لئے فرے لگا کر ان آؤنی کی اور خیرات لیتے چلے گئے شازادہ کا طرح اپنی ہتھیلی سے سرکاری اللہ دانے شکار سنگھ کی ہتھیلی پر دانے دیئے۔ ایک گھر کے شکار ان کی ہتھیلی شکار سنگھ کی ہتھیلی سے چوڑی اور ایسا لگا کر اُٹھ دوڑ کر شائیں ہنوں سے ہر نہیں۔ شکار سنگھ نے گھر کہا۔ چندہ نہیں باہر جی۔ نہیں پورے پندہ جی۔ گھر کو گھر۔ ایسے کیسے پندہ جی۔ پورے بارہ جی۔ شکار سنگھ

نہ ایک زیادہ گھر۔ شکار سنگھ ہتھیلی دکھاتے ہوئے بولا۔ شکار ان نے اُس کی ہتھیلی پر اپنی فوجیت لگائی رکھ دی۔ اور شکار سنگھ کی ایسا لگا کر کوئی شایخ پر بیٹھ گیا۔ پھر شکار ان خیرات سے اُس کی ہتھیلی پر لگی کے دانے بادا کر گھٹے لگے ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ۔ نو۔ دس۔ گیارہ۔ بارہ۔ "اللہ پھر تین جگہ خالی چھی جوتے چلے پوری" تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ۔ چوہے۔ پندرہ۔ "اپنی کالی کالی چھنی آجیجیں جلدی جلدی جھپکتے ہوئے پوری۔" "ہاں ہاں چلے۔" شکار سنگھ نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ اور ہتھیلی کو پھا کر کئی کے بارہ دانوں کی چھنی ماری۔ کئی کے ہنرے لگے ہوئے کر کے دانے اس کے منہ پر کھڑکے کرتے ہوئے ڈالتے گئے اور شکار سنگھ کو خیرات آیا شکار ان کا سامن ہی باکل ایسا ہی ہوگا۔ جلدی جلدی کئی کے پھٹے سے دانے جوتے جوتے شکار ان نے اپنی ہتھیلی جھری۔ چھپیں تیس دانے ہوئے وہ جلدی سے چھنی مار کر اُنہیں گھائی۔ شکار سنگھ نے خیرات اُس کی گھائی پر کر کہا۔ "تیرے زیادہ کھاتے۔" "نہیں! شکار ان چینی۔" پورے پندہ۔ "تھے!" "نہیں زیادہ کھاتے۔" شکار سنگھ نے

جواب میں شکار ان کے دانے دوسری مرتبہ اتنے ہی دانے کئی کے پھٹے سے بھر کر کھائے اللہ بولی۔ "ہاں کھاتے پھر۔" جواب میں شکار سنگھ نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔ "ایک ہاتھ دوں گی! شکار ان نے خود اپنا ہاتھ اٹھا کر پھٹے سے کہا اللہ شکار سنگھ نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ "تم بارہ بات کیوں نہیں کرتے ہو۔" "کی گھڑا اے باجی؟" شکار سنگھ نے غصہ چھا "باپو کہتا ہے جی شکار ان کی شادی شکار سنگھ سے نہیں کر دیں گا۔" "کیوں۔" "کیونکہ دونوں کا نام ایک سلسلے۔" "تو کیا ہو؟" "مکی شکار سنگھ سے جوتے دو بائیک جھڑ ساتھ ساتھ پردان پڑھیں تو لوگ دونوں کو چیری ہی کہیں گے، میں تو کہیں گے نہیں۔" "اچھا! جی! بائیک جھڑ چوں؟" شکار سنگھ نے جھڑ جھڑی۔ "تو خود بھی ہے۔" "خود نہیں گھوڑی تو اور کیا کہوں گی تم باپو سے بات کیوں نہیں کرتے ہو۔" "شکار ان نے ہاتھ جھڑ گئی۔

خاک لکڑی کے گلابی پر غلام چڑھ کر چلے گئے
 ہر جگہ سے چھوٹے چھوٹے چکر لکڑی کے گلابی
 طرح لکڑی پر گیا۔ زرا لکڑی کے پیچھے سے گھونٹا
 جہاں اسٹیشن۔

"ایک ہاتھ دوں گی۔ پیسے ہمارے ہاتھ کر۔"
 شام کو شکار گئے تھے تھوڑے شہر پہلی وہ
 پہلے ہاتھ کی بندھنے کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 نے تھوڑے بندھنے کی نالی شکار کے ہاتھ کے پیچھے پڑ گئے
 وہ۔ اور وہ۔ بول شادی کر کے گئے تھوڑے۔
 "کس کی شادی کس سے ہے؟"

"شکار لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 ہوا۔ اور وہ گلابی گلابی گلابی گلابی
 کے لئے گلابی گلابی گلابی گلابی
 کی شادی ہو گئی۔ تھوڑے گلابی کے گلابی
 دن کا تیرے پیچھے ہیں۔ بول۔"

شکار لکڑی کا ہاتھ دوں گے تھوڑے گلابی کے گلابی
 بندھنے کی پہلے نہ گئے۔ تھوڑے گلابی کے گلابی
 "گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی۔"

پھر وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 سے ہاتھ لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 پر گلابی۔

کوئی دس جینے گلابی کے گلابی کے گلابی
 ہزارہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی۔

غلام شکار گئے۔ اسٹیشن۔
 "سیوٹ"۔ ہجر ہزارہ گلابی کے گلابی کے گلابی۔

ہجر کے پیچھے سے شکار گئے۔ ایک ہاتھ دوں گے
 اور سوچنے کا۔ غلام اس کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 ہجر بہت گرم ہوا ہے۔

ہجر ہزارہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 ایک ہاتھ لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی

ہجر ہزارہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 دن کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 اسٹیشن۔

غلام شکار گئے۔ اسٹیشن۔
 ہجر ہزارہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 شکار کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 بڑھ کر لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 ہجر ہزارہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 کر کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی

غلام شکار گئے۔ اسٹیشن۔
 میں اداؤں میں۔
 "جسٹس"۔

ہجر ہزارہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 چوکی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 کی مشین گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 جائیں گے۔ شکار گئے۔ اور اس کا ہاتھ دوں گے
 خیر خاں تو فیوں میں منہ چھپا کر دئے گا کہ نہ
 اس کی رخصت بھی منظور نہیں ہوئی تھی۔ ہزارہ گلابی
 "ایک دوں گا چھوٹے چکر۔"

تیرے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 سے بندھنے کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 اپنی مار گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 اس کا ہاتھ دوں گے۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی
 شکار گئے۔ ان کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 جیسے اپنی بیوی کا خاں گلابی کے گلابی کے گلابی
 "ہجر گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی۔"

خیر خاں اور اس کا ہاتھ دوں گے۔ ایک ہاتھ دوں گے
 پڑا۔ ایسا فرق ہو گیا۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی
 ایک خاں گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی

ہجر ہزارہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 اور گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 شکار گئے۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 کہ جہاں ہوا۔

یہاں شکار گئے۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 دستہ تھے۔

شکار گئے۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 خاں گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 سے لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 پہلے ہی گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 اڑے چلے گئے۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی

اپنے ساتھیوں کی۔ ہجر گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 کسبیا ہوا۔ اور رخصت کا گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 دوں گے۔ اپنی جیب میں ڈال کر اس کی طرف چلے
 اپنی مشین گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 "تھوڑے۔"

ہجر گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 سے پیچھے کر کے شکار گئے۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 اس پر گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 ہجر کا ہاتھ دوں گے۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی

ہجر کا ہاتھ دوں گے۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 رہے۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 اور ہم یہاں تیری مشین گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 وہ لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی

اور وہ ان سب کے درمیان شکار ہوا۔ اور وہ گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 کو جانے کی کوشش کرتا ہوا خوشی سے ہنستا تھا
 اپنے دوستوں کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی

ایک رات کے لئے انھوں نے اسے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 لکڑی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی
 گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی کے گلابی

میں نے یہ نہیں سمجھا تھا کہ وہ میری طرف سے
اور شیرخان کا اصرار تھا کہ اس کے گھر کی
بلند حوض میں پانی کی غیر ضرورت کے لئے جو لوگ
نے وضو کر کے سے پہلے اس کی دعوت کیا جائے گا
اس نے مات بھوکے لئے کہ جسے ضرورت ہو گیا۔

رات کا کھانا کھا کر وہ گھر کی کھانے پر پہنچے
کچھ کے بعد سامان صاف دھوا کر دیا تھا اور اس کی
پیمہ کے پناؤں پر ہاتھ دیکھ کر گولہ سٹون کی طرح
چمک رہا تھا۔ نیچے جھیل کی سطح پر گھیسر کا ایک ٹکڑا تیر
ہاتھ اور اس کے اندر گرد پانڈی ایک ہائے کی طرح
کھینچی ہوئی تھی۔

ایک سال سے وہ اس فری ہوئی پر تھک چکا تھا۔
کبھی دشمن سے لڑائی کا موقع نہیں آیا تھا۔ انیس سو
تھا کہ جھیل کے اس پار پہاڑوں پر چڑھ کر ان کے آگے
ہیں۔ چڑھتی چڑھتی وہ آگے آگے کی ڈھیر نہیں
ہو سکتی تھی۔ اس نے کھانا کھا کر سب کے دل میں ایلینا
تھا۔ شاہرنگھ کی رخصت کی خبر سے ان سب کے دل میں
اپنے گھروں میں تھے جیسے اس کی آنکھوں سے کس کی
چین کے ہونے سے ڈھکے پہاڑ غائب ہو گئے تھے اور دور
بچے ہری ہری گھاٹیوں اور وادیوں میں چھپے ہوئے
خاؤں جیسے کسی شیر خوار بچے کی طرح دھوکے کی سیٹھ سے
گئے چھپے معصوم اور خوبصورت نظر آئے گئے۔

شیرخان بولا۔ "اس کی کہیں اور پناہ کو کہا ہے
گاؤں کے باہر وادی اندامہ خواجہ کے گھر پر سیر کرنا
ہے۔ میری بیوی کو بتانا کہ وہ اس کو قتل کر دے۔ میری جان کی
سلامتی کے لئے پناہ دینا نہ بھولے گا۔"

"بلل دوں گا۔"

پھر وہ کچھ نہیں بولا۔ ہانک سکے ہیں سنگھ
کر بکائی آئے گی

کوئی نہیں یاد کر رہا ہے! شیرخان نے
میں سنگھ کو بتا دیا کہ وہ ہر شخص سے بچے کے بچے

اس وقت آتی ہے جب کوئی بھی یاد کر رہا ہے۔

"کوئی ہے تمہاری وہ یاد کرنے والی۔"

شیرخان نے سکھ میں سنگھ سے پوچھا۔

سنگھ میں سنگھ نے بلی صوف سے کہا۔ اس

دنیا میں میری بڑی بیوی ان کے سوا اور کوئی نہیں!

اور پھر اس نے ایک بچی کی۔

بچے کے شاہرنگھ کو بچہ شادی کی رات یاد

آگیا۔ وہ دن نے شاہرنگھ اور اسے ایک کرب میں ملے

کر دیا تھا کیونکہ شاہرنگھ کو داپس دلوانا تھا۔

اور سونا بڑا بچہ ہونے پر ہندی بھرتی ہاتھوں کی

شاہرنگھ کو داپس بکلی گئی تھی۔ اور کسی طرح بند

نہ ہوتی تھی۔ اور صرف بچہ ایک رات وہ دن کوئی

تھی۔ اور وہ بہت سی باتیں کرنا چاہتے تھے۔ مگر یہ

بکلی گئی کہ کسی طرح بند نہ ہو سکتی تھی۔ شاہرنگھ نے

کوہ میں سنگھ ہونے دودھ کے گاؤں کو شاہرنگھ کے

منہ سے نکال دیا۔ محدود وہ بکلی گئی شاہرنگھ کی بکلی بند

نہ ہوئی۔ پھر اس نے غی کے دل سے سستی میں بھر کر

شاہرنگھ کے منہ میں ڈال دیئے اور ان میں چلتے چلتے

شاہرنگھ کا منہ دیکھ کر پھر وہی شاہرنگھ کی بکلی بند

نہ ہوئی۔ پھر شاہرنگھ نے آخرت کھلایا اور وادی

اور پھر کا جو پھر کا ایک بلی ڈلی اس کے منہ میں

رکھ دیا۔ لیکن شاہرنگھ کی بکلی کسی طرح بند نہ ہوئی

تو شاہرنگھ نے شاہرنگھ کے بلیوں پر اپنے لب پرست

کر دیتے۔

اور شاہرنگھ کی بکلی بند ہو گئی۔

اس واقعہ کو یاد کر کے شاہرنگھ کی بلیوں

سنگھ کی۔ پھر اس نے بلی کوٹ کے کھیت سے اپنی بیوی

کا خا کا مال کر میں یہ اس کے بچے کی تصویر تھی۔

کل کر سنگھ۔ ہلا اپنا راجا پرست تھا۔ اس کی

چمک دلا کھیل کے ہاں اس طرح کا بلی پیل کیا تھا

اس کی کھیلوں کے ہاں اس کی بکلیوں میں بکلیوں کے بکلی تھے

الہام کی تصویر کی بکلی باپ کی طرح تھی۔

بکلی کی۔ اپنے پیر کے اپنے بچے کے پیر میں دیکھ کر

شاہرنگھ نے اپنے بچے کے مسکرایا۔ پھر اس نے

بچے کے ایک بکلی کو رام نکالا جو اس خط سے پیشتر تھا

جس میں اس کی بیوی کی بکلی کا ذکر تھا جس کی بکلی

سے اس نے رخصت کی درخواست کی تھی۔ وہ اب

یہ خط اپنے تصویر۔ اپنے بچے کے بچے کے بچے کو

دیکھ کر شاہرنگھ کا بکلی اس کے گرد میں لے کر چلے گئے

پانچ گئے۔

بکلی ایک دم بہت سی گویوں کے بچے کی حوا

آئی۔ شیرخان اس وقت اپنی مار کے پاس کھڑا کھڑا

لے رہا تھا۔ گرد لے لے اس کا سینہ چھید لیا اور وہ بکلی

کھانا ہوا اور پھر شاہرنگھ کے بکلی کے بکلی ہوا گیا۔

پھر وہ بکلی بکلی ہوا۔ اس سے بہت سی بکلیوں میں

روشن ہوئی اور وہ بکلی کے بکلی کے بکلی کا سینہ

کاپا ہوا تھا اور بکلی پر اس کا رام کو سمجھنا زیادہ سنگھ

کی آواز سنائی دی۔ "چین کا عملہ شروع ہو گیا ہے"

اس خبر کے ساتھ ساتھ ادیب کی ہدایات تھیں۔

الحکام تھے۔ ہر۔ اور اپنی اپنی داریوں

اور میں گھوڑوں میں گھس گئے۔ گویوں کی تڑائی کی نہ فرم

ہونے والی آواز سے گریا رات کے ساتھی میں سلسل

سور لے جوتے جارہے تھے۔ پھر وہ بکلی میں سنگھ کی

دیر کے لئے تڑائی کی اور اس دھوا میں آسلا

نے شاہرنگھ سے کہا۔ "میرے کو معلوم نہیں کہ تم ابھی

بکلی ہوا ہو۔ اس نے قریب قریب کل جاوے۔ اپنی

رخصت کے کار نہ جانے دور!"

"ہاں! تم تو رخصت ہو۔" سنگھ میں سنگھ

"کل پہنچاؤں گا۔" شاہرنگھ بکلی کی بکلی

مگر یہ بکلی بکلی ہوئی۔ "میں تو چھینے دو۔" ان کا

کہ شیرخان کے بکلی کے بکلی کے بکلی

دیکھنے کی گاؤں کے بکلی کے بکلی کے بکلی

نے سکھیں تھیں کہ جان لے لی تو اسامام نے میرے
لنگ جھب کی

”لنگ کہاں ہے۔“ میرے بیٹے نے پوچھا
”دھن نے آجے پیچھے اور دائیں میں طرف سے حملہ
کیا ہے۔ چونکہ میرا پیچھے اور پھر پر دشمن کا قبضہ ہو چکا
ہے۔“

شب کے تیسرے پہر کے قریب، میرے بیاہنے والے
میرے ادا چار دیوے سے گئیں۔
پھر بیٹے نے بھی پکائی کت کیا۔

”میلے۔“ ہیلے۔“ اسامام نے بار بار پکارا
”میرے صاحب؟ میرے صاحب؟“ غمگینی سے ڈونڈا
چمکا تھا۔ چمکا کر دوسرے بھی آپ کو نہیں بول
رہا تھا۔ اسامام کی دہائی چمکا کر گیسٹریک تھا۔

کوئی میرے منہ کے بند میرے زراہہ سنگھ کی طرف
میں ات پت ایک عین میں کو اپنے کندھے پر ٹھکڑا تھا
جوانان کی چمکا کر پھینکا۔ اس کا پیرو فرم دھن سے لال
تھا۔ اس نے چمکا کر پھینکا سے بات نہیں کی وہ جس طرف
بھاگا تھا اور دھن کی طرف اس نے اپنی مشین گن کا منہ
بچے کی طرف پھیر دیا۔ اور دھن کی طرف ہی دیکھتے ہوئے
حکم دیتے ہوئے چمکا کر بولا۔ ”دھن میرے پیچھے
چمکا کر چمکا کر بولا۔ اپنی مارٹر دھن کا سر میں
اٹھی طرف نیچے گھمادو اور سب کو جھون دو۔ دشمن خدا
میں بہت زیادہ ہے۔ اس لئے ایک گھر کے لئے بھی اسے
دستہ مت دوڑ چلائے جاؤ۔ چلائے جاؤ۔ اسی وقت
چمکا کر چمکا کر چمکا کر بولا۔ باد و ختم نہ ہو جلتے ہوئی
فریادیں گئی تھیں۔ ”ہو۔“

میں کھدات رہا تھا کہ میری بازو بند ہو گئی
اور چاروں طرف دھواں مٹا چکا تھا
کچھ گھر کے لئے اس قیامت میں تھا کہ سنگھ
نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا چمکا کر فریادیں کی حفاظت
کر لے لے سب فوجی مرے پر سے تھے۔ دشمن میں تھک چکا

تھیں۔ اور خاموش۔ شیفال کا سر ایک گڑھے میں
اور خدا رکھا تھا۔ اور اس کے کالے کالے گھٹنے لے لے
آہستہ آہستہ چمکا کر بولا۔ ”اسامام کا ایک ہاتھ
مارٹر پر تھا۔ دوسرا بیٹھوٹ پر اور اس کے پیٹ سے
طرف بہہ بہہ کر زمین پر غمگین تھا۔ اس کے سینے کے کانٹہ
پوری طرف کھلا تھا جیسے آئے، بگلی آئے والی ہو۔ شاید
مرنے وقت اس نے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔ گولی اس کی
پکٹی کو چھید کر دماغ کے دوسری طرف غمگین تھی۔
اور وہ نہایت اطمینان سے اپنی جی بولی آنکھوں سے
کچھ آسمان کو دیکھ رہا تھا۔

ولدار شاہ سنگھ نے اپنے چاروں طرف نگاہ
ڈال کر دیکھا اور چاروں طرف سے اپنے ساتھیوں
کی غصہ گھمورتی ہوئی تھیں۔ اس چمکا کر پر وہ کیلا جیتا
تھا۔ اور غصہ پر تھا۔

اپنا ایک شاہ سنگھ میرے زراہہ سنگھ کی غصہ کے
ساتھ قن کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔ ”ولدار شاہ سنگھ
ایشیٹھ۔“ اس نے اپنے آپ سے کہا اور پھر خود ہی
ایشیٹھ پرچھا۔ ”سیٹھ۔“ اس نے اپنے آپ کو حکم
دیا۔ اور میری غصہ کو سیدھا کیا۔ پھر وہ جت مکانی
میرے طرف کھڑک کر بولا۔ ”ولدار شاہ سنگھ تم سے
تمہاری رخصت سنو گئی کی جاتی ہے اور تم کو اس چمکا
کا آفسر کرنا۔ تم گنم مقرر کیا جاتا ہے۔ آج اس چمکا
کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے۔ اپنا ڈیوٹی ملو۔“ دھن
ولدار شاہ سنگھ نے اتنا کہہ سیدھا مارا۔ اپنا ڈیوٹی
کیا اور پھر اپنی مشین گن پر بیٹھ گیا۔

اپنی جیب سے اپنے بچے کی تصویر نکال کر دائیں
طرف رکھ لی۔ اس پر ایک چمکا کر سا پھر رکھ دیا۔ تاکہ
تصویر بھی نظر آتی رہے اور ہوا کے جھرنے سے ڈھکی
نہ سکے۔ چمکا کر نے اپنی مشین گن کا رخ مڑتے ہوئے نیچے
گھمائی کی سمت دیکھا۔ جہاں سیکڑوں چمکا کر پہلی ہاتھ
میں بندھ دھن نے اس کی چمکا کر کی طرف بڑھے چمکا کر

تھے۔ بدھ لنگ تھا اور میں بہت زیادہ تھے اور اس کے
پاس گولہ بارود بہت کم رہ گیا تھا۔ ”میں نے اس
آئے دو گولہ بارود شاہ سنگھ گولہ بارود برباد کر دے
شاہ سنگھ نے خود سے کہا اور مشین گن کو مضبوطی سے
تھام کر اتھاڑا کر رکھ لگا۔

چمکا کر اپنے حملہ میں ناکام ہوئے کے بعد اور
کئی دھن سپاہیوں کو پھرنے کے بعد چمکا کر نے چمکا کر
چمکا کر نے چمکا کر نے چمکا کر نے چمکا کر نے چمکا کر نے
یہی مڑے۔ گولیوں کا آخری ماؤنٹ بھی چمکا کر
اور ولدار شاہ سنگھ اپنی مشین گن پر مڑے پڑا ہوا
اس کی دونوں ٹانگیں کٹ رہی تھیں۔ دونوں ہاتھ
جوڑے تھے اور اس کے چمکا کر پر ایک بچہ کی ہاتھ
تھی۔ حملہ آوروں کا انفریڈ رینک آئے گھوڑا۔
گروہ مسکراہٹ اس کی سمجھ میں آئی۔ اٹلی۔ آئی۔ کو
بھی آدمی مڑے وقت کچھ مسکرا سکتا ہے۔ اور یہ
وہ مسکراہٹ تو کچھ عجیب قسم کی تھی۔ شہر میں بھی اور
آج بگڑے۔ چمکا کر بھی اندر مڑے۔ چمکا کر بھی۔ چمکا کر بھی۔
مسکراہٹ کو دیکھتا جاتا تھا۔ اسے محسوس ہوتا جاتا
تھا۔ گولہ بارود مسکراہٹ اس کا سفر آ رہا ہے۔ اس
نے غصہ میں آکر شاہ سنگھ کی پسلی میں زور سے ایک
لات مار لی۔

ولدار شاہ سنگھ اپنے بچے کی تصویر پر جا کر
جیسے اس نے اپنے بچے کی تصویر کو اپنی حفاظت میں
میں لے لیا۔ مگر اس کا چہرہ اب چمکا کر نے اس کے سامنے
تھا اور یہ مسکراہٹ ہاتھ تھا۔ شاہ سنگھ مردہ تھا۔
مگر اس کی مسکراہٹ زندہ تھی اور ہوا میں ایک جھٹ
کی مانند ہوا رہی تھی۔

چمکا کر نے اپنے چمکا کر کے پیچھے سے پھٹل نکالا۔
مسکراہٹ کی گولیاں شاہ سنگھ کے پیچھے سے داغ داغ
برہتے تھیں۔ چمکا کر نے شاہ سنگھ کی طرف سے اپنے انفر
دیکھنے لگے۔ چمکا کر کی شاہ سنگھ کی طرف سے ہندوستانی

لگے چمکا کر نے اپنی جہاں وہ مسکراہٹ اسی طرح زندہ تھی۔ یہ کہہ لیا کہ آدمی کو مار دیا سکتا ہے۔ کیونکہ ایک انسان کی مسکراہٹ جتنا کہ کسی نے فریاد کی ہے۔

تیسری پندرہ سال کی تھی اس زمانہ کے کہ یہ ہے پتہ
والہ صاحب کے پاس میں لکھا کہ انھیں یہ خوش خبری ملے گی

اللہ کے ایک غلامی انسان ہاں لڑائی کو اپنی ہوشیار پڑھا
یہاں..... تم میرے مددگار۔ میرا تو داغ کلم ہی نہیں
کہا ہے اس وقت۔

میں اس انوکھی شہر کو تو شکر کر رہا تھا کہ آج
مجھے دنیا ہے جہاں ہر چیز کی قیادت ہے: جماعت کی قیادت
..... میں نے اللہ صاحب سے کہا: آج جاؤ مجھے ہر
حالت میں آپ کی خوشی مقصود ہے۔ اور اللہ صاحب
نے کہا: اندلی خوشی کے تاثر میں آکر کہا "میرا صاحب
مجھے آپ کی یہ شرط منظور ہے۔

پھر اس کے بعد قریب لائیں۔ دستخط ہوئے۔
سب کچھ ہوا اور میرا خواب حقیقت میں بدل گیا۔
نزدیک ہونے میں جب ڈیڑھ سال قیام حاصل کر کے
انگریزی ادب میں بی بی ایچ ڈی لینے کے بعد ہمیں کی
بندگی ہوا تو اس وقت بھی اس کی سب سے سب سے
توجہ اپنا جانب منتقل کرانے پر نہیں رہ سکیں۔ مرزا
دلا دیکھ کر اس کی بات میں اس کی کوئی برکتی حیرت
خان کی شخصیت کی دیکھ کر ہم نے کچھ ہاتھوں پر لایا
اور اب مجرم و گناہ ہیں۔ پوچھیں وہ قتل معلوم
کرنے میں سرگرم ہے۔

وہ جو کچھ پڑھ کر میں دیکھ کر حیرت کیا میرے
ہر حال میں اس کم ہونے کے ساتھ میرے وہم و گمان
میں بھی نہیں تھا کہ اللہ صاحب ایسا خونخوار آدمی
کون ہے۔ شاید اسی خوشی نے انھیں مرزا دلا دیکھ
کا شرط ملتے پر اس کا کیا تھا۔ میں نے کچھ مضمون قریب
سے لکھ کر ماہ جاریہ۔ گھر ایک جب نام کہہ بنا ہوا تھا
میرے گھر میں داخل ہو کر میری والدہ صاحبہ مدنی ہوئی
آہیں۔ اور اللہ صاحب سے پتہ کر دے تھیں۔ میرا وہیں صبر و
صبر میں تیار رہ کر تھا۔ میری جوتھی پھوٹ کر دنا
ہا ہوا تھا کہ میں میری جوتھی دل میں..... کتنی فریب
گوئی میں ہندو گاہ پر اتنا تھا۔ وہ صبر نہ لے لے۔
والدہ صاحب کی خدمت کا یہ خوش گاہ نہ دیا۔ میں پیدائشی

قیمت ہوں میں۔ پیدائشی قیمت۔ میرے آبا جوں
..... ان میں کیا کروں ؟

فرض میں میری اس وقت مجھے کتنی ہی اندکھا
"بیٹا تم کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ صبر کرو۔"
اب تو میری سب کچھ ہے ہمارے لئے۔" اور میری خوش
ہو گیا تھا۔ ان نے والد صاحب کی لکھی ہوئی چٹھی جو میر
نام تھی، دکھائی۔
"بیٹا رخصت خوش رہو۔

آج تم لوٹ رہے ہو۔ اور میں آج انکا خدات
کینے جا رہا ہوں جو تم سے اور مجھے اس پرانے ہونے میں
اور اس کے حصول کے لئے اگر مجھے مرزا کا خوشی کی کر
پہلے تو میں وہ پتہ نہیں کروں گا اس سے۔ میں نہیں
چاہتا تھا کہ ہمارے خاندان میں دلا دیکھ جیسے
خاندان سے کوئی بہو لے۔ میں اپنی آنکھوں کے جان پر
کھیل رہا ہوں۔ اور میں برقیٹ پر لکھی تھی کہ مستقبل کو
تہ بندہ وہ مشن دیکھنا چاہتا ہوں اور یہ اس میں
مجھے مرزا سے ملے دلا تھا۔ میری والدہ تیس روٹھ کر دے
کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے ہونے لگا ہے جیسے آغا
مجھ سے ضرور کسی کا خون چوٹے گا۔ میں۔ تمہاری والدہ
تمہاری بہن ہیں اس کی چون کو تمہارے سپرد کر رہا
ہوں۔ خدا تم سے خوش رکھے۔ آمین۔

تمہارا شفیق باپ۔۔۔ عید خان
مسعود آج جانے ہو چکی تھی کہ وہ کریم کی کائنات
ہوئی ہوگی۔ اگر ان نے اللہ سے سچا رہا ہوتا تو مجھے
تسلی دے کر روک نہ لیا ہوتا تو مجھے تو کئی کرلی ہوئی
اللہ آج میں اس کا کچھ ہی روزوں سے ہمیشہ پر نہیں
کے کام کر رہا ہوں۔ اور والد صاحب کی رہائی میں صرف
ایک سال باقی ہے۔ والد صاحب کی رہائی کے بعد ہی میں
اپنی زندگی کے لئے کوئی مشق سوچ سکتا ہوں۔
مجھے وہ صورتی قضا کی نہیں اس کی رہائی میں ہرگز ہے

بقیہ خانہ موت۔ صفحہ ۲۳ سے آگے
پیدا ہونے والا ہو گیا۔ میں مدنی میں بیشتر بار صاف
کر رہی تھی والد صاحب کو سو رہے تھے۔ میں مہل
میں جوتھی اور پوچھ لکھی اندر نش پڑھ لکھی تاکہ بستر
خواب نہ ہو۔

اللہ مجھے یاد نہیں کہ کچھ کے پیدا ہونے میں کتنا
وقت لگا۔ تکلیف ناقابل برداشت تھی۔ اللہ تب میں نے
جدا جدا جلد بچہ پیدا کرنے کی کوشش شروع کی۔
اللہ جب بچہ پیدا ہو گیا تو میں بہت خوش ہوئی۔ میرے
اتمام تہا میری والدہ صاحبہ کا بونٹن مانے سے مشورہ
دیا تھا۔

میں نے کچھ بستر لٹا دیا۔ لیکن چند لمحات کے
بعد میری والدہ شروع ہوا۔ اس سے میں بہت خوش
ہوئی اور گھٹوئی کے بل زمین پر بیٹھ کے مہار سے
لینے لگی۔

تقریباً ایک گھنٹے تک میں وہ دے کر اپنی ہی
اور تب ایک اند بچہ پیدا ہوا۔ چھوٹا سا۔ اب ایک
سے وہ چھوٹے بچے پیدا ہو چکے تھے۔ مجھے ایک ہفتہ ہوا
تو وہ مٹی تھی۔ بڑا مصیبت اور تقریباً ہی اس کی کہ بچے
کی پیدائش ممکن تھی۔ اللہ اور بچوں کی۔

میں پائل ہوئی۔ میرا والدانی قوانین بگڑ گیا۔
مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں کیا کر رہی ہوں میں نے ایک بچے
کو مرانے کے لئے کچھ کر کے لیا اور پھر میں بیہوش ہو
جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میں بچے کے
جسم پر اندھی پڑی ہوں۔ دوسرا بچہ بھی اس طرح
مر گیا۔ تب میرا داغ باغ اکل خراب ہو گیا۔ میں بچے اتنی
اللہ داغ میں وہ قدر بچوں کی لاشوں کو دیا وہ اس کے
بعد میں ایسی صحت بیمار ہوئی کہ اس واقعہ کو بھیجا کمال
ہو گیا۔ خدا ڈاکٹر کی بلایا۔ والد صاحب نے ڈاکٹر کو بلایا
اللہ بچہ کچھ صحت میں بیمار ہو گیا۔ اس کے بعد وہ بچہ
کا میں مجھے متراویں۔ میں اس متراویں کو کرتی ہوں۔ انکا

صاف حالہ نے کل صابن معلوم جو تھا کہ شہر کی دہرے وہ کو وہ حالت میں ہی ہو چکا تھا۔ اللہ کو وہ حالت میں ہی سب لکھی اس کے ساتھ شہر پہنچے۔ تاکہ انکا

لاشہار

مطرح ہوا

اپنی سحر
مسل ناول

تار عنکبوت

تیسرا باب

ہاتف جبکہ لک لکھا سہا کر رہا تھا۔ پھر نہ تو
کے ساتھ اس کا ہر چل چل دیکھتا رہتا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں
ہو۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔
وہ اس کا ہر چل چل دیکھتا رہتا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔
کہتے تھے اس نے کہا۔

”اچھا آپ ہی... اس دن کے بعد“

”ہو ہا۔۔۔“ جانی نے اس کے چہرے کو دیکھا

ہوئے ڈھٹا۔ اس کی آواز اتنی سخت تھی کہ قریب در کے

کے الفاظ سے باہر نہ نکل سکے۔ راتے پورا دن

یہ کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ نہ تو اس نے ایک بار جانی کی طرف

دیکھا۔ نہ تو اس کا ہر چل چل دیکھتا رہتا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

خوش کن نظر آتا تھا۔ اس نے اس کی عزت نہ کر سکا۔

سارے صبح و شام ہر کے باہر نہ نکل سکے۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

پارک کی طرف ایک باغ میں نہ نکل سکے۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”ہاں ہو۔۔۔“ جانی نے حکم دیا۔

”کہنے پر جانا آپ مجھے کیا چاہتے ہیں۔۔۔“

جانی نے ایک ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

نے دیکھی کہ جانی نے جیسے اس کا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”ہاں ہو۔۔۔“ جانی نے حکم دیا۔

”کہنے پر جانا آپ مجھے کیا چاہتے ہیں۔۔۔“

جانی نے ایک ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

نے دیکھی کہ جانی نے جیسے اس کا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”ہاں ہو۔۔۔“ جانی نے حکم دیا۔

”کہنے پر جانا آپ مجھے کیا چاہتے ہیں۔۔۔“

جانی نے ایک ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

نے دیکھی کہ جانی نے جیسے اس کا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”ہاں ہو۔۔۔“ جانی نے حکم دیا۔

”کہنے پر جانا آپ مجھے کیا چاہتے ہیں۔۔۔“

جانی نے ایک ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

نے دیکھی کہ جانی نے جیسے اس کا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”ہاں ہو۔۔۔“ جانی نے حکم دیا۔

”کہنے پر جانا آپ مجھے کیا چاہتے ہیں۔۔۔“

دیکھتا تھا کہ کیا تم اسے لے آئے۔۔۔“

”جی ہاں صاحب۔۔۔“

”پھر دیکھا ہے۔۔۔“ کرے والے نے ڈھٹا

کہا۔

”کہا کہ تم نے اس کا کیا ہونے والا ہے۔۔۔“

”نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔“

جانی کا چہرہ اس کے سینے پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جگر خراش چن مار کر زخمی زمین پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جانی جوں جوں کے بد حال بن رہا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”کہا کہ تم نے اس کا کیا ہونے والا ہے۔۔۔“

”نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔“

جانی کا چہرہ اس کے سینے پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جگر خراش چن مار کر زخمی زمین پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جانی جوں جوں کے بد حال بن رہا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”کہا کہ تم نے اس کا کیا ہونے والا ہے۔۔۔“

”نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔“

جانی کا چہرہ اس کے سینے پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جگر خراش چن مار کر زخمی زمین پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جانی جوں جوں کے بد حال بن رہا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”کہا کہ تم نے اس کا کیا ہونے والا ہے۔۔۔“

”نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔“

جانی کا چہرہ اس کے سینے پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جگر خراش چن مار کر زخمی زمین پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جانی جوں جوں کے بد حال بن رہا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

کے ہر چل چل دیکھتا رہتا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”جانی کا ہر چل چل دیکھتا رہتا تھا۔“

جانی نے ایک ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

نے دیکھی کہ جانی نے جیسے اس کا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”کہا کہ تم نے اس کا کیا ہونے والا ہے۔۔۔“

”نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔“

جانی کا چہرہ اس کے سینے پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جگر خراش چن مار کر زخمی زمین پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جانی جوں جوں کے بد حال بن رہا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”کہا کہ تم نے اس کا کیا ہونے والا ہے۔۔۔“

”نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔“

جانی کا چہرہ اس کے سینے پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جگر خراش چن مار کر زخمی زمین پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جانی جوں جوں کے بد حال بن رہا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”کہا کہ تم نے اس کا کیا ہونے والا ہے۔۔۔“

”نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔“

جانی کا چہرہ اس کے سینے پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جگر خراش چن مار کر زخمی زمین پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جانی جوں جوں کے بد حال بن رہا تھا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

”کہا کہ تم نے اس کا کیا ہونے والا ہے۔۔۔“

”نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔“

جانی کا چہرہ اس کے سینے پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

جگر خراش چن مار کر زخمی زمین پر ہلکا سا ہنس دیا۔ نہ تو اس کی خدمت میں نہ جاتا۔

کہاں !

”کیا اس صحت سے اور کوئی کام کی بات نہیں معلوم کی جاسکتی۔“ شمیم اختر نے پوچھا
”نہیں۔“ ٹوٹے کہا۔ ”وہ بے گنہ
معلوم ہو چکا ہے چڑھ کی صحت سے اسے سخت صدمہ
پہنچا ہے۔“

ساتھ خفیہ پولیس کا ایک کارکن بہرہ دے رہا تھا
شمیم اختر نے دریافت کیا۔ ”کیا یہ آدمی آپ کا
بھائی ہے۔“

”جی ہاں۔“ ٹوٹے بولا۔ ”سودھ بہادر کی جگہ
میں اس مقام کی نگرانی کرتی رہی ہے۔“ شمیم نے
وہ خفیہ پولیس کے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔
”ہاں سودھ بہادر کو تو بھلا ڈالے۔“

”سودھ بہادر!“ وہ شمیم نے ہکا بکا ہو کر
بولے۔ ”وہ تو صاحب ابھی کچھ دیر قبل آپ ہی کے ہمراہ
چلا تھا۔“

ٹوٹے کا چہرہ سخت ہلکا۔ ”کیا کچھ ہوا حق آدمی!“
وہ فزاکر ہوا۔ ”میں تو کل سے اس مقام کے نزدیک
نہیں آیا۔“

شمیم نے وہ انھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا۔
”صاف صاف بیان کرو واقعہ کیا ہے۔“ ٹوٹے
پھر فرمایا۔

”صاحب میں کیا عرض کر رہا۔“ غریب آدمی بولا
”سودھ بہادر ابھی نصف گھنٹہ پیشتر آپ کے ہمراہ ہی
آ گیا ہے۔“

ٹوٹے کا ہاتھ اور بھی جھٹک گیا۔ لیکن شمیم اختر نے
اسے دھکا۔ ”بھائی جی ہرگز کی بات نہیں۔“ فانی کوئی
شخص آپ کے جیسے ہی آکر اسے نکال لے گا۔“

”جی جی میں اس آدمی پر کوئی شک نہیں ہوا۔“
ٹوٹے نے شمیم کو دیکھا۔
”نہیں صاحب!“ وہ آدمی بولا۔ ”اگرچہ ہاں

آپ نہیں تھے۔“ دوسرے شخص تبدیل حیثیت کے حق کا
بادشاہ بنا ہوا تھا۔

سزا ڈالنے فنانس صاحب کھنڈر پولیس کے لوگ پر
گھٹکے کر کے تمام واقعہ سے انھیں مطلع کیا۔ انھوں نے
یقین دلا کہ رنجون اور اطافہ عمریں اس کی گرفتاری
کے احکامات دیے جا رہے ہیں۔

شمیم اختر نے ٹوٹے چڑھ کے جھٹکا مٹانے کو کہہ
کر بری سرخ رسلان سے شمیم اختر کو دہ کر دھکا دیا
جہاں چڑھ کی لاش پائی گئی تھی۔ یہ بھی بتایا کہ وہ

کس حالت میں ملی تھی۔ رنجون کی دوازیں دھو دھکی
گئیں لیکن سب خالی تھیں۔ دروازے اور کھڑکیوں کی دہ
سے کسی کی آدھا سران بھی نہیں تھا۔ ہر جگہ مکمل ڈیڑھ
گھنٹہ ٹھیک وہاں اختر نے کھنڈے کے بعد بھی وہ لوگ کوئی
سرخ نہیں تلاش کر سکے جو اس راز پر روشنی ڈال سکے
اور شمیم اختر کو سودھ بہادر اور شجیانہ تھوڑی
کے تعلق کی بات یاد آئی۔

جوش کا محیرہ صدمہ کافی مستحکم تھا۔ ایک اور سوال
تھوڑا آخر خفیہ پولیس کی آنکھیں دھول جھونک کر سودھ
بہادر کو کون نکال لے گیا۔ جوش جیسے ناکھ اور زمین
پر صاف کھلنے والی کوئی شکل نہ تھی۔ لیکن سلیم کی پرکھ
تھی کہ وہ اس وقت قصبہ مستحکم پر ہی موجود ہے۔ ایک ہی
شخص کا خواہ وہ جوش ہی کیوں نہ ہو ایک وقت ہندوستان
اور ہر ملک کے دو مختلف مقامات پر موجود ہونا ناممکن تھا۔

شام کو باپسی پر سیٹھ ترنڈی اس کے بولنے لگا
”اغت و صاحب اب تو میں کوئی ایسا نہیں ہوں۔“
راقم نگوں کی ٹھیک سی گئی۔ ہمارا بھروسہ نہیں آتا کہ کھنڈ
چڑھ نے خود کوئی کیرل کر لی۔ جب کہ اتنی لمبی راقم اس کے
باس ورجو تھی۔“

شمیم اختر نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ لیکن سیٹھ کو
شکوہ بہادر کے فرار کا حال انہیں بتایا۔ سیٹھ ترنڈی
کے ساتھ شمیم اختر نے بیٹھ کر راقم پر کیا قیاسے ٹوٹے کی

اس نے ہوا اور دھواں بڑا سنسنی فزائی۔ اس نے
شمیم اختر کو بتایا کہ ایک مسافر بہرہ پر میں سے جدا
تھا لیکن اندرون کو پہچان لیا گیا۔ ایک تھوڑی
جیک کا کم سے کم گرفت تھا اور دوسرا بھروسہ کا ش
پر صاف جانی۔

”کیا ان لوگوں کی موت کا سبب بھی معلوم ہو
۔“ اس میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔“ ٹوٹے نے
دیا۔ ”کلک کر جی میں سو سو دھ پیکس کو ف
بانے گئے ہیں۔ ایک یہ دیکھئے۔“

اس نے شمیم اختر کے آگے جسے سودھ بہادر کا ایک
نوٹ تھوڑا دیا جسے اس نے منہ دیکھا اور پھر ٹوٹے
دائیں کر دیا اور پھر چھانے لیا۔ یہ بھی خود کشی کا دہ
معلوم ہوتی ہے۔“

”جی نہیں!“ ٹوٹے نے کہا۔ ”اس کی پہچ
چھرا جھونک دیا گیا تھا اور میں پھر سے اسے
کیا گیا وہ زخم میں گھسا ہوا پایا گیا ہے۔ وہ جا
چھرا تھا۔“

”خیر۔“ شمیم اختر نے کہا۔ ”اتن تو
ہوا کہ اس غریب کلک کا قاتل جانی تھا۔ لیکن وہ
کو کس نے قتل کیا۔“ ہر اترو قاتل ہونے کو میں نے
یہ سو سو دھ پیکس نوٹ کلک کی جیب میں رکھے ہی
نے جانی کہ قتل کیا ہے!“

ٹوٹے خاموش سکڑا رہا۔
”اے اس کے مسکرانے کی ایک دھیرہ تھی کہ
آج پہلے ہی شمیم اختر کے ہاتھ میں زیادہ کام
حاصل ہوئی تھی۔“ ٹوٹے نے دیر تک پراسرار
پر مسکرانے کے بعد بولا۔

”اگر میں آپ کو ایک ایسی چیز بھی دکھاؤں
جانی کے پاس لی ہے تو۔۔۔۔۔“
اس نے کوئی چیز لے کر آگے آگے رکھ کر
کو دکھائی۔

دیا گیا تھا۔ جو شی کا اخیانہ پارہ ہونے سے اس کے منہ سے پڑا
خالی آیا۔ جو شی اس کا چہرہ غور سے دیکھنے لگا اور کہا
تو یہ یاد آگیا کہ اس آدمی کو اس سے پہلے کہاں دیکھ
چکا ہے۔ اس کا چہرہ کھنٹ ہو گیا اور آٹھین شلہ جمال
کا طبع سرور ہرگز بچنے نہیں۔

"اچھا تم جو۔۔۔" اس نے گہرا کر کہا۔ بچے
جو اکثر تم کو لگاؤ آدمی سمجھتا تھا۔
منزلت اور وہ ہن گھٹ کے پہرے کھل گئے تھے کہ
انھوں نے سمجھا کہ جسے مرگتے کر کے دے دیں وہ
کئی کئی آدمی نہیں ہے۔

جو شی نے منہ سے مخاطب ہو کر پوچھا "کارٹین
اس کا کیا نام ہے؟" "اورجی۔"

"جی۔۔۔ ہمارے کارخانہ میں لگنے سے
کام کر رہا تھا۔" وہ ہن گھٹ میں تھا اور اس کا گڑا دی سے
بیت خوش ہوں۔ تم جانتے ہو؟ کون سا علاقہ ہے؟
ذرا آگے بڑھ کر غور سے اس کا چہرہ دیکھو۔ یہ تعلیم فخر کے
اور غرور کے گھٹنے کا ہے۔"

جو شی نے بڑی زور سے قہقہہ لگایا اور کہا
تاکہ اس کے دل میں کیلے۔

وہ ہن گھٹ میں لگاؤ آدمی پوچھا۔

"کیوں۔۔۔"

"وہ دانت کو دیکھ رہا تھا کہ اندھا بنا تھا۔"

"کس نے؟"

"ہاں ہی معلوم کر سکتے ہیں۔ وہ کارخانے کا"

ایک کارگریر ہے۔ نام ہے اورجی۔"

"اورجی۔"

"اس کی سیر سے چاہیوں گا ایک گھنٹہ؟"

"اور جی ہاں۔"

جو شی کا چہرہ کھنٹ ہو گیا۔

چلو یہ دیکھتا ہوں کس کی موت نے آواز دی ہے؟"

وہ لڑکے سے باہر گئے اور بال کا پارک کے ایک دوسرے

کمرے کے دروازے پر پہنچے۔ جہاں وہ ہن گھٹ بڑے مستعد

تھے۔ پھر وہ باہر آئے۔

"اوروازہ کو روکیں۔ جو شی نے حکم دیا اور اس

آدھے کے معلوم ہوا۔"

"جی نہیں۔"

"میرے بچے جواب دیا۔" اس نے تو

بیٹے بڑے کی قسم کھالی ہے۔"

دو ہزار کھل گیا۔ وہ رک بیٹھ گیا اور گھٹ کو

تھا۔ اندھا چارپائی پر ایک آدمی چلا تھا جس کے ہاتھ

پر رسیدوں سے جڑے ہوئے تھے اور ان پر کڑا ٹھونس

اتنا جھجکا۔ کچھ۔

"محمد میرا جان! جو شی نے کہا۔ تم کو کچھ

پہننے کی چیزیں ضرورت نہیں۔ اس بارشیم اختر زون

اس کی جگہ ہے۔" وہ کہہ کر اپنے ایک مختصصہ اور ان

ایک تین خراب کی بڑی گھٹے گی۔

ان کا کھانا کوٹھیا جیسا ہیں کی باؤٹھ کی جیسا

کھانے کے جن شخص نے دروازہ کھولا ہے اگر

سیکھتا ہوں اس کا انیکٹر منہ دیکھتا تو فضا فضا

کرے گا کہ پشور رشتہ مند ہے۔ سیکرٹ ہوس کے

دوڑیں اس کی تصویر دیکھنے میں ہو رہی تھی۔

اس وقت شراب کی کئی بوتلیں کھٹے سے قبل

جو شی کی تمام سرسرت پہاڑی پھر تھی۔ اندھا پل کر اس نے

وہ کہا ہے۔ ڈانگ! ٹھیکان آدھم کر۔ جہاں دیکھ

آؤں میرے ہم بھائی ہیں کو کچھ خاص بات کر رہی تھیں

انی منہ آٹھ شراب کی بوتل اور گلاس ڈاکٹر نے لکھتے

کچھ میرے آٹھ منہ آؤ۔

تعلیم میں سرگیاں کو منہ قبول حکم کے لئے نصحت

پڑی۔ جو شی نے وہ کو منہ کی جانب گھڑے ہوئے دیکھ

کر کہا: تم اس کے بارے میں فکر کر رہی ہو جو وہ تقریباً

دس یا تین سال پہلے ہوا تھا کہ اس نے اس سے باتیں کیے

تجربہ اب بھی موجود ہیں کہ یہ چاہیوں اسے نہ گھر گھرا

سکتا ہوں۔ ہن نام ہے مگر وہ۔ تمام سے کوئی پریشاں

اور شراب سے لطف اندوز ہر شخص ہی تھا اس کی انہی

ہے۔"

یہاں میری نظروں سے گزرنے کی جانب دیکھ کر سرور

ان کا گھٹا ہوا دہلے دھڑکی طرف چلا گیا اور ایک میز

کے پاس بیٹھ کر منہ کا اختیار کرنے لگا۔ حقارتی دیدہ

آخر کار کوہ میں آیا۔

"اس منہ! جو شی نے کہا۔ کوئی تانہ خبر ہے؟"

"میں ہاں۔"

"میں! جو شی نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟"

عادل رشید نمبر

ہندو پاکستان کے مقبول ترین اور عظیم ترین ادیب جناب عادل رشید صاحب کی
ادبی خدمات اور فنکارانہ کوشاں عقیدت کے طور پر ماہنامہ الماس، لکھنؤ پیش کرتا ہے
ماہنامہ الماس کے اختتام پر جگہ گھنٹوں ہو رہا ہے جس میں ہندو پاک کے مشاہیر
قابل تہ فخر کا حصہ لے رہے ہیں۔ اپنی کاپی آج ہی مخصوص کرایجئے۔
منبر ماہنامہ الماس۔ لکھنؤ

کچھ سہ ماہی بھی لکھتی

یہ ہر باب اول اول انگہ نہیں ہوں
یہ اس کی نہیں جھکے خبر کو قضا
دیتا ہوں تو تھے قندہ طعنے ہر دہسے
اس سے کہیں میں تکرار سے تو یہ
بچا نہ ہوں کیا میں قسم شام دھڑکے
پہلے وہ نہ تھیں حالت ہوں میں ہم
خدا ہے کہ تم اس میں بھی اگلی پست
مادہ صحرانی سکھ - ایم پی

یہ کس نے کہا ہے کہ وفادار نہیں ہوں
جتنی ہی فکر میں نہیں دنیا کی کوئی شے
بیدار آؤ یہ کسی مدد تو ہوگی
مجھ کو تو خدا ہی کے کرم پر ہے ہر دوسا
دنیا کی فاش سے میں رہت ہوں گریز
آواز تو الفت کا ہے لہ دل بہت اچھا
راستی رہنا چاہتا ہوں اگلو شہر چاکر
تشریف احمد بھی اوجھلادی (دیوبند)

ہر شکوہ کہ محسن مرم یا نہیں ہوں
کیا طریقہ شاہد طبیعت مری ہدم
مکھی ہے رشتہ پر وہ انسان نہیں ہے
لگائی تھے آنکھوں سے چائے تو پلا دے
کرنے کے کشش اپنے ہی نظارہ میں پیرا
فراتے ہی وہ کچھ کوٹا کرے مجھ سے
وادی سلطان پوری احمد آباد

یہ مادہ جانے پہ چلتا نہیں ہوں
ساتی مری جانب میں کیوں گھٹی گاہیں
میرا کہ ترا دست میں محسن بہت ہوں
کیوں مجھ سے وہ دانش کو تاجہ قسم کر
میں دیون نہ دیکھے نے کے دانی

نظام الدین ضمیمہ سلطان پوری

یہ طالب دیہات میں میری نہیں ہوں

اس پر بھی وہ کہتے ہیں وفادار نہیں ہوں
تیرے لئے دوسرا سر بازار نہیں ہوں
اٹھ جائوں ترسہ سے وہ کچھ نہیں
اس کے لئے لہ دل بھی تیار نہیں ہوں
کچھ مجھ محبت سے میں مرشاد نہیں ہوں
پکا یہ ہے کہ ساحل کا طبلہ نہیں ہوں
غم ہائے زمانہ سے میں بیزار نہیں ہوں

ہرگز میں ترسہ جہ سے بیزار نہیں ہوں
دنیا کی کسی شے کا غرور نہیں ہوں
سولی ہوئی قسمت سے میں بیزار نہیں ہوں
جندہ سے کسی شے کا طبلہ نہیں ہوں
دنیا کی ست نعل کا طبلہ نہیں ہوں
انجام سے لیکھ میں بیزار نہیں ہوں
پریشانی محبت میں ہوں کا نہیں ہوں

میں غم اداں سے سبک بار نہیں ہوں
دنیا میں ہوں دنیا کا طبلہ نہیں ہوں
دعویٰ جہ سے میں گنہ گار نہیں ہوں
میں جام و سبکا تو طبلہ نہیں ہوں
اب آپ سے میں طالب دہ اور نہیں ہوں
دیکھو میاں بھی میں جفا کار نہیں ہوں

کیوں پیش دہر بیزار نہیں ہوں
کیا میں ترسہ جہ سے کا بھلا نہیں ہوں
اب کہ کسی غم کا طبلہ نہیں ہوں
میں اس کا نہیں میں اگلا نہیں ہوں
میں نے ہی سمجھا کہ میں حق دار نہیں ہوں

نظام الدین ضمیمہ سلطان پوری

یہ طالب دیہات میں میری نہیں ہوں

دہم میرے تھے جو کچھ بھی میری دفا کا
دیکھو تو مری جرات دہم کو ہنر زو
خدا چہ تھے رہے ہیں فریوں کے بھانسا
اس شہر کی تلواریں کا ہر پیام کھولنا
محمد آجین شرر سلطان پوری

ہر حال میں انسان سے ہوتی ہیں طوائف
انہما رحمت پہ خفا ہوتے ہو ناسخ
اس نور جسم کی ضیا چاہئے مجھ کو
آفت میں مدد ہے مجھے ہزار نہیں ہے
ہر وقت راکوتا ہوں مشاق زیادت
فرغ اچھینروی

یہ کس نے کہا تیرا طبلہ نہیں ہوں
اس اس تو جہ سے قسم کا مجھے نیک
اے موت یہ کس ہے چمے آئیں وہ اب بھی
کیا ان کی بھی نہیں تقدیر میں میری
شکل ہے تو غم اب تو غم دل کا دادا
الطاف اضاہ سلطان پوری

مانا تو الفت میں گرفتار نہیں ہوں
اذانہ دہے طرف کا تم اس سے گناہ
یا آپ کے اذان تو جہ میں کی ہے
اچھا مجھے کچھ کہو کہ برا آپ کی مرضی
طالب ہوں اے الطاف نقطہ ان کے کرم
صدیق شہنشاہ شکر آبادی

ناگہ بظاہر میں طبلہ کار نہیں ہوں
نکرو توں کسی کی میں خطا انہیں ہوں
اب آپ نہ اچھے رہے زلفیں تو کھیریں
مجھ کی ہوئی زلفوں کی بخش پانا چھوڑیں
شہنشاہ کبھی ہے مرے قہر کی دھڑکن
شیخ سلیم سوری

دنیا میں ہوں دنیا کا طبلہ نہیں ہوں
یہ کہہ کہ خدات کی تلواریں کھولیں

اب اس کی نگاہ میں نہیں ہوں
دنیا میں ہوں دنیا کا طبلہ نہیں ہوں
انسا نہیں کہنے کو میں تیار نہیں ہوں
ضمیمہ ابھی آئیں کچھ ہزار نہیں ہوں

کس منہ سے کہوں میں کچھ نہیں ہوں
داؤد میں آمادہ شکار نہیں ہوں
خود شہنشاہ کرم میں طبلہ نہیں ہوں
میں غم دہم سے کبھی ہزار نہیں ہوں
کیونکہ کہوں میں طالب دیہات نہیں ہوں

مجھ سے تری یاد میں بیزار نہیں ہوں
شکوں نے کے آپ سے تیار نہیں ہوں
چلا کہ تو سے ساتھ میں تیار نہیں ہوں
جنت کا تو یارب میں طبلہ نہیں ہوں
خود کہہ لے وہ میں تو غم خور نہیں ہوں

لیکھ فی الفت سے کبھی بیزار نہیں ہوں
دنیا میں ہوں دنیا کا طبلہ نہیں ہوں
یا آپ سے میں قابل گفت نہیں ہوں
میں آپ کے دل کا کئی غم نہیں ہوں
میں اور کبھی شے کا طبلہ نہیں ہوں

یکس نے کہا ان کا طبلہ نہیں ہوں
یہ وہ بھی کہتے ہیں گنہ گار نہیں ہوں
پھر دیکھو میکش ہوں کہ کچھ نہیں ہوں
ہر زمانہ پریشانی کا طبلہ نہیں ہوں
دنیا میں ہوں دنیا کا طبلہ نہیں ہوں

یہ جھوٹی مسرت کا طبلہ نہیں ہوں

گردنہ ناچنے میں کچھ نہیں ہوں

ادب میں اہل اوجہ و تہذیب کے رشتہ دار

شعلہ و شبنم

اپنی انفرادی رعایتوں، سحر طرائفوں اور مدایات کے ساتھ پیش کرتا ہے

سالنامہ

شعلہ و شبنم کے اس خصوصی نمبر میں اردو کے

مشہور آفاق و مستند قلم کار شرکت فرما رہے ہیں۔

سالانہ خریداروں کی خدمت میں یہ قیمتی شمارہ مفت پیش کیا جائے گا۔ اگر آپ بھی سالانہ خریدار بننا چاہتے ہیں تو یہ عظیم المثل نمبر مفت پیش کیا جائے گا۔ نیز قلم کاروں کے فوٹو بھی شائع کئے جارہے ہیں۔ آپ بھی اپنا فوٹو شائع کرانا چاہتے ہیں تو اولین فرصت میں مطلع فرمائیے

آج ہی اپنی کاپی مخصوص کر لیجیے۔ بھٹے صاحبان اپنا آرڈر بلاسی ڈاک بھجوائیں۔

یہ نمبر ماہنامہ شعلہ و شبنم دریا بہ کلاں دلی

ہوئی تھی صفا کی پہلی نعت کے ساتھ
نادر ہیں نفس ہیں مگر ذہن نہیں ہیں
پھر گھر کو تھم پہن کی عکاسی نہ کیا
اس میں دیکھ مائی گالی

میں نہیں کہتا غلط دار نہیں ہیں
جب تک کہ ہیں شہرہ و فتنہ سے
جب کہ ہوتا تھا وطن و قہر کی نفوس
پھر کچھ پہنچے یہ کہیں میں جگہ سے
ساتی جہاں تھے تو انھوں نے جہاں سے
عمر مل طریق جو ہر گز لاری

وقت پتا تھا مجھ کو جو دوسرے الٹی
قلم کار ہوتا تھا وہ وقت و صبر
سہا جی سے ہر جان کا دینا پانچ
مدت کے بعد ملے مراد نیا کی روش پر
نکتا ہوتا تھا اس جگہ سے میں اپنے
قلم کی سبقت

دنیا میں جہاں کا طبع نہیں ہیں
کہوں کہ وہ دنیا میں نہ کئی دنا
جہاں نہ ہو تو شرافت ہے عالی
دنیا کی کچھ بے دلی مجھ کو زلے سے
آہستہ آہستہ

دلوں پہ جس کی ہے کس کا سہارا
مرنا ہی جب ان پر ہر امر مقصود ہوتا
اپنی آہلی سے نہیں ہے مجھ فرصت
میں کھڑی چلی آہستہ

یہ نام یا میرے لئے گارڈن تیرا ہاتھی سزا کا بھی سزا دہ نہیں ہیں

نوٹ: شعلہ و شبنم انعامی مشاعرہ نمبر ۵۲
فول و مول پرنے کی آہستہ تاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۵۷ء
ممبران کے لئے مفت آہستہ تاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۵۷ء
نام
پتہ
.....

چار روپے
ششمار
دو روپے

می

9194F

فہرس

جلد ۱۴
شماره ۵

ہمیدہ آفس

مدیر کلاں دلی نمبر
فون نمبر

FF - 670

عنوان حصہ نظم
حضرت مولانا آبرہہ حسینی گندوی
حضرت شمس الدین محمد یار
ایڈیٹر۔

بکس چین

معاونین خصوصی

جوہر اشہ

خود فروخت پیدا

—

4210

تذکرہ مشہور

اپنی محفل اپنے خودست

نذر عقیقت بخمدت آبراهی

دومستری

انکار

انتباه

جبلہ و جمال

ول کی آواز

خاموشی چہرے (دورپہاں)

تاریخیت

طری مشاعرہ نمبر ۲۵ (مختلف شعرا کا کلام)

قطعات

مفتوں کو قوی

تفاوت خطوط

سن و سال

مرکز قرطبی نامک دور

گلزارِ مرزا ناگ پوری

گوٹرا بیدی اعظمی

میکش ناک

مخبرات التي اكدت

مکتبہ رحمانی - سرگودھا، پاکستان

کادش مریه را که کسی قاجار شکر کند

سید علی بن ابی طالب (ع)

۱۰۰۰

مترجم: محمد رفیع

منزلہ عقلمند

وہی ہے جو ہمیں دیکھ کر ہنس کر کہتا ہے کہ

کتابخانه عمومی

[illegible]

242

اسی زمانہ میں "بھتیجا" کے نئے تراجم بازیجو
میرزا انیس کا جلسہ شہری شادی و شوکت سے ہوا۔ بہت
سے مولوی صاحبان اجلاسے بھی مدعو تھے۔ میں بھی
اُٹھ کر وہاں اس جلسہ میں شرکت کی ہوا تھا۔

سورج و چاند کی پرت سے شہر کا اہر ہم بدلتا
 کہ یہ سلامت رہی اس کے حقائق پہنا نہ شود اہر
 صلی و کدر دلا در جہاں کی نشانی کہ ہے مری
 سب کا لہری راغ، انصافات و قیاسات سے ہر طرف
 ملاقات و مشاہدات سے دریا بھری رکھتا ہے۔ ہمیشہ
 اس کی زندگی عمل و کردار کے بعد ہر گز نہیں رہی۔ اپنے
 ہم جنہوں کے درمیان آئے و فراقوں کا کام آتے
 رہے۔ انہیں خدو خوی ادا جاتی تھیں انہیں جیو
 کا جذبہ و محرم بنا دیتا تھا۔ میرٹھ لکھنؤ میں بھی
 ترقیب و تحریک سے کام نہیں لیا۔ یہی حشر تھیں

معاشرہ زندگی میں یہ تقسیم فریضے کی حیثیت سے
 برقرار رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے غیرت کو اس قدر
 بھروسہ سمجھتا ہے۔ جو دوسرا اسلامیہ ممالک اپنی
 کوششوں کا اثر ہے۔ اس حد سے اس کا نظم و نسق
 سرمد و حرم کے سرور و عروج کے اجماعی نظم و نسق
 مستند ہے۔ جس میں تمام مسلمانوں کو دوسرا ماحول
 کا دورہ بنایا جاتا ہے۔ اور یہی معاشرہ ہے۔ فریضہ کا
 محلہ۔ ہر وقت کے مختلف شعبے ہیں۔ ہر سال کی
 یہ تقسیم کا ایک انداز معاشرہ کی معاشرت سے
 مستفید ہوتا ہے۔ اس کی پہچان ملتی ہے۔ ساتھ
 ہی ہرگز کو اس دور و دامت سے بھی گریں اگر کہنا
 اس حد سے معاشرہ ایک بڑا یا بڑی ہے، اس میں
 ہر شعبہ علم کی کتابیں ہیں اور ہر سال تازہ جلدوں کا بی
 نظم کی کتابیں ہیں۔ اس حد سے قوت حاصل ہوتی
 کے احکامات کا بیشتر بھی قائم ہے۔ حرم کو اس کا
 کہنا کچھ ہے یا نہیں۔

منازلہ کا حیثیت ہے انھوں نے کئی مستحقین کو مرید پر قیام کے اہل قرار دیا کہ پہنچاؤ۔ اس واسطے شبیر بارافقی کے قریبی قلعہ کا یہ جو مشرب ہے اسے سہارا ملے گا، کیونکہ اس سہارا پر اہل باطن اپنے برائیوں پر توجہ نہیں دیتے، جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ نظریہ حیات کا یہ حصہ نہ

ایک مرتبہ اسکا مدد سوا حاکم کی بنیاد پر
 تھا جسکا انتخاب بنیاد پر تھا۔ غرض ایسا ہرگز نہیں
 ہو سکتا تھا کہ ایسی اندک تعداد کا موقع دیا جائے
 کہ صرف اس کے لئے آپ کی کوئی چیز بھیجی جائے
 ذرا دیر کا انتظار ہے۔ اس کی شخصی ضرورتوں پر غور فرمائی
 دینا چاہئے۔ ساتھ ہی شریانی پڑھا ہے

میرا کیلے داتا : ۲

کریں منظور میرا شکر و حافظہ صراط اللہ
 ہے جس سے آوازِ خدا کا یہاں بھی جھگر
 بقول جناب شامیہ قطعہ بیتا کی محبت میں
 سنا آئی۔ حافظہ صراط اللہ راہ میں ہی
 صاحب نے قطعہ سنا۔ ہر وقت دعا کا لگائی
 میں شامیہ صاحب نے کچھ مشاعرہ فرما کر فرمایا کہ

[illegible]

بہت ہی مصلحت سے مفتی صاحب کہہ کر چارہ
 یہی وجہ بات کوئی کہ ان کے پیچھے شخصیت کی
 رد ہیکم اللہ ہی بہت بہت لہا وہ فریق کیا کرتے
 تھے۔ اس امر کا مقصد یہ تھی کہ ان لوگوں کی اس غلط فہمی
 سے کہ وہ بدترین شخص کرتے ہی اللہ مقدر میں نہیں۔
 مرثیہ ہی اہل کمال کا شریعت پر ہونا۔ اول تو کسی ایسا
 ہم ظاہر ہوتے، جہاں ہی اللہ مقدر کی اس کے ہر
 عنصر حق پر ایمان خوشی ہو جوتے ہوا ہر غور و خیر کی
 اس صحبت میں ملنے و مزار کی چٹیاں ہی جیتی، اللہ
 سینہ و موصوفات پر ہوشیاری کی ہرگز لوگ آتے
 ہی ہلتے، اٹھتے ہی ہلتے۔ اس پر بارہ بجے رات تک
 یہ جنتیں گرم رہتی۔

میں نے وہ زمانہ دیکھا ہے، جب جیلنسیر اداوی
 اللہ شکر اللہ کی وجہ سے وکالت ترک کر دی تھی
 کبھی کبھار شعلی یہ شعلی کے طہر بعد ازاں چلے جاتے تھے
 عدلیہ میں۔ مگر یہ ہوتے۔ وہ ہی ہی اہل کمال اللہ تھے
 انہیں تہا نہ چھوڑتے تھے۔ اپنے مافوق کی ہمیشہ
 نیک شریعت سے لڑتے، ان کی ترقی سے خوش
 ہوتے شاہی ہندوستان میں میرے مجرم کلام "ماہر"
 کا اسٹیمپ دیکھا تو بڑے خوش ہوئے۔ میری قیام گاہ
 ہماچل پر درستی کا اظہار کرتے دیکھے ہی دیکھ اظہار
 لکھنا ہی اللہ خوش مزاج ہی تھے کہ ان کے بھائی کا مول
 یہ تھا جبکہ ان کا بار بار لکھنے ان اشعار میں ہی ہر
 کیا ہے

حضرت اہل علم کا بسک تھا ان کا گھر
 دیکھا وہ میرا دل کا اس تھا ان کا گھر
 شاعر، ادیب اہل علم کی قیام گاہ
 لکھتے ہل لڑتے لکھتے تھا ان کا گھر
 اس کے فوٹو وادعا کے لئے ان کے ان کے
 ہاں ہی ہر ایک کے لئے ہر شے ہر شے کی تیار
 ہی ہر شے ہر شے کی تیار ہی کی شاعرانہ شاعری

کھڑکی پر ہر شے ہر شے کی تیار تھی۔ اشعار تھے
 ان کا کہ حال ہوتے تھے۔ خیالات پر کاویہ وہ
 تھے حقیقت پر اندازہ دینا ہی ان کی ترقیات تھے
 اس کے قیامات کی جانب توجہ تھی تھی بار بار لکھنے
 یہ شریعت سوچ کچھ نہیں کہا ہے

اپنے ذکر سے سو قوم کا ذکر لکھا
 غیر کو غیر لکھا کبھی، اپنا لکھا
 ان کی اپنی صلاحیتوں اور جہات افزائیوں
 سے روش کا کل نہ ہو سکتی گی اس لئے چند اشعار
 ضمنی طور پر خاکہ کر لیجئے

زندگی اس طبع سے گزار اپنی
 کوئی قدرت پس منہ نہ کرے
 اس کا سین بھی خاک جینا ہے
 جو کہ امداد استبرائے نہ کرے
 اس کو تو قیر علی نہیں سکتی
 جو کہ تو قیر ہے لہذا نہ کرے
 رجب آدم کی شان میر جین
 عزم کو سہ جاتے اور بکا نہ کرے
 ان زندگی ہی ہے جس میں مل جہنم
 محدود جب مل ہو، بہت سے زندگی میں
 توبہ ہے ہر مردم خالق کی زندگی میں
 اس کی ہی زندگی ہے ہر دن کی زندگی میں
 اور بابت حق کی طرف مخاطب ہی ہے

کیا وطن کو آگے جانے کی حد تھی ہی
 ہر شے کا طلب ہے اب قہر سامان دیکھتے
 خیر و خیر کی چمن ہی اب صحبت آگے
 جو لگے ہیں وہی جو تھے جہاں کچھ
 خون سے اس میں کو تھاپا یا لہذا
 اہل حق مرد میں نہرت نہ پاس
 ہر قوم سے مخاطب و خط لکھتے
 زمانہ کی ہر شے ہی کی ہر شے تھی

زمانہ کی ہر شے ہی کی ہر شے تھی

نہاں لکھتے تھی تھی وہ ہی لکھتے تھے
 کبھی شریعت پر اندازہ دینا ہی ان کی ترقیات تھے
 انہیں ہر شے ہی اب جہنم کی ترقیات تھے
 سنوں کی طوائف کا کچھ احساس ہے کچھ
 میاں کوں بہ لڑتے ہر شے ہی ہر شے تھی
 شہر کوں ہر شے ہی ہر شے تھی
 یہ شہر شہر ہی ہر شے ہی ہر شے تھی
 کے لئے کئے تھے، اور ہر شے ہی ہر شے تھی
 عبادت کے لئے کئے تھے، جیسے دیکھتے تھے تان بیضا
 رہا ہی، دین ہی تھا کافی عبادت کا لکھا، کچھ وہ
 چلے چلے کے تان نہ ہو سکے، اکثر بڑے بڑے کو
 ہر شے ہی ہر شے ہی ہر شے تھی
 ہر شے ہی ہر شے ہی ہر شے تھی
 اجتماع تیار ہاتھ، ان کی صاحبانہ دیکھتے
 اسحق صاحب کی لڑائی پر ہر شے ہی ہر شے تھی
 ذیل خطہ تاریخ کہا گیا ہے۔

لکھتے
 کتبہ روح خزاں
 یا سیم المہمین فدا الجلال والاکرام
 ۸۷ - اجری ۱۳

بلند تھا، ۱۰۰ فٹ بلند الزان دیکھتے

۶۲ ۶ ۱۹
 آہ وہ عالی شان پاک باز پاک ذات
 صاحب اخلاق اعلیٰ، صاحب عقل مسلم
 خوشی، محال و خوش خیال اہل دل اہل نظر
 مرد میلان، مرد ہمت اور دانا و خیر
 قوم کا بانی، خدمت گار ہی ہر شے ہی
 حلقہ احباب میں فخر و شہرہ و قیام
 تھا کہ وہ جس کا ہر شے ہی ہر شے تھی
 جس کی نظروں میں تھی حرکت کی ہر شے تھی
 باقی صفحہ ۱۰ پر

ناردرن ریلوے

۱۸ اپریل میں خندہ ذیل اہم تبدیلیاں مؤرخہ یکم اپریل ۱۹۶۳ء سے عمل میں لائی جاتی رہی۔

۱۔ نئے کنکشن مہیا کئے گئے

- (۱) ۲۔ اہل سین فرنیچہ۔ لہجہ آباد پنجرہ ۱، ۱، ۱، ۱۔ اہل ہے ارت سمر لہجہ آباد کھل پنجرہ کے ساتھ لہجہ آباد میں
(۲) ۲۔ اہل سین۔ این ٹکڑہ آباد فرخ آباد پنجرہ ۱، ۱، ۱، ۱۔ اہل کان پور سینٹرل۔ کاشی پنجرہ (۱، ۱، ۱، ۱)۔ اہل ریلوے کے ساتھ فرخ آباد میں
(۳) ۲۔ اہل سین۔ این ٹکڑہ آباد فرخ آباد پنجرہ ۱، ۱، ۱، ۱۔ اہل کان پور سینٹرل (۱، ۱، ۱، ۱)۔ اہل ریلوے کے ساتھ فرخ آباد میں
(۴) ۱۔ ۱، ۱، ۱، ۱۔ اہل الزادہ اگر آباد پنجرہ ۲، ۱، ۱، ۱۔ اہل آگرہ شہر فرخ آباد کے ساتھ ٹکڑہ آباد میں
(۵) ۳۔ اہل سین۔ اہل شاہ جہان پور سینٹرل پنجرہ ۳، ۴، ۱، ۱۔ اہل آباد۔ مری پنجرہ کے ساتھ مدنہ میں۔

۴۔ نئی ٹرینوں کا احبار۔

۱۔ کے ایمین بنی ڈیزل دہلی کار ہنڈ کش ٹنچا اہل شکر ہستی کے درمیان

۳۔ ٹرینوں میں توسیع

- ۱۔ ج. ۲، ر. ۲، ایچ. ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷،

۴۔ ٹرینوں کے اوقات میں تبہ پٹی

- [illegible]

۵۔ الف۔ ٹرنوں میں ایر کنڈیشننگ

- (۱) اس آپ ۴/۴ ڈیٹو میں گاڑیوں (دہلی کالک) پر جنوی پر کنڈیشننگ ہفتہ میں تین بار کی جاسکے گا۔
 (۲) آپ ۴/۴ ڈیٹو میں گاڑیوں پر دہلی اور دیرہ دکن کے درمیان کل ایر کنڈیشننگ ہفتہ میں تین بار کی جاسکے گی۔
 (۳) آپ ۹/۱ ڈیٹو میں گاڑیوں پر دہلی اور بیکانیر کے درمیان ایک جنوی پر کنڈیشننگ ہفتہ میں تین بار کی جاسکے گی۔
 از دہلی - بمبئی - جھڑ اور ہفتہ
 از بیکانیر - بمبئی - دہلی اور جمعہ

۶۔ ب۔ تھرو سسٹل کوچوں کا اجراء

ایجنٹ کی تعداد	درجہ	ٹرن نمبر	ایجنٹ نام
ایک	I	۳۲/۳۳	بی بی سسٹل - چان کوٹ
ایک	II	۳۴/۳۵	پنجر گاڑیوں
ایک	III	۳۶/۳۷	دہلی - بمبئی
ایک	IV	۳۸/۳۹	دہلی - کوٹ دھار
ایک	V	۴۰/۴۱	دہلی - کوٹ دھار

۷۔ ج۔ تھرو سسٹل کوچیں منسوخ کی گئیں

ایجنٹ کی تعداد	درجہ	ٹرن نمبر	ایجنٹ نام
۱	III	۶۲/۶۳	دہلی - گاڑی دھار

تفصیلی واقعیت متعلقہ گاڑیوں کے اوقات، تھرو کوچوں کا اجراء اور منسوخ گاڑیوں میں جگہ کے درجہ کی ہم آہنگی وغیرہ کے لیے آپریٹنگ سسٹم سے جاری کردہ نام نہیں ملے۔ فرمائیں جو ریلوے کنگ، برزورٹیشن اور گاڑی دھار اور دیگر ایجنٹوں کے ایکسپریس میں دستیاب ہو سکتا ہے۔

چیف اوپرننگ سپرنٹنڈنٹ

اپنی محفل اپنے دوست

انک وہ میں آپ کی کوششیں راقی قابل ملاحظہ۔

ہم قرآن ہے کہ شعلہ و شمع کے بارے میں کچھ کہنا سہل
مکھڑا دکھانا ہے۔ دیکھ کر لاف لگاتے بیچے یا دفرابین
خام ہر وقت حاضر ہے۔

نماز نہ۔ آزاد و قیدی شہا زخمی۔

کرک اڑتے صاحب۔ آداب و نیاز

آپ کے شعلہ و شمع کو دیکھتے ہوئے ایک سال سے۔

ناظر ہر چاہے سالوں کو دیگر سال سے مجھے کوئی لگاؤ

اب تک نہیں پیدا ہو سکا۔ کیونکہ میرے ذوق کی سیوا

دیکھ کر برعکس اس کے شعلہ و شمع کو سننے سے بے بسیوں

کے مطابق ایک عیاری رسالہ لیا۔ لیکن اپنی سلسلہ

کے شعلہ و شمع میں اپنی محفل اپنے دوست کے عنوان

میں عید فانی جسطرے پہنچتی ہے کہ راستہ کو دیکھ کر

حیرت ہوئی۔ ساتھ ہی آپ کا لڑائی دیکھا جو قطعاً

درست ہے۔ نثار وہی ہوئے ہی پر جواب دیا جاسکتا

ہے۔ امید ہے کہ اس سال میں آپ کی خدمات میری

بھی قبول فرمائی گئے۔ فقط

نیا دار آئیں۔ ڈاکٹر قیس بریلوی

بقیہ رسالہ دوم (صفحہ ۷ سے آگے)

دیش بہار، یاد بہار، قوم بہار، ملک دوست

رجحہ ہندو دسم، شیخ نیغین، مہیم

مناقب تمبیا، کاوہ ہرودھنہ کا قیمت

اس میں تھے بھگتہ یار مشفق و یار کرم

تھے دکان میں صفت اول کے بھی وہ سہ ماہ

شاہدوں سے ملتا، حق و فکر، طبع و قلم

گرم خانہ سے رہے عجم جنبش پانچ سال

کرم۔ تعلیم

شعلہ و شمع کے بیت سے شعلہ و شمع کے گزے

ادبی نقطہ نظر سے، راقی ایک عیاری رسالہ ہے

جس سے نظر میں آپ کو کس اس کا خیال نہیں کہتے

نئے نئے کلام کا حوصلہ انسانی کے ساتھ ساتھ نظر ثانی

بھی ضرور ہے۔ میں نے بھی بالورادہ کیا کہ ہر سال

کرم، لیکن وقت نے بھی اتنا وقت نہیں دیا۔ اس بار ایک

قول آپ کی مذکورہ اچھا۔ امید ہے کہ کسی تری افشا

میں شامل کریں گے۔ زیادہ آداب

موجود کیش۔ ذکریلی بھتی

کافی بڑی ہے۔ آداب و نیاز

آپ سے ایک مدت سے شعلہ و شمع کے بند کی ہے

میں کوئی کچھ لکھ کر دیکھا ہے کہ آپ نے کچھ لکھا ہو

نظر ثانی کر لے ہے مجھے میں اس بات پر بھی گولی کھینچوں

کہ ان دنوں آپ لکھنا لادھوکتی ہیں

بلا خط کچھ بھیجے کہ پرچہ میں شائع ہو اس کا

میرا دل سے شکریہ ہو آپ نے حضرت ہاتھ کے

ساتھ میں اضافہ سے کام لیا ہے

شعلہ و شمع ترقی کی راہ پر ہے اس سے کسی کو لگاؤ

جہی نہیں سکتا کیا ہی اچھا ہو کہ کچھ نجات پھلادیں

امید ہے کہ آپ ابھرنا صافیت میں گئے

فصل۔ نذر ہر دیر و مصلحت

میری آداب

شعلہ و شمع کا آئندہ شعلہ و شمع ہی پندرہ

خاص طور سے ناسی کا شکر کا فی پھلا۔ حق و شر

نظر ثانی کریں گے کچھ کا کچھ آگاہ

میں شعلہ و شمع

میری قلم میں تھے وہ باریک بینی سے

میری قلم میں تھے وہ باریک بینی سے

آپ باریک بینی سے، ساکھ قلم و قلم

۸۳ ۱۳ م

آئندہ کا شمار مقبول کر لیں

۶ ۱۹ ۶۲

بقیہ جیتا اپنے ایک اعلیٰ اور ایک عیاری رسالہ

کے لکھنے میں ہمیشہ سائنسہ و فائنسہ میں لکھتے، شاعری

جست افروز حلقہ کہتے۔ کچھ جہی میں بھی لکھتے

سے لیا ہے زیادہ تر قلم و قلم جو اس سے مستفید

فرماتے۔ آج

بقیہ خاموش چہرے صفحہ ۱۰ سے آگے

ایک لاکھ دس لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ

میں ہندوستان کا ہوا تھا۔ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ

پہنچے ہوئے تھے اور سرکاری ہند کی پٹی بھی لاکھ

نظر ثانی کر لے ہے مجھے میں اس بات پر بھی گولی کھینچوں

کہ ان دنوں آپ لکھنا لادھوکتی ہیں

بلا خط کچھ بھیجے کہ پرچہ میں شائع ہو اس کا

میرا دل سے شکریہ ہو آپ نے حضرت ہاتھ کے

ساتھ میں اضافہ سے کام لیا ہے

شعلہ و شمع ترقی کی راہ پر ہے اس سے کسی کو لگاؤ

جہی نہیں سکتا کیا ہی اچھا ہو کہ کچھ نجات پھلادیں

امید ہے کہ آپ ابھرنا صافیت میں گئے

فصل۔ نذر ہر دیر و مصلحت

میری آداب

شعلہ و شمع کا آئندہ شعلہ و شمع ہی پندرہ

خاص طور سے ناسی کا شکر کا فی پھلا۔ حق و شر

نظر ثانی کریں گے کچھ کا کچھ آگاہ

میری قلم میں تھے وہ باریک بینی سے

میری قلم میں تھے وہ باریک بینی سے

آپ باریک بینی سے، ساکھ قلم و قلم

۸۳ ۱۳ م

آئندہ کا شمار مقبول کر لیں

بقیہ جیتا اپنے ایک اعلیٰ اور ایک عیاری رسالہ

کے لکھنے میں ہمیشہ سائنسہ و فائنسہ میں لکھتے، شاعری

جست افروز حلقہ کہتے۔ کچھ جہی میں بھی لکھتے

سے لیا ہے زیادہ تر قلم و قلم جو اس سے مستفید

فرماتے۔ آج

نذر عقیدت بخد مت آبر احسنی

مکاتیبی، ایمیلے (ایک) میں آئی

مشاطہ عروس غزل ہے کلام آبر
ہر زانوئے سے اکل مفضل کہیں ہے
وہ ہے کلام آبر کمال کہیں ہے

اشعار سے چھلکتی ہے مہیا سے زندگی
ان کی غزل ہے انجمن آراء زندگی
سجھلے ہم نے شاعر دنیا سے زندگی
مل کر پکے ہیں عقدہ علم ہائے زندگی

پنے لہری آبر کے انجمن وہاں نہیں
دل میں فرم چن ہے غم شایاں نہیں
دل تلم بندوں میں کیا نہیں ہیں آبر
فن کا وہ فن بخت کے دل میں بھی ہیں آبر
نرم قصومات میں منقش ہیں آبر
ہم ہیں جو ایک ذرہ تو او میں ہیں آبر

بات کوئی راہ نہیں آفتاب ہے
پیری جناب آبر کی فن کا شباب ہے
اشعار میں وہ شوخی معنوں کا نکھار
قصاں ہر جیسے باغ میں وقاصہ بہار
غزلوں سے رنگ ماحول شیلز آشکار
بندش بھی چست ایسی کہ فن کار ہوں شار

ہر ایک لفظ سینہ بہ سینہ جڑا ہوا
گہرا اچھوٹی میں ہر نگینہ جڑا ہوا
ذات جناب آبر ہے مجموعہ صفات
ڈوبی ہوئی ہے رنگ تصوف میں دلی بات
طرز بیان ہے صمدیت آئینہ حیات
شاداب آپ ہی سے ہے باغ نقودات

ہیں ماقبل صاحب سخن آبر احسنی
میں انجمن میں آبر احسنی

روح وادان انجمن فن کا واسطہ
قلب، فراق و تیر کے دامن کا واسطہ
پاسر کا لہ کا پتہ کا قن کا واسطہ
استاد داغ، حضرت احسن کا واسطہ

اب تک شور خام ہے ذوق سلیم سے
مجھ نامکھ کو عقل مذکے کریم سے
چپ ہے زبان غوش مرا آگ ساتھ ہے
زمین سیاہ پوش ملائی ساتھ ہے
دنیا عقل و ہوش مرا آگ ساتھ ہے
طرز بیان جوش مرا آگ ساتھ ہے

ہم عزم نہیں ماہر فن آبر کے لئے
کھنڈے کچھ سبب سخن آبر کے لئے
جو رہا انکسار ہیں وہ آبر احسنی
فن کے جوتاہار ہیں وہ آبر احسنی
اس کا جو نکھار ہیں وہ آبر احسنی
جو داغ کی بہار ہیں وہ آبر احسنی

وہ آبر جہاں کے دم ہے غزل مرغزار ہے
ہم سب کو ان کی ذات گرائی پر ناز ہے
نعت کلام میں ہے نقاب کلام میں
روح ہے فدویہ فطرت کلام میں
استاد داغ کہ ہے سہمت کلام میں
بالکل آئیں ہے فصاحت کلام میں

ہے نگار آبر، کاشیت اسرار زندگی
ہر لفظ میں ہے گرئی نعت زندگی
فن کار دل سے کیوں نہ کریں احترام آبر
کچھ کھیل تو نہیں ہے بخت معتم آبر
چوں سے نذرین ہوئی ہر صبح دہش آبر

دوغز لیں

قاتل اُس بُت کی بات ہوتی ہے
یعنی وجہِ مہمات ہوتی ہے
رحیم کی شب اسے معاذ اللہ
اک تماشے کی رات ہوتی ہے
میری شاہِ گناہ سے واعظ
بے گناہی کو مات ہوتی ہے
قیہ تقویٰ سے شیخ صاحب کو
دیکھئے کب نجات ہوتی ہے
آدمی ہے تو ذاتِ انساں کی
مرجعِ کائنات ہوتی ہے
راست گوئی کی بات کیا کہنا
راستی ایک بات ہوتی ہے
نل ہی جائے گی ایک دن سر سے
بے کسی بے ثبات ہوتی ہے
وہ خوشامد پسند اور طعنے
صاف صاف اپنی بات ہوتی ہے

کچھ ایسے ہی بادل سرچرخ چھائے
بہاروں نے کھایا چمن مسکرائے
طلب ہو جسے دین و دنیا کی آئے
کہ ہم اپنی مسرتی میں کونین لائے
سلسلِ حسن کی شعلہ تابانی
ہماری محبت پہ کیوں آپنچ آئے
اسے جان ہر انجمن سب نے جانا
جسے تیری مغل کے آداب آئے
موتوں کی محبت کا حاصل نہ پوچھو
یہ جس دل میں بیٹھیں خدا یاد آئے
وہاں تک فضا ہنسی سہی پائی
جہاں تک گئے تیری زلفوں کے سائے
کہیں دوزخوں کی کرسنبل بن نہ جائیں
تمہارے اشارے ہمارے کٹائے
نہیں اس سے بڑھ کر کوئی ہے برائی
خدا مجھ کو کفرِ حد سے بچائے

کوثر امدادی

شباب ملت ایم۔ اے

انتباہ

میرے آزاد وطن ہند کے بے حس مردو!
تم سلالات و تمدن کے گھیاں ہی سہی
ہنچ دیتے ہر جوت کو مگرے کے جیڑ
اپنے مال باپ کے تم تالی فزاں ہی سہی

صفت نازک نہیں تم حرم ہوا کے چھو
جنس پابستہ و دمانہ و مجبور ہو تم
غیرت و ننگ و شرافت کے حافظ ہو کر
غیرت و ننگ و شرافت سے بہت مدد ملے

حالت یہ کیا ہوتی ہے دنیائے رنگ و بو کی
لطف بہارِ عالم لے کر میں کیا کروں گا
سلام چور ہا ہے فخر کہیں چلا ہے
نختر زنی میں تیرے ہاتھوں کو ہندو مت
آداب کی ہے حاجت، پیر نذر الفت
انجام عاشق کا اللہ جانے کیا ہو
اے جذبہ طلب دے کوئی مجھے سہارا
جنت نہ ٹوٹ جائے پیمانِ جستجو کی

سار کیوں کا ڈیرا، کیوں کر رہے کا دل پر
اس شہر میں ہے کوثر تنہا شمعِ مد کی

افکار نو

یکش ناگ پوری

طوق و زنجیر میں پابستہ غلامی کی طرح
آہم بر سرِ بازار ہی بیک جاتے ہو
گھونٹ دیتے ہو گلا اپنی تمناؤں کا
سوئے چاندی کے لئے خود پہ تم ڈھلتے ہو

دم تسلیم و رضا چور کے ابھرت کو
بہد پیکار کے میدان میں نکلتا ہو گا
جس نے ہر دم میں ذات کے گراں لہے اُٹے
اپنی ہمت سے وہ دستور بدلنا ہو گا

پر تو حس فانی ہی ہم لوگ
دل میں خود شیدا کھ میں تنہا
خاک پر گل کڑا سماں پر نجوم
سے قدم و در کر جیو خود
فلت آئینہ دل ذات ہوئی
ساری دنیا غلط سمجھ بیٹھی
شاہِ بھلا کے صدمے میں میکش

ختمہ دارِ نجات ہی ہم لوگ

منظر رگانی

وہ چھ سہے ہیں خود مجھ سے کیا چیز محبت ہوتی ہے
ایک لمحے کے لیے اس دل کی دھڑکے جو حالت ہوتی ہے
انفت میں سکون، دل کیسا نظروں کی تسلی کیسا معنی،
بے چین کا عالم ہوتا ہے بے تاب طبیعت ہوتی ہے
جیسا کہ ان کی نیل آہاں ہے جیسا کہ ان کا قصہ کرنا
ایک چوک سدا دل میں آہتی ہے اک مدد کی شہت ہو گئی ہے
دل دل سے بے نظروں سے نظریں وقت کا حال کیا کہنے
دل کتا دھڑکے گھٹکے کس درجہ سرست ہوتی ہے
ہر شے ہدی ہر چیز دی پہلی ہی مگر اب بات کہاں
کہنے کو نظر آگئے ہیں ہونے کو محبت ہوتی ہے
ہونے کو زمانے میں ہونے کو اضافے ہوتی ہے لیکن
وہ چیز نہیں ملتی شہر جس کی کہ ضرورت ہوتی ہے

پیر زادہ اقبال بیجا پوری

خوشیوں کا ہم سے گھر لگیا
دل فریب آرزو میں آگیا
کھول کر دروازہ ہنیم خیال
ناز سے آہستہ کوئی آگیا
دید کے ہوتے گئے مدش چراغ
پردہ ان کے رخ سے چٹک گیا
جب وہ گھٹوئی انکار میں
رک کر دھڑکا بہت گھٹ گیا
آگیا جب ہاتھ میں دواں یاد
سلسلہ حرفان کا مل گیا
دیکھ کر اقبال چشم یاد کو
ایک جالہ زندگی پر چٹ گیا

نکوش حیدری رائے ہدی

بیرادشیں جہاں نہیں ہوتا
وہ جودل میں نہاں نہیں ہوتا
آنسوؤں کو جڑی گئے ہوتے
ماز انفت میاں نہیں ہوتا
چاہتا ہوں کعباں دل کی دھڑوں
مجھ سے لیکس میاں نہیں ہوتا
کوئی تو ہوتا آخر سے کا دھکس
وہ اگر مہرباں نہیں ہوتا

جلال و جمال

مآجر ہنگن گھائی

محبت غم کے ہاں تھی جس گھڑی دم توڑتی ہوگی
مجھ دیوانی ہوگی تھیں آشتی ہوگی
تھیں کھوکھو کہ دیکھ کش کش میں زندگی ہوگی
مجھے مرنے کا غم ہوگا نہ جینے کی خوشی ہوگی
خزاں پر دھن کو دیکھ کر اک آہ نکلی تھی
پہلو تو نہ ملے ہے سن کر آگئی ہوگی
اگر مجھے بھی محبت تھی حرم تو سن کر کیا ہے
بہار ادل جلیے گا اور جہاں میں لاشی ہوگی
یہ بزم ناز جاناں ہے نہ جہیز و قسم کا قصہ
کہوئے تو یہاں مآجر مٹا بھی ان شئی ہوگی

سید عبدالنن شہر مہدی

دو چار سانس لے سکیں اپنی خوشی سے ہم
اتنے تو مطمئن ہی نہیں زندگی سے ہم
ہم کیا کہیں جودل پر گزرتی ہے رات دن
بہلا رہے ہیں دل کو غم بے کسی سے ہم
فصل غم فراق سے دل بیٹھ بنا گیا
غفل سے تری آٹھ تو گئے بے بسی سے ہم
دن تھے کھلی کہ ہم بھی زمانہ شناس تھے
اپنے لئے ہی آج ہیں خود انہی سے ہم
سویاں دایں آئے تبسم بعد طلال
سویاں ان کے دھپ گئے ہیں خوشی سے ہم

تسین طائب۔ بھوپال

نظر چلے ہوئے منہ چپائے بیٹھے ہیں
یہی تو مردہ دل میں سملے بیٹھے ہیں
گھٹائیں یا سکی چھائی ہیں ہر طرف پھر
ہم اس لئے کی تم سے کائے بیٹھے ہیں
زمانہ تک محبت کو ہو گیا پھر
تھادی یاد کو دل سے کھائے بیٹھے ہیں
متاع دل بھی سکون و ستار بھی طالع
کسی کی چاہ میں سب کچھ ٹائے بیٹھے ہیں

دل کی آواز

(تمہاری کیا بات ہے۔۔۔ کہ تمہارے آواز کی آہستہ آہستہ نزدیک آتی جا رہی ہے ساتھ ہی ساتھ مجاری بھی آواز دے رہی ہے۔)

نواب حسین۔۔۔ عجیب! سنتے ہی۔۔۔ وہ جس نے کہا سنتے تو۔۔۔ کہاں ہیں آپ۔۔۔ ۹۔

(مقام پر ایک جگہ رکھتے تھے پھر متحرک ہوئے۔
نواب حسین کے آواز میں یہ تابی (درد و غم) کی جلی

کیفیت ہے)
(نواب حسین۔۔۔ دیکھتے تو کتنی بڑی خوشی کی خبر اس لحاظ سے بدلتی تھی۔۔۔

(اچانک ہیجڑہ دودھ آتے ہوئے)
ماہیہ۔۔۔ اپنی خبر۔۔۔ پوری کوئی آپ نے سر پر کون اٹھا رکھی ہے بات کیلئے آخر۔۔۔ ۹۔

(نواب حسین انجانی خوشی کی آواز میں کہتے ہی)
نواب حسین۔۔۔ بچے سے خط پڑھے۔ دیکھتے تو

مجاری بچے کے کام قدر کرتا تھا وہاں ہے۔ نواب صاحب
ذرا برا بھلا اپنے بیٹے ہادیہ کے لئے مجاری کی ہر کوشش

باجوئے رہ دیکھتے۔ ۹۔
(کاغذ پڑھنے کی آواز۔ ماہیہ جگمگاتے ہوئے)

ہندو کے وقفے کے بعد۔۔۔ ماہیہ کے منہ سے نکلتا ہے)
ماہیہ۔۔۔ نواب صاحب کا اسکے لئے کوشش ہے۔

نواب حسین۔۔۔ ہاں، ہاں پڑھ لیا آپ نے۔۔۔
(چند لمحوں کے بعد توجہ کے ساتھ)

کہے۔۔۔ بیکار ہوں۔۔۔ باپ اس طرح مگمگم
کیوں کھڑے ہیں۔۔۔ ۹۔

(ماہیہ کی آواز میں دھم دھم کی اور خفت پر ہے)
ماہیہ۔۔۔ (رکتے ہوئے) سیکھیں۔۔۔ میرا مطلب

ہے کہ۔۔۔ وہ شاید۔۔۔ وہ وہاں ایک دوسرے کو
(نواب حسین بھٹک کر اپنی جگہ کی بات کرتے ہوئے غور)

نواب حسین۔۔۔ چاہتے ہی۔۔۔ زینر امان کے ساتھ

میں اس کا فیصلہ ہی بدلتی لگتی ہے شننا کے ساتھ
(اچانک کھڑے آواز کے ساتھ ہی نامور قسم کی
موسیقی کا شرا بہت ہے جس سے وہ دل ادا ہونے کا
بیجاں ظاہر ہو رہا ہے۔)

(ادھر میرا سب سے قریبی دوست کے ہونے کو
آہستہ آہستہ کم ہو جاتی ہے تاہم وہ حیرت انگیز
شاعر سے کہتی ہے۔۔۔)

دوسرا سین

سلی۔۔۔ میں نہ کہتی تھی شاعر کے ساتھ ان فیصلہ
کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ مگر ان کے کہانی ہوتی
میری کہیں بھی جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ میری کہانی ہوتی

برادرم بل میں! ادا ہے

وہ خطوط کے باوجود جواب غائب۔ خبر
میں نے نہیں جھٹکنا، ہم نہ نہیں جھٹکنا

کو اچھونوں اور پریشانوں میں ہو گئی۔ یہ
بھی تو سب آفر۔۔۔ خدا آپ پر اپنا دم کرے

آج۔۔۔

”دل کی آواز“ ایک ریڈیو ڈراما

مجرا اور ہیں۔ شہزادہ کی تندر ہے۔
ماہیہ کے آفر میں دینی آواز ہیں۔

آپ کا۔۔۔ عادل رشید

فصل ہے) کہیں آپ کا دل آواز نہیں غائب ہو گیا ہے
آپ اس شاعر کی بات سن رہے ہیں۔۔۔ نہ تھا، مغرب کے شاعر

جو ہماری بیٹی سلی کو دوست کے دل کی بات سن رہے
کھا سکتا ہیں اس کے ساتھ سلی کا یہ بات سن

نہیں کر دیا گاغہ کہہ ہو جائے۔۔۔
(ماہیہ کی آواز میں یہ ہے وہ کھانے کا ادا

بھی۔۔۔ نہ کہتی ہے)
ماہیہ۔۔۔ شاید کھا کر کا ہے بدست

ادھر غصہ ہے قریب گھر کا دل ہے تو کیا ہوا
وہ غور کرتی کہہ گا۔۔۔ تو کی اے۔۔۔

(نواب حسین نے محنت سے سلی کی بات سنی۔
وہ ترن کر رہے)

نواب حسین۔۔۔ ہمارا دل آواز آپ غائب کیجئے
بہتر۔۔۔ محلوں کے فانیوں میں جھڑپوں میں وہ سن نہیں ہوا

کرتے۔۔۔ سلی کی شادی شاید سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔
آسمان ادا میں کا فرق بھی آپ کو نظر نہیں آتا۔

(ماہیہ جگمگاتے ہوئے آواز میں کہتی ہیں)
ماہیہ۔۔۔ غصہ ہے دل سے آپ سوچئے، جیل

ادھر دل آواز ایک جھڑپوں میں تو آسمان ادا میں کا فرق
سنا جاتا ہے۔ شاید غلطی ہو گئی ہے۔ سلی شاید کہ

اپنی زندگی کا ساقی ہانے کا فیصلہ کر چکی ہے۔
(نواب حسین غصہ سے ہاتھ جو کر بیٹھے ہیں)

نواب حسین۔۔۔ وہ جوتی کو ہے فیصلہ کر رہی ہیں

ذہن اور فہم آفرین کا نام ہیں۔ یہ خدا نے
مجھ پر جس کا کار نامہ ہے فیصلہ کرنے پر مجبور
کری دیا۔ ہاں میں نے نہیں ہے۔

شاد۔ مجھے کچھ معلوم ہوا ہے کہ صورت کی
وفا اور اس کی محبت ایک بہت بڑی نعمت کا نام ہے جس
تقدیر کی حضور کا بھی منت میں کہ انصاف نے میرے
لئے حساب آنا حضور کو انصاف کر لیا کہ ان وہ ہم دونوں
کو گولی مارے۔ بعد میں اسے اسباب شادی کر دینے پر
راضی ہو گیا۔

سلی۔ خانہ کبرہ کو وہ نہیں گولی مار دیتے۔

میں اپنی جان۔

اس کا جملہ اوصاف یہ ہے۔ کیا وہ گولی
کو آواز آنے لگتی ہو۔ گولیں کا شور اچھا ہے۔
چلنے پھرنے کا۔ ایک انتہائی جانور قسم کا شور ہے۔

سین تیسرا

اللہ ہمارا خورشید ہے پر خورشید

رہے جو پرانا دوسرا ہے۔

دیوید پر۔ چو نے ہمدردی کی مقدس
سزا کو کٹا ہے۔ اس نے دنیا میں احسان فرمائی
کی ایک نئی مثال قائم کی ہے۔ وہ اپنے اندر ہے اللہ
اپنے خدا قسم کی طاقت کے جوش میں ہمارے ملک پر
قبضہ کر لینا چاہتا ہے۔ یہ خدا اور خدا کی طرف اس
کی پیش قدمی بڑھ رہی ہے۔

(اس کے بعد پڑھتے ہیں جو ہر حال ہر کی تقریر کے
چند فقرے جو اس نے اس موقع پر کہی تھی۔)

سین چوتھا

تقریر آہستہ آہستہ دہلی جاتی جا رہی ہے اس
کے ساتھ ہی ڈھک پر کھانے والے وہ اٹل گئے
"کچھ کر لیا ہے بدیں" کی قصص اور ان کی سند
ہوتی ہے۔

(یہ سنا کہ آگے بڑھتے کہ سلی کی نفرت میں

دلی جاتی ہے اس فقر پر غالب آجاتی ہے۔ کتا
ختم ہو جاتا ہے۔ سلی کہہ رہا ہے۔)

سلی۔ بندہ یہ کہتا ہے۔ آگ میرے

پیادے دھن کی پکار یہ نہیں بکھاتا ہے۔

(وہ تڑپ کر کہتی ہے) آگ ہمارے اس دوست نما

دشمن نے ہماری پیٹھ میں چھرا رکھ دیا ہے جسے ہم اپنا

سب سے بڑا دوست سمجھتے تھے۔ چپ کے چاؤ اللہ اور

کادراغ خواب ہو گیا ہے۔

(بیت سے صورتوں کی ملی آوازیں سنائی دیتی

ہی۔)

ایک آواز۔ سلی ہاں بگنی ہے شاید!

دوسری آواز۔ اے بے فکری اس میں

رہی جو۔ دماغ چل گیا ہے رگڑ کا۔

تیسری آواز۔ میں میں بیٹھ کر یہ آواز۔

چھ بھڑک رہی ہے۔

چوتھی آواز۔ بھگ ہے بھگ۔

سلی۔ ہاں۔ یہ بھگ ہی کہے۔ ہنسی

چین بھائی بھائی کا فروف نے والے سے چینیوں نے

میرے دھن کی آمد کو حضور میں ڈال دیا ہے۔ پینچل

کا مذاق اڑا رہا ہے۔ چار، آج کل نے۔

وہ بھڑکی۔

سلی۔ میں اپنے ملک کے دشمنوں کو کھٹ

چھا جائی گی۔

اوسلی کی ایک تیز رفتاری۔ اوسلی اپنے نام دیتی

پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔)

سین پانچواں

(سلی شاد ہے کہ رہی ہے۔)

سلی۔ دھن کی عزت اور اس کے ناموس کا

سوال اٹھ رہا ہے۔ دھن کی آواز یہ ہے

— اور دھن کی آواز یہ ہے۔ میرے ہم کھن

ملنے چھا دیکھنے کی قسم کھاتی ہے۔

کا ایک ایک نظر بھارت نامی آمد پر توجہ دیا ہے
لے کر یہ لوگوں میں پھرتا رہا ہے۔ میں اپنے دھن کی
آزادی کے ساتھ جوازوں کی خدمت کے لئے نہیں بنے
جا رہی ہیں۔

وہ ملک ہوئی۔

سلی۔ ہمارا بیاد اب اسی وقت ہو گا شاید۔

جب ہندو دھن کی مقدس سرزمین سے اس شخص

چینیوں کے سامنے ایک ڈور کر دینے جائیں گے۔

شاد۔ تمہارا یہ دم قابل غور ہے سلی، تم صبح

میں اس بھارت نامی کے ساتھ دھن میں ہو جس پر

جہاں سلی کی ذہنی سلطنت چاڑھی ہے۔ سلطنت وزیر اللہ

اللہ کی بیگمات کی مقدس رو میں سلام کیج رہی ہے۔

سلی۔ تم ہی جاؤ شاید۔ سلطنت شہید

ہمارا نام پڑا ہے سنگھ، چند شیکر لٹاؤ۔ نیٹنگ جاسٹ

روس اور شہید اعظم بھگت سنگھ کی مقدس قربانیوں کی

یاد آنا نہ کرو۔ جنگ کے محاذ پر ایک اپنی قلعہ

بن جاؤ تم۔ اور بھارت نامی کی پیشانی پر لڑاؤ

فرز کا شیک سجاد۔ ملک کی آزادی پر قربانی کر

ایک ایسا جگہاں ہمارا نشان ہے جاؤ تم بھارت نامی

پیشانی پر جس سے دشمنوں کی آنکھیں بند ہو جائیں

ان کی طرف بڑی آنکھ اٹھا کر دیکھنے والوں کی آنکھیں

اندھی ہو جائیں ہمیشہ کے لئے۔

سلی جوش میں بول رہی ہے)

سلی۔ اب تم پر فرما اللہ خوش چینیوں کی

آنکھیں کھلی کر اللہ ان کے پیچھے پاش پاش کر کے

پیری ان آنکھوں میں بگھپا سکتے ہو جو نہیں بے

عزت ہیں۔

(قدیم کی آواز۔ سلی کے والد صاحب

نواب اسماعیل آجالتے ہیں۔ مابعد بھی ساتھ ہے۔

نواب اسماعیل پر جوش آواز میں کہتے ہیں۔

نواب اسماعیل۔ بیٹی۔ ہندی میں جوش

رہتی ہے۔

”وقیب !“
 ”میرا صاحب شاعری اور موسیقی سے ہے۔“
 ”نہیں ! وہ مختصر میں چاہئے۔“ اور آدنی کی بھی
 سے محبت کرتے تھے۔ گمراہی کلم جوش سے نہیں بٹھائی گم
 جوش سے یہ بدلہ لے کر بے خداتے۔ کیوں کہ یہ دونوں
 اپنی محبت کے انشاء پر ہی قدرت رکھتے تھے وہ ایک
 صورت کے بدل کر بنا سکتے تھے۔ اس پر مالدار کہتے تھے
 اسے خوش کر کے تھے۔ اگر بدلہ محبت کے مذہب معنوی
 اور نرب اور دی گئی تھی اس میں اس میں طاعت اور
 روحانیت کا اس میں جو سمجھا۔ یہ اور دنیا اس کی طبیعت
 پر کئی اور وہ سیکل بن کر رہنے لگی۔

یہ اس کے فکرمقدس بلکہ کھڑکی سے باہر جاتا تھا۔ یہ وہ اس کچن کے لئے کوئی بھی بات نہ تھی۔

چند لمحات کے وقفہ کے بعد وہ پھر ملے بہت سے آدمیوں کے دل بھی فکرم کے ساتھ ساتھ جڑ جڑتا ہی۔ غرور میرا عمر ستر سال ہے۔ تحمل ایک بائیس سال تو حاصل کرتا کر چلا جاتا ہے۔ اسی لئے میں ٹیگس پڑھتا ہوں۔

بل نہیں رہ سکتی۔ اپنے مہم کے ہنسینگے کو میری
 تاثیر کیسے پہچنتا۔ غم اٹھاتا رہی ہیں
 = ہنسوں گا! = نہیں بزرگوں ہی۔ میں تو یہ مہم
 کر کے کے عزیز سے عزیز تھی۔ اب آپ ہجرت
 کر سکتا ہیں ۛ
 = اب تو یہ مہم ہی تمام فرمائیے گا اور کھانا میرے

ساتھ ہاکی ہے گا۔ اس نے پھر سے انداز ہی انداز
 "مجھے خیال ہے اس طرح سے انداز سرور ہاکی ہے
 ہرگز فرقی اس صورت کو نہیں لے کر لے۔
 جبکہ اپنی خاندان کو مہمانت کے لیے ہاکی سے علی
 ہرگز نہ مہمانت کے انداز ہی لے گا۔ اگر کسی ہاکی سے ساتھ
 ہاکی ہی ہے کہ اس میں حرکت لے گا ہاکی ہے۔
 ہاکی ہی لے گا کہ شام ہی۔ ہاکی ہی لے گا کہ
 ہاکی ہی لے گا کہ ہاکی ہی لے گا کہ ہاکی ہی لے گا کہ

یہ سب فائدہ دہا کیا اور اس کے چھڑھو نے پتا
 کہ جو میں چھڑھو ہوں حق کیا اور میرے بعد
 ای کو بہرے دینے وہ اس سے بہت مستحق ہوئی۔
 تب اس نے بدصورت لڑکے کو جو میری شکل چھڑھو
 اٹھا کر کوکے بچا اور چلا گیا اس کے کان میں کہے
 "ہاں۔ ہاں میٹم۔ میں سمجھ گیا۔" وہ بولا
 ہم باغ میں بازو دوڑا کر خوبصورت باغ کا
 درختوں پر چڑھ کر دھڑکنے لگے۔

واقعی ماحول بھی انسان کو مائل بنا دیتا ہے
۱۰۰ یوں ہی بیچ کر کم کر دے ہر باتیں کریں ...
۱۰۱ کل کے مرد بہاد نہیں ہوتے ، ان میں کھڈاؤں
جائزہ نہیں ہوتا ، بلکہ وہ کامداری قسم کے ہوتے
۱۰۲ محبت کرنا نہیں جانتے ، اس کی قدر نہیں کرتے
۱۰۳ اپنی پسلی کو محبت سے اس وقت محبت کرتے ہیں
قیمت ادا کرنے کے قابل نظر کرنے اور اگر وہ یہ ضرور
نہا ہوتا تو کھائی دے۔ نقدہ و نوچکر مچا لے۔

Journal of Management Education 30(6)p.789-804
© The Author(s) 2006

کروٹیا کے ساتھ منتقل کر دیا۔ یہ اس کی زندگی
سب سے بڑی آئندگی جو کامیاب ہو رہی تھی۔ اس غمیز
کارخانہ میں ان کی کڑی کی پشت پر چل رہا تھا۔ ایشیا
کے بہت سے ملک اس کے لیے کامیاب بنائے گئے اور پھر وہ
بالکل تبدیل شدہ شکل میں باہر نکل کر کھڑا تھا۔ سیکڑوں
کارگر یہاں کام کرتے تھے۔ وہ سب مری رہتے تھے اس کے
چنے تھے صرف مائے کو قوت کچھ دے کے باہر نکل کر
بانے میں بیٹنے کی اجازت اور لوگوں کو دیکھائی تھی۔

جوشی کا خوب حقیقت میں بدل گیا تھا۔ وہ کچھ
دلوں کے لئے کامدار بن کر دینا چاہتا تھا۔ اس نے آبی
ہیرا تلاش ہمارے گنبد سے پکا کر لیا تھا کہ اس کا ارادہ
ملدوں کو سہ فخر، ایک ماہ کی رخصت دینے کا ہے
ایشیا کے صنعتی ملک کی پولیس پریشان ہو رہی تھی۔ اور
بنا طرح جرائم کی تحقیق میں جوشی مدد دے اس کے ایشیا کے
غلیظ ذہن سلور سائبر اختر کے اسٹنڈ سیم کی
کارخانہ میں آمدنے جی جوشی کو فکر بند بنا دیا تھا۔ سیم میں
کارخانہ میں کیوں آیا۔ کیا خیرم آخر کو شہر کا سائل
کچن پر مشتمل ہو گیا ہے؟ اس کا کچھ سمجھ نہیں آتا تھا
آخر اس نے پڑھ کر اپنے دل کو کہہ کر لے لے لے۔
"میں آئی اس کے کو سمجھتے ہو مجھ کو کہہ دو گا
دیکھتا ہوں وہ کیسے خاموش رہتا ہے۔"

حلقے کی تساری

شیرم اختر کی نین۔ چاکا کھل گئی اور وہ ہر تن کو ش
ہو کر آٹھ لینے لگا۔ اس کی کچھ میں نہ آتا تھا کہ اس
کے نیند ہانک کیوں آج گئی۔ نام میں ایک جا رہا تھا
غیرم اختر نے سرانے لگے ٹیل پر سے رہا سگریٹ لٹیں
اتھا کہ ایک سگریٹ نکال اور سگریٹ کر کش لینے لگا۔ پھر
وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس گیا کہیں کوئی نہ تھا۔ ہر چہ
جانب سے آواز نہ تھی۔ اس نے ہنسی غیب روشن کیا
اور ایک باغیچہ میں چاروں طرف بگڑ بگڑایا۔ ایک کسی

قسم کی کوئی آہٹ اسے سناؤ نہیں دی غلام کے
کمرے میں وہ نہیں گیا۔ زندگی اسے اس جانب سے لیتا
تھا۔ اس نے گدھاں اس کا دھارہ بھاگ سہا تھا
اور اس کی سرچشموں اس طرف کوئی قدم نہیں لگ سکتا
تھا۔

خوشگدھاں میں چلن اس تھا پھر اس کی خیر کچھ
اچانک اس نے سوچا کہ ضرور اس کے دل میں کوئی خیال
اس قسم کا پیدا ہوا ہوگا، جیسے اسے جاننے پر مجبور
کر دیا۔ اس نے یاد کرنے کا کوشش کی کہ وہ سوچنے سے
قبل کیا بات سوچ رہا تھا۔

پہل یاد آیا۔ وہ بیٹھے ہوئے ٹر بڑا۔
"میں گزشتہ سات ماہ میں چرنے والے واقعات کے بارے
میں سوچ رہا تھا۔ کوہلو کے سینٹرل بک میں دیکھی۔
بیک ان برما کا واقعہ، پاکستان، انڈونیشیا اور دیگر ملک
میں لوٹ مار اور اس کے بعد چڑی کا قتل اور اس کے
بیک کا دیوالیہ۔"

ان واقعات کے یاد آتے ہی اس کا خیال سیم کی
پہلوں کی جانب گیا اور اسے یاد آکر کہ وہ اس سے سیم کا
کوئی حالی نہیں معلوم ہوا، ابھی سیم جوشی کے بیٹے تو نہیں
چڑھ گیا۔

یہ خیال آتے ہی وہ فکر نہ ہو گیا۔ باہر اس کی
قرعہ عالیہ واقعات اور سیم کی جانب مبذول ہو جاتی
تھی۔ اس نے پو سگریٹ پھینک کر دوسرا سگریٹ
سٹکا لیا اور پھر اچانک سارا ماز اس کی کچھ میں
آگیا۔

"افرو!" وہ اپنی چٹائی پر ہاتھ پھیلتے ہوئے
بڑبڑایا۔ کتنے کڑے ہو گیا ہے میرا دل! لیکن کیا
ایسا ممکن ہو سکتا ہے؟ آخر شہر کا کچن کی سائیں
آقا سستی کیوں فروخت ہو رہی ہیں؟ اگر میرے
دلی مدت نہیں تو میں پھر اس کو کال ہیجے
سٹاٹوٹوں کے فریم ورک ماک سے مدد نہ چرتے ہیں

سیم نے کھا تھا کہ فریم سیلوں، برا، پکٹوں وغیرہ
کے چھوٹے چھوٹے ٹھیکیداروں سے ٹکرائے جاتے ہیں
کیا سیلوں سے کیجے جاتے ہلے سائیکل فریموں اور
کوہلو سینٹرل بک کے سات واک کے چھوٹے ڈرافٹ کے
ماتر میں کوئی نقص لگھو ہے؟ پاکستان میں ڈاکے اور
وہاں سے بھی سائیکل فریموں کا تھانہ۔ تب تو یقیناً
مالی ہی میں دھن سے بھی فریم آئے ہلے ہلے ہو گئے
سیم۔ دونوں سے اس کی کوئی پروا نہیں
نہیں آئی اس نے آٹا کر سگریٹ اپنی سر سے ڈالا
اور خون کے قریب جا کر آنکھیں سے ٹھکڑی اس کا
نام سننے ہی آپٹیر لگنے حکم کی تیلیں کی، غمیز اختر نے
سگریٹ سرس کی جانب سے نوکروں کی جھگڑا
بھجوا دیا۔

دماغ کیجے کیا دھنوں سے شہر کا سائیکل
کچن حکم لہو، انڈیا کے پتہ پر فریم وغیرہ کیجے گئے ہیں
یا کیجے جانے والے ہیں؟ جیسے کہ اس سے مدد کیجے
بات پوشیدہ ہے۔ جواب ختم۔ خیرم اختر نے

اس کام سے غافل ہو کر اس نے نا سگریٹ
سٹکا لیا اور فروئے اور نا ہا سوچنے لگا۔

"اگر میرا خیال ٹھیک ہے تو اس بار یقیناً
جوشی کو گرفتار کر سکیں گا۔ لیکن اگر اس کا خطا تھا
تو سگریٹ سرس والے میری حماقت پر ہنسنا
کسیں گے۔"

سیم کی خاموشی اسے پھر پریشان کرنے لگی۔
کیوں نہ ایکسٹرنل کو فون کیا جائے۔ اگر جوشی سیم
کو پھانسی دے تو اس پر فوری آفت آسکتی ہے زیادہ
فوز خوش خیر مناسب کچھ کہ اس نے وسیعہ اٹھا دیا
اور ایکسٹرنل کو کال کیا۔ کچھ بعد وہ فون کی
آواز سناؤ دی بستر استراحت پر سے اسے آشنا
ہو کر اس کا کہنا کہ اس کی آواز ہی طرح سمجھائی
ہوئی تھی۔

”ہو۔ کون ہے بھائی۔ بارگاہِ پیسے
سوں کی نہیں دیتے۔“

”میں شمیم اختر بول رہا ہوں میں!“ اس نے
جواب دیا۔ ”کیا تم مجھے فوراً کم انکم پچاس ساٹھ سو
آدھ دے سکتے ہو۔ ایک مقام پر چھاپہ مارنا ہے۔“
”پچاس، ساٹھ آدھ۔“ اس نے کچھ ہنسنے پر
صاحب ۱۱۔

”وقت نہ مانگنے کی ضرورت نہیں انیکسٹرا“
شمیم نے تنک کر کہا۔ ”میں تعجب ظن میں نہیں چھاپہ مارنا
چاہتا ہوں۔ تم وہاں کے مقامی تھانے سے جو کچھ
آویں، اشتہار کر سکتے ہو جو سوچے پاس کوئی نہیں
ثبوت نہیں صرف قیاس ہی قیاس ہے۔ یہ اگر ایرا
قی سے درست نکلا تو مجھ کو یہ بتاؤ یہ زندگی کی جیسے
جیسا کامیابی ثابت ہوگی۔“

”لیکن آخر صاحب! من نے تاہلی میٹھی
۱۵ آپ خود صحیح ہے کس طرف لکھ رہے تھے رات کے
پچاس ساٹھ سو آدھ میں کے ہر ایک کا منہ پر جھو
کرنا۔ طریقہ یہ کہ آپ کے پاس کس کس کا منہ لکھ لیں
بھی موجود ہیں۔ اگر خدا حافظ آپ کا خیال باطل
نہایت ہوا تو میری کتنی بڑائی ہوگی۔“ ۹۔

”جی اور زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔“
شمیم نے ہنسنے کہا۔ ”اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس کا قتل
بیک آف ہر ایک کے ساتھ اور انگوٹھ کے جیکر چھوڑ دے
وامعات سے ہے۔ شاید کہ ان دونوں واقعات کا
حالی سا ہوگا۔“

”میں اس کے علاوہ اور کئی بات نہیں۔“ ۹۔
انیکسٹر نے ہنسنے کہا۔

”کیا یہ کافی نہیں ہے۔“ شمیم نے ہنسنے کہا۔
”اچھا اور سنو۔ خیال ہے کہ ہم لوگ اس طرح پٹنٹ
برقی کو کرنا کہنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔“

”اے باپ سے!“ وہ جوش میں نہاں ہو کر

”سچ ہے جی۔“ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتا یا تھا
میں ابھی حاضر ہوا تھا۔

”میں ان کے گھر نہ گئے تھے۔“ شمیم نے ہنسنے
”میں میکسٹرین سروس کے انوار اور اچھا دیکھو۔“
شمیم نے ہنسنے کہا۔ ”میں نے وہ سروس
تیار ہو گیا۔ تو وہی وہ سروس ہے۔ میکسٹرین سروس
میں تھوڑے دنوں کے اندر اس کے وہاں دیکھ کر چونک
گئے اور میکسٹرین سروس میں پہلے پہل گئی۔ اس شمیم باسوی
کا کامیاب شیک، شیک کی کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ پڑا
طریقہ کام کرتا تھا۔ لیکن اس کے کامنا میں کی جیسے
محنت کی تھا۔ ہر روز بہت دقت تھی۔ کچھ بار اسے میکسٹرین
سروس میں بڑے بڑے چھوٹے گئے۔ لیکن وہ سروس
کی بندش سے پہلے اس کا ادا نامہ کام کرنے کو ترجیح دیتا
تھا۔ تاکہ حکم بلا دے اس کے کسی کام میں بے جا محنت
نہ نہ کر سکیں۔“

”تھوڑے دنوں میں میکسٹرین سروس میں گئے شمیم نے
اس سے مخاطب ہوا۔

”اے کھلا انیکسٹر! ایک قسم کا جیسے، اگر تم
چار تو اب بھی ایک ہونے کے بعد وہ سروس چار کر
میرا قیاس درست ہوا اور تم جوش کو کرتا کر کے تو کتنی
شمیم کا بیانی ہوگی۔ مجھے تو اس وقت سیم کی جانب سے
خوش ہو رہا ہے۔ اگر کہیں وہ فریب لگا کر جوشی کہاتے
گئے کیا ہوگا تو اس کی کیا حالت ہوگی؟“ ۹۔

انیکسٹر نے کہہ کر چہرے سے پریشانی کا اظہار
ہو رہا تھا۔

”شمیم صاحب! تو سوچئے!“ اس نے کہا۔ ”
کتنی بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ منے سچ آویں کے
ہر ایک کی بات کو چھاپہ مارنا۔ اور پھر اسے پاس کوئی
بڑے ثبوت کی ضرورت ہے۔ میں نے اب انیکسٹروں کو ہدایت
دے دکھا ہے اور آوی پر میں نے ان کو ہدایت دے دیا ہے
کہنے پتا نہیں۔ اگر کہیں ہم ناکام سے تو وہ کتنی نہیں

”اگر تم نے کیا آپ کو کچھ حرج نہیں ہے کہ وہ جوشی
میں ہے۔“

”ہاں جوشی دیکھ رہے ہیں۔“ اس نے کچھ ہنسنے
”جوشی کو شمیم نے ہنسنے کہا۔ ”وہ جی کچھ ہنسنے
ایک انیکسٹر پر کوئی انگی اٹھا سکتا ہے تم وہاں کو تو نہیں
انجمنات حاصل ہیں اور وہاں شک کی بنا پر ہم شمیم باسوی
اور شمیم باسوی کو کچھ کی کٹا کٹا کئے ہو۔ خیال کرو کیا
اب تک میرے ساتھ کام کرنے میں تم کچھ گھٹا نہیں دے ہو؟“
”وہ تو سب شیک ہے۔“ اس نے ہنسنے کہا۔
”کہا۔“ باتوں کے حال کے واقعات سے میکسٹرین بہت
بہم ہو رہا ہے اور وہ کتنے عجیبوں کر رہے ہیں۔ ایسی
صورت میں اگر کوئی فعلی میری جانب سے ہوگی تو مجھ کو
کتنی محنت ایشی کرنا پڑے گی۔“

”اچھا بات ہے۔“ شمیم نے ہنسنے کہا۔
”ہو کر کھڑا ہو۔ اور ہر ایک کو یہ علم ہے کہ
مجھے یہ سب دیکھنا پڑا ہے اس سے اچھا تو میں نہیں پڑ
بھی نہ کہ کا کر سیکسٹرین سروس کے ساتھ کہ پہلے
بیک آف ہر ایک کے ساتھ لاکھ۔ چھوٹی کا قتل اور ہر ایک
کے منہ میں ہونے والی فٹ مار کا مال مسودہ جلی
نوٹوں کی ہدایت۔“ اس نے ہنسنے کہا۔ ”وہ جوشی کو سب کے عظیم
ایک ہی بار میں ہاتھ آئے ہیں۔ اگر اب یہی تھوڑی سی شمیم
ہوگی تو میری قیاس میں مجھ کو نہ لگے گا۔ مجھے ایکے کام کرنا
پہلے آتا ہے۔“

”اے کھلا کھلا کہہ دے کہ اس کی جانب سے انیکسٹرین
نے جیسے کہا ہے کہ لکھا۔“ وہ شمیم صاحب! آپ کو نہ لگے
ہو گئے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میری اس بات کا کامیابی
محض آپ کی امداد کی سرور سے ہے، خدا ہم پر ہے۔“

”جی ہاں ہوں۔ خدا انتظام کر لے گا۔“
شمیم نے ہنسنے کہا۔ ”میں نے کچھ ہنسنے کہا۔
انیکسٹر نے ہنسنے کہا۔ ”میں نے کچھ ہنسنے کہا۔
میں نے کچھ ہنسنے کہا۔“

و کلائی ہوتا آواز بد تھا۔

”تم میری سائیکل کچن میں ام تیلی کر کے کام کیوں کیا۔“ جو شعی نے دریافت کیا۔

”میںم کو جو طرح تم تھا کہ یہ ایک وہیل کی آواز سے جا بڑھے جانے نہیں ارے گا، دوسری طرف وہ کی ایک بات جوئی کہ نہیں بتا جا رہا تھا میں نے شمیم اختر پر عیب آجائے۔ ایک ایک طرف ہی گیا تھا اس نے اس نے اُن کی غرض سے کہا۔“

”تم اُن کا یہ مطلب ہے میں بھی نہیں۔“
”ارے! جو شعی نے ڈپٹ کر کہا۔“ میرے ساتھ
”جیسے آواز کیوں نہ کر۔“ مجھے معلوم ہے کہ تم میرا
مقصود بھی نہیں سمجھ چکے ہو۔ تم نے اُن کی نام تیلی کر کے
میرے کارخانے میں کون بھرتی ہوئے۔ امداد ان کا کام
کر رہے تھے؟ تم نے اُن کا نام اُن کی لکھی تھا؟“

”ہاں۔“
”تم شمیم اختر نے بھیجا تھا۔“
”ہاں۔“

”شمیم اختر کو سنا دیا جانتا تھا تھا۔ جو شعی
نے چھاپا۔ میرے ادھر لکس کے تھے۔“
”ابھی تو اسے ادھر کوئی شک نہیں ہے۔“
”میں نے جواب دیا۔“

”تم نے پھر شرارت شروع کی۔“ جو شعی فرمایا
”اور پھر طاقت سے ایک لانا میرے گھر پر جبار۔“
”شمیم صاحب کو اس بات کا گمان بھی نہیں تھا
کہ شمیم صاحب کی کچن کے ایک تم جو۔“ میں نے جواب دیا
”ابھی تو یہ بات میرے بیان آئے کہ جو معلوم ہوئی
جو شعی کھڑا کہ میںم کو کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا
”اپنی بات کی وضاحت کرو۔“

”اختر صاحب نے مجھے قتلہ بارے میں نہیں
بگڑا تھا سائیکل کے بارے میں کہ وہ ملاقات حاصل
کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ میں امداد نے میںم کو نہیں

جانتا تھا۔ اختر صاحب ناما تھا میںم کے۔“

”اب میںم جو شعی نے کیوں کہ دینے والا ہے اس
پر اس پر اتنا۔“ وہ کہہ کر شمیم نے کہا۔ ”تم نے
بھلا ہوا۔“

”ابھی بات ہے۔“ جو شعی ہاتھ جوڑ کر کہہ
”اگر اب تم نے کئی چال لگائی۔ تو میں دوسری ترکیب میں
وہاں گا۔“
”اگر اب کچھ بڑا بڑا بھلاؤں ہے۔“ شمیم نے
وقت گزارنے کے لئے کہا۔ ”اگر کیا تم مجھے یہاں سے چلا
جانے دو گے۔“

”میں تم سے نہیں ہاں سے نہیں امداد کا ادب ہے۔“
جو شعی نے کہا۔

”میں تم سے پناہ کرتا ہوں۔“ میں نے اس کا طنز
دیکھ کر کہا۔ ”اختر صاحب نے مجھے صحت شوبھا سائیکل
کے بارے میں ہی ہدایات نہ کر یہاں بھیجا تھا۔“
”کیوں۔“ جو شعی نے دریافت کیا۔

”اُنھی سائیکل کچن کے جنرل میجر اختر صاحب
کے پاس آئے تھے۔“ میں نے کہا۔ ”وہ اختر صاحب کو
بات معلوم کرنے پر مقرر کیا چاہتے تھے کہ شوبھا سائیکل
کدام اتنے کم کیوں کہ گئے ہیں۔ اس لئے میںم کا رفاقت
میں کام بھی کر رہا تھا۔“

”پتا کچھ ہو۔“ شوبھی ہوئی نظروں سے جو شعی
نے اسے دیکھا۔

”میں قسم کیا کرتا ہوں۔“
جو شعی کو یقین آ گیا کہ بات سچ ہے۔ اس نے کہا
”میرم نے سزا دے ڈالا۔“
”نہیں۔“ میںم بولا۔ ”مجھے کامیابی
نہیں ہوئی۔“

”پھر تم میرے پیسے میں کیوں داخل ہوئے؟“
”میں نے سوچا۔“ میںم بولا۔ ”شاید یہاں
کوئی دوسرا معلوم ہو جائے۔“ اُن نے کہا تھا کہ اتنی سستی

وقت نہ سائیکل فروخت کرنے میں مٹائی ہوئی نہیں ہو سکتی

”کیا تم شمیم اختر کے پاس کوئی اطلاع بھیج چکے
ہاں۔“

”کیا تم نے اس کے لئے کئی کئی کارخانہ کا نام
میں ہوں۔“

”ابھی سب سے پہلی اطلاع میں نے بھیج دی تھی
ہوں۔“ جو شعی نے فرما کر خود کو ہدایت کی
”اس پر امداد سختی سے نگرانی رکھو۔“ صبح میں تم سے میری
ہدایات دونوں کا کہ اس سے کیا پتا لگایا جائے۔
”لیکن تم تو کہتے تھے کہ مجھے چھوڑ دو گے۔“

”میں نے کہا۔“
”خاصوش یہ صدمہ!“ جو شعی اسے ٹھوکر مار کر

”مجھے ابھی تو ہے امداد کا لینڈے۔ اس کا دیکھ کر میںم کا
گھبرا ہوا کہ میںم میں داخل ہوا

”دنا جلدی چلے پاس۔“ بہت برے خبر ہے
””

مذہبِ حیات

”سکرٹریٹ میں اس کی کیا بات امداد میںم کو پتا
گئیں۔“ سادہ پاس میںم میںم کا سنسٹروں کو دیکھ کر
نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ سنا پڑے اس کے آواز میں۔
”شمیم اختر ایک شرم کے ہزارہ مقامی پو میںم نے
کے انجانے کھم باس پہنچا۔ اس نے بے رحمی کے ساتھ
ایک شرم کو جواب دیا۔“

”ہاں مجھے معلوم ہے کہ شوبھا سائیکل کچن کا
کہاں رہتا ہے۔ یہاں سے وہ میل کے فاصلہ پر شوبھا
نہی ملے گی اس کی قیام گاہ ہے۔ لیکن یہ سب میںم
کیا ہے صاحب؟“

”آئی، جی صاحب نے تم کو ہدایات بھیجی ہیں یا
کہ تم کو میرے احکامات کی پابندی کرنی چاہئے۔“
”ہاں۔“ امداد نے اس کے غم کو ختم کرنے کے لئے
”لیکن۔“ پندت شوبھا دارم شوبھا کو بڑے اہمیت

ہر طرف سے آ رہی ہیں۔ ایک گزشتہ دو چاروں سے باہر
 گئے ہوئے تھے۔ آج کی شام کو واپس لوٹے ہیں۔
 "ہاں مجھے معلوم ہے۔" انپکٹر نے کہا
 "کہ وہ پہلے ہی بیت ہر دو روز ہے۔ لیکن ہم تو گڈ کو اس
 بیت خدوئی کا کہہ تم صلاب کشنر کی ہدایت پر
 کر کے ہر سیرے اسکات کی پابندی کرو۔"

"فرمائیے میں حاضر ہوں۔"
 "انپکٹر نے شیم اختر کی طرف دیکھا اور
 گفتگو کا بار اپنے اوپر لیتے ہوئے شیم اختر نے دریافت کیا
 "یاقم خیر کی سکرٹ سروس کے سابق انپکٹر
 پنڈت تو میرا رام بخشی کا نام سنبھلے۔"

"ہاں۔" انسنو نے جواب دیا۔ "سکرٹ
 سروس کے نام پر۔ ایک ہیٹ بڑا دو صوبہ کہ ایک آٹا بڑا
 برصا شہل انپکٹر رہ چکا ہے۔"
 "تو جان لو کہ شیم صاحب سائل کچن کا لکھنوی
 رہا شہل ہے!"

انپکٹر اندر سے فوجیت سے اچھل پڑا۔ اور
 اسے تپ سے دیکھنے لگا۔ لیکن وہ دونوں کے ہر
 سنبھلے تھے۔ اب اسے معلوم ہوا کہ کیوں سکرٹ سروس
 سروس کا بھرتی کارکن ملے اور ایشیا کا عظیم مفرور
 اختراعات کو دہانے ہیں۔ اس نے کہا۔

"فرمائیے آپ کو کتنے آدمیوں کی ضرورت ہے؟"
 "آؤں جیسے پاس کافی ہیں۔ صرف دو یا تین
 لاگو کرنا چاہئے۔"

اس وقت پریش آئین کی باز آئی میں ایک
 جیسے کر گئی۔ اور آئی میں اپنی دو دو میں جوس
 اس سے اٹھ کر اٹھ گئے۔

"برا! اختر۔" وہ بڑے تھکے ہاتھ داکر
 کہے۔ "میں کیا مصلوب ہے۔"

مطلوبہ نہ ہونے اور یہ حکمت درست تھی۔
 شیم اختر کے انتقال کے ساتھ انہیں تمام واقعات

وہ اس تمام راستہ کو سکرٹس صاحب پر نہیں اٹھاتا
 رہنا ہی نہ گئے۔ انہوں نے کہا۔
 "شیم صاحب! ٹھیک تو اس وقت میں بیت مقرر
 شخص ہے۔ کہیں سیم سے غلطی تو نہیں ہوئی۔"
 "جی نہیں۔" شیم اختر نے کہا۔ "مجھے سیم کی حق
 پر اصرار ہے۔"

"ہر روز کرن بیکار ہے۔ چلے۔"
 "تو ٹھیک اور بدور میں شیم صاحب کے قریب ہیں
 مقامی انپکٹر پر میں اور مدینہ کو راستہ اچھی طرح
 معلوم تھا۔ ان لوگوں نے شیم صاحب کے بارے میں خاص
 خاص باتیں شیم اختر کو بتھیں تھیں۔ مگر جتنے سے
 چھانک پر پہنچ کر کال ہوا کا جوش دیا۔"

گشتی کی آواز سے کہیں سے گھولے دو واڑہ کلر
 اور باہر دیکھنے لگا۔ پھر اسے جھانک لایا کہ وہ بیٹوں
 کو دیا۔ اور پھر اس کی نظر مقامی پولیس کے انپکٹر پر
 پڑی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر غصہ چلے گئے

اس گھٹنے کے سلسلے میں انپکٹر نے ایک بار اسے گزرت
 کر کے چل بھجایا تھا۔ سوچ سگھنے فوراً مدانہ بند
 کرنا چاہا۔ لیکن شیم اختر اور کشنر نے اسے دوسری طرف
 سے دھکا دے کر مدانہ کھول دیا۔ اور ان کے کپڑے کد
 ہاں کر رہے تھے۔ تیرے اسے اندکی طرف بھاگ کر شیم اختر

کے ہمراہ دوسرے لوگوں نے اس کا تعاقب کیا۔ چھ گھنٹہ لوگ
 پھیس کے راستوں سے وہی طرف اٹھتے تھے۔ اس نے
 وہیں سگھ رہے تھے ہی عدالت میں پہنچ گیا۔

انڈیڈی ہاؤس کے وہ لوگ اور پیچھے قیامت کا
 دورانہ بند ہو چکا تھا۔ انپکٹر نے آئی جی مسٹر
 سے کہا۔ "فرمائیے مدانہ قیامت کے بارے میں آپ
 کا حکم دیتے ہیں؟" اور اسے ملتا ہوا کہ روشنی زار ہو سکتا
 ہے۔

"لیکن مدانہ کو اس مد سے سنبھلے۔"
 آئی جی صاحب نے کہا۔ "وہاں طرف سے عدالت کا

معاویہ کیا ہوا ہے؟" وہیوں اختر صاحب نے آپ کی
 کیا مانے؟ "۹۹"
 "جو شیم صاحب کے لئے کافی کام خریدا ہو
 نہیں ہے۔"

"اچھا! اتنے۔" آئی جی پولیس نے کہا۔
 "مندانہ کے مطابق ایک بار گشتی کا کارڈ گشتی اور مدانہ
 نہ کھلا تو مجھ کو آؤ نہ پائے گا۔"

بٹ! دیا گیا۔ اندر کی مقام پر گشتی جی۔ لیکن
 مدانہ نہیں کھلا۔ اسی وقت پر شیم صاحب نے غصہ کر لیا
 تھا۔ وہیں سگھنے کی فیر ترقی آئے سے فوراً ہی وہ گھبرا
 تھا کہ کیوں گھبرا کر ضرور ہے۔ سوچ سگھنے سے بھاگا کہ
 پولیس آگئی تھی۔ اور مدانہ تو دیا جا رہا ہے۔ چھ گھنٹہ

کو ضرور اس سے کوئی غلطی سنبھل رہی ہے۔ اس کا خیال
 سیم اختر پر شیم اختر کی جانب گیا۔ اس نے وہیں سگھ
 سے کہا۔
 "تم ہاں کی غلطی نہ کرنا۔ اور اس کی خاطر
 کو بچنے کے لئے اس میں دیکھتے ہوئے گشتی کو دیکھنا چاہیے۔"

وہیں سگھنے دینے کے لئے کہ اسے پہنچا اور غصے
 بٹ! داکر ایک منشیہ اپنے مقام سے ہٹا یا اور گھبرا
 کر چلا۔ اور اسے مدانہ کے اس پر اندازہ سے دھکا
 دے رہے ہیں۔ اسے ہوا میں کے جرم میں شیم اختر

پر میں کشنر انپکٹر ملے اور مقامی پولیس انپکٹر اور
 مدینہ و فیر نظر آئے۔ ایک بار تو اس کے جی میں آئی
 کہ میں سے شیم اختر کو اپنی گولی کا نشانہ بنائے۔
 نشانہ سے رخصت چلتے ہوئے دیکھ کر شیم اختر

اس طرف بھاگا۔ اسے اپنی جانب بٹھاتا دیکھ کر کوئی
 دیکھ بھاگتا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ لوگوں کے ہر طرف
 اختیاری آئی نہیں ہیں۔ بلکہ اس کی ہوا پر دوسرا

گھبراہٹ ہوئے۔ اس وقت آئے سے وہ اپنی فائر اور
 وہیں سگھنے کے ہوا پر اپنے آئی جی نے غصہ سے کہا
 کہ اگر ایک طرف گیا۔ اور ایک طرف گیا۔

برکاتِ بندوبست کے ساتھ محنت، جتنی بھی ہے، یہ کامیابیوں کے
مکمل تقاضا کے لیے لازمی بنیادیں ہیں۔

پھر وہ اس سرسبز ملک میں جس کا قدر و ثمن ہوا
اس کی ہر گرجا کی آواز سے دایا۔ ہر گرجا میں جس کے نیچے

اسپرنگ کا خاص ایک طرف بہانہ ملنے کا راستہ
کھل گیا۔ عہد اور روشی کے علاوہ ان کے ساتھیوں میں

۱۰۰

اور حکم ۱۴۸ کے تحت انہیں بچہ آباد کیا۔

”تم ہیچ بھلاہ آؤ۔“

وہ اس کے ساتھ دوسری طرف گیا اور اس خفیہ

و منہیں با پیچہ جاں میرے دیو تراغے جاتے

”تم راتوں کے یہاں بیرو دو۔“ اس نے دہریچ کو حکم دیا۔ ”اگر کوئی اس کے پاس سے نظر آئے تو فوراً“

گرفتہ اور دوزخ میں اگلا تا حملہ۔ اگر میری واپسی سے
قبل تھا مہربان ہے بچے تو جان کی خیر نہ گھبرا۔

سب کا پیرا پیرا کر کے لکھ کر پڑھ کر کے

وہ کہتا تھا کہ یہ ایک نیا دور ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی نے فرمایا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جو لوگ کہیں کہیں جہاد کے لئے جاتے ہیں، ان کو اس واقعہ سے بہتر نکل جانے والوں کی مثال دینی چاہیے۔

[illegible]

اسی عبارت دنیویہ ایک بیگ میں بھر کر دوسرے ترخانہ
میں اکابر جوان پانچ چھاپے ہلے تھے اس بیگ کے

[illegible]

ماہنامہ "تقریباً تمام" کی قیادت میں چلیا گیا۔

ہندوستانی شخصیں اس شخص جیسی سے اس کا گروٹس نے بیٹھو میں
ڈال دیا اس شخص سے کہا ۔

”تم میرے ہزارا اہلکار کے ساتھ“
 وہ پندرہ سو اسی سو تیس سو پچاس سو تیس سو

بیکاروں اور مرنے والوں کا۔ جو شہر ہے

میں نے اس سے کہا کہ میں نے جو دیا ہے لیکن
میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

جو ٹھکانوں کی طرح کے ہر ادا پر پڑا ہے۔
 : خانی کے اندازے بند کر دیئے۔ اب یہ ہو گیا اس

کہ میں اپنے جہاں عمارتِ خدادادہ کو چھوڑ گئے تھے۔
وہاں آہ بے اپنے اپنے کپڑے آگاہ کر دے کپڑے

ہفت برسہ جاہرات و فیرو جیہلہ الہ تعالیٰ میں
جورنگ کے جہر و کھا نا و کھل سے کہا ہے تم لوگ

ایک ایک کر کے اس سنگاں کی راہ سے چچے پلے جائے۔
 مانتے ایک سناڑ ملے گا۔ لیکن وہ بند نہیں ہے، اسکا

مے کراے کھول لیں۔ اور باہر چلے جانا۔ یہی
تھوڑے دیر میں آتا ہوں۔“

تمہاں بخیر کیا بچ مت میرا اتنی کہہ دے اللہ اگر می

بانا۔ سناڑ سے باز نکل کر ایک سرنگ نیچے ۴ نیچے
 ۷ گئی۔ وہ ایک سرنگ کی سی دکھائی دے رہی تھی۔

کلا ہے۔ یہ زمانہ شمیمِ اخیر سے نپٹ کر رنجِ آتاہیں
مگر انہیں۔

میں نہیں سمجھ سکتی کہ جس نے جو کچھ لکھا ہے
سننے کا۔

”تم میرا نکرنا کہہ دیجو۔“

اپنی حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔ -

ہر گیارہ - ایک ہجرتی نے اپنا پستول روک کر اٹھائی کر لیا کہ
دوست حالتی ہے۔ جبکہ اوپر آیا تو شہر میں صاف

ملاں ساکھ میاں ساکھ۔ اے معلوم ہو گیا کہ جس نام مبارک
کے قافے میں ہے۔ اے شمیم اختر کی آمد سانی دی
تو کیا معلوم ہو گیا کہ جس نام مبارک کے قافے میں ہے۔

کرنے کا سہہ میں نیچے تہہ ٹانگیں جانا ہوں۔ ہر طرف
عصیان کا ماحول ہے۔ اس لئے خوشی اُسامی ہے نور

۴۔ یہ ہے کہ قمار کرنے کے لئے اس مدت کو
استثنائیت حاصل ہے۔

کھوکھڑے پیر میں سے نیچے آنے لگا ہاڑ سٹاؤں کو
جوش نے مار لیا۔ کوئی شمیم اختر کے شانے کو چھو نہ ہو

نکل گئی۔ جلب میں اس نے بھی اتنا زور سے فارغ کیا۔
جوش ایک قرن بھاگا۔ لیکن ساتھ ساتھ پیچھے فرار کر

گرہیں جاتا جاتا تھا۔ ایک گول قمیص افگری کا پیسلی اور پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ جوشی نے نذر سے

مقبولہ کیا! اللہ شانہ کے کہ تمہیں انتر پرنا کر کیا۔ لیکن
افسوس اس کی گویاں ختم ہو چکی تھیں۔ اس نے بائیں دیوار

میں نے ایک خط لکھا تھا کہ میں نے اسے سزا دی ہے کہ وہ میری طرف سے
میرے لیے ایک گھر بنا دے اور اسے میری طرف سے دے دے۔
میں نے اسے سزا دی ہے کہ وہ میری طرف سے دے دے۔

اچھے گے۔ کوئی بد نہیں دیتے، ہر گے اسے بڑا
 شمیم اختر کو کہہ دے۔ میں تھا۔ ایک جوش کے ساتھ
 میں تھا۔ ایک جوش کے ساتھ۔

ابو بکر ایک فوجی آدمی تھا۔ پھر بھی اس کی عداوت تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ جو شخص بھی اس کی گولی سے زخمی ہو چکا ہے اس نے

اس تحفے کو اپنے مقام سے ہٹایا اور دوسرے کے خانہ کا
استعمال کی غرضوں کے سامنے کھل گیا۔ اسی کی وجہ سے

کہم مراد وہ اس میں داخل ہوا۔ انہوں نے شمیم سے کہا
"انتر صاحب آپ دیکھ رہی ہیں۔ یہ آپ کا خیال کچھ ہے۔"

یہ فیصلہ خزانہ دہلی کے حکام نے کیا کرتے تھے

خاص بات نہیں گفتو صاحب دلی کے کچھ سال بھروسہ
چکے تھے۔ لیکن پھر خوشی کہاں اپنے آئے گا۔

وہ دو گونے قلاب بدلی دکھا دی کہ جس
سراخنیہ صاف نہ میں کی کاش میں میں تو گونہ کرتے

مناش کرنا چاہتا تھا وہ میں جا کی ہوتا رہا شیم اختر
کے آگے تھا۔ کھانے کے زخم سے کافی دور بہ جانے کی

ہو جسے وہ بہت لڑا حال پر گیا تھا۔ آئی کی پر میں نے
ایک بار پھر اسے آرام کرنے کو کہا۔ لیکن وہ باز نہ آیا

آئے مرنے والی کی کہ نہ تھی۔ شیم کو کچھ آگے لڑا تھا
جو تھے جس میں ہاگں ہو کما نہ خداداد گویاں جلائی

تھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ غصے سے جھنڈ
ہوا ہے اس کے غیرت نہیں ہے۔

وہ لگ اس کو میں پہنچے جا رہا ہر ت کو خوش
کہ وہی شعلہ دی جاتی تھی۔ تمام آگات ششحات میں

پہنچے تھے۔ شیم اختر دلی کی انہیں خوشی سے لگے تھیں
"جب وہ حالات کی تفصیل اخبارات میں آئے گی۔

اس کے لگا تو تمام دنیا جھلک رہی ہو جائے گی۔ ہم لوگ آپ
کا اس کی بھی نہیں سکیں گے۔ اختر صاحب! میں کہوں

آپ کا شکر ادا کروں۔"

لیکن شیم اختر کی اتنی تکلیف محسوس ہو رہی تھی وہ
ضحت کا جام تھا کہ اس کو نہ لے میں کی تکلیف ہوتی

تھی۔ اس نے صحت سکا کر دلی کی جانب دیکھنے پر ہی کہتا
کیا۔ اب اس کے پر دیکھنے لگے تھے۔ اگر آئی تو میں بڑھ

کر آئے سہارا نہ دیتے تو وہ گر پڑا تھا۔

"اب آپ کے لئے زیادہ محنت کرنا ضروری ہے
مگر شیم! عدیلہ! آپ آرام کیجئے۔ اور قلاب کا کام

اپنا چھوڑ دیجئے۔"

پھر، پھر شیم اختر دلی کی بات اتنی پڑی کہ
نے اپنے آپ کو صاحب! جس سے پچھلے آپ شیم کو

شیم کی حالت اس وقت تھک اور خراب تھی۔ شیم اختر کی
آنکھیں پھرنے لگی تھیں۔ اسے اس قدر دیکھ کر کہ کما

وہ اختر صاحب! میں اب بھی کھڑی ہوں۔ آپ بے فکر
رہئے۔"

مناش پھر سارے بندہ کو مطلع کیا کہ صاحب
جی توں چلنے کی پیشین گوئی ہے! "

ان پکڑ دھنڈے کو کہ پھر شیم کو شیم سے شیم
اختر کی جانب دیکھا۔

کہہ رہی تھی ایک کا منہ میں خبرو یا کہ میرا پھیلا دی
گرتا کر کہنے لگے ہیں۔

"چلے اختر صاحب! آئی جی صاحب بے
دیکھیں شادمان میں جو شادی ہو رہی ہے۔"

شیم اختر نے سر ہڈیا۔
پچھے آئی کر تار جھٹکتے ہیں۔ یہ ہے جی

کہ نام چند دنوں یا دو گریز کی خاک میں وارت بدلی
تھے۔ ان میں دلی میں رہو مگر میں تھا۔ اس وقت ایک

اللہ کا منہ میں دھنڈا ہوا تھا۔

"صاحب! وہ بدلی سے پڑے۔ ہاں کہ
ایک ٹوٹی چوٹی جو پڑی سے ایک کار بہت تیزی کے

ساتھ نکل رہی تھی۔ اس پر شیم کے ہاتھ پر بیٹھ کر شیم کی جانب
جائے والی مرکز پر ہوئی۔ یہ دو گونے اس جو پڑی کی

فرق کوئی فرق نہیں رہی تھی۔ شاید ڈاکٹر نے اس کو
پہلے لڑا کا انتقام کر رکھا تھا۔ کاریں چلا آئی تھے۔

شیم اختر نے اٹھنا نہ لگا کہ میں ایک لمحہ
ہرگز۔ یہ میں کاریں لے کر قلاب میں دھنڈا چو گئی۔

کب تک خیمہ نہ بناؤ گے

ایک کڑواہٹ نے غلط نہیں کہا تھا۔ وہ تھی اس
دھڑکے ان بات میں شیم کی جھٹکی سے دلی میں

تھک پڑ گیا۔ سیکڑا لگا کی شادی پر انہی کے ہاتھ
شیم پر کہنے۔ شیم صاحب! میں نے اختر صاحب پر شیم کے

ہوا وہ لگتی کی سیکڑا میں تصاویر کی جھلک۔ خوشی کی
وہ تیری میں بہت سے بیروہ جہارت اپنے گئے۔ وہ

ابا کی کھانے نہیں جاسکے تھے۔ انہیں شہادت کی گواہی
لیکن اہمال مسرت جہاں نہیں ہوا۔

بہر حال دلی کی ایک شہرہ دار اور ایک شہرہ دار
پر شیم نے تمام حالات بتائے۔ لیکن وہ دو گونے کا چوڑا

نئی جہاں شیم اختر کی حالت خواب تھی۔ اس نے وہ
جناں بڑی پائی تمام گاہ میں چلا گیا۔ انہیں دلی سے

اس کا سنا نہ کھیرا اور آخر کہ بہتر حالت ہو جانے
پر شیم اختر کو اس کے سامنے ہوا نہ دیا تھا۔

"اس میں خیر نہیں ہے۔ اس نے بیان کیا
ہوئے۔ انہر گاہوں کو کہتا ہے۔ کہ خوشی اور اس کی جگہ

حود نے ایک بہت با نظم اورادہ قائم کر لیا تھا۔ باقی شہر
کے احباب پر دلی کے اپنے اس شہر شیم کو خوشی سے لگے

کچھ پر دلی جہاں اب شیم نے بگے مطلع کیا کہ اس کچھ
کا ایک شہر ہمارا مڈ میں کی آئیں ہمارا قیام دوست

شہر ہمارا خوشی ہے تو میری جہت کا شکلا نہ رہا۔
بگے اس بات پر شیم نے آگے کہا کہ اس پر دلی میں رہنا

ایک دلی سے لگے دلی کے لئے کی کرشش کر سکتا ہے
اس کے شہر شیم اختر نے ہندو پاک اور دلی میں رہنا

میں ہندو لگا لگتے دلی میں رہنا دلی کا مختصر حال
انہیں سنایا اور کہا۔

"ایک بات مجھے خاصی طور پر جہت ہی معلوم
ہوئی کہ شہر دلی جہاں یہ رہنا شہر نے مختلف مقامات

پر لگے ہیں۔ وہ اب چوٹی چوٹی میں ہیں۔ ہمارا آسانی سے
ایک مقام سے دوسرے مقام میں مشکل کی جگہ تھو

لیکن انہیں فروخت کیا وقت جب تھا۔ آپ لوگ
دلی کے جس کو کہ ان کی نقلی تبدیلی کرنے کے لئے شہر

میں خوشی سے لگے ہیں۔ ان کی آئیں میں بلانا نہ کرنا
دیکھا تھا۔

پہلے کے لگاتار سے خوشی میں رہنا تھا۔

جہیز بھیج دیا تھا، مگر میں نے اس سے منع کیا۔ اگر وہ چاہتا ہے تو خود چاہے۔
 میری توہم ان سائیکلوں کی طرف مبذول ہوئی، میں نے ان کے مطالعہ کی تہہ کو شہساز سائیکلوں کی طرح دیکھا۔
 کسی ایک جگہ سے میں آتا، جگہ جگہ ہمارے
 سے دور کے چاہتے ہیں۔ تھوڑے فاصلے پر
 بات چیت ہوتی ہے۔ اس طرح میری توہم سائیکلوں
 کے فریڈ کے حوالہ مبذول ہوئی۔ میں نے سوچا، کیا یہ
 ممکن نہیں کہ مالی مسودہ ان فریڈ کے اندر ڈال کر
 ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکے۔ آپ کو چاہیے
 کریں یہ ہی جتنی چاہیں کہ چڑا اور لوٹی جانے والی
 تمام چیزیں خاص طور پر ہائی جمنٹی میں برساتیں
 کے فریڈ کے اندر آسکیں۔

تمام نامہ نگار سانس دے کے جوتے شیم اٹھوا کر
 بیان سے روکے تھے۔

”مختصر یہ ہے۔ شیم اختر نے بیان جاری
 رکھتے ہوئے کہا: کہ مختلف ملک میں روٹا جانے والا
 مال ان سائیکلوں کے فریڈ میں پوشیدہ کیے مختلف
 مقامات سے منظر پر آ رہی ہے جاتی ہیں۔ اس کے بعد
 ان کی شکل تبدیل کر کے کھلے عام مارکیٹ میں فروخت
 کیا جاتا تھا۔ ایک ایک بات سن کر گھبراہٹ
 ہو گیا تھا۔ یہ نامہ نگاروں نے ایک
 لہجہ ہر گز سوال کیا۔ ان کی چشموں پر لکھیں اور
 سب کی نگاہیں اٹھانے کے اس جاسوس اعظم کی جانب
 اٹھ گئیں۔

”شیم اختر نے اپنی ڈاک سے ایک ٹیلی گرام
 نکالی کہ میں نے یہ حکم سنایا ہے، ہمارے لوگوں سے بری
 سوانح رسائی سطر ڈالنے شیم اختر کے بارے میں
 بھیجنا۔ اس نے کہا تھا۔

”آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے جبراً و کراہاً

کلاس کی مدد سے سوانح نگار اور سائیکلوں کے
 تمام فریم جھڑک کر منظر پر لائے تھے
 ایک دیکھتے ہی۔ ان کے اندر پیشہ لاکھ دیکھ کر
 کے ٹوٹ لگے ہی اور اندر سے پر معلوم ہو کر وہ
 لڑائی ہو کر پڑی تھی اپنے جیک کے دیکھتے نہیں
 تھے۔ لیکن اس کے بعد ان کے نقل کر دیا گیا تھا چوٹی
 کے جیک پر وکیش جیسا تھا اس نے تمام صفحہ دادوں
 اور موجودہ کو ان کی رقم دیا اور دیکھنے کا اعلان
 دیا ہے۔ آپ کا کام ہمارے ملک پر۔ ڈوٹ
 شیم اختر نے اس کا معقول ختم کر کے مزید رکھتے
 ہوئے کہا۔ ”صاحبان۔ اب آپ لوگ۔“
 ”لیکن اختر صاحب! ہمارے بارے میں آپ
 نے جوئی اور دوسرے بارے میں جوئی تک کہ نہیں بتلایا۔“
 ”افسوس! وہ لوگ جو نہیں لگے جاسکے۔“

شیم اختر نے کہا۔ ”یہ زمانہ باتیں کرنے کا زمانہ
 نہیں ہیں، لیکن آتا لیجئے وہاں ہوں کہ بہت جلد آپ
 دو گھنٹہ اس کی گرفتاری کی خبر سنائیں گے کہ لاہور
 آئے۔“ اور شیم اختر نے کہا کہ تاہم۔ ”!۔“
 ”کیا آپ کا خیال ہے کہ جویشی سے چوٹی کی
 قتل کیا تھا۔“ سوال ہوا۔

”شیک، جیک کہا نہیں جاسکتا۔“ شیم اختر
 نے اٹھ کر اٹھ کر کہا۔ ”ہر طرح بات ہے شہ ہے
 کہ اس نے نہیں تو اس کے گھر کے کسی کو نہ چوٹی کی قتل
 کیا تھا۔ اس نے خود کو نہیں کی تھی۔“

اس کے بعد کے چوٹی کے وطن پر کر حضرت
 ہوئے اس شیم اختر نے سکھاتے ہوئے یہ سگریٹ سٹاک
 کر سیم گنا اور دی۔

”میں نے وہی صورت دیکھی تھی جو سیم! ام از کم
 ٹکاؤ میں فرصت ہے، پھر دیکھتے ہیں۔“
 ”سیر کی سارا سیر کا اسی طرح کا اسی طرح سرت
 جھلکے گا کہ اورد۔“

بقیہ دلی کی آمد (صفحہ ۲۵)

کے مطابق میں نے ہمارے جبراً و کراہاً میں حیرت
 تھانہ کے طور پر دے دیا ہے۔
 عابد۔ ”آپ کی کا جبراً و کراہاً میں کی صورت
 سے لہو! ام! اٹھ نہیں ہے۔ بشیر کے جبراً و کراہاً
 میں ہیں ہی اور دلی کی آمد عزیز بری چاہتے ہیں۔
 سلی۔ ”دلی میں فرار ہی آپ کا
 ناپائیدار ہے۔ یہ سچ ہے، جگہ میں نے اپنا سارا
 جی کیا جبراً و کراہاً میں اپنے دلی کی صورت کے۔
 حکومت کو سونپ دیا ہے۔ یہ اس ہزار کشتی میں
 دے کر آ رہا ہوں۔ یہ سیر دلی کی آمد تھی ہی۔
 (سلی کیا دلی خوشی سے لگی ہوئی تھی)۔
 سلی۔ ”آپ نے بہت اچھا کیا! افسوس۔“
 بہت اچھا کیا۔ کاش کہ آپ کی ہزار اچھا
 آج ہمارے اسی دلی کا ہر شے اپنی مال کے لئے
 سب کچھ کرے۔ اسے یہ سب کچھ کرنا چاہئے۔
 اور دیکھتے ہیں یہ تو چوٹی کے ہے۔
 سارے جہان ہے اچھا ہندوستان ہمارا
 سارے جہان اچھا۔

شرقی کی تیز لہریں آہستہ آہستہ تیز آ رہی تھیں

لوگوں شعاع شمیم اعلیٰ مشاعرہ فخر
 فزل موصول ہوئے کہ آخری تاریخ ۳۰ اپریل
 مصرع طرز۔ یہ ذکر میں کو کچھ عیش ہے دلی
 شمیم قزاقی۔ نہیں روایت
 نام
 لہجہ پتہ
 نام

زیر ترقیب ساتھ دے گئے اپنے جہان کا
 نظم و نثر اولین فرصت میں لکھ رہے، تاخیر
 دے ساتھ جہان کی شہادت ہے یہ لکھ رہے ہیں۔

طرحی مشاعرہ نمبر ۲۵

معصوم طرح
محبت لغزش آدم نہیں ہے

سوانح شریف
حضرات
مولانا ابوالحسن علی Nadwi
شفات گلیساری

غزل کے ساتھ نوک انشائی مشاعرہ یا اس کے متبادل
چار آٹھ کے ٹکڑے ضرور ارسال فرمائیں

شش دلی کو تر کوئی

نازک امین شکر آبادی

سکون کا بزم یہ عالم نہیں ہے	اندھیرا روشنی سے کم نہیں ہے	محبت کی قسم تو کم نہیں ہے	خدا کے فضل میں ہر چہ بول
جہاں کی ہر عمر کا کم نہیں ہے	نکا و دوست اگر ہم نہیں ہے	نکا و طفت کی بھی ہے ضرورت	نکا و طفت کی بھی ہے ضرورت
پیشانی برق کو ہونا پرے کا	ترا کا فرستم کم نہیں ہے	انسان ہی تو ہمیں زندگی بھر	انسان ہی تو ہمیں زندگی بھر
ہمارے ساتھ روئے کا ملا ملنا	جلدی آنکھ ہی پر نہیں ہے	ترکی محنت کی مشرت گاہ	ترکی محنت کی مشرت گاہ
مری محنت کی محنت کو نہ سلجھاؤ	مقداری زلف کا یہ تم نہیں ہے	سفری کا بغیر عزم کال	سفری کا بغیر عزم کال
دناؤں کی کاغذ ہے مجھ کو	جفاؤں کا محار کی تم نہیں ہے	ہے الفت ادلی کا زلف ناؤنگ	ہے الفت ادلی کا زلف ناؤنگ
برائے مصیبت بہت ہے گھر گھر	نہ سمجھو یہ کہ اس کو تم نہیں ہے	مصدقہ قریب سبائی بیٹھ	مصدقہ قریب سبائی بیٹھ
دعا یاد دی			

زائد ہے محافظ تم نہیں ہے	مزا و یار تو برہم نہیں ہے	چلے ہی آؤ تا ب تم نہیں ہے	کوئی دم میں ہمارا دم نہیں ہے
صدقہ دولت کو میں اس پر	غم جان کی دولت کم نہیں ہے	دعا ہے ہر دم یاد ان کی	بڑی نعمت ہے ان کا نام نہیں ہے
کون سچ میں کیوں کیجے میں بھرے	منا و انگ و کچھ کم نہیں ہے	پادشہ وہ تو پھر میں کیوں نیل وں	شراب اور خاں ہے سم نہیں ہے
محبت نظریت آدم ہے عہد م	محبت لغزش آدم نہیں ہے	میں اپنی جہ کسی پر نہ دبا ہوں	تھاری ہڈی کا غم نہیں ہے
گناہوں کی ہے دنیا میں تزلزل	کسی کی زلف تو برہم نہیں ہے	جہاں گر جائیں گے گھ جہاں کی آگ	مرحہ آندھی ہے مشنم نہیں ہے
ہندوں میں جی قلب ناؤں میں	گردا ہاں سق تم نہیں ہے	پریشان حال ہے پھر کیوں زمانہ	مزا ان کا اگر برہم نہیں ہے
کاشی راہ پر کیوں رہنا کو	منا و انقبض پاکہ کم نہیں ہے	کسی کو کیا غبر میری فقیر	شونہاں سے صدقہ کم نہیں ہے
صدی مشنم شکر آبادی		شیر احمد جی اچھا	

نہیں ان کی نظیر تو کم نہیں ہے	مجھے تو ان سے الفت کم نہیں ہے	کون ہنس کوئی ہوم نہیں ہے	ہماری جگہ کسی کچھ کم نہیں ہے
شراب مشنم سے گھٹا جاہا ہوں	تو پھر کیا ہے اگر ہر نہیں ہے	حوادث کی مسلسل پردہ میں	ہماری آنکھ پھر میں تم نہیں ہے
سرت اس کو کچھ حاصل نہ ہوگی	میر میں کو کوئی غم نہیں ہے	پریشانی ہے نظام زندگی	نکا و یار تو برہم نہیں ہے
جلائد اپنے ہاتھوں کیوں نہیں	نکا و برق ہی کچھ کم نہیں ہے	میر سے غم محبوب مجھ کو	میں اب دنیا کا کوئی غم نہیں ہے
مجھ کو کہہ دیے تم نے شاید	محبت لغزش آدم نہیں ہے	نہ جہر کا زلفاں نہ دے تاں	ابھی ذوق نظیر علم نہیں ہے
پیشا پھر گئی ساق کی تفسیر	کہے خاتمہ کا وہ عالم نہیں ہے	مصائب ہی اگر دوا طلب میں	تو میرا صدیقی کم نہیں ہے

فطرت میں ہی ہے محبت
انہیں تو کچھ تھا زخم نہیں ہے

ہر جہاں غمک آگ میں غم ہی نہ کر
کہاں تو کچھ اب غم نہیں ہے

محمد بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم

اگر دل کی تھلاقم نہیں ہے

عیشہ سرحد کا اسٹیشن صاحب

کس کا تم کس سے کم نہیں ہے

کون کی ہے بناؤ تم نہیں ہے

نہ اسات کی کج کہ تم نہیں ہے

اگر تان ہی اپنے آپ ہے

تھیں کی کیا ہمارم نہیں ہے

قیامت ہے کہ تم کی نہیں ہے

عزیزہ کوئی پریم نہیں ہے

دو شہرے سے اسٹیشن ان کا

علاقہ فباں برم نہیں ہے

پہلے دے پہلے ہر دم ہے

مگر بری کریم نہیں ہے

جولن جاچکی آیا بڑھاپا

قدم ہلکے ہیں دیم نہیں ہے

افرشوں کا عالم نہ پرچو

شال شعلہ و شعلہ نہیں ہے

روا نفوس میں کوئی اور ہے

اگر جیو عمل نہیں ہے

غلبہ کا یہاں کا قصور

مگر دود جگر کج نہیں ہے

تا دیکھی سینے سے کایا

کی کا شکر نام نہیں ہے

کون کی کھٹے دانا ہے چین

مگر کس کا انجیم نہیں ہے

ہاں شیش کا ہے پیٹ یاد

ہیں سنت مرم نہیں ہے

نہ کہہ کہ دل کا زخم اے دست

مگر میں کوئی برم نہیں ہے

مجھے دیکھو را بڑا دکھ

تری نفوس میں شاد تم نہیں ہے

دیکھ ہے غلبہ شہم نہیں ہے

غلبہ اس میں کج دیم نہیں ہے

بہت دھوا رہے رنگت کا رستہ

عالم ہوش کا عالم نہیں ہے

سودہ جیو جیو ان کا دس

مادر کوئی شعلہ نہیں ہے

اسے سلام نہ کاتھو کھڑی سے

کہ دل کی روشنی کج نہیں ہے

اٹھل کی کو دھجے درو کسیر

مگر یہاں کج نہیں ہے

نام ہے ہر گم ہے

ایک روشنی کی دیم نہیں ہے

انجیرا ہے ہر منزل کہ کیا تم

مگر ساتی ایجی برم نہیں ہے

انیدے کشی ہم نہیں ہے

محبت نفوس آدم نہیں ہے

محبت کہ نہ اراہم ہوس دس

دھل میں کوئی شعلہ نہیں ہے

خیر کس کو اسے کج نہیں ہے

جولن آسودہ شہم نہیں ہے

شعلہ ہر اے کیوں کج نہیں ہے

کون ساتی کوئی ہر دم نہیں ہے

روشنی کا ہوں تنہا سالنہ

روشنی دہری کی نہیں ہے

اگر جیو نفوس ایجی دانی

مگر دیکھت کا عالم نہیں ہے

دیکھ نفس دیکھ نفس دیکھ

برفوش ہوں عذبت کم نہیں ہے

دھم دیکھ ہی اس کا تم نہیں ہے

ایجی اک آکھ کی جیم نہیں ہے

بڑھاتا ہر کج فزہ بیس میں

قیامت ہے شہم کم نہیں ہے

تسلط ہر طرف ہے نفوس کا

مراشیدہ کی نام نہیں ہے

شاؤ لاکھ میری مسرتوں کو

مناں اسٹیشن کی کم نہیں ہے

ہاں محبت میں ہے طوفان

مگر پہلے سادہ عالم نہیں ہے

نوازش اب ہی ان کی کم نہیں ہے

محبت فزونی آدم نہیں ہے

دیکھ ہے بندے کوئی سے

مگر سادہ عالم نہیں ہے

عیشہ سرحد ہے وہ میری نفوس

کون روشنی کوئی ہر دم نہیں ہے

محبت نے جس کج دیا ہے

مجھے تنہا یوں کا حتم نہیں ہے

کم فزہاگر ہے زاد لہن کی

زہ قسرت ہوں کم نہیں ہے

طے ہے ان کے دیکھ پاس ہائی

کم ہی ترا کج کم نہیں ہے

مجھے کجھت یوں جاتی ہے ساتی

یہاں کوئی شریک کم نہیں ہے

کہہ دیکھے دانی دل نہ شہرت

محبت فزونی آدم نہیں ہے

محبت آدمیت کا ہے زور

کرم کجھ ہے تیرا کم نہیں ہے

انسان انصاری سلطان ہری

اگر تیری نظر برم نہیں ہے

مسند یکیں ہے تکیا بہا دوس

کون میرا شریک تم نہیں ہے

ہر دم پر مسکراہٹ تم ہی انجیں

عیشہ سرحد ترا حکم نہیں ہے

ہر سال کیلئے نظر آتا ہے دانی

مرا دانا جگر کج کم نہیں ہے

کجھ کس کو میں انساہ حتم

کس کی عذبت کم نہیں ہے

پیشانی میں دل اکھ ہر دم ہے

علاقہ یاد فزہم نہیں ہے

کجھ کس کو میں انساہ حتم

عاجم عشق عاجم نہیں ہے

نہ دنیا کا دانت سے فزہم کج

کہہ دانا جگر کج کم نہیں ہے

نہ کیا جاتے جلا کیفیت حتم

ایجی دنیا میں اتنا کم نہیں ہے

یہاں دانی دے کم کو کج

دانا یاد کا عالم نہیں ہے

نظری دل کی عظمت ہے یکج

پہنچا راستہ بنا۔

”تھوڑے اندر دیو کا کیا بنا۔“ سکوت
لٹ گیا اور اندھیرے میں آواز بھر گئی۔

”بی۔۔۔۔۔ انڈر ویا۔۔۔۔۔“
”بی۔۔۔۔۔“ ہوشیارانی روض کی طرف قہقہہ لگاتے گئے
”گھبرا پنا پنا کھوئی یا گھبرا پنا“ اس بات سے
اندھیوں میں اس کے عجیب و غریب قہقہے دیر تک
نیکر داتے رہے۔ پھر وہ بھری ہوئی سانسوں کے
دھمکیاں لگاتے گئے۔

میرے ہونے والے نے بھی پوچھا تھا، بیٹا انڈر ویا
لکھیا تھا۔ اندھ بھی پوچھتے تھے۔ انڈر ویا کا کیا بنا اور
اس پوچھنے کا مطلب تھا یہی جو کچھ انھیں
طاقت کی باتیں، تم اس وقت کہا رہی ہو یا نہیں؟
یہ بھی گھنٹی پوچھنے کی بات ہے۔ جھلا کمانے نہ گولی
۔۔۔۔۔ میری پوزیٹو ماں، دو بھائی، امداد ایک بہن
زندہ کیسے رہیں گے۔ ان کل میں ملازم نہ ہو، لیکن
میں کا کتنا ضرر ہو گا۔۔۔۔۔ ویسے پہلے مجھے بھی انڈر ویا
کا انتظار رہا کرتا تھا۔ لیکن جب یہ انتظار بھی بدلتا
پہنچا کہ کیا ایک بیٹھا ہو گیا اور فلسفی کے دستے میں
لہرے چھیننے میں سرے ایک چھوٹے بھائی کو رہا
عزم کر دیا تو میری آنکھیں کھل گئیں، میرا شعور جاگ
پڑا۔ جھوک جاگ پڑی اور احساس کی مساکت لہر لپ
پھوٹنے لگی۔ پھر میں کہنے لگی، اب ہم خوشحال
ہیں۔۔۔۔۔ اس کے قدم تیزی کے ساتھ آگے بڑھ گئے
اور وہ اندھیروں میں گم ہوتی جا رہی تھی۔

”کیسے سو۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے دیکھا۔
ایک لمحہ کے لئے وہ دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت
کے آثار نمودار ہوئے۔

”اب جس کس طرح گھماؤں۔۔۔۔۔ پھر اٹ
دولت کی قیمت کا اٹھارہ دیکھ کر تم میرے ہر جھوک
دے گئے، چلتے ہو آگے اور دیکھنا کب سے ذلیل

را کا کہو گے لیکن مجھے میں ہے۔ میری بڑی ساری ماں
بھائی بہنوں کو زندہ رہنا ہے۔ اس لئے کہ وہ ان کا
مسکندہ بیٹھ ہے۔ یہ راستہ کھولنے کا لئے اندھیرے جہنم
دیکھ رہے ہیں اس میں میں نے کتنا بھلائی، جملہ وہ اندھ
جو میں کسی لڑکے کے جھگڑے میں مبتلا ہوں کی یاد میں میری
ہلکا آٹھ بھائی کھینچنے کی خواہش رکھتے ہیں، زندگی سے
بیزار اور تھک رہنے کے بعد جہنم کا نام اگر جرات ہے
تو میں اس خیال کے تحت تیرے ہونے میں نے سوچا تھا
ہرگز اور کھلاؤں کی طرح میری انگلیوں کی مکنتیں پھر
جلنے لگی۔ میرے خاں کی کئی تحریر ہو گئی، لیکن ان کی
اور انوں کے پسند کرنا سخت کی آواز نہ بھرنے
جو کچھ اس طرح پہنچنے والے کہ اس کے بعد میرے
ہو گئے۔ یہ بات کہ اندھیرے جہنم کو دیکھ رہا ہوں، ان
اندھیروں میں مجھے بہت کچھ فائدے رہے۔ اس جوان
اور سنبھل جسم کی بدولت، جس پر کچھ کا ایک روکا ہوا
ہونے والا تھا، لیکن آج میں یہ حق ان سب کو بائیں
میں جھگڑے دویر میں دیکھ رہا ہوں، ایسے ہی صحت
تیار ہونے کی کوئی فکر نہیں، میں پھر میرے چاہتے ہوں
نہ اندھیروں کے لئے جو آج میرے زیر سایہ پر مددگار ہوں
جو کچھ دیکھ بھال، پڑھنا کھانا اور پر دان چڑھانے کی
ذمہ داری بھجور ہے۔ شاید تم پر بھی یہی ذمہ داریاں عاید
ہوں گی، اگر تم کب تک قدرت کا انتظار کر رہے۔ یہ
یہ اندر دیر۔ یہ ایسا فٹنٹ کیسی ہے۔ یہ کال میٹر، ٹیبلٹ
کا طبیعت سب کچھ دیکھ ڈھکوسلہ ہے۔ ہمدردی، تسلی
اور امید کے جھوٹے لئے بھگتے ہیں، تم بھی اب سلاخ
کا انتظار کرتا چھوڑ دو۔ ان اندھیروں میں میں چھوٹا
ہوں، محنت بکتے شرب بیجو، ایک دیکھ بھال کی پیاس
تکلیف دہانے کی پھر تھوڑا سا دلدل اندھیرے جاتے گا
تم ان کے لئے دلدل آگے، میں بھی اندھیروں میں بڑھتا
چھوٹا کھگے خوشم ہو کر بہت خوشی، تھکنا۔
بہت دیکھنا، بہت سنا، بہت کچھ دیکھنا، دلدل

بند ہو گئی تھی۔ میں نے بھوکا گھر پیچھے دیکھا۔ وہاں
جا چکی تھی۔
بہت دیر تک وہ اندھ بھری صورت سا کھڑا رہا
۔۔۔۔۔ ان کی کئی کئی نیلے آواز میں پھر کھٹکنا کا صر
اندھ رہا تھا اور وہ شرب کی محنت ایک سفیدی چادر
اپنے دامن سے ڈرک کر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
کے ہونے لگی ہوئی پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
چھوٹا تھا جسے اس میں شرب کی کئی ایک بھری ہوئی
ہوئی۔!

ابراہیم کی اصلاح (صفحہ ۹ سے آگے)
میں محنت صاحب کو، دیر دیر تمام سارا فرقہ کھانے
وے اندر بے عمل ہاتھ ہے۔

(۱) غم کی نگر اور بھرا اور شرب طفت، تمام تو بھر
کو بھر، یہ بھرا ہی فضول دے مل اس کے کہنے ہے۔
مٹی ڈرا۔ راز فم، یہی ان کا تیل کا ہے
(۲) ”تو قفس سے بھاڑ کر، تو کون ہے؟“ شرم
فائل کا انہار کرنا چاہتے، آشیانہ کو چن سے قوی، اسطرح
بانا سے نہیں، بانہ پھول دالے وہ خند کے بعد کو کہتے ہیں
اگر پھر اب آشیانے یا فیل کی جگہ لگے گی، مگر آشیانہ جگہ
کی ڈھونڈ بقیہ دیکھنا سے متعلق ہے۔

۱۰ کشش کی نگر اور نہ تھی، ”میں شرب تھا مومن نے
رات دوں کھانے میں وہ صفت فارسی دھند کا طفا
ان کے درمیان ہونے، نا جان رہے، تھوڑی صفت فارسی
امانت نہیں، ”فارسی“ اور ترکی یا ایک ناگہ ایک صفت
یا ایک فارسی ایک ترکی یا خاص صفت، ”دو عربی صفت کے
درمیان وہی جا چکی ہے۔ وہ ہندی یا ایک فارسی ایک ہندی
دھند کے درمیان جس میں رات وہی کالانی
تھا کہ ہمارے ہاں چال ہے۔

تو ابھی مجھے

میت کا نہیں میں طہیں احساس
خدا مالک ہے خود کشف کا میری
جہاں میں آدنیٰ کا میں من کی
وہ منزل کس طرح ہائے کا پھرتی
موت و شہادت

مہانت میں ہی کوئی غم نہیں ہے
اسے انہاں بھی کچھ اور کچھ
محبت میں جو جینا چاہتے ہیں
محبت میں نہ ہب میں دنیا
پریشان کیوں پر دل خود میرا
اسمیں دلچسپ ایک لہری

خدا کے فضل سے اب اس جہاں میں
وہی ہر لمحہ اکثر طوفان حق
وہی گوئے وہی الفت ہے ایک
طہانت کی گہرے دل کے
ہے کیا دور آیا ہے جہاں میں
موت

وہ نہ مدد ہے کہ ہر
وہاں ہے مگر اسانہ سب کو
ڈھک آئے ہی آسوی جہنم میں
جہنم کی پناہ نہ ہوں پر
دیکھیں کسی کو آسودہ و پناہ
میرا ہی شہر سلطان ہوں

میت کے حس کا کم نہیں ہے
نہ عشق میں دل تو جھکا ہے
آئے کیا خاک منزل ہاتھ آئے
پہاں میں ہی اس گمشدہ میں ہیں
آجہاں نہ دیکھو تم شر سے
کتاب انصاف، جیل ہدی

آجہاں نہ دیکھو تم شر سے
کتاب انصاف، جیل ہدی

وہ دل قہر ہے وہی کہ نہیں ہے
ڈورے ناخدا کہ غم نہیں ہے
کچھ غم کا اپنے غم نہیں ہے
امادہ میں کا مستحکم نہیں ہے

اگر ایمان مستحکم نہیں ہے
عجب دنیا میں جہنم نہیں ہے
انہیں غم کا کوئی غم نہیں ہے
محبت فزونی آدم نہیں ہے
مری راہ طلب پر غم نہیں ہے

ترانہ ہے تو کوئی غم نہیں ہے
جہانت کا جہاں پر غم نہیں ہے
ہر گل تھا کہ وہ عالم نہیں ہے
کسی میں آگ آتہ دم نہیں ہے
فرہنگ کا کوئی ہدم نہیں ہے

زادہ یا قریب غم نہیں ہے
تھاوی آنکھ ہی پر غم نہیں ہے
اگر شادی نہیں، اتم نہیں ہے
چرخ گئے کہ اگر زخم نہیں ہے
کوئی اس مدد کا غم نہیں ہے

چراغ عشق میں دم نہیں ہے
جس سے سر جہاں غم نہیں ہے
کوس کا حرم میں غم نہیں ہے
کوئی آسودہ شہن نہیں ہے
کسی کو کار ہے وہ کم نہیں ہے

ہے کیا مدد ہے جو کم نہیں ہے
غایت آپ کا ہے کم نہیں ہے

کہاں ہے منزل جہاں ہے گی
وہ ساحل پر کھڑے ہی دیکھتے کہ
وہ شہر کہ اب کون ہائے
آئیم اسدی بھائی ہدی

جہاں ہے فیض تیرا کم نہیں ہے
قراے دوست ہے طرز تقاضا
جھلک جلتے چشم تر ہے آنسو
نہاں لڑائی کھڑے کہ آپ اس کو
آئیم ان اکھنڈ پر ہی نظر میں
ظہر تہا

جو دیکھا آنکھ میری غم نہیں ہے
تو جہاں کی ہم پر کم ہے درد
محبت ہے خبرت آسودہ نیش
رسلے اور ہی طلب لیک
بزرگ آستانہ یاد مستحکم
ہمیں ناز اس ایک لہری

کہاں اس بات کا ماتم نہیں ہے
خدا ہے غم سے ہی جو قسم سوا پر
چاہے لے کے کچھ کو اس کے مدد پر
ہے گا جو مری قسمت میں ہو گا
ہے فائز دستور زمانہ
عبد الغنی، جگر ہدی

جو گھر جلتا ہے غم نہیں ہے
وہ سرسری نہیں کہنے کے قابل
میں تو اس کے دوسرے پر ہے جھک
مدد کو کیوں پہنچ جاتی ہیں غریب
دیکھ کر گھبراہٹ وہ جو بچتے ہیں
کالہاں نشت تر شہر ہر کھن

جہاں دل شاد ہو رہ کہ کسی کا
ہر جہاں آجین محبت
ہر اس کے جیس صوفی ام ہن

امادہ آپ کا مستحکم نہیں ہے
اب اپنے ڈوبے کا غم نہیں ہے
پر جہاں ہی ہی کا دم نہیں ہے

نکس کوں سا عالم نہیں ہے
ماتے کو کچھ کچھ کم نہیں ہے
اس کے کوئی غم نہیں ہے
ہمیں دل ہے جام غم نہیں ہے
کسی کا گیسو ہے ہم نہیں ہے

وہ کچھ کچھ کوئی غم نہیں ہے
ہماری دانتاں ہم نہیں ہے
محبت فزونی آدم نہیں ہے
جہاں شہر و شہن نہیں ہے
جہاں میری کہیں جہاں نہیں ہے

کوئی دل شاد اور غم نہیں ہے
کچھ ایسا کوئی غم نہیں ہے
فریب اور دہی کم نہیں ہے
کچھ تو دیش دیش دیکھ نہیں ہے
کوئی اپنا شریک غم نہیں ہے

کوئی دنیا میں ایسا دم نہیں ہے
جو تیرے سنگ پر غم نہیں ہے
مگر راج نہیں مستحکم نہیں ہے
جو ہم میں ہاں ہوں کا غم نہیں ہے
انہیں بادش کا کچھ غم نہیں ہے

حقیقت میں ہے وہ عالم نہیں ہے
کوئی غم مرا غم نہیں ہے
ہمیں خدا ہی کا غم نہیں ہے

ہمارے واسطے تیرا جتنا بھی راہنہ ہے جو آجائے نہ نشہ جہاں اللہ خالق و معبود و مقرر ستہ پہ پہاڑ ہیں پھر بھی ہے شکر ہوئے کچھ اس قدر ہم تو گر غم پہاڑوں عشق کی منزل پہ تنہا جنت ہے وہ صبر و صفا و خالق کہیں دلا جیتے وہ کس سے اندر لگا کر دیکھ لے	بھائے آسمان سے کم نہیں ہے فرشتوں سے بہتر بھی کم نہیں ہے مستقیم میرا غم نہیں ہے کہ وہ مخلوق میں غم ہی غم نہیں ہے کچھ دیر رکھ ہی ہم نہیں ہے محبت فرشتوں آدم نہیں ہے کوئی مرض کوئی غم نہیں ہے	سے ہی نور کس کو حال دل کا مقرر جاسی و بندہ دی نقدے گیونڈ کا بری بھی ابھی امید ہے آنے کا ان کی ہیں ہیں صبر و ایام اب تک قفس کو لے کے اڑ سکتے ہی لیکن چھوڑی و شیم و تیر و فرشتہ ابھی دنیا کی مدد کم نہیں ہے ایک صحت پیہم تم سے کیا ہو گفتار مصیبت ہے زمانہ میں بدبختی پہ اپنی لہری ہوں عمار اخیر	یہاں اپنا کوئی ہم نہیں ہے جائے ناگہاں سے کم نہیں ہے جہاں آرزو دم نہیں ہے توہ ان کی ہم کم نہیں ہے نہاڑے بانڈوں میں ہم نہیں ہے	ایک دم دیر ہم نہیں ہے تھکا جیو کا پیہم نہیں ہے گھاس کا نہیں کچھ ہم نہیں ہے دل و روم کا نام نہیں ہے	وہ غم ہی خوشی سے کم نہیں ہے کسی کے پاس وہ غم نہیں ہے وہ کچھ اور ہے آدم نہیں ہے یہاں کوئی شریک تم نہیں ہے	وہ غم ہی شریک تم نہیں ہے اگر بنیاد مستحکم نہیں ہے نہیں ہے تو خوش پیہم نہیں ہے اسی سے آشتی مل نہیں ہے جہ غم کا اپنے غم نہیں ہے	شب غم ہی کوئی ہم نہیں ہے وہ دنیا میں کیا کچھ غم نہیں ہے کچھ دشواری کا غم نہیں ہے مرے دل کی گھن کچھ نہیں ہے	شب غم ہی محبت کم نہیں ہے کچھ دنیا میں صدمہ نہیں ہے بہنو یا لاکھ غم نہیں ہے	بھائے آسمان سے کم نہیں ہے فرشتوں سے بہتر بھی کم نہیں ہے مستقیم میرا غم نہیں ہے کہ وہ مخلوق میں غم ہی غم نہیں ہے کچھ دیر رکھ ہی ہم نہیں ہے محبت فرشتوں آدم نہیں ہے کوئی مرض کوئی غم نہیں ہے	بھائے آسمان سے کم نہیں ہے فرشتوں سے بہتر بھی کم نہیں ہے مستقیم میرا غم نہیں ہے کہ وہ مخلوق میں غم ہی غم نہیں ہے کچھ دیر رکھ ہی ہم نہیں ہے محبت فرشتوں آدم نہیں ہے کوئی مرض کوئی غم نہیں ہے	بھائے آسمان سے کم نہیں ہے فرشتوں سے بہتر بھی کم نہیں ہے مستقیم میرا غم نہیں ہے کہ وہ مخلوق میں غم ہی غم نہیں ہے کچھ دیر رکھ ہی ہم نہیں ہے محبت فرشتوں آدم نہیں ہے کوئی مرض کوئی غم نہیں ہے
--	--	---	--	---	---	---	---	--	--	--	--

محبوب کی محبت مسک
مہرین آئین غازی ہدی
باجانے متراج زندگی کو
ایں چوں دی دل ہے دیار
آسودہ ساحل نہ ہوں گے
ہاں اس زندگی کی کشمکش میں
ماہر چلے گا
میت واپس محبت کسی کا
دل کو چھاننے کے لئے اب
یتیم میری زندگی پر
ماہر فریب آور ہو
ن سلطان ہدی
محسن کوئی ہم نہیں ہے
جانے اچھے بہتر سے کب
کا جزل مقصد تم کو
لے متے ہراساں کس لئے ہو
انہی شہر سلطان ہدی
ہے دل کو اپنے دھم نہیں ہے
ن تو سب مقاصد کی پیہ
م تقدیر کا بھی مجھ پہ شاد
ہاں محسن غافل بھی بری ایم پی
اورے حسن کی زنجیروں سے
لہذا جام بھی گردش میں ہیں
بے ہے کسی سے اب بھی خاک
بسم علوی کہیں
بالگیں پہ روایا کوں آکر
دہلی آئے ہیں گیسو کو اپنے
مگر سورتی
ن اپنے دل کو پاؤں دل نہ مجھ
و کھر کرانہ
ہوئی نکلیں سے چشما غم

غم اور زندگی کہ کم نہیں ہے
چھ حاصل سوا دھم نہیں ہے
مگر پیو سا دہ عالم نہیں ہے
وہ جو کے بازو میں دھم نہیں ہے
خیال مرد شاں بھی کم نہیں ہے
بچے رسوائیوں کا دھم نہیں ہے
مرا آئینوں میں پائی کم نہیں ہے
مرا دل ہے ناز و غم نہیں ہے
یقین تو ہے مگر علم نہیں ہے
مرا کی شریک غم نہیں ہے
میرے عشق میں اب دم نہیں ہے
مرا اہل علم مستحکم نہیں ہے
میت اب کی تم پر کم نہیں ہے
کہیں کا اب کوئی مرم نہیں ہے
کسی کا کوئی بھی ہم نہیں ہے
ن جانے آگاہ کیوں کم نہیں ہے
یہاں کی کی کا غم نہیں ہے
مردانہ دھم کم نہیں ہے
مگر پیو سا دہ عالم نہیں ہے
ن آئینہ قطرہ شبنم نہیں ہے
نظام زندگی بہم نہیں ہے
اگر وہ بتلائے دھم نہیں ہے
مگر تو خزان بہم نہیں ہے

کٹش بیگم گھاٹی
شب غم کا قہر کو غم نہیں ہے
مرا دل بھل کر بھی نہ بھولے گا
اسٹری میں نشتر صدیق بی بی
محبت ہے حیات عادی
محبت ہے بے بار زندگی
اقبال پنج
محبت ایک پلا اٹک مجوں
محبت کو بھننا بھی ہے شکر
دیکھو راز کھرا شہر دوری (کہیں)
سوائے محبت کے پھر نیک
خدا کی دین ہے نئی غم
محبت ایسا دیا غم نہیں ہے
محبت کو دکھنا کم نہیں ہے
نکلیں کوئی بھی عالم نہیں ہے
مگر اس کا بچے کم نہیں ہے

خود نوشتہ پوری

قطعات

دین و دھرم کے ہم ذاتی ہیں
کسی بے دین سے نہیں ڈرتے
مگر کائنات کے سرور میں کے لئے
رومیر میں سے نہیں ڈرتے
مختیوں کو نہ لائے خاطر میں
تیرگی کو نہ تیرگی
زندہ رکھنے کا حق ہے خود
موت ہی کو جو زندگی ہے
مگنا و فضا بدل جائے
میرے دل کا خار غل بدل
رات کٹتی نہیں کسی صورت
مسکراؤ تو رات کو گل بدل

مصرعہ طرح انہی مشاعرہ نمبر ۱۵۰

چراغ ہم نے بجائے ہوا کے رستے میں

ہوا سوا قرائی کے رستے میں روین

فزل و مصل ہونے کی آخری تاریخ و سامی

مگر تو خزان بہم نہیں ہے

٤٢٢

002

919 42

فہرس

۱	راہجہاں جی اور دو کا مستقبل	۱	بید آتش
۲	دین اور سپاہی	۲	دیر کھالہ دلی تمبک
۳	دو غنیزیں	۳	دون بھر
۴	انکار نو	۴	۲۲۰۶۲۵
۵	چین کے محلے سے متاثر ہو کر	۵	نگراں حصہ نظم
۶	فریات	۶	حضرت مولانا آجما حسن گیتوی
۷	سنبھری تلوار	۷	ناظم مشاہد
۸	جہاں و جمالی	۸	حضرت شفا گو الیاری
۹	کالہ پٹی کے کپڑے	۹	ایڈیٹر
۱۰	خود کشی کیوں	۱۰	بل جین
۱۱	پانچ چاند بھر	۱۱	معاذین خصوصی
۱۲	بھٹی کا پیغام	۱۲	محمد ہر ہاشمی
۱۳	خطوط زہاں	۱۳	خود خوش ہادی
۱۴	سجھانا	۱۴	قیمت
۱۵	دلی مشاہیر و نبیوہ	۱۵	۲۵ نئے پیسے

ایستاد شریفی باشد و توفیق پیشرو نیل پر شکوه و پیوستگی چوب که در شعله آتش به سبک و سحر است

اجسٹھان میں اردو کا مستقبل

میں نے یہ سچ سچ لکھا ہے کہ اردو کا مستقبل
 اردو کا مستقبل ایک ایسا ہے جس سے ایک ہرگز نہ
 صرف اردو میں آگاہی اور تعلیم و ترقی کے مسائل
 متعلق کا جائز مطالعہ تھا بلکہ ایک آزاد مملکت میں غیر مشروط
 ہونا چاہئے۔ یہ بات سچ ہے اگرچہ اردو اجماعی فیملی کی ثابت ہوتی
 کہ ہند میں لادینی (سیکولرزم) حکومت کے استحکام کے
 لیے بھی موجودہ حکومت کی طرف سے کسی واضح سالی
 پالیسی کا اعلان نہ کیا گیا۔ کیونکہ ہندی کے قومی زبان ہونے پر
 دینے والے کے لیے یہی دستور ہی ہندی اور سامانی زبانوں
 کی حیثیت کے بارے میں مختلف مکتبہ خیال اور فہم والہ
 افکار نے ہر ایک شروع اور ربط کی۔ اس سے اس
 خیال کو تھپتھپاتی ہے کہ ہندی کی ہر گز جہاں ہند
 مکتبہ کی حیثیت مشتبہ ہے، جنوب میں حد اس سیکولر لاء
 مطبق کی جاتی ہے اور شمال میں پنجاب سے ہندی سے
 تعلق ہے تعلق کا اظہار ہر ایک خیال کا جین جو ہست ہے
 اور انگریز سیاسی مقصدیات کے اس کے طاق رکھ کر
 عقل سلیم کا فیصلہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ ہندی
 کو اکثریت کا مثبت جواز حاصل نہیں۔ اب کیا راہ چلانی
 آج ہمارا ہر دور اور ہمارے ہر نسل کا نگرانی ہے کہ یہاں کے بیانات
 اور نظریہ خیالات ہندی کی موجودہ متعین پالیسی کے
 خلاف عملی اصلاحات احتجاج ہیں۔ اور اگرچہ بنگالی،
 تامل اور گجراتی سرکاری حیثیت کے لیے ایک خاصہ زبان
 کی حیثیت سے اس کی آئینہ پوزیشن کیا ہے۔ یہ سچا
 مہل کے سامنے ایک پیچیدہ مسئلہ اور ہمارا تعلیم
 کے ہر طبقہ حضوں کے مسئلوں کے پیش نظر ہندوستانی
 معاشرہ کا بنیادی سوال ہے۔ ایک ہی انداز ہے کہ
 ہند میں حیثیت لابی جامعیت نہیں ہے۔ اور
 ہندوستانی عوام کے جذبات کی ترجمانی سے معقول ہے
 ہندو اسے واحد اور گمنام نہیں بنانا چاہتا ہے۔ میں نے
 ان مختلف اور متضاد خیالات کو سامنے رکھ کر یہ کہہ کر
 اردو کی ادبی اور علمی اندازت پر بحث کی ہے اور میرے

آج بھی مختلف ادوارات پر غور کرتے ہیں۔ آل انڈیا
 ریڈیو نے اردو شعبہ نشریات کی طرف سے کام کر رہا ہے
 جس کی سرپرستی کے فرائض وہ خود صاحب فرما رہا
 ہے۔ راجستھان میں آل انڈیا ریڈیو کی شائع
 ہے۔ BARNAR سے جس کا چھوٹا کوارٹر
 ہے۔ بے پردہ ریڈیو اسٹیشن سے اکثر دہلی
 اور دہلی کے خطوط اور افسانوں کا پھلکارا جیٹا
 جاتے ہیں۔ موجودہ ہند کی صورت حال کے پیش نظر
 چین کی جارحیت کے خلاف، غذائے خوراک کا پیش
 پیش کیا گیا۔ ان فرائض اردو کی ضرورت
 کا احساس دینے اور اسٹیشن کے اراکین کو یہ، اور سب
 سناؤں۔ بلکہ غلط فہمی کے اردو کی راجستھان
 میں حیثیت زبان ضرورت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا
 ہے کہ یہی مسئلہ انٹرنیٹ کی ادبی حیثیت اور افادیت کے
 انتخاب کے لئے ایک
 شعبہ کا نام کی جانا اور ضروری ہے۔ عجیب ہے کہ ہندو
 اسٹیشن ہے ہند میں اردو نشریات کا کوئی شعبہ نہیں
 ہے بات عقلی فی ضرورت ہے کہ کسی ایک ادبی یا فرائض
 شخصیت کے لئے کیا جادو اور ہندو حیثیت، اور ہندو
 کے کام کرے۔ یہ ہے ہندو میں ہندوستان میں
 ہندوستان ہے۔ جس کے ہندو کی ہندو
 ریڈیو اسٹیشن کے خطبات کے جوہر آزاد اور خود مختار
 ہندوستان کے جوہر ہے

نزدیک حتیٰ امکان کو شش اس بات کی کی گئی ہے کہ
 ایک عملی اظہار کے کی ضرورت اور اردو تھانوں کے اعتبار
 سے "سالی تحفظات پر روشنی ڈالیں۔ راجستھان کے
 صوبہ میں اردو کی ترویج اور ترقی کے امکانات زیادہ
 ہیں اور اس کا مستقبل درخشاں اور روشن ہے۔ یہ شاید
 اتنا واضح ہے کہ اس موضوع پر سیاست سے غور نہ
 کر ہی عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ ہندو ہندو احمدی
 جانی راجستھان کے اعلیٰ قلم اور اردو کے سرپرست
 اناروں اور اصحاب کی توجہ مبذول کرنے کے بارے میں
 ایک عرصے سے سچ بھی رہا تھا جس کا اجماعی مطالعہ
 مسئلہ کی نوعیت کا صحیح فیصلہ کرتا ہے۔ تجاویز میں خود
 طلب ہیں۔ ———
 ۱۱۔ یہ بات اہم باب علم سے متعلق نہیں کہ کسی زبان کی
 عملی حیثیت کو یہ آسانی کوئی حکومت ختم نہیں کر سکتی
 حکومت جس نے اس معاملہ پر کافی غور اور مباحثہ
 کے بعد فیصلہ اس امر میں کہ اس کا اساس کر لیا ہے۔ شک کا
 علم برائی جانتے ہیں کہ ہم جیہ اپنے اہم باب حکومت کی
 اردو سے ہے تو یہی اور بڑے تعلق زبانوں سے تو انگریز
 ادب کا یہ کہ درہم انعام میں اردو کی تعلیم چاہی گئی۔
 اور یہ نہیں میں میں میں، شعبہ قائم رہا۔ مگر یہاں کا
 عرصہ پہلے تقریباً اسی سلسلہ کی لڑائی کا ایک اضافی
 حصہ کہنا چاہئے۔ یعنی کسی زبان کو اردو کی جگہ
 اور کچھ خاص کے اس لیے ہر گز کی قومی میں نشریات

وطن اور سپاہی

جنگ میں سے ————— متاثر ہو کر

اسی کا نام تو ہے بے گناہی بد امنی ہے نہ کوئی بے سپاہی

ہے ان کے دم سے قائم بادشاہی

زمانہ سے رہا ہے یہ گواہی وطن پر جان دیتے ہیں سپاہی

جہاں ظلم کو کیسے مٹا دیں یہ جاہل تصور استبداد و محال ہیں

عدو کی بڑھکے یہ گردن جھکا دیں

یہ شہر ہے ملک سے تاباں ہی وطن پر جان دیتے ہیں سپاہی

ستم کی پہاڑی جلد بے گناہی نہ مٹی ہوں کسی بھی سمت راہیں

یہ تاریکی میں شمعیں جگمگا دیں

سفیدی سے بدل دیں یہ سپاہی وطن پر جان دیتے ہیں سپاہی

یہ ڈرتے ہی نہیں کوئی ہرافت سمجھتے ہیں یہ ہر گفت کو راحت

یہ خوش ہوتے ہیں جب آئے مسرت

سمجھتا ہے اسے اپنا خدا ہی وطن پر جان دیتے ہیں سپاہی

یہاں ایفون سے ہیں پاک سینے شراب ناب میں اپنے پلینے

یہ ہیں مدہوشیوں کے جام پینے

کسے منظور ہے اپنی تباہی وطن پر جان دیتے ہیں سپاہی

ہزاروں زخم ہیں نازک بدن میں ہیں کتنی گویاں پیوست تہ میں

یہ کہ کہہ کر بڑے جاتے ہیں دن میں

قدم ڈگنے نہ پائیں یا الہی وطن پر جان دیتے ہیں سپاہی

دوغز لیں

(بقیہ یک تاقیہ)

بند کر آنکھوں کو ہستی سے گزرنے والے
تیرے مرنے میں ابھی شبہ ہے مرنے والے
مرنے والوں میں نہیں ہوتا کبھی اُن کا شمار
کبھی مرتے ہی نہیں آپ پہ مرنے والے
دیجہ پا مال نہ کران کو یہ ہیں حشرِ نواز
کل اٹھائیں گے قیامت یہی مرنے والے
اختیاراتِ محبت کا سہارا لے کر
جبر کی مدد سے مجبور جاتے ہیں مرنے والے
کچھ نہ کچھ رابطہٴ عشق تو ہوتا ہے ضرور
بے سبب آپ پہ مرتے نہیں مرنے والے
نشہٴ عشق میں جو جاتے ہیں ایسے سرشار
آپ میں رہتے نہیں آپ پہ مرنے والے
معفرت ان کی میں ہے، یہیں انکی ہے بھات
تیرے آغوش میں دم توڑتی گے مرنے والے
جزوِ سیما ہیں ہم، قدرت یہ اب ہیں ہم
تم ہمیں مارتے ہو، ہم نہیں مرنے والے
کیوں نہ تھا اپنے حریفوں سے جواب تک طرفہ
بخش دو ان کو کہ وہ لوگ ہیں مرنے والے

مے تلخ ہے کم فایہٴ آلام بہت ہے
تکلیف ہے تھوڑی مگر آلام بہت ہے
اے دل مجھے ہمیشہ انجام بہت ہے
یہ مان لیا نہ تیرے دام بہت ہے
جھوٹا ہی یہی وعدہٴ فریاد یہ ہیں نازاں
تھوڑا ہی محبت کا یہ انعام بہت ہے
ہمراہ بنایا دل مضطرب کو ہم نے
تھی قتل بھی لیکن وہ ابھی خام بہت ہے
برباد کیا ہم کو مقدر کے بہانے
عیار تو اے گردِ دیش ایام بہت ہے
ہم مجھ کو ستم کر کبھی کہتے نہیں لیکن
دنیا میں یہ چرچا سحر و شام بہت ہے
ہم وہ نہیں تھے جس نے کی ہوس جو
تسکینِ محبت کو ترانا نام بہت ہے
حاس تو محبت سے جو ہوگا وہی ہوگا
یہ کام گر لے دل نا کام بہت ہے
مے کا نہیں، ساتھی کی توجہ کا ہوں خواہاں
دل جائے جو محفل میں تو اک جام بہت ہے
پیتا نہ جو چھپ چھپ کہیں آپ بھی وعظ
کہتا نہ "مجھ نام سرِ شام بہت ہے"
دل ترکِ محبت سے بھی کچھ خوش نہیں ساحر
کہنے کو کہتا ہے کہ آلام بہت ہے

سلم ساری

چین کے حملے سے متاثر ہو کر

ہمارے وصلے اور جراثیم ہم سے یہ کتنی
دھن کی آمد دلتے نہ پلے ایک ہو جاؤ
اٹھو اٹھ کر دودھ دشمنوں کی ساری نیادیں
جہاں بہت نہیں کہتے ہیں کم نظروں سے فوادیں
بڑھو ہاتھوں میں لوتھیرا یا رو دقت آیا ہے
کہیں نسیم اور آجہ نے بھی اپنا سر جھکایا ہے
چلو اٹھو یہی اب بعدِ ناصر کا تقاضا ہے
ہر اک لمحہ ہر اک لمحہ میں ہشیار بننا ہے
مقابلہ جینیوں کے جان کی بازی لگانا ہے
ہر صورت جوائے ہم کو کچھ کر کے دکھانا ہے

بڑھو ہاتھوں میں لوتھیرا یا رو دقت آیا ہے
کہیں نسیم اور آجہ نے بھی اپنا سر جھکایا ہے
ہیں جی میں کئے آنکھوں کی اپنی شان رکھنا ہے
اسی دھڑکی پہ میلے اسی دھڑکی پہ مرنا ہے
کوئی پروا انہیں جو غلطیہم نے گھیرا ہے
یہ کھجور رات ہی کی آڑ میں پنہاں سو رہا ہے
بڑھو ہاتھوں میں لوتھیرا یا رو دقت آیا ہے
کہیں نسیم اور آجہ نے بھی اپنا سر جھکایا ہے

خوشیہ جات اُترنا چلا گیا
بکٹش جات اور اُجھڑا چلا گیا
ہر ماہ پڑھنے کے گرتا چلا گیا
تیری نواز شمل ہی سے بھڑا چلا گیا
حسنِ شفق کچھ اور نکھڑا چلا گیا
کیوں میرے دل کا داغ اُجھڑا چلا گیا
داس کو اپنے کانٹوں سے بھڑا چلا گیا
خیرانہ میرے دل کا بھڑا چلا گیا
خونانِ مدد و غم نے دیا باہت مگر
میں مسکراتا مجھوتا ہے خوف دے خطر
حق بات تو یہ ہے، مرا دہان زندگی
خون جگر کا میرا اڑا کر تمام رنگ
کیا پوچھتے ہو ترکِ محبت کے بعد بھی
دیوانہ بہارِ خدا جانے کس لئے
منکر جہیں سے کبھی ذوقِ تسلیم سے
میں ہزمِ شاعری میں اُجھڑا چلا گیا

افکارِ نو

خوشیوں میں غم کی وابستگی سے
وہ یہ کہتے ہیں کس سادگی سے
زہر آلود بھی ہو تو کیا ہے
جن کو ہوتا نہیں پاسِ عزت
بھگیا ساغرِ صبر اب تو
مجھ کو ماضی نے آواز دی ہے
خوشیوں میں غم کی وابستگی سے
وہ یہ کہتے ہیں کس سادگی سے
زہر آلود بھی ہو تو کیا ہے
جن کو ہوتا نہیں پاسِ عزت
بھگیا ساغرِ صبر اب تو
مجھ کو ماضی نے آواز دی ہے
دلتہ رفتہ مرے داغ گوہر
ہیں نئے پھول کھل کر گلی سے

خلیل سیبانی کو لاری۔ سید

دیری پانی پتی۔ کراتی

سنہری تلوار

مطلع فکر پہ چلے ہوئے ہا دل سرکے

پھر کئی یاد کا مہتاب نمودار ہوا

پردہ در سے چمکتا ہوا پوشاک رنگ

اپنی مد میں نہ ٹھہرتی ہوئی خوشبوئے ہلک

جیسے خوش تصور میں کوئی خواب نشاط

جیسے آئینہ نقیل میں مشربارہ فنی

گھٹن میں سر دھرم کا گھر تابا جادہ پ

دور کی سلسلہ سنبھل گیسو کا سماں

دست بیک خرم شامیر سا عید ناز

یہ گستاخ و سر لالہ زخار جواں

عشق دار فانی حسن پریشاں پہ خدا

حسن و جمال عشق فرماں پہ شمار

فرط جذبات میں احساس دی حرف غلط

شدت کیف میں تمیز میں وقو و شوار

ناگہاں آگے بیان قدم و منزل شوق

رکھ گیا کون سے تلوار سنہری تلوار

کسی کے پاؤں پسر نہیں کچھ اور بھی ہے

تو لاکھ ہر دہل کے اندھ کی چھپ نہیں سکتا

کسی کی یاد میں اس طرح خون روتا ہوں

اگر میں چاہوں تو ہر شام صبح ہو جائے

بچاؤں اپنے نشین کو کس طرح گل میں

ہر ایک سانس کا اپنی حساب رکھتا ہوں

خلیل سر دھرم کیل کر نہ آگ و دوزخ کی

کمال دیدہ تر ہی نہیں کچھ اور بھی ہے

غزلات

عبدالمقیم صدیقی مست۔ فتحید (روپتی)

ہیں وہ جلوے قلب مومن کے لئے

اشیاں کو میں نے وہ تنکے لئے

ہیں وہی اعمال ہم راہ سمنہ

دن کو روتا ہوں کہ رات آئے کہیں

وہ نہ آئے موت آخر آگئی

کیا بہاروں پر ہمارا حق نہیں

دور ذرہ ہے شرارہ طور کا

مست ان کو فکر ہے مرنے کے بعد

چاہئے کیسا کفن ان کے لئے

صحت کر باہر صحت خوار جان کی
نہ کیجے ہاتھ آئی ہے عین ایساں کی
رہ نہ ختم نہ ہے ہر طرف ہو یہی دشت پر
اُٹاوا یہ جی تم ہی مرے حلق پریشاں کی
کس جان باز پہانے کا آہ ہے سر حاصل
روشن تھراوی ہے آگ کو شمع نروزاں کی
کیا دست جن نے ہاں کی کر و شمع دشت میں
بہار ہے اڑیں وہ جہاں میرے گریں کی
سویں اہم شمع حلق پر کہا جس کر
میں جس جان پر دل نہ دت کیا چو اغان کی
کہا وہ افسانہ کھانے کے ہو جس شاہانہ
کہاں وہ دجیل جس ترے جیب و گریاں کی

ہر کوئی اپنی فطرت سے مجبور ہے
عشق خود مد ہے جس منور ہے
میرے خانہ سے فریض کیا جے
اب سے سائے چشم نمود ہے
جو چٹکا گیا وہ کھنڈا گیا
شمع حلق پر کیا تیرا دستور ہے
وہ مرے جانے سے نقاب آگئے
جو وہ شمع سے دل مرا نور ہے
اے خوشی میں تجھے کس طرح ددں جگہ
خندہ دل مرا منم سے سود ہے
کتنی دیت ہے تم کے طوفان میں
آہ ساحل دلی منزلیں دور ہے

جودل جویش و غاںیں دور کا حال نہیں ہوتا
حقیقت میں وہ دل کچھ ہی ہو لیکن طالع نہیں ہوتا
سہارا چاہتا تھا ہر قدم پر سہارا الفت میں
کسی دہر کو خود امداد منزل نہیں ہوتا
محبت کا ملازب ہے کہ دل آنکھوں میں آجائے
وہ آنسو کیا کہ جس میں غور دل شام نہیں ہوتا
تقدیر ہی دہا جاتے ہیں اکش جو سپہم سے
جو بہت ہو تو کوئی کام ہی مشکل نہیں ہوتا
عمل ہے زندگی کا راز، ورنہ کچھ نہیں ماسد
نقد باقی ہی باتوں سے تو کچھ حاصل نہیں ہوتا

جلال و جمال

جو ہے شہر ہے پیشو غمزدہ دیکھے رہے
ہاں غمزدہ میں تو مسرور دیکھتے رہے
ہاں غمزدہ تازہ جو ہم سے مرے نیم
دل کے زہر زہر دیکھتے رہے
ماقت تھی اپنی منزل مقصود اہل دل
لیکھ لکھائی ماہ گندہ دیکھتے رہے
اُٹھتے رہے جن کا یہ حال لعل و زار
دیکھا گیا ہم سے غمزدہ دیکھتے رہے
فرد قمر کی بات نہ کہ قمر حریف
نہ کہ جی جگہ کے حسد دیکھتے رہے

نہ جانے کر ویا مشکل نے کیا جادو مرے دل پر
کہ جس دیتا ہوں شکل دیکھ کر ہر لک مشکل پر
نہ کرتا ہوں جیتا نہیں گے وہ پہرہ آئیں گے
خدا جانے کہ وقت دید کیا گوارے مرے دل پر
سکون آتا نہ آتا، ورنہ کم ہوتا کہ بڑھ جاتا
مگر وہ ہاتھ رکھ کر دیکھ کر جاسقہ دل پر
مرا جہز قیاس اس آئے قادی مجھ کو
وہ دل آئے لاکھ دن تو چھوڑ کر منزل پر

عید

ماہِ عید کے لئے آتی ہے عید
کبھی چھٹے کے لئے آتی ہے عید
کون کہتا ہے کہ کچھ دلی نہیں
دیکھ کتھے فلم کے آتی ہے عید
مسکوتہ نام کو لاتی نہیں
اشک کہ آنکھوں میں نہ جاتی ہے عید
میک خوشی نہیں داتی ہے عید
کس نے سمجھتے تو لاتی ہے عید

سندھ داس اور ہادیو کے بیچ جو صلہ اور کوشش چند

دھڑک رہی تھی جسے سندھ بائیکل کے گھوڑے پر لگا۔

سندھ داس کے ہر ایک جھج میں چاکلہ تھا اور ہادیو کی

دھڑک کی تھاپ میں ایک عجیب چمک تھی جیسا کہ اپنی

لڑکھانوں اور دیتے تھے۔ بیچ بائیکل کے گھوڑے

پہلے چل کر تھوڑے عرصہ کے کان سے پہنچ جاتے تھے جو

ہماری خاص قسم کی تھی۔ مٹان کرانے سے ٹپٹاپٹا

پہلے شہابی ہانکھٹرو ہوا جیسا کہ کرنا جیسا کہ انہ

ایک جگہ جہاں انہیں خاصی آدنی ہر جگہ تھی کرنا جو

اس مسئلہ میں جو کہ تھی تاکہ کے سننے والوں میں

طریقہ ہڈی کے طور پر ہوتی تھیں کیوں کہ وہ حسن

وری کی جگہ لگاتے تھے۔ اس نے بچہ اور ہادیو کی تھی

کے شہابی تھے۔ اور انہیں یاد تھی۔ "اور ہادیو

کا نرود ہوتا تھا۔ انہیں کچھ ہند کر سکتے تھے۔ ۹

سندھ داس کی آواز میں شہابی کے ہادیو کی

جو کہ شہابی تھی۔ بڑی مدد ملی اور انہیں جیسے آجیوں کی

کول کرنا یا انکا مکمل ہوتا تھا۔ سندھ داس کے

آجیوں کی جگہ کرنا اس کی آمد کرنا انہیں دے دیتا تھا

وہ جیسے آواز سے ہادیو کے دل ٹپٹاپٹا تھا۔ اور

کبھی کبھی ان کی بیٹی بھی۔

اس کا بیٹا دوسرے دن کا مضبوط کشتی کا

تھوڑا جوان تھا۔ اپنے چہرے پر دھڑک دھڑک

ہرے جب وہ اپنے باپ کے ساتھ کبھی کبھی کوئی کام

اٹھاتا اور تھکے ہوئے مضبوط کشتی سے مل دیتا

تو یہ وہی مضبوط ہوتا۔ ہادیو کی آواز میں زندگی

کی بڑھ چکی اور ہادیو کی کشتی سے مل دیتا

بہت کبھی وہ ملت کر جاتا تھا تو اپنے باپ کی دردناک

اور کبھی کبھی انہیں کبھی کبھی کبھی جیسے سندھ

کی ہادیو پر تھاپ پر کبھی کبھی ٹپٹاپٹا تھا۔

سندھ داس اور ہادیو بائیکل کے گھوڑے پر

چل کر کے ہادیو کے کپڑے۔ ان سے ہادیو کے

کالے پیل کے مکین

میتوں کے ساتھ میرا بانی، سندھ داس اور سندھ
میتوں کی کیا حیثیت تھی! —

اس نے ان کی ہم عمر اور دیرانہ طور

اپنی خاموشی اور کبھی بڑھتی، اور اس سے

جب جو ہر پہلے قوت کی ہادیو میں جاتا تھا، جو

مٹان کر دیا وہ تھوڑے عرصہ کے

میتوں کی تھاپ میں خاصی تھیں۔ ہادیو کے

دل جاتے تھے۔ اور ہادیو کے ہادیو کے

آدنی تھا، اور سندھ داس اور ہادیو میں جاتا

بہت کبھی۔ وہی بڑے کی کھاتا اور ہادیو

کھاتے کھاتے جیب میں ہادیو کے قریب

جوتے ہڈی کے ہادیو جیسے تھا دینا کرتی

نہیں ہوتی۔ خیرات خیرات نہیں، بلکہ زندگی

معلوم ہوتی ہے۔

مگر ہادیو سندھ داس اپنے آپ کو بچا

سمجھتا تھا۔ وہ بہت قوت والا تھا۔ کھڑے

تو جب ہادیو کے کھاتا۔ کھاتا

نے کھاتا کھاتا سے سر کھاتا کر اپنے گھوڑے

بچے سے کہا۔ "یہ اس انداز سے بچا کرتی

وہ ہادیو۔" سندھ داس نے جلدی سے

کپڑے لیا اور ہادیو۔ "سینے میں خاصہ

جلدی نہیں ہادیو۔ زندگی میں آٹھ بچے

تھوڑے کھاتا کھاتا کھاتا کھاتا کھاتا

تھوڑے کھاتا کھاتا کھاتا کھاتا کھاتا

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے ہادیو کے

"اپنے لئے لے آئے۔ میرے لئے دے دے۔"
شعور اس نے جا بجا۔

"تیرے لئے کچھ نہیں ہے۔"

"اس لئے ایک دن کے کاغذوں کا۔"

"اپنے۔" وہ ہلکے قہقہے سے ہنسا۔

"بلند کیا۔ کٹ کٹ کر۔" شعور اس

نے ہنسا۔ "میرے اس لئے ہے کہ اس کا ہاتھ چھو پاپ میں
ہے چھو گیا۔"

میں اس کی آنکھیں رات ہی۔ اس رات کے

پہلے کا ہر لمحہ اپنی اپنی جگہ پر جیسا تھا اپنی اپنی جگہ پر

تھا۔ اس کے سر پر سر پر سر پر سر پر سر پر سر پر سر پر

تھا۔ جگہ سے جگہ پر بندھے رہتے ہوئے آگاہ

ہی سے ہر لمحہ شعور اس کے ہاتھ کی دوسرے سے

چمکے ہوئے کے ہاتھ کے لئے۔ اس کے سر پر ہاتھ کی

پیشانی پر رکھ کر رکھ کر رکھ کر رکھ کر رکھ کر رکھ کر

پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ

پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ

اس کے ہاتھ پر اپنی اپنی حیثیت ہی پہنچا ہوا تھا

لیکن وہ اس کے ہاتھ پر رکھ کر رکھ کر رکھ کر رکھ کر رکھ کر

اللہ پا کر نہایت گرا اللہ پا کر نہایت گرا

ظہور ہوا اس لئے اپنی رات شاندار کے

بڑے لڑکے کا۔ اپنے پاس تو سرور و جلال

تھے پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ

اس نے ہر روز دل دے دے دے دے دے دے دے دے دے دے

"پھر اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

اس نے اپنی اپنی جگہ پر رکھ کر رکھ کر رکھ کر رکھ کر

پھر اس نے اس کو رکھ کر رکھ کر رکھ کر رکھ کر رکھ کر

کئے ہوئے۔"

"اس کا ہاتھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ

پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ

پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ

کھل کر ہر روز دل دے دے دے دے دے دے دے دے دے دے
اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"پھر اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہے۔" شعور نے جواب دیا۔

خدا کا لہرو چلا رہا تھا اور کالوں میں بادلوں کی سی
گھٹن گھٹن اور گھٹن پیدا ہو رہی تھی۔ کالے پن کی دیوار سے
کالے گے پڑے تھے۔ شہزادہ اس نے محسوس کیا جیسے اس پر ہتھی
پرانی جہازوں کی دھمک سے کالے پن کی دیوار پر کانپ
اٹھیں۔ وہ کالی پستری کی ٹی اکڑ اکڑ کر گر رہی ہے۔ وہ
خوشی سے چلا کر اُس نے کہا کہ کالے پن کی دیوار پر چلو
کالے پن کی دیوار ہے۔

میسر صاحب مہم سے پہلے اٹھا۔ اُس نے سب
لوگوں کو چمکایا اور بتایا کہ اس کے جوش کے بغیر روڈ
کی کھدائی کی بجائے دیوار ہے۔ غور ڈیویس پرینڈ ہیں
ہرچہ جانے گا۔ سب لگ بھگ چلے گئے۔ اور اپنی اپنی
پریشیاں سنبھال لیں۔ چروہ کا خداوند قلم نے کریم کے
ادب بولا۔ "سب لگ بھگ اپنا تمام اندر دھم بھٹے جائیں
میں فزٹ پائیت ہیں۔"

شہزادہ نے دالے لے کر کہا۔ "اگیا وہ روڈ ہے
میرے گھر ہے۔"

شہزادہ نے سر ہلا دیا۔ "نیت نہیں دے دے پکا
نہ ہے میرے گھر کو۔"

شہزادہ نے دالے لے کر کہا۔ "سترہ دھپے آٹھ
نہ ہے میرے۔"

شہزادہ نے گھٹکے بولا۔ "چالیس روڈ ہے میرے۔"

شہزادہ نے نور سے چلایا۔ "سود میں۔ چلا
سود میں۔"

شہزادہ نے اتنا کہہ کر جب یہ بات تھوڑا سا
اُس نے گھر کو اور دوسرا اسی طرح سے ٹوٹا ٹوٹا
کیا اتنا پتہ آپ سے کہنے گا۔ "ادھر کہہ رہا ہوں۔"
جب یہ رکھا تھا کہ۔ "یہی رکھا تھا۔" وہ
چلا گیا۔ "کسی نے رات کو میرا جیب کاٹ
لیا۔"

اُس نے کہہ کر اُس نے مارے جی کو گھورا اور مارا
جی کی جگہ پر۔ "خدا کا لہرو چلا رہا تھا۔"

شہزادہ جیسے سو کو کھینچ کر فریاد کیا۔ "مات کو تو میں نے
نچے سودا ہوا تھا۔ سب نے اُسے دی تھا۔ مگر اس کو
کس وقت غائب ہو گیا۔ کس کو معلوم نہ تھا۔ ہمارے
کا خون خچے سے کھولے گا۔ مگر شہزادہ اس دھم سے
ہر کرچوں کی طرح سسکتا تھا۔ "میرے سودا ہے
میرے سودا ہے۔" اُس نے دے دے چلے گا۔
"سود ہے جس میں شہزادہ کی آنکھ کو دیکھ دلا تھا۔
میرا جیسے ہر کارا دہ رات کی غمت کی کالی۔"

شہزادہ نے دانت میں کر کہا۔ "وہ شہزادہ اس
وقت اگر مجھے کہیں لے جائے۔"

وہ سب شہزادہ کو تسلی دینے لگے۔ "پھر چلو
رو۔" "پہلے کر جانے گا کہاں۔ اس شہر میں کہیں
توے گا۔ ہم اُسے ڈھونڈ جائیں گے۔"

وہ چار رو۔ "ہم سب اُسے جانتے ہی
اتھ۔ ہم اُسے کھانچ کر لیں گے اور شہزادہ ایک
بال اس سے انگو میں گے۔"

شہزادہ نے افسانے نے گھونٹے تان کر کہا
"میرا اُس گھر کی لالہ کے سو گھونٹے کو روں گا۔ شہزادہ
جی شہزادہ رو۔ ڈھونڈ کر دوں گا۔ رو نہیں تو نہ ہوگا
اتنے میں کیر روڈ کھینچ کا میڈا گیا اور کالے پن کے

نکھیں جوش بنا کر رخت ہو گئے۔ سب سے آگے
طالب علم قوی جھنڈا اٹھا نے چل رہا تھا۔ ہر ایک
ایک کر کے سب انگاس کالے پن کی گواہ سے کل کر
روشنی میں جاتے ہوئے بدوس میں شامل ہو گئے۔

چلو۔ راجہ پریشکو۔ گرجن۔ ہارچ۔ دکلر۔
چرو۔ کلا کر۔ کھٹک۔ اور جگن بھی بدوس ہی گیت
گاتے ہوئے جا رہے تھے۔ گواہ کے نیچے شہزادہ اس
سکتا ہوا گیا۔ ہمارے اندر اندر سے مٹھیاں
بھینچتا ہوا گواہ کی دیوار کو غصہ سے غصہ سے
کوٹے گا۔ "پہلے شہزادہ اس سے کہے۔"

شہزادہ نے جی کو گھورا اور مارا
جی کی جگہ پر۔ "خدا کا لہرو چلا رہا تھا۔"

کھنکھناتے ہوئے شہزادہ نے شہزادہ سے شہزادہ سے
کا۔ "اس شہزادہ کی ایک روڈ سے گزرتا تھا۔ وہ
جی سے جی جگہ سے اٹھ کر ہمارا۔ اور اُس سے
شہزادہ شہزادہ کی ہمارے۔ ہمارے۔ ایک شہزادہ۔
"ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔
شہزادہ اس کے قریب چلا گیا۔

شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر شہزادہ اس کو شہزادہ سے
رو۔ "مجھے جی بدوس میں لے چلو۔"

ہم بدوس میں جا کر کہیں گے۔ ہمارے
ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔
لے گا۔"

کہہ نہیں ہے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔
"کہہ نہیں ہے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔
شہزادہ اس کو شہزادہ کا چوں سے گھور رہے تھے۔
کہا۔

ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔
"بہت چپا کر رکھا ہے۔ سب کی نظروں سے چھپا کر
رکھا ہے۔ کہیں دل کے قریب۔"

شہزادہ اس نے اپنے جی کو گھور رہے تھے۔
"میرا تم میرے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔
لے چلو۔"

شہزادہ نے نا اہلی سے سر ہٹا کر کہا۔ "معلوم
ہوتا ہے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔

جب شہزادہ اپنے بندھے ہاتھ کو کھینچ کر
شہزادہ کی کھانچا شہزادہ کو چلا تھا۔ "اٹھ کر چلا
جی شہزادہ کی کھانچا شہزادہ کو چلا تھا۔ "اٹھ کر چلا
دالے کو گھنٹے کی دھم۔ "ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔
کرت رہا تھا۔ "اٹھ کر سامنے چلے ہوئے کی کھانچا
رو۔ "ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔
رہے تھے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔
ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔ ہمارے۔

شوق جون پوری (جگمگاتہ)

“ ۱ — ۲ ”

۱۰ ہاں قتل سب سے بڑا قاتل ۔ میری محبت کے قاتل نہ تھے ؛ ہاں ہاں تھے ؛ اس میری محبت کا گھونٹ دیا ہے ۔ میرے اہل خانہ کی گولی کر کے گھدیا ہے ۔ اس طرح بچا دیا ہے ۔ جیسے کسی بچہ کو لکڑی کا شیرہ سوچ کر اس کی اس کی کے نیچے دوڑنے لگا دینے ۔ ایک سڑک کی طرف کہ اس کو پکاراؤ ان کے نیچے سہل دیا جائے ۔ تم نے بھی محبت کا بدلہ محبت سے نہیں دیا ہے ؛ محبت کا تو تم نے خاکی لگا دیا ہے ۔ میرا جی بھی تنہا ہے ؛ قریب آؤ ، تم انتہی مجھ سے دُور بھاگے ۔ ایک خدا کی طرف ؛ خوشنما کے خوف و ہراس ہے دُور بھاگتا ہوں ۔ میری قیاس کیا سمجھتی ہوں ۔ اس کا نام نہ کہیں اندازہ ہی نہیں لگتا ۔ دُور لگتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں سوچا ہی نہیں کہ وہ کیسے دُور جاتا ہے تم نے کہیں اندازہ ہی نہیں لگتا

تم نے پہلے بھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ رات کو
سوتے سوتے خود کیوں اُچھٹا ہوا تھا ہے۔ نیند بھول
کے خود کیوں بلی جاتی ہے، تم نے مجھے نہیں پایا، میں
نے تمہیں پایا ہے۔ میں نے تمہیں اپنا بیٹا ہے، میں نے
تمہاری پرورش کی ہے، اور کہتی ہوں ایک دیوانہ کی
طرح۔ ایک تمہیں اور سب باتوں کا کچھ احساس ہے؟
نہیں! ہرگز نہیں! تم تو ایک پتھر ہو! پتھر! جو سبوں
کی سنت ہے، لیکن خاموش رہتے ہے، اچھے حسد و حرکت۔
تم مجھے محبت کے دیکھتے ہو، اچھا ہے میں بھی محبت کر
تا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میری محبت کا دستور ہے، اسی
محبت پر تمہیں ناز ہے، جاننے ہو کہ اگلی کی دو کیوں کیا
کتنی ہی، کتنی ہیں تم ہی چاہی ہو، بدل چو، پتھر جو، محبت
کی قدر نہیں جانتے۔ یہ دو تمہیں یہ سب متلاش ہے کیا؟
میں اس کے لئے متلاشوں، اس کی ذمہ داری دانتیں بدانت

”اے کہہ باتیں رہیں گی جو تونہ کی کہیں نہ سناں۔ آخر کی

”خودکشی کیوں؟“

”ایسی باتیں نہیں کہا کرتے، بھگوان نہ کہے
ہیں۔ ہر اگر بد قسمتی سے یہاں پہنچ گیا تو میں ہم ایک
دیوی دیو بنے، یہاں دو میں ایک دیوی بن جائی۔ چہرہ میرا مک
انگ کر کے گا“

॥१॥

“.....”

”میں نہیں آسکتا اور بھراب بڑھانے دینا
 توہرگی نہیں، مجھے تو اسٹیڈی کہ ہے۔ اس میں تنہا
 ہے۔“ - دیکھو! اگر اس توہرگی ہی میں آج، میں
 حقائق توہرگی -

دوسرے دی جیہ اشاک کی پینچی، درگاس
مردانہ پرکھی تھی، زما زما دول فیر کا ہے

- دہلی خبریں -

”یسی سر“

« رسول خبر ! »

فیض

کاسی جی مختلف قسم کی تھانسیں کو کھانسی
اب اس کے دوا کی کتاب لکھی تھی، جس سے کہ کپڑے وغیرہ
سنبھالا اس کا مول نہر کھائی دے اور کھجور

* May I Come to See -

701 (Cont.)

برو فیروز شہا

تھیں۔ بچے بچنے لگا سو سمجھ رہے ہو کہ اُن سے نہیں
بذات کہ اور میں نے کیا کیا کھنڈیا۔ اور اچھی !
محبت خورشیدیں چھایا کرتی ہے چھائی کوئی دکھانے کی چیز
ہے کہ وہیں ٹھکان سے محبت ہے۔ وہ محبت میں دکھاوا
ہے۔ ایک ڈھونگ ہے، ایک ٹانگ، جو چیز دل سے
ہوتی ہے۔ اس میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ اب میں تمہیں
کیسے سمجھاؤں کہ میں تمہیں کتنی چاہتا ہوں۔ ایک میں
اس کا حقد نہ دینا نہیں چاہتا جانتی ہو جو عیب
میں تمہیں نہیں دیکھتا میرے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے
جس طرح کہ بچہ کی کیا کیفیت پانی سے باہر آنے کے
بعد ہوتی ہے۔ تاکہ میں تم سے ٹھہر رہا ہوں، ایک
جب وہ دل کی حالت ہی تو بغیر ٹھہرے کوئی ٹھہری
نہیں ہوتی۔ اور اسے ٹھہرے نظر تو میری زندگی انگوٹھی

ہے۔ میرے تمام بچے لادھتے ہیں۔ باقی چار اس دنیا سے چلے گئے۔ نفرت سے کیا رہا ہے اس نے؟ پیدائش کے بعد چندی بمیں بل بل مرغی، بل کا وہ ڈھیر بار جو پچھلے کے ہر تپ سے، نہ لگا، اس کی ہمت سے خود رہا۔ جب خوش نصیب اور آدم کو سامنے پایا، تھامی دھرے تو اس نے اٹھ بھلا اور زندہ رہ گیا، میری پر سکوت، ہر خوشی تھامی خوشی ہے، ہر بد بد بن، کبھی اس میں ایک ہی۔ ہمیں کوئی انگ نہیں کو سکتا اور میں ان تمام میر کا دنیا سے چلے گئے، پھر جاتی ہو میرا کیا ہوگا؟

ہیں کسی کی چٹائی جیسے وہ اپنی سرحد پر آئے
ہے اپنی گدی پر۔

دوسرے دن کاش کاٹا ہے آئی دوسرے دن
کہ آئے ایک دن کے مرنے کا ہے کل بھی نہیں جا
سکی تھی۔ اور پھر کہ نہ جانے سے وہ کیا سوچے گا۔

سوچا کہ وہ دوسرے فرار ہو جائے۔ اس کے دل پر نہیں
جھلکتے تھے۔ اور نہ جانے کیا کیا سوچا بیٹھے۔

نہیں... نہیں... کہ وہ دوسرے دن جانے کی یہ سوچ کر
اس نے پھر سے اپنے آئندہ کے ساتھ بیٹھ بل سنا
اور کہہ کر جب اپنے آپ کو دیکھا، بیٹھے اپنے ہی کوئی کہ
موسم کی ہی ہو۔ جس کی جڑی اپنے آپ کو ہمت کر کے
پیش کی طرف میں پڑی آفا کہ دیکھتے ہی دیکھتے
نکل پڑوں کی پر جا کر خرد کر دی۔

میک سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں، کم قیمت انھیں
چراغیں آتے کہ میں نہیں آؤں۔ ۹۔

سمانی ہا جی میں حضور، جو میرا آپ ہیں مجھے
منسوب۔

"مجھے بناؤ مت، یہاں تو جانتا آپ کی دعا
طہری دے منور ہے، یہ بڑا کہہ کیا بات تھی؟ ۹
"جب آپ میری تو سننے اور اپنے انگلی کے
ہدف سے منہ صاحب ہی تا، اعنوں نے کل مجھے اپنے
بیات

"میںوں۔۔۔ ۹۔

"کہہ دے تھے کہ اسٹان نزدیک ہے کسی
تبدی کر رہا ہو۔ نہیں تو میرے پاس آ جانا کہہ۔
برگہ مذکور دیکھ لیں گا۔"

"پھر تم نے کیا جواب دیا؟ ۹۔

"جہنہ۔ ۹۔

"ان دنوں تم نے کیا جواب دیا؟ ۹۔

"میں نے کہا کہ اگر پانی سے مشورہ کر کے کل
ہوں تو ہاں ہی کہہ سکتا ہوں کہ میں نے یہ کہہ

نکلیا ۹۔

"نہیں نہیں! باقی نہیں! ۹۔ اچانک سے
میں تو کہہ رہا تھا کہ میں نے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے
تیس ایک ہی فرسے کا باب پڑا ہوا ہے نہ تو ہے
پلی جا کر۔ ۹۔

"اچھا، تاؤ کہ تم کہہ سکتے ہو کہ وہ پھر اتارا
میں تو اسٹان قریب ہے۔ ۹۔

"وہ تو میں جانتا ہوں اسی لئے تو میں آؤں
کل کہیں گھومتے پھرنے جانا ہی نہیں، میں میں چلا ہوں
۹۔ پیش۔ دیکھو اس قید با مشقت سے کہ نہ جانت
حق ہے۔ ۹۔

"بہت خوب، بات یہ آپ کے لئے قید ہے؟ ۹۔

"اس میں کیا فکر، جب تم تو یہ قید ہی
ہے۔ ہفتوں گدھا کے ساتھ رہا رہا رہا رہا رہا
کم سے کم ایک آدمی مرتے تو وضیعت سے دیکھتا کہ
یہ پورا قریب جانا کے ۹۔

"بہت باتیں کہتے ہو، یہ جانتا کہ کہہ دے
کہ کہ نہیں؟ ۹۔

"سب کچھ پایا۔ نہیں دیکھ لینے کے بعد پھر
کس چیز کی حاجت رہ جاتی ہے، تم تو دلکش ہو جو
ایک مرتبہ پیش ہو جاتے پھر اس کا پیش میں
آئی ہی نہیں؟ ۹۔

"اچھا، میں جانتا ہوں پھر میں ہی ۹۔

دوسرے دن سے آٹھ گھنٹے منہ صاحب کے
کے یہاں جانا شروع کر دیا۔ قریب قریب ایک
گھنٹہ کے لئے دھڑکے ہوئے۔ اتفاق سے ایک دن
جب وہ پہلے تو دیکھا کہ ہدف سے صاحب کسی پر بیٹھے

ہوئے ہی، پھر سے پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔
انھیں حال بہتر نہیں، بال بکھرے ہوئے تھے۔

آفا کہ دیکھتے ہی اعنوں نے اپنے آپ کو سنبھالا کہ
پڑھنے کے لئے بیٹھے تھے۔ ۹۔

"آؤ آپ کی طبیعت کچھ آسان ہے معلوم ہوتی
ہے، کیا طبیعت چل رہی ہے؟ آؤ آپ کا کاٹھنوں
کے ۹۔

"تم بیٹھے ہاؤ۔ میں ٹھیک ہوں، ابھی کئی
بات نہیں، ایک خردی کام سے جا رہا تھا۔ ۹۔

"پھر کب کی انھیں حال کیوں ہے؟ پھر
پھر بیٹھائی کین جھک رہی ہے؟ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ کیا حالت بہتر ہو سکے ہوں، خردی کوئی ایسی
ایسی بات ہے کہ یہ بات ہے، ان کی بات ہے ۹۔

"ہنسا ہا جی، تو میں تو نہیں جانتا تو
تھیں میرا کیا دلیر ہو گیا تھا، اس سے کہہ
کہا کہ ہاؤ۔ تم تو میں ہونا کہہ رہی تھیں کہ ۹۔

جس میں پریشان نہیں، میں ان بات پھر کیوں نہ کہہ
آؤں گا کہ میں نہیں جانتا۔

میری اس تمام پریشانوں کی ختم ہو، سبب
تم ہو یا تھا، دوسرے میں ان بات پھر نہ کہہ

سوئے کی پتیلی کو سطح کی دیکھتے ہیں انھوں نے
معلوم نہیں کہاں چلی گئی تھی، آٹھ گھنٹے پھر

جس میں سات۔ سات گھنٹے کے لئے سا جادو دھڑکا
ہے کہ میں تمہاری طرف متاثر ہوئے ہیں، اور نہ

میں نے اپنے آپ کو بہت گھمایا، بہت بڑا بیٹھا
کا پاگل ہو تو تم جانتی ہو، نہیں مانا، نہ فرار

جانتا ہوں کہ میں تمہارے قابل نہیں، میرا حال دیکھو
تین گھنٹے، تم ابھی باغی معلوم ہو، ایک ہی

کل پر جو ابھی تک کسی نے نہیں دیکھا، ابھی
میرا گھٹن کی زینت ہو، کسی اور میں تو دیکھ گئی

جو میرا تھا کہ کوئی شہتہ نہیں، دیکھتے پھر میں
بہتر ہوں، جانتے ہو کہ میں نے یہی کہہ دی تو میں

نے ہر گز ہر گز کہہ دیا، یہ شادی نہیں کہہ سکتا۔

ایک لڑکا ہے اس کی پڑوسی کہہ سکتا تھا کہ
فرار ہوئی یا رہے، ان کے کہہ سکتے ہیں کہ

مرد اور عورتوں کا نام نہ لیا۔ لیکن جیسے تم میرے نکاح
 میں آؤ گے جس وقت کہ میں اس طرف کیجئے گا تم سے ایک
 نایاب درخش کرے گا۔ دیکھئے میں تو میں بیکر کرتا
 ہوں لیکن حقیقت میں جسے یہ دیکھتا ہوتا ہوں
 یہ تو تمام قوم تمہاری طرف رہتا ہے جس روز تم
 کا نکاح نہیں آتی میرا دل نہیں لگتا۔ آٹا اگر میری
 کیفیت رہی تو میں ہاں ہوتا لیکن کا کہہ کر اب
 مجھ میں عداوت کا مادہ نہیں رہا۔ میں اللہ لیا
 تمہارے نزاع کا تسلی نہیں ہو سکتا۔ آٹا میں کسی
 مانگو چھپا نہیں چاہتا ہر دو تھیں منکرو رہے۔
 یہ سختی آٹا کو یوں معلوم ہوا جیسے اسے
 کسی نے اس سے سخت پریشان کیا۔ معلوم ہوا تھا
 جیسے اس کے اندر اس کی غم گرم سب سے بچھا
 ہوا ہے۔ اسے اپنے سامنے کی چیز میں تیر کی ہوش
 معلوم ہو رہی تھی۔ چہرے پر ایک رنگ آتا تھا تو
 دوسرا لگا تھا۔ قریب تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین
 پر گر پڑے ہر دفعہ صاحب نے اسے اپنی گردن میں
 اٹھایا اور اکام کر کے پرٹا دیا اس کے چہرے پر
 بالی کھر جھلنے لگے تھے۔ غصہ ہی دیکھتا ہے ہوش
 آگیا۔ ہوش میں آئے ہی اس نے اپنی سوتلی آنکھوں
 کو سنبھالنا صاحب کی طرف دیکھا۔ پھر کہہ میں
 بھری ہوئی تمام چیزوں کا ہاتھ لیا۔ پھر اس کی
 لکڑی لاکھنے لگے کہ ہاتھ بھگائیں سنبھالنا
 لے لی گئی ہر شے کھانے کا۔

آٹا مجھے اس سے کہ میری وجہ سے تمہارا
 یہ حالت ہوئی۔

آٹا نے ان کی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور
 بدحواس ہو کر چلا۔

شہزادہ جیسے غصہ سے غصہ کر رہا تھا
 کہ اسے دیکھو آٹا میں نہیں لکھتا ہوں کہ یہ
 تمہاری بات پر منحصر ہے لیکن ایک بات یہ بھی ہے

میرے زندگی میں تمہاری بات یا نہیں پر منحصر ہے۔
 آٹا اب میں اس مسئلہ پر پہنچ گیا ہوں۔ جس سے
 مجھے کوئی راستہ ہی نظر نہیں آتا۔ خودی طور پر میں
 کچھ نہیں چاہتا۔ تم اپنی طرف سے سچ سمجھ لیا کرتو
 میں تم سے پتا چلی سے طرف بات کروں۔
 پتا چلی سے۔ باہر سے سو کر وہ یوں چک
 پڑی جیسے کسی نے اسے سوتے سے بگاڑ دیا۔
 آٹا ہاں اس میں توبہ کی گند سی بات ہے
 آخر وہ تم سے پتا چلا۔ ان کے رائے میں تو ضروری
 ہے۔۔۔

پروفیسر صاحب! میں کیا عرض کرنا چاہتا
 تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ میں نے کیسے سمجھاؤں
 کہ میں کسی کی ہونٹوں میں میرا دل پامیرا نہیں رہا۔
 بلکہ دوسرے قبضہ میں ہے۔ یہ میل چپ ہے، ام
 بیٹا ایک دھڑکنے اگر زندگی میں ایک دوسرے
 کے نہ ہو سکے تو کیا ہوا۔ ہمارا رشتہ تو ایک دولت رشتہ
 ہے، جسے کوئی تو نہیں سکتا، اس کے گناہ میں سے
 آہل فرغ میں بے کار ہیں۔ کسی قید۔ نہ سلاسل کی
 پابندی نہیں۔ اب آپ عجز فرمائیں۔ کہ میں کیا کہوں
 "تھیک ہے۔ لیکن ابھی وقت ہے آٹا
 ابی بیت کچھ ہو سکتا ہے، وہ اب کچھ ہو سکتا ہے
 جس کی میں طرہ میں ہے، مجھ، امید ہے کہ تم میری
 کیفیت دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ بدل دو گے۔"

"ابھاب میں ملتی ہوں"

"چلو میں نہیں چھوڑتا آؤ ہوں"

"میں نہیں۔ آپ زحمت نہ کیجئے، میں خود چلی"

جاؤ گی۔۔۔

پروفیسر صاحب کی نظر میں اس وقت تک
 اس کا قیاس کرتی رہی جب تک کہ وہ نظروں سے
 اوجھل نہیں ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد کوئی روز تک آٹا دیکھنے سے

نہیں مل سکی، نہ ہی کھانے کی ادب سے کھا کر ایک ہی
 کام تھا۔ ان بات بستر پر پڑے پڑے کہ وہی بین
 لکھیں اس کو اس درم گدا بستر کی نام نہ تھا۔
 جیسے وہ نرم بستر نہ ہو، بلکہ اس پر آگے کے جھکے
 ہونے لگا رہے تھے۔ اس کے پتے میں نے بھی
 کئی بار اس سے دریافت کیا، کہ کیا وجہ ہے کہ وہ
 پیشانی ہے، لیکن وہ ادھر ادھر کر کے کہہ کر چلا گئی
 اور کئی روز سے نہ ملنے کی وجہ سے دیکھ کر
 جو تشویش ہو رہی تھی اس کا دل بھلا کھو رہا تھا
 تھا۔ اندھی اندھ پنچ ڈاپ کھا رہا تھا، وہ سوچا
 تھا کہ کیا وجہ ہے کہ وہ آٹا کی جگہ طبیعت
 تو نہیں خراب ہو گئی، پھر اس کا خیال کرتا کہ یہ بھی تو
 ممکن ہے کہ وہ امتحان کی ضرورت تھی کہ وہ سے
 نہ آسکی ہو۔ دل بھر کر کہتا نہیں، نہیں، ابھی بھی کیا
 معرفت، کم سے کم ہفتہ میں ایک بار مل لینے میں
 کیا قیام ہے، وہ یہی بیٹھے بیٹھے خیالات کے
 ساتھ سمندر میں غوطہ کھا رہا تھا کتاب اس کے
 سامنے کھلی ہوئی تھی لیکن اس کا دل اس کا اند
 طرف اٹھا ہوا تھا۔ وہ کھتے کھتے قلم کو ہاتھ میں
 لے کر سوچنے لگا، پھر قلم کو صاف قرطاس پر کھینچنے
 لگا، ہر ممکن کوشش کرنے کا وجود وہ اپنی پریشانی
 پر غالب نہ آسکا۔ اتنے میں وہ اندھے پرستہ پرستہ
 میں جنبش ہوئی اور آٹا اندھ داخل ہوئی۔

"کیا ہو رہا ہے؟"

"وہ تو صاف ہی ہے۔"

"ابھی امتحان کے کتنے دن اور رہ گئے"

ہی۔۔۔

"پندرہ روز اندھی"

"اشدنی منہ میں ہر دن ہے۔"

"تمہارے بچے کی کھانک اشدنی ہو گئی۔ آؤ
 تم اتنے دنوں کہاں غائب تھیں، جانتی ہو، میں نے

کی گھڑیاں کتنی غفلت سے کاٹی ہیں، کتنی دق
 جو گزرتی، کتنے مہینے دن گزرتے، لیکن تم نہ
 کہوئی بھی ایسا دن نہیں گزرا جو تمہارے ساتھ
 نالی گزرا اور کتاب کے کریمیتا تو مجھے پہاڑ
 ہوتا۔ بڑے بڑے خیالی تھری طرف متوجہ
 ہا، اندھیرا نہیں خیالوں میں کہیں دور بھٹک
 جہاں پہنچ کر مجھے اپنے آپ کا کچھ بھڑک رہی ہوتی
 اچھی کوئی بھڑک نہ دیکھ سے یہ حالت چھوٹی
 اگر تم نہیں برس دیر میں نہ سے کیا ہوگا؟
 "تم ٹھیک کہتے ہو۔"
 "کیونکہ کہتا ہوں؟ یہ آٹھ تم کسی بھی باتیں
 لاہور۔ چہرے کا رنگ کیوں اٹا رہا ہے؟ آٹھیں
 علوم ہدی میں جیسے کچھ روز سے ٹھیک سے نہ
 کی ہوں۔ یہ تھارے بال بھرے ہوئے کیوں ہیں؟
 کہو آشیا کیا بات ہے؟ تم جانتا چھیرا دل کتن
 رہے وہ خدا سے بھی حد سے متعلق نہیں ہو سکتا۔"
 "کوئی بات نہیں، یہ تو باطل ٹھیک ہوں۔"
 "دیکھو آشیا تم ضرور کچھ چھوڑا ہو؟ ہم
 اور سب کو آٹھ سے نہیں برسوں سے جانے ہیں
 کچھ ایسی بات نہیں ہوئی پھر آٹھ.....
 میں میری قسم جو نہ بتاؤ۔"
 "دیکھ گئے کیونکہ میری زبان کھٹے سے
 ایسا دانتاں شرمناک ہر جگہ کی جو تھلنے لے
 غالباً عداوت ہو گئی تم اس پر غالب نہیں آ سکتے
 یہ انکی پند دانتاں تو ہے جس نے تم کو لڑکی
 نہ تو کا فیصلہ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ میں ایسی
 پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے جہاں سے تم پھر
 ایسا نہیں آ سکتے۔"
 "آشیا! مجھ کو کہنے میں کیا نہ بھلاؤ۔
 بات ہے صاف صاف بتاؤ۔"
 "اب اندک کیا بتاؤں کہہ گیا ہے۔"

"جہل نہ تھا رامطلب نہیں بکھا۔"
 "مطلب! رامطلب! کہ میں تھا بھلے
 کسی اندک جہل والی ہوں اور وہ جہل مجھے تم
 سے پھینکنے کی کوشش کی ہے وہ ہے.....
 پروفیسر سنا۔"
 "کیا کہا۔!! پر وفیسر جہل!!"
 "دیکھ ایک کشتہ چنچ پڑا۔ اتنی دور سے چننا کہ
 اس کی آواز اس کی طرف کے اندر بھڑک رہی تھی۔
 اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا، یوں علوم
 وحدہ تھا جیسے کہنے دیر اور سے اس کا کعبہ
 چھوٹی کر یا چو اس کو اپنے سانس کی ہر چیز گھونٹی
 علوم ہدی تھی۔
 "تم پروفیسر سنا کہ نام سے جو کہہ کیوں گئے۔"
 "ہاں..... کچھ نہیں۔ یو جی۔" دیکھنے پلے
 ہوش و حواس درست کرتے چلے گیا۔ وہ آشیا پر
 کھڑا نہیں کرنا چاہتا تھا کہ پروفیسر سنا اس کے پتا
 ہیں، اگر کہیں وہ کچھ گئی تو کیا ہوگا، وہ نہیں ہو سکتا
 کا۔ مدد دکھانے کے قابل نہیں رہے گا۔ اور پھر اس
 کے پتا۔ آٹھ! تو کس کچھ سے ان کو دیکھیں گے
 "تو کچھ میری تو کچھ کچھ میں نہیں آ رہا ہے
 اصول نے بیان کیا کہ میرے کہ وہ میرے پتا سے
 اس کے متعلق بات چیت کریں گے۔ یہ سو کہ اور سب
 کہ میری روح فنا ہوئی جاتی ہے۔ آٹھ! ہوں کہ کہیں
 پتا ہی نہ منظر مگر یا تو ہمارا کیا ہے۔ کایری سمجھیں تو
 ایک تدبیر آتی ہے۔ چلو دیکھیں کہیں کچھ نہیں۔
 یہاں سے دور جانا۔ علم نہیں ہوتا۔
 "نہیں آشیا۔ تم ایسا نہیں کر سکتیں۔ سوچو۔
 اگر تم نے یا سنے دیکھ کر ہی یا تو کیا اس میں ہمارا تو
 یا ہمارے ساتھ اس کی موت باق رہ جائے گی۔ پھر ہم
 انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہ دکھانے کے باقی نہ رہے
 اندر ہی حال ہو گا کچھ ہو گا کسی کے سانس سر نہیں

آشیا کیسے تھے۔ یہاں سے سبھی ایتھ ہونے کی
 آشیا میری باتوں پر ٹھنڈے دل سے حیرت و ہر
 اس کا کچھ اندازہ لگا کر نہیں کیا کیا ہوا ہے۔
 ایک اس وقت مجھے نصیحتات دلا دیکھے ہر کچھ
 اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا ہے، مجھے تھکے، ابیدہ تھی
 کتم، یہ نازک وقت میں ہاتھ چھوڑنے کی کوشش کرتی
 اس وقت میں دونوں کی زندگیوں کا سوال ہے، میری
 نصیحت سچی ہے، اگر نہیں ہی سہ کرنا منظور تھا
 تو پھر آٹھ کیون جیت کا وہ سنگ پڑا تھا کیا میری
 تھی لیے پیسے دیکھنے کی۔"
 "آشیا میری بات کا کچھ غور نہیں ہو چکا کہ
 وہاں جہل تھا وہ کچھ کچھ کے کچھ ہوں، میں تھا
 نقصان بھی نہیں پھا سکتا۔ فرض کرو اگر تمہاری
 نے یہ روش مت منظور کرنا تو کیا ہوا۔ آخر میں تمہاری
 شادی کسی نہ کسی کے ساتھ تو کر لی ہوگی۔ انہوں نے
 تمہاری پسندش کی، بڑھایا کھلا، چھوڑا اس کا تہیہ
 آٹھ کی ادھیگا نہیں۔ آشیا اس میں قصی سہولتی
 ہے۔ خانقاہ کی عزت ہے میرا کیا ہے کچھ لوگ کہ
 سنا دیکھ رہا تھا اور دیکھتے دیکھتے آٹھ کل گئی، پھر
 سنا سنا ہی چو تہے، اس کی خوشی نہ، ہم کچھ لگا
 کو میری زندگی میں تم کی سب سنا پنا کر آٹھ میں
 آشیا مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں، مجھے تو غلطی ہو گئی
 اگر تم اپنے پتا کی خواہش میں کچھ نہ۔
 "خوب محبت کافی ادا کیا تم نے تم سے نہیں ہے
 امید تھی اگر تم نے جو تہہ کچھ کسی سے محبت نہیں کی۔
 وہ تم اس کی قیمت سمجھتے۔ دیکھ اپنے آپ کو ہوشی
 اور۔ ٹھیک ہے جب تمہاری موت ہے، بات ہے پھر
 اس سے کچھ شکایت نہ، تم آٹھ میں سچے کہیرا
 ادا کیا مجھ سے۔ اگر اب یہی کیا آٹھ میں کچھ نہ کچھ
 دیکھ میرا جیتا ہوا، میرے کایری غور میں کی دقت
 کل جہل کی، ابھی نے کچھ ہی کچھ سے سب کچھ
 ہاں صفحہ ۱۰ پر ۵ خطہ لکھا ہے۔"

خدیجہ کا ہاتھ

[illegible]

عزیز سے دیکھتا جیسے دو گھبراہٹ کے وقت چوں پر ہنسی شرم
 کو دیکھتے ہیں۔ دن کو سفید تر ہنسی ہیں کہ وہی کو مدد
 میں شرف ہیں۔ سات کو خردوں کے ساتھ کپ شپ
 انا کہیے جاتا کہ میری شرف ہیں اور کھی کھی کھی کھی کھی کھی
 طوع ایک کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی
 میں ہنر و کاشانی ہوں۔ البتہ اسطرح سے کہ کھی کھی
 ہنر و کاشانی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی کھی
 ہے اور اس شرف سے وہم و گال اپنے پتہ کا انہی
 تیار کرنا —

کل ہر رات اُس نے کچھ دو گن کر شریا نہیں دیا تھا
 اور اُس کے گھر کے سامنے پسینہ گرا رہا تھا۔ یہ کہہ کر
 کچھ خرد و لد کو سکون سا محسوس ہوا کیونکہ آؤ بچا
 نہ بچیں گی یہاں کتنی شرمناک باتیں ہو چکی ہیں اور کچھ گناہیں
 ایسی تو تھیں اپنے دو ہزار سے پہلے کی تھیں تعزات کے
 سارے اہل خانہ کو بھی یہ یاد پڑ گیا تھا تو بچیاں جا بجا اپنے
 اور باندھوا اتنے میں گپیں باتیں کر رہی تھیں کہ ہر آدمی کو
 ان میں سے کسی سے بھی ایسا نہ ہو کہ اس کا حال دیکھ کر
 کہ کسی میں اتنی برائیاں نہ ہوں کہ کہ وہ گپیں باتیں کرے جو
 اگر کوئی تاتہ ولد کو نام دے تو اس سے ہنسنے لگتا ہے
 اتنا تو کہہ کر آدمی ہی شرمناک ہو جاتا ہے وہ دھار دھار
 مٹا دیتے تھے۔ فرزند پر نام اصل سے ہی نہ تھا۔ گھروں کے
 اہل خانہ میں ایک کمرت نہیں ہر گھر کے اندر اتنی ہی چیزیں کہ
 مینے سنا رکھی ہے۔ اگر ان تاتہ سے نہ کہیں اس کا حال۔

کچھ رو سکنا تھا۔ چنانچہ بات نہ چلتی تھی اگر کہیں۔
 رام دیال بھی کانپ کر پانچ پستے سے ایک ساتھ
 آؤ بیڑ کنڑ۔ ٹرکیوں۔ — "کیوں تو جب خود روا
 کہو میں نہیں تھا۔ کوئی بات نہ دے خود خاموش چلا۔
 دفعتاً خنک بھگی۔ رام دیال بھی کانپ کر کپڑا
 ہ۔ "کو کیوں؟ رام دیال بھی کانپ کر پانچ پستے سے
 ٹرکیوں۔ ۹۔ — "پیر نہ ہو گئے۔ کچھ ہی غلط ہو گیا
 گ۔ اُدھ بچے والی کو دیکھو سانپ سر ٹھکیا۔
 اور لڑ گئی۔ اتنے میں لیکن اللہ کے اہل ہو گیا۔ لکھ
 بنایا تھا۔ دھپ پھی چڑھی کھڑا کر اٹھ کر اسے روایت
 بناتا تھا اسے مانتے مانتے کا سال صرف چھ ہی سال ہو چکا
 دھپ کے وقت اکثر وہ اس دے۔ ٹرکیوں سے بڑھ کر
 چوڑے چوڑے سوجاتا تھا اور اُس وقت کانپ کر
 دھڑلہ جاتی تھیں کئی کئی سالوں میں سے ہرگز
 تھیں۔ جس کے بعد ہی تھے جن کو اکثر فریب ہوا کرتا
 رام دیال کو تھیں کئی کئی وقت کو تھیں۔ بنایا
 اس کے صرف ایک ہی وقت تھا کہ کبھی تھا کہ
 ہوتے ہی آؤ بیڑ چلا۔ کچھ چلا آؤ فریب
 دے کار اور کچھ چلا۔ اسے دے دے کہ تھیں
 اس کے رسم تو یہ ہے کہ کبھی تھا۔ کچھ
 کی بات سے دھپ ہی اس کے کبھی تھا
 جب وہ نے سنا کہ رام دیال بھی کانپ کر
 کہوں کہ تھیں۔ کچھ ہی کبھی تھا کہ

بھٹی کا نیلام

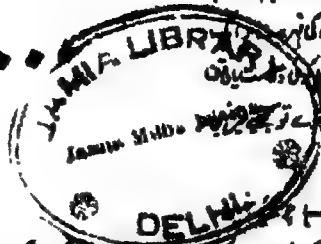
کربلا پہنچے ہیں میں خانے نہ پاسکین اس نے بچے
 بندہ جسنے ہی بہکم نام دیال لکھا سوچی کہ وہ
 خود نکوت کے ہاتھوں سوچا وہاں ہے اور سرور لادہ
 نہام کر رہا ہے، جیسے اپنا کھیت بچہ راہ کوئی گھریا
 گھر کا سامان یا جیسے بڑی کے گھنے بچہ راہ کوئی
 نے حیرت سے دانتوں میں انگلیاں دبائیں اور پھر لیک بار
 جیسے کے لگی اس پر تو میں کہانے لگے۔ بے پناہ وہ جلی جانے کا
 خوب کر پڑے پڑے۔ یہی لکھا کیا ہوگا؟ وہاں پر ان کی
 پسند پسند دیال نام دیال کے ساتھ ہوتیں۔ آخر میں
 قاتل نہ گزرتا تھا جگہ جگہ پر لکھا۔ تب دیال میں امید
 کی لکھی لکھی کا کہن جاگ اٹھی۔ اور پھر لکھا ہذا انھیں
 اپنی منزل بہت قریب دکھائی دی۔ گھر ناتھ گھر کی بڑی
 بڑی ہونچیں۔ سر پر بندگی ہوئی وہ جلد بڑی کی وجہ
 سے دیال میں اتنی بہت پیدا ہوئی کہ وہ مساند کی تہک
 پہنچ سکیں۔ گھر ناتھ گھر کے ہاتھوں میں وہ انگریزی
 اخبار ایک اردو ایک عربی کل چلا جاتے اور وہ
 اپنا ان کا سرخیل کو پڑھتا تھا۔ بڑے گھوس پھر سے
 داخل ہوتے سے پہلے اس نے اخبار دیال کی طرف اچھا
 دیا، اچھے ہی جیسے لکھوں فریبوں اور تیرکوں کی مبتا
 میں کوئی لکھا کہ وہ گزرتا تھا دیتا ہے اسفیر سے کمال
 کرنے کی کوشش میں اس کے لڑنے لڑنے کر دیتے ہی۔
 اور کوئی حاصل نہیں کرتا۔ یہی حال یہاں بھی ہوا۔
 اخبار پڑھنے کی بجائے اس کی دجیاں اڑائیں انھوں نے
 ہر اچھی اڑنے لگے۔ جیسے نچے بچے ہر اچھی چنگ اڑاتے
 وہ اندر کے ٹوٹ جانے کے بعد اس امید پر اس
 لگاتے بیٹھے ہوتے ہیں، جیسے کوئی لکھی دیتی ہے وہیں
 آئی۔ پر لکھی لکھی وہاں نہیں ہوا۔ اور نہ ہی آئندہ کبھی
 ہوگا۔ پتہ نہیں کہیں۔ شاید اس نے لکھن سے نکلا
 ہزار ہزار وہیں نہیں آتا۔
 ہر کوئی پڑھتا تھا۔ یہ لکھی چلا گیا۔
 پتہ چند سا ہوا ہوا کہ۔ پھر نام دیال پر آتا

دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھوں میں یہی تھیں۔ اس کا اترا
 ہوا ہر وہ صاف نظر کر رہا تھا کہ اس نے خوب یاد دکھائی
 ہے۔ وہاں طرف شائق ہیں کئی اور دیال کے کان
 پڑتے پڑتے۔ ان کی نظریاں چتر میں سخت ہو گئیں۔ وہی
 لکھ کے لے کائنات رکھی گئی۔ اتنے میں خانے کا بچا
 انصر ہوا۔ نام دیال اپنی مٹی کا نیام کر لیا ہوا ہے
 ہونے کا کہہ رہا ہے۔ ہر طرح سنایا۔ پر اس نے اٹھ کر لڑا
 وہاں ہر طرح ہی ہونے۔ مگر اس نے ہر بار ہی کہا اس کی
 وجہ میں تمام دیال کے سامنے بتاؤں گا۔ پھر خانے دو
 سخت ہو کر پڑ لیا۔ اسے ناواقف کہنے۔ جو کتنا چاہتا ہے
 کہے۔ دیکھ یہاں بڑا دیال تو گنج ہے۔ اب تو کوئی کیا
 نہیں۔ ورنہ پھر ایک بلکہ ایک ہرے گا۔
 چاک کا نام سننے ہی نام دیال نے اپنا ہاتھ اٹھایا
 جیسے اب وہ دانتی کہنے کہنے تیا ہے۔ پھر نام دیال
 دیکھے دیکھے پھوٹ پڑا۔ تم نے اخبار میں
 پڑھا ہوگا کہ ہمارا شہر سرکار اپنی حکومت کو تو قید کیا
 نہ ہوگا۔ وہ شہر کہ عام بنا چاہتی ہے۔ وہ چاہتی
 ہے کہ اس پر جو قوانین حاکم ہیں وہ بنائے جائیں۔ مگر کہ
 اس سے پہلے ہی شہر پر مگر ملتی تھی۔ مگر اب نہ بند
 کا قانون اگر حکومت سے نکال دیا جائے تو کوئی ناتھ کا
 کیا ہوگا۔ جو جسے ہر پہلے ساتھ روپے بہتہ دیتا ہے
 اس ناکے دلا کا کیا ہوگا۔ جسے ایک ہونے میں اس سے
 روٹتی ہے۔ اور کبھی چکی اور کبھی دوتی۔ یہ لکھ جہاں کی
 سرکار سے بہت کم قرضہ لاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کسی کی
 قرضہ پوچھا جو ہم ہے۔ اس نے اس بات کو یہاں نہیں
 کہوں گا۔ صرف اتنا کہ لکھا سرکار اس کے دینے جوئے
 دیوہوں میں ان کا لڑ نہیں ہوتا تھا۔ یہ وہی لکھی لکھی
 سرکار میں جاتا تھا۔ اب اگر شہر پر سے پابندی اٹھائی
 جائے تو ان کے دیالوں اور قاتل دیالوں کا کیا ہوگا؟
 میں کے گھر میں یہاں تک ایک وقت چلے جاتا جاتا ہے
 سرکار سے کہہ کہ تو وہ ان کی قرضہ میں اس کا کہہ، ادا

اس نشہ بندی کے قانون کو اسی طرح رکھے میں طرح
 میں ایک پتہ تھا۔ یہ کہتم لکھا تھا کئی سرکار کے خلاف
 کسی خاموش تھا اس کا ایک دوسرا کام نہ لکھا ہے تھے
 کہ جو لڑنے کے بعد پھر نام دیال گن اٹھا۔ اور پھر وہ
 لکھی میں جو شہر پہنچے ہیں اور وہ بھی ادھار۔ اور وہ
 جیسے کے ان میں اپنی بیوی کے گھنے چاکری کی بیوی میں بند
 کر چاہتا ہے مگر سرکار اس کا فک کر کے کہ جیسوں کو خد
 چلانے کہنے اپنے ہاتھوں میں سے گی کر لیا۔ قاتل قاتل
 ادھار پیچنے کہنے سے گی کیا وہ ناکہ دیالوں اور قاتل
 کو بہت متور کر کے کہ بہت وقت پہنچانے گی؟ وہ سوچنے
 کی بات ہے جو سرکار بھی مانتا ادھار نہیں دیتی، کیا وہ
 شہر پہنچا ہے پھر میں ادھار دے گی؟ انھیں بالکل
 غلط، وہ کبھی نہیں دے گی۔ اسی نے اس سے کہہ دیا
 ہے، اپنے لئے نہیں، کوئی ناتھ قاتل دیال اس کے
 بیوی میں کہنے، ناکہ وہ کہہ دے گا پھر کہنے
 اور اپنی دھن کے حوالے شہر پر قاتل دے گا! یہی
 کبھی تھا راجن برداشت نہیں کر سکیں گا۔ اگر ایسا
 ہوا ہر قاتل دے، ہر نہ کہہ اور ہر ادھار پیچنے والا
 وہی گھٹ گھٹ کر مانتے گا۔ اور یہی آدھی بیک چیز
 ہے۔ مگر گھوس تو دہر کے محل سے شہر میں ہوتی ہے
 جو جو شہر میں آکر ختم ہو جاتی ہے، اس نے یہی کہا
 ہے کہ اگر سرکار عیشیں کو چلا نا ہر اچھی جیتی تو وہ ہے
 پتہ میرے کان میں اپنے ہاتھوں میں لے لے۔ جو ہاتھ اپنے
 پاس رکھنا نہیں چاہتا۔ یہ میرے اچھے کے پتہ کا
 ایندھن میں تھا اس سے کہی اور لکھی دے گئے۔
 ہمارے بھیدیاں کہن کہہ گا وہ خود چلائے گی تب شہر
 وہ جان کے کہی کہہ گئے مجھ سے یہ میں ہی اور وہ کہے
 کیے اتنی احوالوں اس کا قانون میں کئی پتہ لکھے ہوا
 زندگیوں میں کرنا چاہتی ہے میں تو گھٹنا تھا لکھی
 لکھی کی سبھی ان کے نام کہنے کے چاہتا ہے۔ یہی لکھی
 ساتھ لکھی لکھی کی مدد میں میں دیکھ رہے ہیں۔
 اپنی سحر

استدین

آجی آئی آپ کو ایک ہنگامہ میں ملے گا
 شاہوں کو اس سے ملنے کے لئے پہلے پہل پہنچے
 گر یہ قول شاید آپ نے نہیں نہ سنا ہو۔ لیکن آپ میں
 نئے نئے خدا آئے، لیکن قول سننے سے پہلے آپ
 اپنے دوستوں اور واقف کاروں کی نظر سے
 نظر ڈالیں، مگر خدا کا نام ہے آپ کی ہمت کی بات
 اور یہ سزا کہ سزا پر کمر بستہ ہو کر اپنے دوستوں کی بات
 "خیر خطرہ زباں!"



خطرہ زباں

کہہ دے کہ یہ بات ہو کر نہیں کہتا جس کی دلیل نہ ہو
 ذرا سہجی سے سوچو یہاں حضرت کیجئے یا تو راج
 خدمت سے جو فخر تو یہ نہیں کر دو کہ شاعر کہو اے
 کے لئے زمین کا سماں چھوڑ ڈال کے بھی جا چکے
 گئے ہیں۔ اور وہ اپنی جگہ پر قائم ہے، لیکن شاعر
 کے ہنگامہ سے نہ ہوا اور اس کو نقصان پہنچا ہے وہ
 نقصان تو خدا کا ہے نہ انسان سے کہیں زیادہ ہے۔
 "تو بھی جانتے ہیں کہ لفظ "خیر" کتنا گستاخ
 اور کبھی ہے، اس کے شعلے میں بھی جگ، کیا اور خوش
 ہے، لہذا ایسے شاعروں کی شاعری اور ادب نوازی
 کیسے ہوگی؟ بہت! لفظ "خیر" زمین میں آتے ہی طبیعت
 کس منہ اور رخ پر جاتی ہے اور زباں ایک جیسے جلتی ہے
 محسوس کیسے ہو جاتی ہے۔"
 "تو لفظ "خیر" کی شرارت ہوئی آپ میں گئی
 "خیر" خطرہ زباں" کی کیا تشریح کروں اس کی
 تشریح کرنے سے پہلے میں اپنی ایسے عقوبت سے متوجہ
 کروں جس سے اس پر سے بھاری کشتی بھی ہوجاتی
 ہو لیکن خدا ہے جو کہ اگر کم از کم آپ ایسے لوگوں سے
 کہہ دے کہ "خیر" کا یہ خطرہ زباں ہے۔"

۱۶-۱۷ کے ایک ٹیک، لہذا پریشان ہاں
 بچے کمال اور لکچر کی ڈیڑھی ٹیک، لہذا پریشان ہاں
 برقی ٹیڑھی بڑی بڑی ہیں جیسے لکچر کی ڈیڑھی ٹیک
 اور ان آنکھوں میں ہمیشہ دیرانی ادھار آسانی کا
 حلقہ شوق ہے یا مصروفی پہاں میں ہے ٹیکری
 قابل ہوتا ہے کہ کوئی ۱۶-۱۷ کی آواز میں جاتا ہے
 ہم کو شائبہ؟ ان سے میری پہلی ذات کا رنگ
 ایک مشاعرہ میں ہوئی۔ سادہ سادہ سادہ
 سنا جا رہا تھا جن میں بہت سادہ شاعر کرام
 تشریف فرما تھے جن میں اختر و بیڑی، شاعر کھنوی،
 شائین فاضل کھنوی، شائق کاظمی، جیسٹ ماسٹر
 دیرو کا بن کر گیا۔ ڈھکس کے قریب آپ کالی شیروانی
 ڈانے آپ بھی جوبہ ہر روز تھے۔ مشاعرہ ختم ہوتے ہی
 لوگ آؤ گراں تک لیکر شاعروں پر ٹوٹ پڑے، ان میں
 میں سمجھتا ہوں کہ اس بارسی کھنوی سے آؤ گراں لیتا گیا
 بھڑکا دے سے میں جلدی میں تھا کہ کیا ایک سیدہ جوتی
 سے آؤ گراں بن گئی تھی۔ لی۔ میں نے دیکھا کہ کر ماسٹر
 آؤ گراں بن گئی تھی کہ ان کی طرف سے ہیں۔

اُنہیں تو کتنا مناسب نہیں تھا جو کی طرف زباں
 سے وہ ایک شاعر سے کسی بھی طرف کم نہیں نکلتا
 تھے ماسٹر سے، لیکن ماسٹر کے بار بار کہہ کر میں پہنچ
 تھا کہ انہوں نے جیت تم کا لہا اور پٹ اپنا بھی آؤ گراں

۱۷-۱۸ کے ایک ٹیک، لہذا پریشان ہاں
 میں نے بھٹکا کر دیا، بھڑکے بھڑکے
 سادے پردے پر لکچر، سادے پردے پر لکچر
 سے ہوا چھوٹا، میں لگے آؤ گراں دینا چاہتا
 کہبت۔!!
 کہہ دے کہ یہ بات ہو کر نہیں کہتا جس کی دلیل نہ ہو
 ذرا سہجی سے سوچو یہاں حضرت کیجئے یا تو راج
 خدمت سے جو فخر تو یہ نہیں کر دو کہ شاعر کہو اے
 کے لئے زمین کا سماں چھوڑ ڈال کے بھی جا چکے
 گئے ہیں۔ اور وہ اپنی جگہ پر قائم ہے، لیکن شاعر
 کے ہنگامہ سے نہ ہوا اور اس کو نقصان پہنچا ہے وہ
 نقصان تو خدا کا ہے نہ انسان سے کہیں زیادہ ہے۔
 "تو بھی جانتے ہیں کہ لفظ "خیر" کتنا گستاخ
 اور کبھی ہے، اس کے شعلے میں بھی جگ، کیا اور خوش
 ہے، لہذا ایسے شاعروں کی شاعری اور ادب نوازی
 کیسے ہوگی؟ بہت! لفظ "خیر" زمین میں آتے ہی طبیعت
 کس منہ اور رخ پر جاتی ہے اور زباں ایک جیسے جلتی ہے
 محسوس کیسے ہو جاتی ہے۔"
 "تو لفظ "خیر" کی شرارت ہوئی آپ میں گئی
 "خیر" خطرہ زباں" کی کیا تشریح کروں اس کی
 تشریح کرنے سے پہلے میں اپنی ایسے عقوبت سے متوجہ
 کروں جس سے اس پر سے بھاری کشتی بھی ہوجاتی
 ہو لیکن خدا ہے جو کہ اگر کم از کم آپ ایسے لوگوں سے
 کہہ دے کہ "خیر" کا یہ خطرہ زباں ہے۔"

شش۔ تھری ماہ میں سادہ بی

آہ میرے بھلے دل پر جہاں ہی میری گئی
 لکھوئی ہے۔ گئی نہیں اس کا کیا ہی ہوتی ہے۔ میرے
 اور میرے اندر چھوہ رہی۔ دلوں کے ہلکے تھپتھپانے
 بات کی آواز پر تار ہی تار۔ آواز میں بہت خوشی کیونکہ
 ماحیث کے ساتھ میری سبھی ہوتی ہے۔ جس ماحیث
 اس میں میں نظر آ رہا ہے۔ حالانکہ اسے وہ بے مدد و فک
 ہوتے تھے۔ وہ تو مجھ سے بہت زیادہ رکھتا ہے۔ پھر وہ

سہارا

ہندوستان پر چین کا حملہ۔ مجھے معلوم ہے
 میں اجنبی ہوں چکا ہوں۔ اُس نے صرف پڑھتے
 ہوتے کہا۔

”اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو تم فوراً میں
 داخل ہو کر جگہ چھو جاؤ۔ جب وہاں سے واپس
 آؤ گے تو میں تم سے یہ کہہ دوں گی۔“ اور میں آگے
 بڑھ گئی۔

آٹھ دن تک وہ مجھے کال کر رہا تھا۔ ایک
 دن اچانک لی گیا۔ ویسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بہت
 ہی خوش ہو۔

”کل میں جا رہا ہوں۔“

”کہاں؟“ میں نے تعجب سے پوچھا

”میں فوراً میں داخل ہو گیا ہوں۔“

کی راتیں ٹریننگ اور ساتھ ہی اے بی ای کا سٹڈی
 رکھنے کی وجہ سے مجھے جلد سلیکٹ کر لیا گیا۔ میں
 جہاز نہ گئی۔ میں نے ایسا بھی نہیں سوچا تھا کہ راجیش
 میرے لئے کچھ کرے گا۔ فوراً میں چلا جئے گا۔ اچانک وقت
 اس نے مجھ سے صرف اتنا کہہ کر میں اپنے دودھ یاد
 رکھوں۔“

اس کے جانے کے ٹھیک دو دن بعد مجھے فون
 سے اس کا ایک خط ملا کہ وہ وہاں کی ایک چوک پر
 ہے۔ اترتے تھے۔ پھر پھر ہے۔ میں اُس کا
 خط پڑھ کر بہت دیر تک سوچتی رہی کہ کیا محبت انسان

اُس وقت وہ بی۔ اے میں تھا۔ میری بی۔ اے میں تھی
 پائیس تینیس سال کا خوب دودھ مند تھا۔

بہت دیر سے اس کی مدد لینے لگیوں کے قریب
 سے گزر جاتا تھا۔ قریب لڑکیوں جو آج مجھ پر ہنس رہی ہیں
 بہت دیر تک اُس کی طرف دیکھ کر ابھی بھرتی رہتی
 تھیں۔ وہ اپنے کالج کے این سی ای بیچ کا انڈر ٹیچر
 تھا۔ مجھے بہت چاہت تھا۔ جس وقت مجھے ماحیث
 سے کوئی دیکھی نہیں تھی۔ وہ مجھ سے محبت کرتا رہا۔
 میں اُس کی محبت کو شکر ادا کرتی رہی۔

سکھنے کے لئے پکارا کرتے تھے اس کی کار سے اتر پڑی۔
 وہ اس کی سبک کی شاندار زندگی میں میرے سامنے کھڑا
 تھا۔ شاید وہ پینٹ کر کے واپس جاتا تھا۔ میں نے
 اُسے نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھنا چاہا۔ مگر وہ آٹا
 دھک کر کھڑا ہو گیا۔ میں بھینچا گئی۔

”میں نہ کم میری محبت کا جواب محبت سے نہ دوں گی
 میں اس طرح تمہیں پریشان کرنا نہیں کاؤ۔ اُس نے
 اپنا ٹھکانہ جوڈ دھرا۔ اچانک میرے سامنے اس
 سے جو بھی چمکانے کی ایک ترکیب آگئی۔ میں نے گفتگو
 سے روک دیا۔“

”میں تم کو پناہ مجھ سے محبت کرتے ہو؟“
 ”ہاں اچا جو تو آنا تو۔“ اُس نے سکرلے
 ہوئے کہا۔ میں نے تازہ اخبار اُس کی طرف بھرتی کرتے
 صرف کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے سبیلان سکھائی ہیں۔ میں نے سبیلان سکھائی ہیں۔
 مگر میرے ساتھ ہی ہی حکمرانانہ ہے۔ میں نے جس کو
 باتیں کہہ رہے ہیں۔ گئی گئی میری طرف سے دیکھ لیتی ہے
 اس کے قریب پہنچی ہوئی لڑکیاں بدلتا اور ادا شدہ
 اشتہار ہوتے کیا باتیں کر رہی ہیں۔ اس کے گرد ہر طرف سے
 کڑا چوری ہیں۔ اس کے گرد ہر طرف سے ان کی دلی کیفیت
 کا صاف اظہار ہوتا ہے وہ دلی دلی میری طرف
 ہنس رہی ہیں کہ میرے راجیش کو پناہ کیا ہے جس کو
 اُس سے محبت نہیں کرتی تھی۔ باتیں بھی ٹھیک ہے
 مجھے جھیل سے باتیں محبت نہیں تھی۔ میں محبت کی نالی
 بھی نہیں تھی۔ لیکن اب میں اُسے دل کی گہرائیوں سے چاہتی
 ہوں۔ میں اس کی ہر حرکت سے متاثر ہوتے ہوئے فکر کیا تھا
 میں نے میری زندگی ہی بدل دی۔ اُس کی ایک لمحے میں
 میں نے محبت کیا تھا کہ میرے دل کے کسی دیرانہ گشتے
 سے راجیش کے لئے محبت کا طوفان اٹھ کر میرے دل کو
 بقیہ ملا رہا ہے کہ میرے لئے یہ انتہا محبت کی کئی بڑی
 پرکھ سبیلان جہاں مجھے دلی دلی میں ہنس رہی
 ہیں مگر وہ اس ایک لمحہ سے دوچار ہو گئیں۔ تو انہیں
 معلوم ہو رہا تھا کہ میرے راجیش کو کیوں پناہ کر لیا ہے
 آج جب کہ مجھے راجیش سے بے انتہا پیار ہے
 میں وہی کہہ کر ادا کر کے خود بھی جس وقت میں جب
 ایشی مجھ سے اظہار محبت کرتا تھا اور میں بھی ہر وقت
 اس کی محبت کو اپنے صدمے سے ٹھیک دیتی تھی۔

کروچ پانچ پانچ بنا دیجے۔ میری محبت کی خاطر لڑا
لوان میں جینوں نے لڑا تھا۔

دوسرے دن میں نے اخبار میں پڑھا کہ روانہ
کے پانچ چوریاں ہندوستانی فوج کے قبضے میں گئیں
اور ہندوستانی فوج کو کافی جانی نقصان پہنچا ہے۔
اس وقت میرا دل بلی بلی زدہ سے دھڑکا تھا۔
اس میں نے نہ جانے کس جذبہ کے تحت بے اختیار جھڑپوں
سے راجیش کی سلامتی کے لئے ڈھانگی تھی۔

اس کے تیسروں دن مجھے مٹری ہسپتال سے
اس کا خط ملا کہ وہ شدید زخمی حالت میں وہاں لایا گیا
ہے۔ پھر کمر اسرار ابدین جھنڈا اٹھا اور میں اس
سے ملنے کے لئے ہسپتال اس طرح چلی گئی کہ جیسے وہ
بیراہن تو ہی رشتہ دار ہو۔

جب میں اس کی کنبہ کے قریب چلی تو اس نے مجھے
دیکھ کر مسکراتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر وہ بے
اختیار تھا۔ اس کا جہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

"بہت ٹھیک ہے" میں نے اس کو مسرہانے
بیٹھے ہوئے کہا۔

"کچھ کچھ" اس نے اپنے پیروں کی طرف اشارہ
کیا۔ میں نے اس کے پیروں پر سے کپڑے ہٹا دیے اور میرے
ہاتھ سے بے ساختہ ایک پتھر نکل پڑا۔

"تھرا پیر!" اس کی آنکھوں سے دو آنسو
نکل کر اس کے نڈھ چہرے پر گر پڑے۔

"دوران کی ٹھانی ہوئی ہے" اس نے غصے سے
پچھے ہٹا کیا۔ اس کی مدد میری ہاتھ جیسے منہ کا گھٹیل
کے طرح میرے کانوں میں گئی تھی۔ پھر وہ ایک لمبے
جس نے میری ذہنی جلد دی۔ نہ جانے اس وقت مجھے
کیا ہو گیا۔ میں دباؤ اور اس سے بے ہوش ہو گیا۔ اور جوت
پھوٹ کر روتی رہی۔ یہی وہ ایک لمحہ تھا جس نے میری
سماہوں میں راجیش کی عظمت کو کھنکھاتا ہوا بڑھا دیا۔

میرے ہاتھ پچھو پچھو کب تک کب تک بڑھا ہوا۔ اس نے
کہنا شروع کیا

"میری تعداد جینوں کے مقابلہ میں بہت کم
تھی۔ اور ہمارے پاس زیادہ امنیٹ بھی نہیں تھا
مگر ہر چکا تھا۔ ہم سب اپنے اپنے مورچوں پر اپنی
گتیں سنبھالے ہوئے دشمن کی تاک میں تھے کہ کھانک
دشمن کی آمد سے پہلے شدید بیماری شروع ہو گئی۔

اس وقت تک کافی بیماری ہو چکی تھی۔ جس میں ایک دوسر
کی باتیں نہیں تھیں۔ اس میں بوجہ بیماری ڈکی
تو میں نے دیکھا کہ ہمارے سب مدد بے بہاد ہو چکے ہیں
اپنی جگہ پر ہی قہر نہا رہا تھا۔ اس وقت اپنا ک

میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کیا میں وہاں سے واپس
جاسکتا تھا۔ مگر دوسرے نے یہی پوچھ کر کہا کہ
میرے تمام ساتھی بھی تو وہاں نہیں جا سکے۔ جان سچ
کہنے پر مرنے اپنے دیش کے لئے۔ تو کیا میں اپنے دیش
کی محبت پر تمہاری محبت کو برا نہیں کر سکتا؟ اس نے

میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کیا میں وہاں سے واپس

کہا تھا میرے قہر میں ایک نئی طاقت آگئی، اور
میں اپنے سر پر ہر جگہ کون جینوں کو دیکھنے لگا۔ جو
آہستہ آہستہ میری طرف بڑھ رہے تھے، ابھی تک ہی
چھاؤں جینی ایک قطار میں بڑھے۔ میری آنکھیں ڈھیر پڑی
اور مجھے ہی دیکھتے دس جینوں کی وہ قطار نہ میں پر
دم توڑ رہی تھی۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ مجھے ایسا عجیب
بھلائی کے لئے مجھے دس ہزار فٹ کی بلندی سے نیچے
پھینک دیا ہوا۔ اس کے بعد میرے ہوش ہو چکا جب
ہوش کا قریب یہاں ہسپتال میں تھا اور میرا پیر

غائب!"
آدھ دن میں اس نے نظر اٹھا ہے کہ اس کا ایک پر نہیں
ہے۔ مگر اس ہوش ہوں۔ بہت ہی خوش کہ راجیش کی محبت
بگڑ گئی۔ اس نے میرے لئے لار اپنے دیش کے لئے اپنا
ایک پر قربان کر دیا ہے، مجھے فورے کہ میرا ہونے والا
شہرہ شیر مرد ہے، جس کا ایک پر لوان کی ٹھیں دیا
ہوا ہے۔ اس کے لئے مثال شجاعت کا فریاد کیا کرنا ضرور
پانا پر اپنی شجاعت کا ان کی ٹھیں دے جانے، اس سے
بڑھ کر اور کیا خوش ہو سکتا ہے۔

میرے ہاتھ میری ٹھانی کاہ لائن کر دیا ہے
سب لوگ ہمیں بھاڑ رہے ہیں۔ راجیش صوفے سے اٹھ
چلا ہے۔ لیکن وہ صوفی ٹانگہ کے سہارے لڑاؤ پر
نکل نہیں سکتا۔ جس سے کہتے ہوئے اسے ہمارا
دھم دہی ہوں۔ مجھے سہارا دینا ہی چاہئے۔ فی الحقیقت

میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کیا میں وہاں سے واپس

اس کا نام ہے، اور وہی سہارا	میں نے سر اپنا خدا کے دستوں	خیر، انہی پر تاپ کر دے
ماتہ دلی سونو دھڑا رہی اور	نہ کے نیچے کے ہم دھانکے تھے	تھاری ذات کی سو گند شام زرت
آزاد آبادی		شریک حال ہمارا اجنا راہ
گرجا بنا ہے کہ ہم آدمی رہے وہ	زشتہ ہوں تو نہ جانیں خط کہ تھے	وہ دھرم سے بہت دور ہو گئے آخر
قیس پانچو گاہیں شہر کے قالی	ری خطاں تھاری خط کہ تھے	منہ پر کا
بڑا دلدادہ ہیں ہندو ہندو کا	تھے جی تھے وہ کھول خدا کے دستوں	اور اگرچہ ہے ترقا ہے اثر ہو
تم غریب صیاد دیکھنا آزاد	تھو کہ کہ دیا ہوا صیاد کہ تھے	

میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کیا میں وہاں سے واپس

الرحى مشاعره
سبحه

مصرع طرح
چون ہم نے بلائے ہمارے دوستے ہیں

میرزا شاهی بیداد
حضرت
مولانا آبراهیم گنوری
شف اگرایاری

تاریخ کے محقق ضرور ایمان مستعد ہیں۔

تہا سنی سیرک ٹھکب آبادی

خوش ہو گیا ہر دہن کے لئے جس
 کی فرم کا کچھ خوش ہو ہی چلائے
 ہو تو خوش ہو رہ کر سب کے چہنچہ
 تو جب سے پہنچنے کو ہاتھ اپنا
 دہن چل گیا جس میں آگیا ہر دہن کا
 اپنا شہر ہو گیا چل گیا ہر دہن کا
 دہن شہر ہو گیا ہر دہن کا

فاسے کلامِ ولیدہ دماغ کے تے میں
 ہو گیا دوست کیا وہی گیا دشمن
 ظلم ہے کہ جتنی ہے مایوسوں پہ نظر
 واخذ کہ کرتی اور بچ نہیں سکتا
 چنگیز داں سے اس کا مسو کہ دیکھو
 لندہ آگھ میں آنسو میں پی کر استہم
 ملحقِ قریبہ جہانِ ازیٹھ

بیچیں یہ تمام مکمل کر رکھتے ہیں
 اپنی عیشیوں میں رستہ دکھائیں گم کو
 اپنے چکر چکر کے چمکے دو۔ ان کے در کے پڑ
 لیں وہ راز و محبت نہ فاش ہو جائے
 قدم قدم پہ آئے سنبھل کر نہ تیریں
 جو لوگ اویس و دینو کی جگہ لیکن
 مریلی اسکرین پر گھائی

ہمکے خدیان ہم نے ہر ایک کے سے ہیں
جوئی مٹو کی ضرورت کت پہنچا ہے
نہ مانت کائنات ہے باہر ہو کر

کُرتب لیتے ہیں۔ خود بلا کے رستے میں
 ہر نئی فرشتہ کی تپ چاکے رستے میں
 ملیں گے موڑ ہر دلوں خدا کے رستے میں
 نہیں ہے کوئی اکلاٹ خدا کے رستے میں
 اکیلا چھوڑ گیا کلاٹ کا رستے میں
 چلا نہ پہنچا بلاتے ہمارے رستے میں

چراغ ہم نے جلائے ہمارے رستے میں
 فروغ ہم کو آغاشا کے رستے میں
 میں گی رتیں اس کی خطا کے رستے میں
 جاکا گری کیا ہے نہ کے رستے میں
 دکھائی نہ ملے مقصود آ کے رستے میں
 جھلے کام پڑا جید ہمارے رستے میں

وہ پہلے دھونے بجھ چکے خود بنا کر رہے ہیں
ہلکے سے دایا بزرگ لگا کر رہے ہیں
جہاد بھول گئے گھر سے اٹھ کر رہے ہیں
نہ دیکھ کر دیکھ کر محسوس کر رہے ہیں
چلا غور سے جو سزا گھٹکے سے ہے
عزت کوئی بھی عداوت کو دے رہے ہیں

تکلیف دہی پہنچ کر کہ فاکہ رہے ہیں
بیکار کے رہ گئے کہنے دھڑک رہے ہیں
ہراسا نہ ہوئے ہراسا کر رہے ہیں

بنایست کجا کجا میرسد تو بحر من جانی
عجب نه تنه که سپنج که قبول جوی جانی
اذا کسی که ادا حق ادا مرا حقست
حکیم جعلا لیا فی حکیم پرورنی
روزی عشق و محبت سکنا که درستی
مخلفه یار سگوار اربابوں کیوں آستا
سم ہے ماہر بولنے ہی محکوم کونست یا
برایک کام چہ حق تجھے نئی منزل
ہیں نصیب جہ حق تعالیٰ م سفری
جوں کی یوتنی رہی ہیں پیہم
شہرت بر علی

پتہ بتائیں گے شری کا چلنے والوں کو
زمانہ داؤد نہیں ہے ہماری کوشش کی
شبلی شمس نہیں چپکس خاک کے دوسے
خلیہ جات کے منزل پر کیسے پہنچے گی
امید رکھنا ہے تم سے جو عمل نشانی کی
سنبھل کے رکھنا قدم تم بھی تھامے والو
خضر محمد خضر نام چوری

جہاں سے کہیں نہیں پایا تھا کہ سے ہیں
 میں پتا تو سیما کیجے سے ہیں
 اور جو کہیں نگر اشفاق سے ہو جائے
 زمانہ بے رول و ہر کہ بدل جائے
 ہماری منزل تو قصور کا ہے ہی نہیں
 ظاہر ہے عشق ہی ہے
 اور یہی نصرت ہے

ہٹا کے نقش چھپیں منہ کے رستے میں
غیبیہ گریہاں غافل دھماکے بستے میں
تضارعی انگلیں نہ مہم ادا کے رستے میں
دل حریف کو چھللا دھماکے رستے میں
بے رنگ نہ ہلے نہیں دل دھماکے رستے میں
چوڑی راہ بسری کو کھجاکے رستے میں
دوہ کاش چلتے قدم کو طالعے رستے میں
تو نقد جلا کر بھی پتے نہ لے کے رستے میں
اگرچہ جیتے رہے ہم ادا کے رستے میں

ہمارے نقش قدم میں دلائے ہوئے ہیں
چراغ ہم نے جلانے ہوئے ہیں
مرازا ہے کہ مراقبہ کرنے میں
قدم قدم پہ ہیں کانٹے تو لگنے ہیں
بھلاؤ خانہ اسے دانا کھانے میں
خالی ہے جسے لہجہ دعا گزرتے ہیں

ہمارا نام ہے روشن دفا کے رستے میں
کوئی مریض محبت شفا کے رستے میں
لگا ہے اس کھڑا میں ہے آگے سے
دفا شدہ میں لگے دفا کے رستے میں
نراؤں میں خیر ہے آئیں دفا کے رستے میں
خیر زندگی کا لعل
ہر جگہ کے رستے میں

حبیب اللہ شاہ - حقہ خدا می

وہ کہ دہائے قسم دیا کے رہتے ہیں
 عزت با حق میں دامن چمکے رہتے ہیں
 بہت ہی شوقی قسمت بہ ہر سبب میں
 خبر دہاں جفا کو کہ نہ دیکھیں جو سبب میں
 نہ خاندان دیاں ہے سبب دلی نادان
 تھیں شہر میں عورت کھڑے کھڑے
 اس میں دل ڈیج مانا کافی
 قدم ہے چمکا کر بندہ خاک کے رہتے ہیں
 نہ جوڑا اور نہ جوڑے کا میر کا لہجہ
 اس کے لطف و کرم و رفاد شوخ کھیل
 ہمیں ہی آج کے مقابے کے لئے
 اس کا کہ جسے عقل و شعور کا قصہ
 نہ پہنچے فانی مقصود پر نہ چکا حزین
 آج کی ناگ پری

گئے ہی رقی سی دل پر لکے رہتے ہیں
 کسی نے لکھ دیا سسکا کے رہتے ہیں
 نجات دل کہ ہے میر و سدا کے رہتے ہیں
 ہم آج گرم سفر میں وفا کے رہتے ہیں
 یہاں سے چلے رہے دامن چمکے رہتے ہیں
 چراغ نام لے جلائے ہوا کے رہتے ہیں
 ہمیشہ رہتے ہیں وفا کے رہتے ہیں
 ہزاروں ٹھکری کھائی وفا کے رہتے ہیں
 خواب حال ہے ہم وفا کے رہتے ہیں
 میں جان و دل سے کھڑا ہوں کھڑے رہتے ہیں
 گرا جو ٹھکری واریب کھا کے رہتے ہیں
 ایک کے رہ گئے آخر خطا کے رہتے ہیں

قرب و محبت نہ حق خطا کے رہتے ہیں
 تو نہ آئے کیوں پار سا کے رہتے ہیں
 حق و رقیب میں او سا کے رہتے ہیں
 ہزار ٹھکری میں ہر ہر ہنکے رہتے ہیں
 مشافاتی ہے ضرورت دھکے دھتے ہیں
 شریف آتے نہیں بے جا کے رہتے ہیں

کہیں میں گزرتیوں لکڑا کے رہتے ہیں
 تو ہر وہ بیٹھ گیا جلا کے رہتے ہیں
 کھڑے ہو چکے تائیں اڑا کے رہتے ہیں
 بہت کچھ ہے میں لعل و فلک کے رہتے ہیں
 مریں تو ہے خدا خدا کے رہتے ہیں
 وہ مسکرا دینے پائی کھنکھتے ہیں

کبھی وہ چلی نہیں سکتے وفا کے رہتے ہیں
 ادب سے بڑھتی ہیں انھیں چمکے رہتے ہیں

میں ہمارا بڑا حکوم حکم نے
 دو جات میں ٹھکرا نہیں نہیں گئی
 لگا کے جاتی ہیں کڑی گسٹے اس کو
 بعد خوشی میں اسے کھنکھتے رہتے ہیں
 عود و عاقبت صدی مست فوج پر
 سکون دل نہ لے گا جفا کے رہتے ہیں
 نفس کی آمد نہ ہر دار ہے جہاں کا
 جزو عشق میں سفر ہے مادہ طہر کا
 اہل سے چلتی ہے نہیں لڑکائی کی
 ہے ہزار ترقی ہی ہے رازِ نو
 اُسے لگاؤں کے طوفان پٹا نہیں سکتے
 حبیب الرحمن راہی باو گھائی

بھلا رہے ہیں جو کھنکھتے رہتے ہیں
 ہیں جات ہی ہے جفا کے رہتے ہیں
 بیٹک کے صواب کا دین ہر شرف خود
 نہ آئی گنت میں نہ دینے اور دنگ
 غرض مل کے نصرت کہ مستجاب چوٹی
 چوٹی کی کڑی اس کے نظریں پا مارا
 عود و عاقبت صدی ہزار دی

ہر انعام نے جھٹے ہمارے رہتے ہیں
 دوا فی چوڑ دے اسے ہر گدہ میں کر
 جمال ہی نہ ہوئی رقیب من تھا ایسا
 شہید ذہن ہے مرنے میں قیامت تک
 نہ آتا ہر منہا کہ کھسکے ہوں غم
 عید و کشتی - لنگ پری

اٹھا رہے ہیں تم کو جو کہ رہتے ہیں
 صدائے حق ہو گئی تو سزا صیب
 مجھ کا تھا محبت کا رہنا دل کو
 ہمارے عزم صاف ہے ہر ائمہ ہما

تو تھیں سے ہیں تھیں وہ لگی رہتے ہیں
 کبھی تو یاد کریں گے وفا کے رہتے ہیں

کبھی جو کہ رہے ہم لکڑا کے رہتے ہیں
 جو لکھ چلے ہیں نظریں جفا کے رہتے ہیں
 جو نام نہاد بھانڈے کے رہتے ہیں
 جو کام جان ہی آئے وفا کے رہتے ہیں

وفا کا نام نہیں ہے وفا کے رہتے ہیں
 وہ کیا چراغ بجھ گیا رہا کے رہتے ہیں
 فضا کا رہا ہے وفا کے رہتے ہیں
 گئے ہیں زمین کھنکھتے رہتے ہیں
 فدا کا دل نہ لے گا وفا کے رہتے ہیں
 قدم ہمارے جس نے وفا کے رہتے ہیں

وہ اہل میں چلتی رہا کے رہتے ہیں
 ہزار نام نہاد جلائے رہا کے رہتے ہیں
 کھڑے ہیں اہل جہاں دل جلا کے رہتے ہیں
 جو لکھ چلے ہیں شاعر صبا کے رہتے ہیں
 ہزار نام نہاد جلائے رہا کے رہتے ہیں
 جو دل جلا کے چلے ہیں وفا کے رہتے ہیں

وہی تھا ہی سدا جفا کے رہتے ہیں
 دوا تو نہیں کرتی جفا کے رہتے ہیں
 جمال و کجیوں نظریں لکھ کے رہتے ہیں
 جو اس کی جان کو ہر خدا کے رہتے ہیں
 پلائی دی ہے آخر جفا کے رہتے ہیں

وفا شعار چلے ہیں وفا کے رہتے ہیں
 زمانہ ہو گیا وطنی لڑا کے رہتے ہیں
 کھنکھتے ہیں کافر نے اڑا کے رہتے ہیں
 فدا کے جہاں آئے جفا کے رہتے ہیں

تو تھیں سے ہیں تھیں وہ لگی رہتے ہیں
 کبھی تو یاد کریں گے وفا کے رہتے ہیں



جس سے خون کی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں

صافی

لحم ام عصبی کے فعل
کو درست کرتی ہے
خون کو صاف کرتی
ہے اور شفاف خون
پیدا کر کے چہرے پر
تازگی لاتی ہے۔



دلی - ۱۲ - ۱۳

نظامِ ہستی اتنی فاری ہوتا
تھوڑا دگر ہر نہ کے رہتے ہیں
نہا چھانے سے کچھ نہیں چلا
وہ نہ لہر و جھٹ ہیں اس زلزلے میں
یہ تیرا لطف و کرم ہے کہ تیرا ابرار
ہماری جنت و جرات کی دلائے کوئی
حادثہ صحت کی سکتہ ہم دلی

تیرا کہہ گیا دل بہ دفا کے رہتے ہیں
ہماری دلتا سفر میں نہ فرق کچھ آیا
کچھ لہن کا جنت میں جان دینی ہے
دفا کہہ رہے ہیں چنا کچھ نہ چلا دلتا
خون کی دافہ دلتا کہ کو کھاؤں کیا عائد
اگر ام اجم بر اجمی

جھلک کھا کے کھا جی دفا کے رہتے ہیں
تھوڑی دوسرے کشتا کچھ بیٹھے ہیں
جھلے نوبت ہیں دھنسیب اس کو ہی
ابلی جنن و جنت کے تھوڑے جھلے
نشا کہہ ام نے یہ جان دلتا اجم
کریم اسدی ہمال ہدی

چھان دلتا اس کا ادا کہہ رہے ہیں
اسے کچھ دلی ایسی سیٹ پا
نہیں ہے کوئی حیا اکی حقیقت ہے
کچھ کہہ کر اسلئے میں تیرا کہ کریم
دوشی کچھ بیٹھی

وہ جلد و رہتے ہیں خنک رہتے ہیں
کچھ سے مشن و جنت کا نام ہے دوشی
وہ چہ نہ ہی شرف خنک جلد و
کچھ نہ ہی خنک و کچھ دوشی
آہستہ چلی کچھ

خون اٹھانے میں نہ دفا کے رہتے ہیں
ہر جگہ سا جاد دفا کے رہتے ہیں
وہ کھانے میں چلا جھٹ کے رہتے ہیں
بھا سے کھیل رہے دفا کے رہتے ہیں
ہر جگہ ہم نے جوئے دفا کے رہتے ہیں

خنک دگر کچھ آکھیں دفا کے رہتے ہیں
نہر دوشی آکھیں دفا کے رہتے ہیں
وہ آکھیں آکھیں دوشی خنک کے رہتے ہیں
بھا سے کچھ کچھ دوشی دفا کے رہتے ہیں
ہر جگہ ہم نے جاد دفا کے رہتے ہیں

کسی نہ کوٹ یا مسکر کے رہتے ہیں
ہر جگہ آکھیں دفا کے رہتے ہیں
نشا کچھ جھلک دفا کے رہتے ہیں
نہ جانے کیسے گئے دفا کے رہتے ہیں
پہنچ مشن دفا کے رہتے ہیں

دفا کے نام کیا چھانک رہے ہیں
کچھ جھلک دوشی اس دفا کے رہتے ہیں
بھا کا دوشی دفا کے رہتے ہیں
ہر جگہ دوشی دفا کے رہتے ہیں

کچھ چھانک دوشی دفا کے رہتے ہیں
ہر جگہ ہم نے جاد دفا کے رہتے ہیں
خودی شا کے چھ جھلک رہتے ہیں
کچھ جھلک دوشی دفا کے رہتے ہیں

ہر جگہ کہ کھنک دفا کے رہتے ہیں
نہا دوشی دوشی دفا کے رہتے ہیں
(دلی صلا ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیے)

مارورن

نو

ذنی سامان اور اس کے لئے جاننے کی بک

وفاقی ہوائی کمپنی کے ہر دور کا سفر ذنی کیس، ٹریک، سٹیکس وغیرہ اپنے ہونے چاہئے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر
سافروں کو غیر مسلم ملک کا سفر کرنے کے لئے چاہئے کہ وہ اپنے سفر پر ایسی ایئر لائن کے ذریعہ سفر کریں جو 606 کو چھوڑ دے۔
پیمائش 1965ء سے مندرجہ ذیل قریبی کٹے ہوئے۔

606 - بیچ انچارج آف ایر کڈیشنڈ اور فرسٹ کلاس کے مسافر

ایک مسافر اپنے ہر سفر میں اپنی چھٹی ہوائی سفر کی اسٹیشن کو سکتا ہے جو کہ اس کے ذلی استعمال کے لئے کافی ہیں اور بیچ انچارج
ڈیٹے میں رکھا جائے گا اور اس سے دیگر مسافروں کو پریشانی نہ ہو نیز اس کے باعث ڈیٹے میں بیچنے والے ایئر لائن کے لئے ایک ہونے
ٹریک، کیس، سٹیکس جو بیانی میں لائڈز سے سیٹی میٹر، ہوائی میں 606 سیٹی میٹر اور انچائی میں 25 سیٹی میٹر مسافت کے ہیں۔ تمام مسافروں
نہیں میں نہیں رکھنے چاہئیں۔ بلکہ انہیں ہر ایک دکان میں رکھنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کھلے والے مسافروں کا ہونا چاہئے۔ اگر کسی کے ذلی ہونے
انہیں چارٹر سامان کے جاننے اور رعایت سے محروم ہونا چاہئے۔ اس کے برخلاف کسی بھی جگہ ہر ایک دکان میں رکھنا چاہئے۔ رعایت سامان کے جاننے
رعایت صرف ہر ایک دکان میں سامان رکھنے پر ہی ہونے لگی۔ چنانچہ اس کے برخلاف سامان مسافروں کے ڈیٹے میں رکھنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کسی بھی جگہ
رکھنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کسی بھی جگہ رکھنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کسی بھی جگہ رکھنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کسی بھی جگہ رکھنا چاہئے۔

مندرجہ بالا رول ایسے سامان پر لاگو نہیں ہوتا

اگر ہر ایک ہوائی کمپنی کے نام مسافر پر لکھا ہو۔ بائسکس، ہوائی کیس، چھڑیاں، چھڑیاں، چھڑیاں وغیرہ (1) (2) (3) (4)
605 آئینہ آئینہ وغیرہ پر سفر کرنے والے مسافروں کو چھوڑ دے۔ (1) (2) (3) (4) (5) (6) (7) (8) (9) (10) (11) (12) (13) (14) (15) (16) (17) (18) (19) (20)
چاہئیں۔ ڈیٹے میں رکھنا چاہئے۔ تمام مسافروں کی نام تقررہ دکانوں میں رکھنا چاہئے۔
کئی شخص جو اس دکان کی طرف سفر کرتا ہے وہ مستوجب گرفتار ہوگا۔ (606) (607) (608) (609) (610) (611) (612) (613) (614) (615) (616) (617) (618) (619) (620)
پیمائش۔ مندرجہ ذیل قریبی کٹے ہوئے۔

606 (I) - بیچ انچارج آف سکڈ و تھرو ڈاکس پسنری

چیف کمرشل پرفارمنس

SECRET

26000-100000
5000000000

۱- در صورتی که در هر یک از این موارد، به دلیل عدم امکان انجام کارهای مورد نیاز، با وجود تلاش و کوشش، نتواند در مهلت تعیین شده، اقدامات لازم را انجام دهد، باید مراتب را به اطلاع مدیر عامل برساند.

[illegible]

مقتضیٰ مذبحی ریاست ہجرت ہے (ماہنامہ)
 جو اگر وہ مقتضیٰ ہے و ہجرت ہے و خیال مشرق کے

بانیان و بنیادین و بانیان و بنیادین

فریادِ کرب کے ساتھ کربورس چچے سلطانِ مہاباد
فریادِ کرب کے ساتھ کربورس چچے سلطانِ مہاباد

میں نے یہ سب کچھ دیکھا اور اس کی وجہ سے میں نے اس کی طرف سے ایک نیا دور شروع کیا۔

اس سفر کا جیت ہے یہاں آگیا ہے۔

مستوفی شد و در صورت لزوم به استحضار رسید

ابن مسعودؓ کا دلیل کی پیدائش، انتقال، حق، شہادہ
 طعن، تبادول، ترقی و غریب کی خبریں، آئینہ

کھنڈ کے تحت وہ بیگانہ ملکات ایک دوسرے
کھلتے سے انجھریں۔ "خونِ غم سے مشینہ"

خالد کا کہنا ہے کہ خوش فہم وہ چینیوں نے بنائے گا اور یہ
میں کیا ہے۔ اس کی تقریریں فقط نظر سے لیں

نصرت کا پروردگار، رحمت و شفا دہی کے
 حضور پر حق و نیک کے

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

အိမ်ထောင်ရေး အကျိုးအမြတ်ကို
အိမ်ထောင်ရေး အကျိုးအမြတ်ကို (အိ)

[illegible]

۱۰) این کتاب که اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) اسامی و صفات خداوند (مترجم
مدرسین) (۱) بیان کرده و صفات خداوند را در یک زمره و تقسیم

(۱) اکثر ماحولیات (۲) ماحولیات و علاقہ داران (۳) ماحولیات و علاقہ داران

ڈاکٹر خدیجہ بیگم (1934ء تا 2017ء)
 (پروفیسر، جامعہ اسلامیہ، کراچی)

ہو سکتی ہے۔ لیکن اگرچہ یہ سب کچھ ممکن ہے، مگر یہ سب کچھ ممکن نہیں ہے۔

اسلام بتا ہے کہ اس کو کفر سے الگ کر دینا چاہیے۔
 "آصفی سے خطاب : "میں نے جناب سے ایک مسئلہ دریافت کیا
 ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اور اس کا

کیا ہے۔ اور انھیں اور انکی جائیداد کے علاوہ طریق بستے

یہاں اس کے ساتھ ہی ایک اور چیز بھی لکھی ہے۔
 علامہ نے اس کے ساتھ ہی ایک اور چیز بھی لکھی ہے۔
 یہاں اس کے ساتھ ہی ایک اور چیز بھی لکھی ہے۔

یہاں ہی ان کی تقریباً پورے نصف تعداد ہے۔

جواب خطہ کے ضمن میں یہ کہتے ہیں کہ حضرت قریرہ

۱۔ چھانڈی فیخ پال کا سفرنامہ نگاہ

میتواند که در صورتی که در این کتاب آمده است، به عنوان یک منبع معتبر استفاده شود.

۱۱
 ۱۲
 ۱۳

... ..

Lappula

پیشانی و سر و گردن و دست و پا و
پیشانی و سر و گردن و دست و پا و

شاہد کہ اب قریب زمانہ پہلہ کا
 نہیں کے دل میں حسرت محو رہ گئی

کیا پرہیزگار دنیا میں پیدا ہوا
حق تعالیٰ کی عبادت میں جو بڑے کامیاب ہو

فرستاد و با حق فرستاد و معلوم بود که بی شک و تردید
و فرستاد که چندین سال که پیش از این در این شهر بود

(۱۱) نقش فراوانی که در تاریخ ایران دارد

مزار، پنج چشم سحر
مکار و این جات - قدم صفت آواز که پیش

ہم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر شے کی طرف سے

پہلے ہی ہے۔ جب کہ یہ سب کچھ
 میرے خیال میں وہاں کے بہت سے
 لوگوں کے لیے ہے۔

یہاں بیٹیاں اپنے اسی گھر میں رہتی ہیں۔
 یہاں ان کے تیرے ہی ہوتے ہیں۔
 یہاں ان کے تیرے ہی ہوتے ہیں۔

مکتبہ اسلامیہ لاہور

一九四九年一月一日

[illegible]

[Faint handwritten Burmese text]

100

[illegible]

مکتبہ شعلہ و شبنم کی دو خصوصی پیشکش

گردِ راہ

حضرت ضیاء فتح آبادی کا نیا مجموعہ کلام
بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ ہو کر
پیش ہو رہا ہے
قیمت ————— تین روپے

حضرت فخر و غوث پوری کا
پہلا مجموعہ کلام

رنگ و بو

عمرہ کا غذا معیاری طباعت
قیمت ————— ڈھائی روپے

مکتبہ شعلہ و شبنم دربار کلاں - دہلی

تبصرے

(تبصرہ کے لئے دو نمبر کا نام لکھنا ہے)

رنگ و بو
مجموعہ جلد اول چھاپا کاغذ۔ کھانی چپائی سید علی محمد صفحہ
۲۷۲ پر ہے۔ مکتبہ شعلہ و شبنم دربار کلاں۔ دہلی۔ (۱) مکتبہ بنام اس میں
مجملہ دو ڈر کلکتہ ۲۳

یہ دیوان غزلیات مکتبہ کے شہرورد مقبول شاعر فخر و غوث پوری کا ہے۔ آپ کا
کلام مت دیکھ کر ہر آدمی رسائی میں دیکھا جاتا ہے۔ دیوان میں بڑی تعداد میں غزل
اشعار ملتے ہیں۔ ہر کوئی کہہ کر دے گا کہ بڑی اور دانا گوشت سنی ہے کلام اخلاص
سن کر ہر ایک سے متروک کا ستائش کرتے ہوئے نیاں دیکھا گیا ہے۔ اکثر دیوانوں میں
شعر دیکھا جاتا ہے۔ انشا بیان صاف و شستہ اور خیالات بلند پاکیزہ ہیں۔ زبان
فعلی ہے۔ غالباً انھیں خیالات کے پیش نظر شاعر کی جاتی ہیں۔ یہی ایم اے
جناب شاعر گویا دیوانی جناب ہر دم گویا دیوانی اور جناب ہر دم غیسر و گدالی مگر
ایم اے اپنے تعلقات میں ہی کھول کر دیکھ کر دیکھ کر

صفحہ ۲۰۰ پر تصویر مصنف بساطت عمرہ۔ کھانی چپائی
پہلی کرن بہتر۔ جلد تین عدد روپے پچاس ہے۔

نئے سا ہے۔ طرف قریشی۔ موصوفہ شاہ کا کچھ۔ ناگہدہ
یہ دیوان ہزار شعر کے فائدہ شاعر حضرت طرف قریشی صاحب۔ طرف قریشی
اپنے کلام شاعری کے باعث مروجہ تارین نہیں۔ ان کا شمار مکتبہ شہرورد
شہرورد میں ہے۔ وہ اپنی خوش گئی و چمن گشتی کے لئے مشہور ہیں ان کے کلام
میں انفرادیت کا چھلکاں پائی جاتی ہیں۔ ان کا کلام دل پر خاص اثر کرتا
ہے اور دل کو مسرور۔

دیوان ان کی عمدہ نظم و فزول اسدیا جی کا مجموعہ ہے۔ اس میں
باریت سے مشاعرے اپنی مائیں مقرر لکھیں اور مقفات لکھے ہیں۔ ادارہ
صاحبہ دق سے اس عمرہ دیوان کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں
نزدہ کے شاعر میں نہیں دیکھ کر مکتبہ کے مستند ائمہ فخر و غوث صاحب
کلام و نظم لکھے ہیں اور انشاء ہے۔ انھیں لکھنے والی کارگر بچاں یا
ہے اور قد دان کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں۔ وہ بھی فخر و غوث صاحب کا کلام
شعلہ و شبنم کی زبان سے لکھ کر اور شاعر کا نام لکھ کر دیکھ کر
میں اس وقت تک کہ کلام شاعر کے خیالی ہی بہت مستعد

ارشادات

شوق پورا یوں ہمارا ہو گیا بدکس آنکھیں نظار ہو گیا
 ان کی آنکھوں کا اشار ہو گیا اتنے ہی میں کام سارا ہو گیا
 عشق میں سب کچھ گوارا ہو گیا ظلم بھی پیارے کا پیارا ہو گیا
 ہے تجوب دیکھتے ہی دیکھتے دل ہمارا تھا تھا نا ہو گیا
 دل دیا تھا نفع کی امید میں نفع کے بدلے خسار ہو گیا
 زیرِ خمر اس خوشی سے ہماں دی ہم مقتل میں ہمارا ہو گیا
 اللہ اللہ یہ مرا اعجاز عشق اشک جو نکلا وہ تارا ہو گیا
 ہے کرم بھی کچھ ستم کے ساتھ ساتھ جینے مرنے کا سہارا ہو گیا
 بات کھل کر وہ نہ مجھ سے کہ سکے آنکھوں آنکھوں میں اشار ہو گیا
 غیر معمولی تھا ان کا ہر ستم کس طرح مجھ کو گوارا ہو گیا
 بحرِ غم نے کر دیا غرقابِ غم خود بخود پیدا کنارا ہو گیا
 آپ کے نزدیک تو کچھ بھی نہیں لیکن اپنا دارا نیارا ہو گیا
 تھا مطلق تعلق ہے اثر عشق پھر ان کا دوبارا ہو گیا

وہ مجھے اسے قہر میں گنتی کے گھر

جہ طرح دریاں تارا ہو گیا

غزل گو
دہشتی

دو غزلیں

جو دل میں شیب دلو مجھ سے گوار کیا
دل اس کا بھی کی تجلی سے بھر گیا
دھندلی میں عید جوانی گزر گیا
مرا چڑھا تھا مجھ کو آ کر گیا
درگم پہ ہمیں غم کا سات تھا
پھر بھی میں دلو زیت سے نہیں لگ گیا
پھر کی کس نظر میں سائے نہ نامراد
جو ایک بار تیری نظر سے گزر گیا
مقتل میں آ کے پوچھ ہے میں بھی سے وہ
بسل ہمارے تیرے ظہر کا کھر گیا
ہمارا جو سنا نہ کبھی زندگی کا راز
انوس اس جہاں سے نہ بے خبر گیا
ماہِ حیات کو کیا چہ در صدف سے
کن عظیم کام میں دنیا میں کر گیا
جب اٹھ گئی نقابِ رُخِ ابد سے
رنگِ حیات پر نہ لیتا میں بھر گیا
دشمن سے بھی نہ دل کا لگا گیا
ان کیوں کہ میں نے کبھی نہ بھر گیا

نہ نے ہر آب و تاب کیا کئے
مطیعِ آفتاب کیا کئے
آسمان بھی ہے ٹوٹ پڑنے کو
یہ ابھرتا شباب کیا کئے
دے دوش پہ زلفت آدیناں
ماوِ زبیرِ سحاب کیا کئے
بھیر بھر فتنہ دگی جاں کو
تیرا تاوِ رباب کیا کئے
مضطرب دل کو یوں ہی رہنے دے
رُخ پہ تیرے نقاب کیا کئے
تو جو ہو جائے صاحبِ میزبان
ہو دیرِ مشرقِ نقاب کیا کئے
شیخہ جی اللہ پریم وندی میں
لطفِ جامِ شراب کیا کئے
آپ ہے اپنے طرز کی موجد
مجھ آئمِ جناب کیا کئے

نہی کہ مست قرار ہوں میں سے کام آتی ہے تجھ ہی بھروسہ میں تھی پہلو جو جاتی ہے
 وہ دوسری ملک کرے وہی کجی اس کی نہیں اہل ہی جس کا شکل ہے وہ سر پہ صبت آتی ہے
 گھٹ گھٹا کم زبانی ہے وہی ہوا کیا کہنے جب یاد کسی کی آتی ہے سینہ پہ گھاسی چلتی ہے
 دل جان ہے پختہ آئینہ ہوا فراد نہ کر ناوں کے بعد پڑتے ہی دوسری ہی ساتھ آتی ہے
 ہرگز پھر وہ پشورہ سب کیوں سوچی سوچی چھائی ہے خزاں ہر ایک جانب باغ میں بیاد آتی ہے
 قسمت نے سر تیر کی ہے قسمت نے کی ہے دعا کج پھر روز نکلیا شکوہ قسمت ہی ستم و بیعت آتی ہے
 اے راجہ اپنے عالم میں سرور ہر دم میں دل شاد ہوں میں
 یہ کیف بگاڑ کھو گیا کم ہے، دل یاد میں کی بڑھاتی ہے

غزلیات

مظفر خٹک بڑی

شکاو نیم یاد نہیں، بات کیا کریں کوئی بھی غم گسار نہیں، بات کیا کریں
 ہے آپ کو بوند ہر اک غم گد بات ہر بات غم کی گوار نہیں، بات کیا کریں
 اچھی ہی شہزادی سرورن گشتگو ہم لوگ غم گسار نہیں، بات کیا کریں
 ملاں سازگار نہیں بات کیا کریں اپنا ہی اعتبار نہیں، بات کیا کریں
 پچھنے والے میں جہاد ہے، گھر کس کا ہے
 آہ دھت کی گستاخانی ہے ہر سر شہرت
 خیر یا ڈنٹ کے پھینکے میں ڈنٹ کس کا ہے

یادای باغ و راغ مظفر کے باب میں

مختار خٹک نہیں، بات کیا کریں

ہدایت خداوندی - انگ پد

آیت الہدی - رائے ہدی

قطعات

(۱)

مفت بھی تھی ہے نیکی تو کوئی بیت نہیں
 بے کے پیچہ دہشتہ میں خازن ابد کی طون
 اتنی تیزی سے برائی کی طون بڑھتی ہوگ
 جس طرح جاتا ہے رکھ پانہ تمدن کی طون

(۲)

جاکے بھرنو سے کر دو یہ اعلان
 جنگو منگو چلے ہیں اب جاوا
 وہ حق کی کریں گے بزنس میں
 ہم چباتے رہیں گے بیٹھے پان

(۳)

زکا بوزاروں پر ہے نہ سیلابوں پر ہے قصہ
 ہوا پر کچھ تسلط ہے تو ادنیٰ بات کرتا ہے
 کہا کرتا ہے میں چھاپاؤں گا روغوں جہانوں پر
 انسان ہے مگر شیطان کی سی بات کرتا ہے

(۴)

تمام کوششیں ہیں چاند پر پہنچنے کی
 ہر ایک ملک سے ان کا ستارہ ہوا
 اور سرے جانیں گے ان کی آنکھ سے اسی
 ستارہ کے وہاں بھی مشاہیر ہوا

نازید دیکھ کر کیا کچھ بیٹھے تھے ہم
 پہن گئی تھی اس کے آستانے کی کشش
 ان کا اصل میں نکلا سرب زندگی
 لڑ کر رہی تھی غنیمت کی داد دی
 بدلتے سے چھوٹا دنیا نظر آنے کی
 بوشوق دیدیں یہ منزلیں بھی آتی تھیں
 جب ترے جلووں کو ہی ہدا کچھ بیٹھے تھے ہم

آشیاں چلنے سے جدت ہے بزم بھی کھل گیا

باقیاں کو دور نہ طرد اپنا کچھ بیٹھے تھے ہم

افکار نو

یلسین مشہور - انگ ہدی

میرا درد لگی فراگی تک آگئے
 دل نہیں منہ لگی مد میں دیکھی تک آگئے
 موت سے کر کے بنات زندگی تک آگئے

میں چہ قرائی تری مشہور طرازی کے اشار
 ہاں فراتے محبت چاہہ سازی کے اشار
 تیرے نزدیک کے پیسے ہر غلطی تک آگئے

شام کے عرصے پر ہے کہیں بھی دیکھا اٹھار
 کہیں پانچوے صبح کے روشن پہاڑ پر ہوا
 کچھ غنائوں میں نظر آتے ہیں جلوں کے خفا
 کچھ درد مند مشہور گرد آوی تک آگئے

وہی ہر لمحہ سنبھال دلی پاسے تھا
 عشق کی مجلس میں سطر حسن کا ہر اسے تھا
 آہم ان کی تھوڑے جوشی تک آگئے

مرفی سمجھ کر لیں یہ تھوڑے کے دماغ
 لکھی تھوڑے لکھی تھوڑے کے دماغ
 اسی وقت ہم بھی کھٹام زندگی تک آگئے

تعمد

خدائی اور آسمانی سید ہوں بھائی کی
 خانہ ساقی زخم کی ہم کردار آئے گی
 آری ہے نہیں بے ہوشی است پر ساقی
 مجھ کو ہم بلے کا کوئی نہیں مہمان کی
 آئینے کے کا پر گئے خانے میں آئے زار
 اور یہ مسکند کا ادھر کے مسکانے کی
 ایک است ازل جو اس اسرار تک ہے رستی
 اگر موت آئے گی کہ کو توئے خانے میں آئے گی
 اگر جوئے کا ستارہ کہیں سستی میں ساتھ اس کے
 شکستہ ہو جائے گا دین کی نجوم جلنے کی
 قرآن شریف میں جوئے نئی سستی کا عالم ہے
 غزل بد بیک زہد کی تو بے کوٹ جائے گی

مظفر رحمتی بی بی

ہر شخص نے اس کو کٹ لیا اور کھلے آسمان پر
 ہر سو راہیں جنگ لڑا کیسے کھڑی ہوئی
 ہر شے میں آواز تھا ہر شے میں آواز
 یاد تھی اپنے زمانہ کا اپنی آواز
 ہر سو دنیا کا ہر شے ہر شے
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 کب اس نے یہ سنا تھا یہ وقت
 کب اس نے یہ سنا تھا یہ وقت
 کب اس نے یہ سنا تھا یہ وقت

THE UNIVERSITY OF CHICAGO

دلی آواز کے کہہ رہے ہیں
 بڑوں والا کہہ رہے ہیں
 غصہ کی زندگی کیا ہے؟
 غریب لڑکے کہہ رہے ہیں
 حکم کیا، ترم کیا غزل کیا
 تیری آواز کے کہہ رہے ہیں
 کئی فنون کا دم گھٹے گھٹے
 شکستہ ساز کے کہہ رہے ہیں
 تم بنام گوشت آگے
 حسین آغاز کے کہہ رہے ہیں
 اگر بڑے ہیں تو بڑے
 غزل کا ساز کے کہہ رہے ہیں

جلال و جمال

جیب، رطل آبی با دو گمانی

[illegible]

عبدالحکیم شاہ راجپوتی

تسجدِ محمدی پہاں ہے قوتِ شاہی
مورچلے اور پنچا مقامِ سپدا کر
نہاں مالے کے کہنِ توب ککا نامے
نورے صحتِ خدی پیامِ سپدا کر
اگر سپد ہے پردِ لوزر و جانا
قودل میں جفہ و دھوم پیدا کر
خلع و تختِ دولتِ جلعِ صفتِ سیاح
وہا توں کا ناما ہے رامِ سپدا کر
میں چاہی ہوئی کمالِ حق ہے اثر
کے نام سے ہو حکمِ سپدا کر

نکات پارونی، مالیاتی

مسیح وہ جس کی آواز ہے بہت
 اس زمانہ میں وہ سحر نہ ہوئی
 یہی انداز ہے عاشق کا
 رنگ ہم انہیں خبر نہ ہوئی
 قابلِ درد نہیں ہے وہ
 دلیر وہ آج نہ ہوئی
 حال کے رنگ دیکھیں گے اس
 اپنے انجام پر نظر نہ ہوئی
 انہیں سب پر آشفتہ ہیں
 اپنے کس پر نظر نہ ہوئی

[illegible]

ہاں ہر جہاں کے لئے کھینچ کر رکھیں گے
 خدایا ہر امت احمدی کا خاتمہ ہے
 مناسب و عادلانہ ہو جائے۔
 جیٹکا جانتا ہے، میری دعا کی شہرہ ہو کر
 امیر پر چل جائے گا، ان کا جو وعدہ تھا
 وہ ماسلام آج ملے، ماسیوں نے ان کی کافی
 و وعدہ افزائی کی ہے۔
 اب اے انور نسو کی دعا میں ایک نفع خیز مسکاہٹ
 کے ساتھ بار بار سامنے بیٹھے ہوئے ایک بھاری سنگ
 جو ان کے چاکلیٹ کو کہ چرس پر پڑ رہی ہے، اودھ کا
 ہار ہے کہ وقت اسلام اور مصیبت کے حضور
 پر تم اٹھنے وقت جیٹا شہر میں ان سے کچھ لڑکچک
 جاتے ہیں، لیکن میں پہنچوں کہ ان کی اس وقت لڑکچک جاتا
 ہے وہ میدان چھوڑنے والا نہیں رہے، یہ جیٹا
 سخن میں نہ کرنا چاہئے کہ تو نہ فلاح کی توجہ جانے
 بلکہ دیکھنے والوں کو یہ اپنا ہم جنس پائی ہے۔ طنز
 مزاح کا بادشاہ اپنے ہم حضور میں مل کر لڑکچک
 ہے۔ ہم پڑ جائے اس کا نام اس کے کام سے باطل
 مختلف ہے۔ ایسا شگفتہ انصاف و عین ہدایت
 صاحب آدھ کے ہاں کون ہر سیکے ۹۔ آدھ کا
 کام سننے ہی اصل سنبھل گئی ہے۔ اچھے کسب دیا
 کے ساتھ قرار ہے جیٹا
 اللہ کے شہر و آباد ملک میں کئی دہائیوں کی
 و گزرا سارا، اچھو ایک چکر کے بل پر تھا
 دوسرے مصرے نے سامنے کے چوٹیاں پر شہر
 و آباد ہے اور نئے
 حسین ہیں، ان کی تیج اذان کا کیا کہتے
 پڑا ان کی تھوڑی سی پوری دہائی کو بڑھا
 ساری عقل و عقیدہ نادر ہیں گئے۔ کون ہے
 جو اس بگڑی ہوئی فضا پر قائم ہے اور حضور میں
 اپنی جگہ کی امت میں ہمارے لئے ان کے لئے بہت

سید محمد رفیع خاں صاحب کرامت پر مبارک باد
خیر و برکت ہو۔

جو کہ اللہ نے ان کے ہاتھ استقلال میں بخش
اسے ظالم کی بجائے نیک و روشن پیر تھا
اچھے غلام کی ہے حکام میں اول و آخر کی جگہ
ہے۔ اس کی رنج و برہم ہونے کے لئے کہیں نہ کسی ایسے
ای شاعر کو پیش کیا جائے جو اپنے ہم فطرت دونوں کو
راہیت سے دلا دے۔ جیسے سب کی ہمسرا کا ادھی
ہو۔ لیکن اس کا کوئی ہمسر نہ ہو۔ شاعر اپنے
ہم فطرتوں کی صنعت بھی کر کچھ لکھے، چاہتا ہے کہ ہمسر
ہم پارہ ہی نہ ہو بلکہ ساتھ ساتھ ہو جائے۔ لیکن
انہوں نے اسے یہ قاعدہ حیات کرنے نہیں دی
جس سے ان کے نام کا احسان کر دیا ہے۔ جناب
دامد ہسرتاں کی پوری

خرم دامن کا دل بھی کس قدر بہت کا پکارتا
 کہ ہوا کی زبان پر غمخوار اندھ ابکرتا
 ارگ آتسو لا تفر و دے ادا تھا پر پرتی کی
 یکس کی گزریں مجھ پر ہوا معصوم اصغر تھا
 بھلاں اللہ کیسے پیارے اشعار ہیں۔

دارود حقین کی صداں میں ہنسنے کا لمحہ
 آجکے ہی اسلوبِ تیسرا ہے کہ دارود کی گیتِ تیسرا
 صاحبِ مہرِ حقیقت انصاری صاحب کی طرح سنجیدہ اور
 دانش خاں ہے۔ سنئے ان کا کلام۔

[illegible]

خود کو کھینچ کر لے گئی وہ حالت کی تمام زنجیریں توڑ کر
 تم سے مل گئی۔ مجھے امید ہے کہ تم وہ حالات کے حق
 تلافی اور بچنے تو رہے۔ بچاؤ لگے۔ بچاؤ لگے۔ بچاؤ لگے۔
 سے اس حالت کا مقابلہ کر رہے۔ میں ہمت سے کہتا ہوں
 تم اپنے مستقر اور ملک حالات سے محروم نہ ہو۔ شہر کی
 دنیا اس قدر گار کی دنیا کی گردش اور سختیاں جیسے نہ
 ہو۔ ہمارے ملک آفریقہ طوفان ہے۔ اگر تم اس خطرات
 سے گزر گئے۔ یقیناً ہم خوش نصیب کہلاؤ گے۔
 ساتھ میں میرا انتظار اور کان کے پھوڑے سے کہ نہ
 ہو۔ پر سوسدات نہ اس کی اس کا مجھے انوس ہے

شہداء کی شاہد

آفریقہ میں نہ کروہ جو لگتا ہے۔ برسوں حالت۔
 اس سے کہ تمہارے ہندو سے مرزا ہر کہہ جاتے
 جیسے وہ اس کے خطرات کا مقابلہ کرے گا اور شاہد کو
 فائدہ نہ دے گا۔ اس نے ایک نظر سامان پر ڈالی۔
 سارے حلقہ رہے جس کے دھن کی طرح۔ وہ شاہد
 کے اٹھا رہا تھا۔ کل جہاں جا کر کہ شہر کی رہا ہے۔
 اس کے تیزی سے سوچا۔ کل کتنی خوش کا وہ ہے۔ یکے
 اپنے خوشی کے موت پر۔ الیک حادثہ کرے گا۔ وہ کانپ
 گیا اس کی لپکتے اپنے بچے کا اس کا بازو پھینکی۔
 کل کتنے دوست اس کے گئے تھے کہ نہ تاب ہوں گے
 کتنے چہرے اس کے سر ہوں گے اور وہ نصیب کی
 اذیت میں اس معاملہ سے نکلیا۔

اس نے دیکھا آئین کے دل میں تمہارے ہیں۔
 نفی قہقہہ بھر کے ہیں اور ہنس اس کی بانی کو رہا
 ہوں گے جہاں میں جہاں ہی اللہ جہاں کے کہتے
 لگے چہرے ایک ہی خوشی سے سرشار ہیں۔ اور پھر
 یہ ہوں گی کہ جیسے یہ۔ کل یہ یہ حادثہ ہے۔ ساغر
 اللہ تعالیٰ کے سامنے آئے گا۔ کیا کریں گے؟ خاندان کی
 موت نہ رہا ہے گا۔ اس شرقی و قاری کے چلنے کا
 اور بھی قوت۔ شہداء اللہ جہاں میں لڑا رہا ہے

یہ اتنے عجیب حالات جہاں سے نفی قوت
 تھا۔ جو ایک مرفوشی تھا کہ وہ ایک کی کو کھینچے سے پہلے
 ٹر جاتے۔ وہ گا۔ ایک کناری لڑکی کو لے کر ہمارا
 سر جاتے تھے۔ وہ گا۔ وہ تمام حالات سے
 بچنا نہ کہنے کے سبب حالات میں چھو گیا ایک شکست
 حالت۔ نفی پوری دیکھیں۔ پتھر۔ دیکھیں۔ سرور
 کے کہ فوٹو۔ اراؤں کے نے لالوں۔ مجبور کے کہ
 تن لیں کی سکتے۔ وہ ہیں۔ جاتے ایک کشیدہ
 یہ کتنی ہی سسکی جہاں ہیں۔ اللہ کی کیا ہفتے ہفتے
 تو مر رہی تھی ہوں گی۔ وہ یہ کہ سوچے چا
 بدل جاتا تھا ناگاہ وہ جو کچھا..... ماننے دو سانس
 ایک سون کا آواز میں ترکتے۔ وہ ایک نفی و ہر کا آواز
 لے کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن ان کی لہر وہ جو کچھا۔ کیا؟
 سنی اللہ شاہد ایک دوسرے سے بدل کر تھیں اللہ دیکھ
 سسکی رہی تھیں۔ مرفوشوں کے کانپنے پہلے میں جاتے کیا
 کہہ رہی تھیں۔ وہ ہے۔ قیس۔ جو ہے اللہ جہاں میں رہی
 تھیں..... اس کے جسم میں ایک غیر تحریر پیدا ہوئی۔
 ایک حوصلہ آیز سکوت اور جرات آیز کی پیدا ہوئی۔
 جد سے ملے اس کے سامنے جانا چاہتا تھا اور تمام حالت
 سے باہر کرنا چاہتا تھا۔

اور آگے اس نے دیکھا سما ڈھکے کے قمر سے
 کہنے کے مشرقی دروازے سے نکلی تھی۔ ساتھ صورت
 شاہد کھڑی تھی۔ سنی لہر، جگ، شرم و جہاں میں رہی تھی
 اس کی صورت سیاہ آنکھوں سے کس قدر قدر نما رہی
 جھک رہی تھی اس کے کمر سے ہونے لگے تھیں انہوں کے
 مقررہ دل تر قرار ہے۔ اس کی مری باہر میں جہاں
 ساتھ میں لگنے کی قوت کو نہ پہنچا تھا۔ اس نے دیکھا
 سسکی کی کس کی کشش ہے۔ اس کی فوٹو وہ کھائی جا
 کی سرس رہے ہو چکے تھیں جس میں ہند کی پکار ہے
 وہ کانپ جاتی ہے اور شکستہ ساتھ سے ملتا تھا ہے۔
 اس نے چلا وہ قرب چاہنے لگا وہ سر پہی تم کو لگی

حالت میں کھڑا تھا۔ وہ فوٹو لے کر کاٹھن لے رہا تھا۔
 لگے تھے تھے۔ وہ وہ ہر کہہ جاتے، اس نے ہر
 شاہد مستحق کی آواز سے بٹ کر شکستہ نہ پیچے سے ہو کر
 رہی ہے جو کہ کے تمام نہ کر کاٹھن لے رہی ہیں۔
 ہے..... اس نے بڑی جرات سے، اپنی ہمت سے
 ہر قدم لگے ہوئے تھا۔ اس وقت بیت احتیالی اور ہر
 کے ساتھ اپنا قدم اٹھا رہا تھا اور جہاں سے وہ نہ کر
 سہجید سے اس جہاں کے تمام کامل بھلا رہا تھا۔
 ان کے لہر وہ پھر چکے تھے۔ سایہ پیری سے کہنے
 میں داخل ہو گیا۔ اور شاہد تیزی سے اس کی جانب بچی
 اس سے گئے وہ اور قریب نہ کر سکا۔ اس کے جسم میں
 ایک حرارت آمیز غیر تحریر کی لہر تھی۔ وہ ایک جیب
 کفن کش کی حالت میں کھڑا تھا۔ وہ اللہ دیکھ سلائے
 چلا جاتا، نفی پوری دھن سے نکلیا۔ ان کے قریب
 پہنچ گیا اور قریب پہنچ کر وہ کچے طہر کاٹھن تیزی سے
 دھن ساتھ چلا ہو گئے اور سوش نظروں سے خون نہ
 انداز میں اور اصرار کیجئے گئے اور جیب کفن کش کا
 شاہد گھبرا کر جہاں میں رہی۔ صبح کیا ہوگا۔

صبح کچھ ہوگا۔! پیری سے وہ ان دھن
 کے درمیان آگیا۔ اور ان دھن کے چہرے پر جاتے تھیں
 کو دیکھنے کا اور ہر نرم لہر میں کہتے گا۔ شاہد لگے پڑ
 نہ تاکہ تم آفاق سے نہ مرنا ڈاڈی اور جرات کے کلام
 کہ اس نام نہاد سماج کی دیکھیں بھیر رہی تھی۔ خوشی
 کیری بین نے اپنا حق سنائے کہ لے آتا بڑا خود دل
 یا۔۔۔ وہ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ فاقہ پر
 طر کاٹھن رہا تھا۔ جیسے وہ ایک شون کر رہا ہے گا۔
 جیسے وہ جہاں کا جسم جو۔ اور اپنی مزا لگ رہا تھا۔
 وہ دھن میں رہتے ہوئے کہتے تھے ہیں

شاہد بھلا رہا تھا کہ وہ فوٹو لے رہی تھی شہد
 اس کی کھائی زمین میں گڑ بڑ تھیں اور وہ ہاتھ
 رہی تھی جہاں وہ رہا ہے۔ ہر لہر سلائے۔

[illegible]

۔ لیکن جیتا۔۔۔ میں بائیں۔۔۔ میں بائیں۔۔۔

یہ! لڑنے کا نیت تو یہ کہ مجھ سے خواہ بہل
و بات کا شکریہ "لو یہ تمہارا کچھ خطبہ۔"

”وہ دفن فرما گھبرائے۔ لیکن اگلے لمحہ وہ غیر دراج انسان
ہو گئے۔“ وہ موت شادمانہ ایسی نے یہ خدا سنی ہے

زبردستی حاصل کیا ہے۔ سلفہ ہی کہہ کر دیا تھا۔ ایشادہ ۹۰
گرت ہوا کانپتے ہوئے آق کی جانب دیکھ گئی۔

جو خود بجا کر دیکھ کر کہنے لگا تھا کہ اس بہت بڑے سکندر
چرخ میں اگلا ہوا تھا بڑا سپہ سالار لگے انداز میں دھولی

شیک۔ اس سے شہرہ پیسے میں کا۔

ہیں اور ان کو سزا جمانا اس کے اپنے اختیار پر ہے۔

تمام حالات کا علم ہے، انتہائی خوبشات کا، محبت کا۔

والدی نے مختار سے ساتھ کئی فیصلہ کن ایضات نہیں کیا
..... بلکہ مختار سے راجت اور اتحاد کا سہارا

پانچویں کے لئے تمام خاندان سے جگہ ایک ایک کر کے

مہرے بڑا سبب ہیں۔ لیکن میں اپنی بیوی کے خوشی کے لئے یہ سب کچھ منہ پر لے کر بیٹھ گیا۔

بچے آفتاب پرستیں ہی نہیں احمدی ہیں کہ وہ اپنے قوت
ازدے تمام زندگی خوشنواں کر رہے گا اور اپنی

دستی پر کہ — جس کا ہر ہر ذرہ
تو مریں کو کہ فرما دے اس کا حق

سید احمد علی - سید احمد علی - سید احمد علی

میرزا محمد علی، گورنر جن کرام پاشا تھا۔
میرزا، ایک بیان پر شکر کیا کہ وہ تینوں کا قیاس

غور و نظر سے دیکھو کہ یہ کون سی بات ہے۔ ایک منٹ خاموشی نہ کر

میرا - اسی ظاہر نے آپ کو - احباب جان کو
 میری ہلک پلک پر ہے اللہ چھوڑ دے گا کہ یہ

بہت قریب ہے، آپ کا مرضی کو نہ مراہ کی اجازت
جنہوں کی پکار سے آفاق کہ پناہ ایک ہی دنیا میں قوم

رکھ لیا ہے۔ " وہ خاموش تھے۔ مگر بالائی سب سے کہہ رہے تھے۔

اس کے منہ پر ہلکا اور پھر لڑے۔

”میرے حاضری کی بے عزتی اس بے عزتی کی ہی شہادت کا
نتیجہ ہے۔“

ہوں، چھٹے غور شاہ کو آفاق کے ساتھ کیا ہے۔

یا۔ وہ اپنی حق چاہتی تھی۔ کہہ نہ اس کا حق منکر دیا۔

سے پاک اور بند ہے، میں نے اس کی کوریج سے چلائی

منزل کا جانب جانے والا پاپس کی زندگی کہ

خدا اس کی فریشتوں کا مسودہ انہیں کیا ہے۔ ! - " وہ ایک
لوگوں کے سرور ہے۔ " اے کلمات ہی تہہ جل گیا تھا کہ

جیدہ کلے کے کدو کی - سلی میں مرادوں کی -

تک کہ میرا سے کہتے ہیں۔ شاید یہ کہہ دے کہ قصہ
 ایک کلاسی۔ اس کا کہہ دے کہ میرا سے کہتے ہیں۔

از اخوندی شانی است. استقبال کرد. -
 آمدن بصری مخرج صیدیم یمنی. اقامت

تافان عزت و دجاہت محمد مہر محمد عظیم
اور کمر اسرار ادا تھا، جانے کیوں۔

بقیہ افسانہ زخمی طوفان (صفحہ ۷۷ء آگے)

میرے زعمی میں کیوں نہ آ جائیں مگر پیہر پہنا دیں
دیکھتے میری آنکھوں میں جھانک کر، اس میں کوئی فرق

ایک دھوکا ہے۔ کوئی حقیقت نہیں۔ اسی لیے ایک

ذہن کو فربہ کر کے دیا ہے۔ لیکن پھر بھی ایک نبرد

۱۰۰ پیر محمد جیوتی پنڈت کے آئینہ

کئی غی نہ تھی —

بقیہ افسانہ خوبصورت کہوں صوفیہ ہے

یہ نقشہ پہنچا ہے کہ ہر شریف آدمی کو

کہنا ہے۔۔۔ میٹروپولیٹن فیصلہ ہی قابل اعتراض نہیں ہے۔

مولا کو سزا دی، با اوقات بری کی۔

بہاؤ اللہ اور ان کے شاگردوں کی شہادت ۱۰۱

وہ کہ اس وقت میری عمر بیس برس تھی۔

اپنے بیوی پر کہے۔ — موت کی خواہش تھی کہ وہ
 نہیں۔ مگر اس کو موت کی خواہش تھی کہ وہ

[illegible]

مصدقہ حبیبی

خوبصورت کھلونا

”نہرو دیوی ایک حرکت نہ کرنے کی
 ہوتی اور ایک بار اس کا تعلق ہی۔ ان پرانی کے
 اور اس کی نظریں بہت سی ہیں اور نہرو دیوی اور قابل اس کی
 صاف ہے کہ ان کا کہنا اس پر نہرو دیوی سے سوچا
 ہوا کہ وہ نہرو دیوی سے سوچا۔ اس میں شک نہیں کہ آج
 کا نہرو دیوی نہیں ہے اور نہ ہے۔ پھر بھی صحت کو ثابت
 کی جیسی پہچانی کی کوشش کرنی چاہئے۔“

”یہاں۔۔۔ یہ کیل صفائی کے یوں ہے مطلق
 نہیں، بلکہ اس کے شہرہ اشفاق ہے۔“

”اور۔۔۔ سائنس۔۔۔ وہیں اس کی آواز ہے کہ
 ہاں تو یہ تو میری طرف سے اجازت ہے۔“

”یہ جسٹس! یہاں نہرو دیوی کے ساتھ
 اس مسئلہ میں لڑی ہوئی کا نہرو دیوی کے ان کو غیر مسلم

مذاہب کو اس سے انکار کیا گیا ہے اور تفریقیت ہند
 کے وہ ۳۴ کی رو سے ہم کو اس کی سزا عطا کی جائے

یہ نہرو دیوی سے ہم کو سزا عطا ہوا کہ وہ اس بات کو
 نہیں سمجھتا کہ وہ نہرو دیوی سے ہم کو سزا عطا ہوا

کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،
 سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں

وہاں کی وہاں میں صفائی سب پر وہاں کی ہر کو
 نور سے صفائی کا ہر کو ہاں ہے۔ ہاں کی صفائی

کے وہاں میں کی ہر کو سے ثابت ہے کہ نہرو دیوی
 یہ نہرو دیوی نہیں۔ ۱۱۔

”اور۔۔۔ اس کی آواز ہے کہ وہاں کی بات
 ہاں کہ یہ ہر کو اس کے وقت سب کا وہاں میں

کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،
 سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں

وہاں کی وہاں میں صفائی سب پر وہاں کی ہر کو
 نور سے صفائی کا ہر کو ہاں ہے۔ ہاں کی صفائی

کے وہاں میں کی ہر کو سے ثابت ہے کہ نہرو دیوی
 یہ نہرو دیوی نہیں۔ ۱۱۔

نہرو دیوی نہیں تھیں۔ نہرو دیوی کے ہر کو
 ہر کو اس کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

نہرو دیوی نہیں تھیں۔ نہرو دیوی کے ہر کو
 ہر کو اس کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

سونے کے ہوتے ہیں اس کے وقت سب کا وہاں میں
 کا کہنا ہے ہمارا کہ ہر ایک کی کام۔ ۹۔ ۱۰ ہر ہے،

زخمی طوفان

۱۔ غم نہ بچے سر پہ ہنسنے کی کوشش نہ کرے
 غم نہ آئے وہ ہر لمحہ اپنے ساتھ رہے جائیگا
 ہر لمحہ اپنے ساتھ رہے جائیگا ہر لمحہ اپنے ساتھ رہے جائیگا
 غم نہ آئے وہ ہر لمحہ اپنے ساتھ رہے جائیگا
 غم نہ آئے وہ ہر لمحہ اپنے ساتھ رہے جائیگا
 غم نہ آئے وہ ہر لمحہ اپنے ساتھ رہے جائیگا
 غم نہ آئے وہ ہر لمحہ اپنے ساتھ رہے جائیگا
 غم نہ آئے وہ ہر لمحہ اپنے ساتھ رہے جائیگا

۲۔ میرے دل کی آواز ہے "جس کو میں نہ
 کہہ سکتا تھا۔ اس میں جھلکتی ہوئی برقی
 جھلکیں تھیں۔ وہ میری ہی۔ ہوشوں کی خوشبو
 اس کے اندر سے میری ساریاں پھیل رہی تھیں۔
 کچھ عرصہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ میرے دل کے لیے
 کچھ عرصہ انتہا ہے اس طوفان کا وہ برسوں سے
 ہنسنے کی کوشش تھی۔ یہ قیامت تو..... اس قیامت
 کا قندہ ہر صبح پھلے سے دماغ میں جاگدی تھی ایک
 آواز کا دل میں دھڑکنے کا۔ منزل کے قریب اس
 کے قدم کھینچنے لگے تھے۔ منزل تک تو نہ پہنچ سکی
 ہے۔ ہر لمحہ نے طوفان کا انتہائی شہ سے گریں
 لہو۔ آہ اسے دھبہ کچھ لپٹا ہے جھٹک کر اس کا
 اور جہاں تک کی آواز ہوتی ہے۔ لڑی ہوئی کشتی سینہ
 سے چا کر گئی تھی۔ لیکن وہ نہ تکتے۔ طوفانوں
 سے بڑا کسال کے قریب پہنچا ہے۔ آہ اس کے کالو
 نے ہاتھ کے بیٹھے لیت۔ ڈھونڈ کی تھپی ہوئی شہائیں
 کی حد بھر آواز دیتی تھی۔ آہ اس کے دہان
 سے اٹھتا۔ جھٹک لیا۔ ابلے ہوئے جانے کتے قسم کھول
 بھر رہے تھے۔ آہ اس سے خوش ہونا چاہتے۔ اس کی
 چاند زندگی ہی ایک نیا چاند طوعا جو نہ تکتا ہے۔
 اس کی ہر چیز دھوکا پر بھرے فوں سے تانہ کرنے لگا

پچھلے ایک قریبی ہفتے کی طرح تھی۔ ایک زخمی کی
 تھی۔ تھکے ہوئے اپنے کی طرح تھی۔
 ۱۔ لیکن میرے طوفان کے آگے انتہا کیسا ۹ =
 منہ بیل نہ جانے کہاں گری کہ اس کا دل بدل گیا
 کئی اس کی طرف آتا تھا۔ جوئی کا آواز اس بات کی
 غلامی اس نے شکل تمام دل کو سنبھالا اور خود بھی
 سنبھال کر بیٹھ گئی۔
 "یا اللہ! وہ کہ اس طرف سے کہ۔ یہ بلی بد
 پر ہاتھوں سے کیوں لگا رہی ہے۔ کیا میرے ہی دل پر گر کر
 دم لے گی۔ کتنی بدتر کر رہی ہے =
 چورٹ بدی کوئی اس کے قریب نہ جاتا تھے
 گھوڑا تھا۔
 ۲۔ تھکے ساتھ تھک رہی تھی۔ "کچھ دیر کی
 خاموشی کے بعد آواز بھروسہ اس آواز سے کہہ رہی
 تھی کہ جسے صدمہ تھا کہ آواز صدمہ کی ہے۔ جس کے
 ساتھ اس کی شادی ہو چکی ہے۔ اس فرق حیات بنا کر
 سیکرٹوں میں نہ بھیج دیا گیا ہے۔ اس نے اُن کی نہیں
 کی۔ اس نے اُن کی نہیں کی۔ لیکن وہ اُسے یقین نہیں
 تھا کہ طوفان کا آواز ہو چکا ہے۔
 "یقیناً تمہارے ساتھ جیت پڑا ہوا ہے
 شہنشاہ = اس نے سہرا کیا
 "آپ بارید کیوں کہے جا رہے ہیں = شہنشاہ
 نے ہنسنے تمام دل کی جھڑکوں کو دھوکے پر نہ کہہ

۱۔ تمہیں نہیں ملتی پانچ۔ نہیں شہنشاہ خود
 ہے کا پانچا چاہے تھا =
 ۲۔ لیکن یہیں = ۹ = شہنشاہ دھوکہ
 بھی کا پانچے لگا تھا۔
 "شہنشاہ! تمہارا جسم کتنا بڑا ہے۔ ایک
 کچھ نے اپنی جھڑکوں کو بھڑکے کے بھڑکے دیا ہے۔
 لیکن وہ بھڑکے بھی بھڑکے نہیں اٹھا کر۔ گریں۔
 ہر لمحہ کتنا جیسا کہ ہے۔ یہ تمہاری میرے لڑکے کے ذہن
 نہیں ہر مسئلہ =
 "خدا کے واسطے ایمان نہ کہے =
 صدمہ نے شہنشاہ کی اس مصیبت پر ایک خطر
 ہر اقتدار لگایا۔ "صدمہ! وہ جو پورا لڑکے کو بھڑکے
 حقیقت میں کتنا جیسا کہ ہوں۔ دھوکے سے تمہاری
 شادی میرے ساتھ کی گئی ہے۔ خاص طور پر وہ اس
 نے مائل کر دی تھی کہیں ایک رانہ میں لیکن دھوکہ
 میرے چہرے پر کتنے بے لہو آگے رفتاری وہ =
 نشان میں نے میرے چہرے کو دھوکوں کو بالکل ہندو
 اس کا کتان کی طرح تقسیم کر رہا ہے۔ لیکن اس کی بات
 کو چھپا کر۔ اس میں سا لپٹ کر ہر لمحہ کتنی غلغلہ تھا کہ
 تمہارے والد کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ بالکل اس کی وجہ
 فوج کی طرح۔ اس طرح ہر لمحہ کتنی غلغلہ تھا
 کرتے ہوئے ثابت کیا گیا تھا کہ والدہ حوکہ کی
 آگے ہاتھوں نے مجھے ہر لمحہ کی تھک دیا تھا

۱۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔
 ۲۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔
 ۳۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔
 ۴۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔
 ۵۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔
 ۶۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔
 ۷۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔
 ۸۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔
 ۹۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔
 ۱۰۔ اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس شخص کو
 جو اس نے میری طرف سے بھیجا ہے، اسے میری طرف سے بھیجے۔

اس وقت سے تہا جی۔ وہ بیل قیمت مانی ہے
 جی جی، اس کے خدا، کتاب کے پھل کی طرح ہے
 پھر ان کے دوج ٹپاں پر وہ جان کو کھتی ہے
 گھر کے لئے وہی عورت کسی ست لکھی کی طرح
 پر وہی نہیں اسے اللہ کی اس نے کتاب کے پھل کا
 کہ ہے جیسے دتہ ہے بے دوسرے نفع پر جی اس کے
 نہ ہوتا انھیں اس آگلی پہ جی نہیں جس ہے
 جو میں مدد ہی نہیں کی کہ وہ دوسرے نفعوں
 رخنہ کا ٹونہ دیکھ رہی تھی اس پہ پیکر کر
 کر تھی کا لہو سر کے تہا۔ وہ جس سے اس کے قدم
 لگتی۔ وہی وہ بہت کڑا لڑی پر شوق کا جوں
 ہے آئے دیکھتے کہ وہ کہ بد لڑکی کا سیکھا
 تہا نہ تھا، ایک اب کی آگلی پر وہ جو نہیں مدد
 تھی بد کہی اس آگلی پر دوسری انھیں میں لگتی
 جی کہ پکڑنا تھا، جو بیوی کے انھیں لگتی
 اس کے لئے۔ وہ۔ کہ اندر ہی جاتی۔ تہا
 علم کبر وہ تہا

منہا نے مجھ کو اس کاغذ کی ایک کاپی دی تھی
 جس پر سہ ماہی کے بارے میں لکھا تھا کہ اس کا

[illegible]

چہرہ کا ہار نہ لے گا۔ لڑکی پہلے تو ہنسی مانی۔ وہ دھڑکتے ہوئے
 کہنے لگی کہ "اے، دیکھ لے گی۔ یہ اس کے چہرے کا جو
 ہائے لہجہ لگی اور پھر اس کی آنکھوں میں نہ ہانے لگا
 دیکھ کر اس نے اپنا ہاتھ تھام لیا۔ اور ہنسنے سے باز
 رہا۔ اس کا ہاتھ اپنے دھڑکنے لگا۔ تو لڑکی دیر بعد
 رفتہ رفتہ کہنے کو مانتی تھی کہ "اب چاہیے کہ اس نے
 لڑکی کا ہاتھ چھوا تو اس کے جسم سے زبردستی جھٹکا
 سر نہ اڑنے لگا۔ عجب! ابھی چھو چکا کہ وہ بڑھتی
 ہوئی ہنسنے کی نظروں میں اس وقت مسک دھڑکتی
 رہنے لگی۔ تو لڑکی چونکہ مددنی کی خوش گھر ہے
 مددنی کے ہاتھ ہاتھ تھے۔ لیکن ان کا کسی کی زبان
 پہنچی نہیں رہا۔ آخر لڑکی نے اس کو کہنا کہ "اے
 شکریہ! کیا میں آپ کا نام پوچھ سکتی ہوں؟
 مجھے رفتہ رفتہ اس کا نام یاد آ رہا ہے۔"

یہ ہے کہ - اس بات کا نیکو خیال ہے کہ
کہ انہوں نے یہ سوچا -
"میرا نام ہے"

وہ کہیں کہیں لہو لہا سے معلوم ہوا جیسے
منہ کی گھنٹیاں کا انگریزوں کا لہو لہا جانے لگی
لوٹنے سے اس کی سہارا لگی رہی ہے جس میں
انہی کے ہاں اپنی اُسے ہوتے ہیں دیکھنا ہوا
کامل ان کے ہاں سے ان کے ہاں ہوتا ہے
وہ کہیں کہیں لہو لہا سے معلوم ہوا کہ

کے دیرانے میں کچھ پرانا چل اٹھے ہیں !
 دینے محبت کے مسئلہ میں بالکل گمراہ تھے۔
 وہ نہیں جانتے تھے کہ محبت کچھ کی بات ہے اس
 کے دوست جیہ ہوتی محبت کے قصے دے دے سکتے تو
 نہ تجب کرتے کسی نے کسی سسٹم کی ڈک سے محبت کر کے
 اپنی مالی پوزیشن اچھی بنائی۔ ڈک سے کسی نے سسٹم خیر
 کی ڈک سے محبت کر کے کوئی لڑکی کی عزت حاصل
 کر لی۔ لیکن دینے کو ان سب باتوں سے کچھ سروکار نہ
 تھا۔ وہ ان دوستوں یا پیروں کے حاصل نہیں کیا یا پانچ
 تھانے اُسے دولت کی ضرورت بھی تو نہیں تھی اُسے
 تو دیکھ کر کافی دولت ملی تھی۔ اُسے صرف اپنے کام
 سے کام تھا۔ وہ روزانہ اپنے کپڑے کی دوکان پر جاتا
 اور رات کو دوکان بند کر کے جب گھر پہنچتا تو اس کی
 چھوٹی بیٹی بھی دوڑ کر اس کے قدموں سے پٹ جاتی
 اور خوشی سے عجیب کرکشی —

• جوانی جان سٹائیاں دے دے ۔ بلکہ دین
میں کو سٹائیاں دے دیتا ۔ مٹی سٹائیاں پا کر خوش
ہو جاتی ۔ مٹی کی ہوتی ہو خوش دیکھ کر بہت خوش
ہو جاتا ۔ مٹی کی ہوتی ہو پا کر کہتا ۔ وہ نہیں
چاہت تھا کہ اس کی ہوتی ہو مٹی کی ۔ مٹی کو کہتا
کہ اس کے ہاں پاس رہنے ۔ مٹی کی ہوتی ہو کہتا
خوش دیکھ چاہت تھا کہ اس کی ہوتی ہو مٹی کی ۔ مٹی
کو کہتا تھا کہ اس کی ہوتی ہو مٹی کی ۔ مٹی

میرزا محمد علی
میرزا آقاخان
شیرازی

اس عجب ہستی ہے تو بچہ بہت بڑا
 آگہاں نہ ہو دیکھ کے صحت یوری
 جو بچہ کہ شاید نہ صحت یوری
 آئینہ کو بے وقوف ہے صحت یوری
 جس قدر بچہ اس کو صحت یوری

شماره ۱۰۰

مردم :- وہی حضرت یحییٰ
 و سائر شہداء و صوفیہ
 و قیامیہ و دست مبارک
 ہم ہستی و کائنات ہے۔ یہی
 براہ راست مجھ کے پاس
 یا دوست یار ہے جس
 شہت یار

اپنے ہونیاں کا حقیقت میری
 فتنے اس کا بے رحمی میری
 ہر گھبراہٹ کو کھینچا ہوا گریباں اپنی
 اپنی اہل خانہ سے کچھ حشر ہے
 نکلتے ہیں اس سب سے جب ان کی
 ہر عشق نے دھواں بنایا ہے کہ
 غم کو مقرر آگ لگا دی

انفرد و متعصب ہے محبت میری
مردمانہ کار و سادہ عملی مکتب ہے
ادبیت کا سبق موت میں دینا سب کو
اگر کوئی کنگدہ دیر ہو تو ہی پٹکا
پاکدول، پاک بھر پاک گریہ پاں ہندی
پیر عشق کا قصہ مفروریت ہے
پیر عبد الحق طبرہ دینی

شکوہ جو کہ میں اپنی جہالت میری
اپنی نرمی میں تغیر نہ پا رہا ہے
وہاں میں تصور میں غصہ ہے وہاں
خفا ہے جو اس میں ہوتا ہے وہاں
پہلے کہ میں اس میں اس کے کہ
دل کہتا ہے کہ اس میں اس کے کہ
حسرت کہ اس میں اس کے کہ

مجددوں کے گرد یکساں قیمت مہر
مردی بہت ہے مجھے افسوس ہے کہ

ہاں سے ہی نہ پڑھیں گے دشت میری
 آتشہ ستم دھ ہے قدرت میری
 یہ لیل ہے مایہ بہ موت میری
 کو گر ہوائ زندہ گو مرمت میری
 کتنی دلہا ہے دل دشت پھر میری
 حرکت غم بھی نہیں چاہتی میری

قتل ہے دل فرشتہ کی حکمت و
اب کو یہانی کی جاتی ہیں صحت میں
اپنی ہی غزواتی ہے دھڑے میری
بانہ سے شہ قتلہائی ہے قتل میری
جس کے پھولوں سما ہے تاج میری
آپ کہم کہ زمانے میں ہے قدرت میری

کم کو فرصت ہوتو سمجھو کہی قسمت میری
 ہوگی کہ اور زمانے کو فرصت میری
 بندہ صبح ہول میں مشغول ہے غفلت میری
 ماضی کو نشانہ ہے چاندی کی قسمت میری
 یہ بناوٹ ہے ترے عشق نے حالت میری
 شعلہ ناز کے کہو کم ترس اٹھنے میری

یہ دیکھیں ہوں یہ سب کی سحر سے میری
 ہوش و حواس میری جیسا کہ جو وقت میری
 دلیلیں ہمراہ ہے جلد سے میری
 یاد آئے ہیں ہنسی گشت میری
 یہ جہاں کرنا گئے دل سے میری
 ہفت نگاہ میری ہے شہر سے میری

الحمد لله الذي جعل القرآن
مدرسة لكل من اراد ان يتعلم

۱۔ یہاں پر سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ
 یہاں پر سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ
 یہاں پر سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ
 یہاں پر سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ
 یہاں پر سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ

میں تو روضہ شہی زلفہ چہیت میری
 اس کے سینا بڑا چاک گریباں مجھ کو
 ڈوبنے والی کا جب ڈوبنا دیکھا نہ گیا
 میری دم توڑا بہت ہے لعل کا قاتم
 دم دھڑکے سجود سے مجھ کی نسبت
 سادے جام کے لئے مارا ہوا اب تک غور
 مہاجر ہو کر میری نگ میری

دیکھی، دیکھ کر وہ جھٹکی جھٹکی پیری
 ہو کر رہ گئی اب وہ کھڑی ہاتی ہے
 لکھتے تھے میری کتے کے مشت سانی ہے
 آج کو دھڑلے سے تیریں وہ میرے دم کے جانی
 کہہ دلوں میں چلے آؤ جھگٹے کیوں
 یہ لایا میری قبر پر کسی نے اے تاج
 میری ستمگر تازہ لکھ کر کا دی

اب کھل دیکھے گے جاتی ہے دشتِ میری
آپ دیکھ کر خندیدہ نگاہوں سے مجھے
ساتھے آپ جو آبِ حیاتِ زہرہ کروں
ہے کشش اس کی اندر سے میرے ہر تکی
کھینچیں گے، وہ اُفتِ گنگا کی طرح
ہیں جاسی سحر، وہ سحر گوی

آپ کی وجہ سے جو تپہ ہو کہہ جاتا ہے
 جو کہ چلے جاتا ہے وہی تپہ ہے

آه من و آه من

سید علی حسینی که در کربلا شهید شد
 پسر علی بن ابی طالب و حضرت فاطمه
 زهرا سلام بر او بود که در کربلا شهید شد
 و در کربلا کشته شد و در کربلا شهید شد

جو مکی احادیث نام سے شہرت میری
 آئی کہ جو نام نہ کرے کہیں حدیث میری
 چڑھ کے طوفانوں سے مگر مکی غریب میری
 یہ دلی اپنی گفتگو کو صریح میری
 قشربا سے تھے دوست یہ وقت میری
 کوئی سمجھا نہ دینا یہ صحبت میری

آؤ یہ کون ہے اس کے لئے صحبت میری
 دیکھو وہ ہے کیا رنگ صحبت میری
 ہرگز مجھے نہیں اب تک وہیقت میری
 اس سے تو چھل ہے تو ہی صحبت میری
 ہے وہی تشہ عین حیات میری
 رنگ لا کبری و اللہ حدیث میری

آپ کا ترجمہ ہے اُن کی محبت میری
آپ کی بند میں جیسا کہ ہوں حرکت میں
سر پہ لگے کہ پتہ حقیقت میری
مجھ کے اُنی کہاں سے کہاں میں
خود انھوں نے لکھا ہے اُن کی محبت میری

کتابت شد در روز ۱۵ شعبان ۱۲۸۵
در محضر آیت الله العظمی
محمد تقی خان آملی

مجلس عمومی

[illegible]

جو میرا تھیں وہ میری قسمت تھی
 فکرت جو روئے گی نہیں حالت میری
 اپنے دور میں بخیر ہے، سترہ
 کچھ سمجھو کہ مختار و وحش ہی
 یہ سہاگن گلاب فرار کی قسیم
 منت جو گزرتی ہو یہ کسی عشق
 آئندہ ناشی ہو جائے

پیشینہ کے لئے تم ہر چٹاں میں
 ہنسی کا پتہ دیکھا کہیں بچے بچے
 خندہ زلفی وہ چڑھ جانے کے لئے کیا آئے
 کھیر دقت ہمدیں رہا کرتے ہیں
 حلقہ پیش و طرب کی ہیں آما کیوں انگوٹیاں
 حاکم حاکمائی (ماہی گون)

یہ نہیں سمجھتے ہیں وہ وہ لوگ جو میری
آستانِ طہری میں سے پاس چلا آئے
اپنے ہونہ بجے زبیر شفق سے چل
کیوں میں وہ میری پریشانی خاطر آویں
مردمگر وہ میری ہزم میں نہیں آسکتا
حقیر ناگ ہوئی۔ دلی کاؤن

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

مختصر فقہ شریعت اسلامیہ
 یہ کتاب بہترین تصنیف کی گئی ہے اور
 اس پر جلیل القدر علماء کا طے ہے
 جو اس پر حیات کی نجات پر
 پورے کے ساتھ عمل کرتے ہیں
 اس کی (ذات) میں مشورہ و امر اور نہی
 دونوں مل گئی ہیں

مجدد مجھ کو ملے پھر ہی ہے دست بری
 آجین عشق بزرگ، جسے غیب بھلا دلا
 سرور کو دکھ گے کہ وہاں تو کیا تم
 آپ نظر سے لگائیں نہ خدا اور مجھ کو
 مجھ سے وہ کہ جیسی پرگاہِ شبنم ہے آیت
 مگر۔۔۔ جنت

اپنی وقت میں بیت فیروزے حالت یزیدی
چرخہ کرکھا اور مصوائے زمانہ اُن کو
مرضی مشق طوائف سے طلب نہ ملے
مجھو سا جانا بڑے گا کہیں جب تم کو
لاکھ دودھ کے سستاں ہوں گے اے کوہِ
ہمسویٰ شمیم وندینہ فر۔ جعد

برہنہ اور جفاکد سے محبت میری
وہ نہانہ سے مرا حال نہ ملتا پوچھتے ہیں
ای جی بھوکہ قسم تو عادی ستاؤں جو کہ
تیرا اختیار یہی قسم تو کہ چپے کساؤں
نام سے اُن کی محبت سے ہر ایک قسم کی
فتنہ اللہ خان کوٹ

اک زند سے چھاکا نہ وہ فطرت پرور
چودھری کیسے مٹوا نہ ہر حالت میں
شدت غم سے کہیں آنکھ سے آنسو نہیں
وقت آخری باری میں نہ کہے کہ جا
تم کو اللہ نہ
تم کو جاوے

تم کو اللہ نے قدرت سے عطا فرمایا
تم کو عطا فرمایا اور تم کو عطا فرمایا

കുറിപ്പ്

ہفتہ کی قدر سے کہہ سکتے ہیں کہ
 یہیں سے مجھے یہ دور کی جانب
 ۱۹۶۷ء قسود میں چلا آئے و
 دیگر کاما سادہ برائے اشارہ
 قسود سانی۔ ایڈیٹوری

حق پر ایمان ہے ہر وقت میری
 کھڑی رہی سدا کی ہے نصرت میری
 ہر جہاد کی ہے جہنم جنت میری
 لہر جہاد کی دم بھر ہے حقیقت میری
 رنج و غم کی کبھی نہ جنت میری
 ہر وقت ہے جو کی کچھ بھی حمایت میری
 خیر و شر کی ہر جہاد میری
 سارے عالم میں ناناں ہے شہرت میری

کونچہ پڑوسی اے کاش ہو تیرت میری
 نہ کچھ کر لیں گئے افسوس وہ بصیرت میری
 بعد میں دیکھنا تہذیبِ نیا تہ: میری
 آدمائے کاکان تک تو شرافت میری

و خدایم آمد آشنای گلی طبیعت میری
 اس سے کہ اور فرزند ہوئی شہرت میری
 آشنا ہوئی جب فہم سے طبیعت میری
 اُن کے گیسو سے جو وابستہ ہے قسمت میری

ہے مجھ کا گناہ مرے شوق سے غارت میری
تیری جاہت فدا فی دہرِ مائت میری
ہے دیتی نہیں جس سے مجھے ملے میری
غیر سازِ سکون ہے وہ لگات لگتی میری

دیکھو دیکھو میری صورت میری
آپ نے دیکھ کر توں جس طرح حالت میری
دل صحت کئے گا کہوں کہ اس صورت میری
سے دنیا بھر
نہیں کہن کہتے ہیں

فرجیادی کن

گوئی کہ تا جہ سرمزم شکایت میری
دیکھو جتنے ہیں آج وہ بولے چہ سے
دل کے درگوشے میں خونِ اٹھ ہر کون
سجھو اے قضا کوئی بیگانہ دو یوں نہ آؤ
محنت دینے کی ہے

یہ کہانے کی متن متنی فطرافت میں
بھ کی خاطر سے جنت کے ستم نہیں کے ہے
رازی دل فر کے آئے نہ جہاں جو جہاں
و جس جو جہاں - کلکتہ

تم تو مجھے اگر دیکھ لو صودت میری
 خاک چھوئے گی وہ در کی محبت میری
 تم نہ جیسا تھے قتل کو سکھیں تھا قاتل
 فائدہ ایسے گلت میں ہی مہلارہنے سے
 تیرا وعدہ میری مانی گونی

غصہ کن گئی ہے سوچ کے جو جانا تھا
 لے کے آیا ہے کہاں مجھ کو جڑوں اٹات
 مجھ کو اب قہر کا قہقہہ مٹ ہے زہد
 جیت زمانہ ہی جیت کلبہ دشمن فحشی
 دلی علی مصطفیٰ

کس قدر فرح و خند واد ہے فطرت میری
کیوں نہ دنیا کا تما جلدوں پر غفلت میری
کچھ نہیں بڑھ سکے سہا راندہ اہم و دل
حمد و ثناء افلا فہام شبہ معراج سفر
تمسخر جود و پیری

خاک سے کھڑا کر کے اٹھ جاتے ہیں
 میرے ہاتھ پر ہوتی ہیں مری کھنکھانے
 زمین میں ہوتی ہیں زمین میں ہوتی ہیں
 مجھ سے ملنے والی ہوتی ہیں زمین میں ہوتی ہیں

اسی نیکو جانہ مریم حقیقت سیدہ

1990

رنگ دانه نه کیوں درست نکلی
 کیوں ضروری ہے تیری ہمیں فکر
 شرکت غم کی نہیں ہا تھا خیرت میری
 دوستو! تم نے بتا کیوں زہت میری

دل میں گونجتے گونجتے شریعت
دھڑکتے ہوئے کہتے تھے
شرکت ہم بھی نہیں پا جی غیرت میری

دودھ دہاے گی ہر ایک مصیبت میری
اک جگہ ہے : وہ بھی دھشت میری
اور جب تم بٹھائی دھشت میری
میں جگہ دہا رہے نہیں قیامت میری

دنگ لائے گی کسی اندھ محبت میری
فرق جوتہ ہے جان دیکھ کے متھ میری
دیکھ کے بے گریہ جاتی ہے نیت میری
کیا تے لاکھوں سدا محبت میری

شربتِ فہم کی نہیں ہا ہستی غیر شہری
 مددوں عالم کی نامی ہے بدستیری
 آگے بڑھنے نہیں ہوتی جسے قدرت پیری
 فرشِ عالم کا ہے سہل شہرت پیری

غالب مضمون مغربہ ہے جماعت میری
کیا کہ ان کی کہہ گی اسے قدرت میری
ایک جہد و ترقی ہوئی قسمت میری
مرا میرا منت میری ، حاجت میری

Winnipeg

جس سے دوست نہیں ہو سکتی وہ بھی
 جس سے اس کا بدمعاش بہت حد تک
 کھنکھاتا ہے ہر دم کی محبت کا دنیا
 رات کو چھپا ہوا ہے

ہاں میں ہے چھپتے ہوئے طبیعت میری
 کہ جس کی تو بھی دل کا دل کر کے نظر
 آنکھوں کی آنکھوں میں جا کر کشتی
 کشتی نشہ ہونے والی ہے بہاوت میری

شکر ہے تم کو نہیں چاہتی فیرت میری
 کہ جس سے کہ کر نام نہ دیا ہی جنت
 باوجود غریبی ہو سکتی ہے جب اذیت
 غریبوں کو بڑی سدیقہ دے دیا

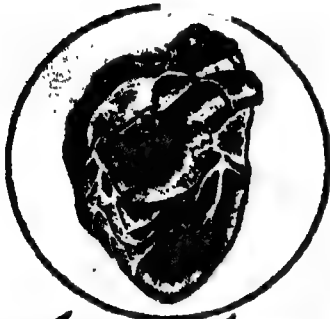
اچھے اچھے کو سیکھنے سے گایا میری
 سڑے ہوئے ہیں گول پھول ہانسی
 تم کو دے کے چھوڑ دیا تھا میں
 اذیت لگتی

جس سے نہیں ملتا کسی پہرہ دل کو
 جہاں دی جاتا ہے رخصتی ہو کر
 نندہاں کیا، ہاتھ لگا دی مل گیا رہا
 تیرا ہر ایک پہرہ

اے کے دل میں نہیں گواہ محبت میری
 ہر کے جیتا ہوا صاف دہن کے
 نظم ہی ڈھانچہ ہے آپ کی شہرت میں
 بدھارشی - رنگ

کہ طوفان سنگدلی کی طوفان مغربی
 بہت کچھ جیسا کہ چھوٹا سا
 کہ باطن نہ کہ تیرے مات ہے
 حد صوفی سکتے (ایم - بی)

کیا خواہ ہے کہ وہ تو بہت میری
 اے کے جو کہ ہر کشت نظر آتی ہی
 کہ کھنکھاتا ہے ہاتھ ہاتھ



جس سے خون کی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں

صافی

نظام عصبی کے فعل
 کو درست کرتی ہے
 خون کو صاف کرتی
 ہے اور شفاف خون
 پیدا کر کے چہرے پر
 تازگی لاتی ہے۔



دلی - لاہور - پٹ



ستمبر

۱۹۶۳

ہمارے بچے

فہرس

جلد ۱۳
شمارہ ۹

ہفتامن
دریہ کلاں - دولتی نمبر ۶
فون نمبر
۲۲۰۶۲۵

نگار خان حقہ نظم
حضرت مولانا ابراہیم گزری
نظم شاہو
حضرت شفق گماری

ایڈیٹر

بل جین

معاونین خصوصی

خواجہ ہاشمی

خود غوث پوری

قیمت

۳۱ روپے

- | | | | |
|----|-------------------------------------|----|------------------------------------|
| ۱ | نہدہ جی شریخت ہیں | ۱ | آبرامی گزری |
| ۲ | وہ کہ جنگ ہمد کا ایک گوشہ نشین شاعر | ۲ | قرنہ قریش |
| ۳ | جوزی افروز | ۳ | پوشش میانی |
| ۴ | دو عشق زین | ۴ | سکیش اکبر آبادی - منیار فتح آبادی |
| ۵ | غریات | ۵ | ناگ اکبری - خنزلو و ہاشمی |
| ۶ | انکارو | ۶ | جیل بہکد صدیقی |
| ۷ | فزل | ۷ | شیر احمد فی - نہر شعلت - نسیم سنگھ |
| ۸ | میری مطرب | ۸ | نہد احمد سرمد |
| ۹ | کاروان آزادی | ۹ | گوگر مشہیری |
| ۱۰ | جہاد و جمال | ۱۰ | دکھ پندہ |
| ۱۱ | اندھا کنویں | ۱۱ | علا صدیک بیک بندک - عادل اورب |
| ۱۲ | بچہ ادھو سے رو گئے | ۱۲ | منظور کائی - روشنی انصاری |
| ۱۳ | پندہ آگست | ۱۳ | کی لہجہ نئی - صدیق شہینم |
| ۱۴ | مشاہدات و مسطور | ۱۴ | عادل رشید |
| ۱۵ | جہوش کی عادت نہیں ہے | ۱۵ | منظر صبا گل پند |
| | پھر اس کے بعد | | ہمد القریشی |
| | فریاد کو نمبر ۵ (حقہ شراکیم) | | منظر صفی ہوسنی |
| | | | ش غفران دین ساز |
| | | | حبیب اشرف ساحل |
| | | | رنج شاکرانی |

نواب دہلوی منزلِ نعت میں

نواب دہلوی نے اپنے ہاں ایک مجلس منعقد کی جس میں
مختلف شاعروں نے شرکت کی اور انہوں نے
مختلف نعتیں پڑھیں۔

نواب دہلوی نے اس مجلس میں شرکت کی اور
اپنی نعت پڑھی۔ انہوں نے اس مجلس میں شرکت
کی اور اپنی نعت پڑھی۔

نواب دہلوی نے اس مجلس میں شرکت کی اور
اپنی نعت پڑھی۔ انہوں نے اس مجلس میں شرکت
کی اور اپنی نعت پڑھی۔

نواب دہلوی نے اس مجلس میں شرکت کی اور
اپنی نعت پڑھی۔ انہوں نے اس مجلس میں شرکت
کی اور اپنی نعت پڑھی۔

نواب دہلوی نے اس مجلس میں شرکت کی اور
اپنی نعت پڑھی۔ انہوں نے اس مجلس میں شرکت
کی اور اپنی نعت پڑھی۔

نواب دہلوی نے اس مجلس میں شرکت کی اور
اپنی نعت پڑھی۔ انہوں نے اس مجلس میں شرکت
کی اور اپنی نعت پڑھی۔

نواب دہلوی نے اس مجلس میں شرکت کی اور
اپنی نعت پڑھی۔ انہوں نے اس مجلس میں شرکت
کی اور اپنی نعت پڑھی۔

نواب دہلوی نے اس مجلس میں شرکت کی اور
اپنی نعت پڑھی۔ انہوں نے اس مجلس میں شرکت
کی اور اپنی نعت پڑھی۔

نواب دہلوی نے اس مجلس میں شرکت کی اور
اپنی نعت پڑھی۔ انہوں نے اس مجلس میں شرکت
کی اور اپنی نعت پڑھی۔

ایں ایم حکم (62) رجسٹر

[illegible]

جنوبی افریقہ

کیپ کاؤلی کے فرووں نہیں کیا ہو گیا
عرش سے اترے ہویا بارغ جہاں سے لے کر ہو
تم وطن سمجھے ہو جس کو وہ وطن اصل کا ہے
آگ لینے کے لئے آئے پمیر بن گئے
بوالبوس بن کر تمہیں نے گھرا جاڑا غیر کا
اس سے اتنا بھی نہ پوچھا اب تر کیا حال ہے
میراں کے گھر قبضہ کر لیا مہمان نے
غیر اس جھگڑے کو چھوڑ کر پرانی بات ہے
ایشیا دلوں سے بھی اب تم کو نفرت ہو گئی
چار ذرا اقوام عالم کا ہے سب کے سامنے
رنگ پر اتنا تعصب نسل پر اتنا عناد
تم صلا چاہتے ہو رنگ دار اقوام کو
رنگ دشمن تو نہیں ہو تا سیہ ہوا سفید
تم سمجھتے ہو کہ میں رکھتا نہیں ہندوستان
خانہ بربادی سے کرتے ہو ہمارا آستان

رنگ لائے گا کسی دن یہ تعصب رنگ کا

ساری دنیا میں ہو کر پٹے کا شعلہ جنگ کا

دو غزلیں

نسیم صبح کے لب پر پیام خوش گوار آیا
 گھون پستان لگی آئی، گلستان پر ٹکھار آیا
 مرے ساقی اٹھ اٹھ اٹھ کر دیر میخانہ کر لے
 نے دینا کو تھا جس کا نل سے انتظار آیا
 خیر بھی ہے گنوا کر کچھ، بہت کچھ پایا جا تا ہے
 وہی جیتا یہاں بازی محبت کی جو ہار آیا
 شپ فم لاکھ بنلایا اُمید صبح نے، لیکن
 کسی پہلو نہ قابو میں دل بے اختیار آیا
 مسلسل کش کش میں تھا فروغ نہنگی سماں
 اہل آئی تو میں سمجھا مرے دل کو قرار آیا
 جو ہنستے تھے وہ بولتے رہ گئے یہ کیا تماشا ہے
 وہ دینا سے گیا ہنستا ہوا جو اشک بار آیا
 مٹی میں نے غم چٹاں کو ٹھکرا تو دریا لیکن
 کون اپا کیا غم دو شاں مجھ کو سا گوار آیا

کلائی اُس کی دلوں کی طرح دھڑک بھی گئی
 نقاب اُس نے سنبھالی کر سرک بھی گئی
 کبھی وہ طرزِ مستم بھاگتی مرے دل کو
 کبھی وہ شاہن تر م مجھے کھٹک بھی گئی
 نیم آئی ہے شاید گلے لگا کے اُنھیں
 کہ میرے پاس تو آئی کر جھک بھی گئی
 بدل دی تری غفلت نے آرزو کا نظام
 یقین تو کب تھا اگر ابوے شک بھی گئی
 وہی چراغِ تمنا، وہی پیامِ اہل
 جو برقِ سدا کو چمکا گئی، کرک بھی گئی
 وہ اک نظر مری عقل و جنوں کا حاصل ہے
 جو اُس نظر سے ملی اور پھر ہیک بھی گئی
 چٹا دوست سے دل میرا فحل چھامیکش
 چٹا دوست سے میری غزل ہک بھی گئی

سکون غم

عذیب اک چھو سے جائے گی
یاد اجباب رنگان اے دل
سوچتا ہوں یہ برہی آخر
سہل ہے کیا ہن فطرت کا
ایک سے ایک بڑھ کے ہے تاراں
زندگی میں ادا سے آئی ہے
میری تیت پہ فرد وہ آئیں گے
فصل گل بری کچھ نہیں موقوف
لطفنا ہندو نہاں ہے جب شال
غم کی منزل میں رکھ قدم نازک

روح کیا گبدل سے جائے گی؟
کس طرح انجن سے جائے گی؟
گیسوئے پرشکن سے جائے گی؟
رہزنی، ماہرن سے جائے گی؟
یہ کئی علم وطن سے جائے گی؟
یہ اُسی پانک پن سے جائے گی؟
اڑکے یو جب کھن سے جائے گی؟
فرد خزاں ہر چمن سے جائے گی؟
چاشنی کیا سخن سے جائے گی؟
ہر چمن اس سخن سے جائے گی؟

جتنی بیکہ مدح بیاہی

ہم سے اہت کے نفرت
کئی دنیا ہے رقت
تھک گیا سرشتی پائے دست
آہ خیل عبادت
آپ جی سے میرے دل میں آجے
برخوشی اس گھر سے رخت
جان دی الفت میں اس کام میں
تم سے ملنے کی تو عادت
ان کو روٹے ایک نہاد ہو گیا
دل کو ڈٹے ایک عت ہو گیا
ذکر مات ایک فناء ہو گیا
باستان تم کی حقیقت ہو گیا
دیجے کہ ارضیم جگر کو دے پتہ
سلی دنیا کو حیرت ہو گیا

منزل رہا طبری

جس میں آئی ہے نازقادی پہ نیند اف گئے
تری میں چم کم ہونے وہ سینے پار آئے
مواشر کہ بھی ہوا گھر سے تم کی تند تو ہوئی
سب شامیں بھول گیا کہ مرے آئینے سے ہوئی
اُسے کو ڈھکی نہ ہل سکا، خبر عشق کی بات تھی
کہ تھادی میں نازیک جس میں سب لہو کا گئے
مرے نازک اور خبر تھی کہ ہے حقیقت ستر
دو کی کتاہ نہ پا کے جو جھونک نہ پائے
ہوئی لی طبری پادشہ کی گفتا دیر تک کی
وہ ہمیں خوش خبری نہ ہوئی نہ ہوئی ہوئی
رہے ہیں ان سے مدح جدا وہ ہو گیا ہو گیا
مگر میں ہوں میں نہ ہو گیا ہو گیا ہو گیا
مہر چم خوشی ہو گیا ہو گیا ہو گیا ہو گیا
شیراز کا شہر شہر شہر شہر شہر شہر

شیر (محبوبہ)

نیر (محبوبہ)

محبوبہ

افکار نو

جب کہ ایک شکست فہم زندگی ہے ہم
یہ دل میں نشان ملے گی جہاں بھی ہم
حاصل کوئی نہ سوسہ ختم ہو سکا
لکھتے ہیں رہنما کو بڑی بے بسی ہے ہم
کرنے کی پے سے کامت میں ایک دن
کرتے ہیں چاک اپنا گریباں ابھی سے ہم
ہمارے دل کو ان سے لگا کر مر نہ
پھرتے ہیں اپنے شہر میں اک اجنبی سے ہم
پھر کا ہے نام اس کا جو دیوانہ نہیں
کرتے ہیں آج اس کی شکایت کی گم
جویش جوئی وہ بھی اڑاتے ہیں جیسا کہ
اچھا ہے پھر سی لگڑ جائیں گی سے ہم
آنے ہمارے لئے نہ جو وہ مخلص
تو بہ ہزار اہل کریں گے کشتی سے ہم
تجربہ رفا نے دوست محبت میں شہر ہے
بننا جائے غم تو ہوں گے خوشی سے ہم

انہوں کے نظرائیں تری آکھ میں سائے
لیکن غم دوراں مجھے وہ دن نہ دکھائے
محدود نہیں فیض جنوں لالہ محل تک
کانٹوں کو بھی آداب چین ہم نے سکھائے
اے زلف معین تو بکھرتی رہی چلی جا
جب تک نہ سمٹ جائیں شب تار کے سائے
یہ کون سا عالم ہے کہ میرا دل مضطر
بے چین بھی ہو جائے ہے تشکین کی پائے
اشد رے حلاوت زمانہ کا تقاضا
ہر کوئی شکایت بھی تو ہونٹوں پہ نہ آئے
ہانا کہ ہر اک شب کے مقدر میں سحر ہے
ہاں۔ نازا نہ میری دل کے گر کوئی اٹھائے
وہ شور و حادثہ ہے ہر اک گام پہ عظمت
آواز گئے کوئی تو آواز نہ آئے

تم طعنے لگے ہو جو جو خصلت ہم
ماصل وہ جہاں ہے مجھے خاندان
اجاؤ حسن یاد تری عظمتیں آ
خورشید وہ بھی میں مرے ہتھ
بیٹھے داغ داغ تھائے
یہ کیا ہوا ہے دل تجھے فضل ہم
مسلم فریب جن کی تھکایاں
کیا کیا نیرے دل پہ پنی اتکا

غزل

میر تقی میر

کاروان آزادی

ہم سے شاہِ آزادی، ہم نہیں کتاوی
 کاہل ہلا ہے، کاہل ہلا کتاوی
 وقت امتحان کیا، حاکمِ ان کتاوی
 آؤ غل سے کھ دیں راستہ آزادی
 پٹ کے بجا دیگو اب میں نہ بچھڑے
 ڈکے ہالک جانیں گے دشمنِ آزادی
 حق کا ہے پیچہ آگے بڑھتے جانیں گے
 کون روک سکا ہے کاہلِ آزادی
 مرضِ ناز کا پکڑنے کو نکلا ہے
 بارگ کو سلامت رکھ باغبانِ آزادی
 بلیوں کے سامنے میں ہم نے گھربایا ہے
 اب بڑ نہیں سکتا آشیاں آزادی
 یہ تو شعل ہے اپنا کیلتے ہیں شلوں سے
 دایرہ کی پہنچتے ہیں مشتاقِ آزادی
 سرخ ہیں کشتے غل سے بچا ہونگے
 ہم وطن کے شہدائی خادماں آزادی
 ختم کر کے دم لیں گے سرحدوں کے جگر ٹوک
 آگِ ہلک آگے ہیں دیوارِ آزادی
 ماہِ وطن تیرا وہ قرض ہے میر پر
 لے تار جوتہ ہیں عاشقِ آزادی
 خوب نہیں کٹی کٹی وطن پر تیر
 ہم نے خوب اندھ ہے اندھ آزادی

کے جاؤں تیرا میر میر کی بات نہیں
 بیاہوں لے دلیر میر میر کی بات نہیں
 مٹا کھنٹے سے باتیں اُٹھ بیٹھے
 بکلا سورد، جیش و طرب میں آلودہ
 یہ جس کے نام میر جانا خوب نہیں
 سے رشتہ میں جھٹل آگ دھو چھوٹ
 بنائیں میں تم کو کیا ہوگا مددِ عشر
 آجیت پر کھوا کے غزل استادوں سے اے سرحد
 داؤ سخن لیل میں پڑھ کر میر میر کی بات نہیں

میری مطربہ

میری میراوی

طوبہ خادماں آکر ہیں پریشان
 ہر اعلیٰ نذر سہا ترا ہر نفسِ ترانہ
 نظرِ خیال، وہ نفسِ نفسِ گلستاں
 چشمِ مست سے ہے آؤ غلوں میں مستی
 اسکا شہل سے ہے بہار کا تبسم
 شہسب کے کول سے اُسی روپک دیے سے
 غزلِ طرب سے ہے خوش سازِ فطرت
 غزلِ آگہیں، ہی دگدگانہ آگہیں

تری راویک دی ہے مری چشمِ شوق کب سے
 تری منظر ہے آجاری حسرتِ فراوان

میں نے ایک لمحہ بھی نہیں

کیا وہی بہت ہی خوش ہیں کسی بات کا جو کہ کھٹکے ہے
پہلے سے کل کو دل پر ابھرتی ہے آج کی آگاہ ہے
تم شوق سے کہہ رہے ہو کہ تم کو خدا دل چاہے
یاد رکھو کہ گت یاد رہے، بال نہیں چھوٹ کا ہے
کہ نہ ہر دوسرے کو تم دین کے ایسے بھگتوں پر
صورت ہے شریوں کی جی کا کہ نہ مگر جو ہٹ کا ہے
ساقی نے کہلے کہ تم کو آ آ نہیں پینے کو
اے شیشی بھائی آخر یہ آپ کا منہ کیوں دکھایا ہے
اچھا لکھنے نہ کہ لکھتے ہی ہے، سنیں کہ فضل میں
یاد رہے میں اپنے گھر والے بیکام ہیں کو کھٹکے کا ہے
دل کھل کے ساقی مجھ کو پلا میں آ آ ہوں گا کی بھر کے
تو کھڑے کر دیا ہے گت باب ہاتھ میں میرے منکا ہے
میں نے کچھ دم میں جاؤں گا لکھ دے یہ کہ جاؤں گا
شاہزادہ بھی ہرگز نہ جانیے کام بڑے مجھبٹ کا ہے
اندر میں وہی کھڑا ہے مجھ سے لڑنے پر جہاں ہے آمانہ
تیک ایک میری میاں میں کو سوار اٹھا کر چکا ہے

مشتاق احمد علیک - وہی کہہ رہی

مشتاق احمد میں کے سوا کس کو
دل و جان میں پانداری ہے
مشتاق تو دیکھنا شاسوں کے
شوق زلت ہے ذوق خوار ہے
پھر دھوئی چرخ کے اداں کا
پھر وہی رنگ آہ و زلفا ہے
پھر وہی ہاتھ لپٹے ہے لب پر
پھر وہی شوق ہاں چاری ہے
کیوں یہ سر کا دھن سے مجھ کو
رخا دھرت کا حکم چاری ہے
رخا فاقا ہے اور قریب
بس یہی زندگی ہماری ہے

مظہر قادی

جنت سہل بھی دشوار بھی ہے
کبھی سہل کبھی سجدہ عار بھی ہے
کسے کہوں کہے یہ کھلا کھانڈ
نظر میں جام بھی تولد بھی ہے
ہمیں میں بائٹ ترنچھو صلا
میں سے روٹی کھلا بھی ہے
کوئی پوچھے خدا یا تو دین سے
کسی میں فتنہ بڑا شام بھی ہے
نصیحت نیک ہے ترک و محبت
مگر نام نہ کوئی تیار بھی ہے
بہت محنت ہے مظہر نے مانا
گہکے میں وہ خود دل بھی ہے

جلال و جمال

موسیٰ احمدی - نظام

نئی ہمد شگب میں فریت ہمار غزل
چلتی ہے جیسے وہی ناک و بار غزل
کی فتنہ نے پھیل چکی ہیں کیاں
چھوڑ دینی ہے کئی بہار غزل
عورتی مگر نہ کی خوب کار فرماں
انگہاں ہے تصویر حسن بار غزل
خاتون گل نہیں ابھی دیکھیں
کہ لکھ شبنم سے آگیا ہزار غزل

موسیٰ الدین قادی

میں افس شوق کی پیدا ہوئی جاتی ہے
ہر زبان مائل نہ رہا ہوئی جاتی ہے
آہ جیتی نہیں تھیں آسولے دوست
ماہیں ضبط تری یاد ہوئی جاتی ہے
نیرے گید کے اشار آہ مر دود رس
زیت بر قید سے آزاد ہوئی جاتی ہے
ہے ابھار فم مشق میں آہ جو اپنی
زیت چوکر سے آزاد ہوئی جاتی ہے

موسیٰ شبنم احمد آبادی

کوئی بتائے کہ ہم کی کیوں نہ پناہ کری
وہ کس سے کم ہی مجھ اور پر نگاہ کری
کسی کی آپ سے ہیں افساں اتنی ہے
میں نہ بھولے شاید میں پناہ کری
یہ کہہ کے اور بڑھادی ہی آجھیں تم
کہ مجھ کو پیار کریں ہم نہ تیری پناہ کری
نہ دیکھیں وہیں شبنم پہ لکھ شبنم
وہ اپنی شبنم کم ہرگز نہ پناہ کری

۱۰۰

اندها كنوون

[illegible]

اس کی صحبت میں نہ رہا۔ اور چارے چارے بھائیوں
نے بھی اس کی اس فکر کی کہ جس قدر وہ بچوں میں چلے
تو اس کے ہاتھوں میں ہی رہے۔

اس کا باپ آفتابی ایمان دار کسم مینہ ، باہ
سلاخ اور ایمان دار کسم مینہ اور کسم مینہ
ہو گا رہے کہ اس ذات میں نہ دولت سے اپنا کمر
نہیں بھر سکا کہ دوپایا اند میں انداز یا جو اند میر
اس کے طرح ہی کام لے گا ۔ !

۱۰۔ اچھڑا بجائی تھا چاہت تو ٹھیکیداروں
سے رشوت لے کر کہاں کھڑے ہو گیا، شراب، چرس، جھنگ
کا ہوا فروشوں کے چھیک، لاکھوں روپے رشوت سے
لاٹینا تھا، بیکہ رشوت تو اس کے خوب ہی گناہ ہے
اُسے رشوت کی پانک پانی بھی اپنے اچھے حرام بھی اور
بہ تو وہ جہاں اپنا اور اپنے خاندان کا گھر بھر چکا تھا
تھرا، اسے بھی خاص طرح کی سزا دی تھی
بچہ اچھا، اور اس زمانہ میں اسے سزا سے بچنے
والے کا بیت اچھے تھے جس آج کے سارے بچے بھول
گئے۔

[Illegible handwritten signature]

ناطق کو بالہ ہاتھ ۔ اس کا بھائی اپنے لئے
 مجھ اس نے سسل کو دینی کی گزرتے سے دی ۔ اے کہ
 اگر وہ دلائی تھی اور میں کہ شادی کی اس نے اپنے
 پیچھے سے زور کی کیا اس سے اے کہ چرے سے ۔ تو وہ
 بیروں اور اپنی بڑے سے ہر طریقہ رجا تھا ۔ یہ بھی اپنے
 باپ کی عورت ۔ پھر اگر کوئی چوکی تھا کسی دہ اپنے
 باپ کی اس ۔ عورت کو کتا ۔ نہیں کہ کتا نہ کتا
 اپنے تھا اس کی عورت ۔ یہ وہ اپنی اپنے اس ۔
 یہ تھا اپنے جائزہ اور اپنے شفیق باپ کو دے
 نہیں پوچھتے تھا کسی کی ۔ آج ہاں اس دہیں ۔ وہ
 اپنے باپ کو صرف ۔ پاس بے بعد جینے کے لئے کہ کتا
 اور میں ۔

عزت کے بپ کو اس کے بچے کا سر دے دے اور ہر
بچہ کو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ
میرے بچے کو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ
میرے بچے کو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ

اور خفیہ تہذیب ہے۔ اور کثرت و جموعہ اور سادہ
تہذیبیں ہیں۔ ان کے انداز کے خلاف ہے۔

جیسے ایس ۱۰۰ میں انہیں پینے کے لئے
 صواب دینے پر پکا اور پکا کر کے کے لئے
 کھانے کے لئے صاف اور صاف دینے کے لئے
 صحت پر غور کر کے اور صحت پر غور کر کے

۱۰۰ در صاحب کی فرموده تیس اندوخته و
تقسیم کا فرمایا کی در سر و پا اندوخته کی
فرموده است

ایک دہائی کی یکساں روایتوں کے ساتھ
 بریل کا نام لیا گیا اور اس کے لئے ایک

۱۱۵۰۱: پیر طہار گھٹے اس گھر میں لکھی
منارہ مرقیہ میں دور کی کہ چنانچہ جلائے جا رہے تھے۔

پیشہ و آسمانی مامورین کے ساتھ اپنے
بے بیگانی و بیطرفانہ رویے کے لیے

۲۵۱ دس دس کے پندرہ تین گرو گرو کر پڑھ کر پڑھا حق
کے آئینہ میں غلطی کا نسخہ چھوڑا کہ اس نے اپنے

سہارن پور میں ایک مسیحی کی بیٹی کی شادی سے پہلے

”جیتے ہو، میرے خوش رہو۔ خانیہ جلتی ہے“
 بیٹوں کی دیکھ بھال اور پیار و محبت کے لیے ہمیشہ

نہایت

ابو جبریح کی اس بڑی قوم کے لیے یہی
 سب سے بڑا فائدہ تھا کہ ان کے لیے یہی
 اس سے ہر دیکھنے والی کوئی ناکہ نہ تھا۔

وہاں میں وقت نہم کا ایک آدمی تھا جس کا نام
بدھیرت اور بدھیرت نام کا ایک آدمی تھا جس کا نام

یہ روک ٹوک کا نتیجہ ہے جس سے ان کے پاس روک ٹوک کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔
میں نے ان کے لئے ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔

کچھ اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کا لفظ اور ان
 کی پیشانی کے پاس اگر اس کا ہاتھ رکھا

برطرف سے دینی دنی مشنوں کے ساتھ ساتھ کھانا

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين

مجلس شورای اسلامی
جمهوری اسلامی ایران

۱- است و اینها را که در این کتاب مذکور است
 ۲- و اینها را که در این کتاب مذکور است
 ۳- و اینها را که در این کتاب مذکور است
 ۴- و اینها را که در این کتاب مذکور است
 ۵- و اینها را که در این کتاب مذکور است
 ۶- و اینها را که در این کتاب مذکور است
 ۷- و اینها را که در این کتاب مذکور است
 ۸- و اینها را که در این کتاب مذکور است
 ۹- و اینها را که در این کتاب مذکور است
 ۱۰- و اینها را که در این کتاب مذکور است

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥
 ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے توجہ ہمیشہ سے
 اپنے فطری طبع پر دیکھنے کے مادی پروردگار اس وقت تک
 محسوس نہ کرے گا جب تک کہ وہ جہنم میں
 نہ آئے گا اور اللہ تعالیٰ فرمے کہ وہ اللہ تعالیٰ
 میں رہا کرتا تھا وہ جہنم میں نہ آئے گا اور اللہ تعالیٰ
 میں رہے گی پہنچا کر اس کے ساتھ ہی جہنم میں رہے گا
 اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی رہے گا۔

دیکھو جسٹس کی دماغی نشانی اور دماغی سیڑھی کا کیا حال ہے
 جسٹس دماغ کو جسٹس کی کانٹینر میں رکھتا ہے جو اس کا
 کام کرتا ہے۔ نام مجھے بھی اور دماغی سیڑھی کا
 دیکھا۔ جسٹس اس دماغی سیڑھی پر بیٹھا اور دماغی
 سیڑھی کے پتوں پر چلتا تھا جس کے پتوں پر
 چھوٹے گھوڑے، بکریاں، بکریاں، بکریاں
 اور بکریاں تھیں۔ بکریاں بکریاں بکریاں

—
 ۱۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے گھر میں رہے اور
 ۲۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے گھر میں رہے اور
 ۳۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے گھر میں رہے اور

[illegible]

دعوتِ مافیہ کے ساتھ وہ پہلے ہی ملکیت کے
سب سے بڑے انگریز ہیرٹز میں پیش کرتا ہوا۔
پنے کو مافیہ ملکیت کے شاندار انگریز ہیرٹز کا
ہفتہ کی دعوت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ بات ایک
مختار ہے

پھر رانی رحمت کھلے کر پہنچا دیا پس نہ کھانا نہ
رحمت کو اپنا شاندار فریاد جو سہلے کر رہنے لگی۔ سادہ
کچھ تہ جنہا کو راجی دیا پھر نہ کھانا نہ رحمت کی سوس کے
ساتھ ساتھ دیا پھر نہ کھانا نہ رحمت کی سوس کے ساتھ
اٹو کا دھواں چھوٹا آیا۔ اندر بیت و پیر کی راجی اور رحمت
دو فوٹ کی کھانچا چڑھ گیا کہ کھانا نہ کھانا نہ رحمت کے
اگلے سر کا

تم نے اچھا کیا کہ ابھی کہ اپنے ساتھ نکلتے ہو
 صورت فریق ہے میں کہنے کے لئے میں اس
 سے تنگ آیا تھا اب بھی اسی پیمانے سے اُسے چھوڑ
 دوں گا۔ چہنہ دوسری روک ہے تم کو فکر نہ کرو
 میں نے تمہیں دعوت کر دی ہے تم اب میرے سرگرم دوست
 بنو میری سی اکر مجھ سے جا کر یہاں ہی بٹھا
 دوں گا۔ نہ تم کو فکر نہ کہے اس نے منہ کرنا چاہی
 سلطان تم صحبت چاہی یہ کیا خانہ اے اور چہ
 ہے تمہاری تفریح اب کیا ہے تم کی یہاں اگر
 کرنا کہو ۔۔۔

[illegible]

چند روز بعد جب اس کا کہنا کہ اس وقت تک اس نے
 نے ایک دن بھی اس کے دوست کو اپنے گھر سے نکال دیا
 نہ تھا اب اپنے گھر پر بھی قید ہو گیا ہے اس کا کہنا تھا
 اس کے گریب اس کا قہقہہ ہے آج میرا میس ہو گیا
 نہیں۔ وہ اپنے لیکچر سے کہتا تھا کہ یہ ہے کہ وہ
 کی بلکہ آج بابت تھا، سیدھے اسے ایک کین میں بند
 مبینہ رہا تھا۔

وہابیوں کو کام نہیں کرنا تھا لیکن جسے سب سے پہلے
روپے ادا کر دے تھے۔ لوگ آئے بیٹھے کاجاگیا
کرتے تھے۔ بیٹھ کر کھانا کھا کر اُسے لے کر نرالی کام فرما
دیتے کام کیا کرتا تھا۔ اب اسے بیٹھ کر دے کہ ان
کے وقت پر نہ لگا سکتا تھا اس پر کام کا اعتبار نہ کرنا
تھا۔ اس نے کسی نماز میں اے شریک کیا کرتا تھا۔ ہند
پچھلے راز ہی بتتے رہتے کہ اس جہاں کرتے بیٹھ
تین سو روپے ہر روز کی فکلی میں آئے پکارا کرتا تھا۔

رحمت فی حبیب ہے وہ رب الہی کی سزا کی تھی
 بڑی تھی اس لئے میں نے وہ بیخبر ہو کر دلائی ہے
 وہ نہ ہو گا کہ اس کا حکم ہے ہر سزا ایسی ہے جو
 روئے ہمارا سوئے گئے گئے پائل ہو جائے اللہ
 تعالیٰ اس کے لئے ہے سزا سزا اس کی ہے
 کہ سزا ہو کہ رحمت کی ہے کہ رحمت ہے
 جہنم اللہ رحمت کی ہے کہ سزا
 ایک رحمت فی حبیب ہے۔

میں نے کہا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔
میں نے کہا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

[illegible]

انہاں پر میری وجہ سے غم نہ خواہ پریشان
ہو۔ کہتے ہیں اس نے دودھ لے لیا۔

لا پتہ پتہ کی فکر نہیں ہے اس کی طرف اشارہ
یہ آٹھیں ابھی اُسے خود ہی تھیں۔ اے

یہی اس خفیہ کمی محسوسیت مصداقت اور
بازی کے

۱۰ ایک نیکو شخص کو جو کچھ ملے - ۹ - س
۱۱ نیکو شخص کو ملے - ۱۰ - س

پہلے میں نے نام کمال کشنہ پر لکھا ہے۔
ورکھتے ہیں۔

کشمور نے دیکھا، اٹھ کاپیرہ جو کچھ وہ پتہ
ہوئے چمک رہا تھا۔ اس پہاڑا سس کے بالوں پر

اس کی طرف متبسم نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پڑا۔

”آپ نے مجھ سے تو سب کچھ پوچھ لیا۔ لیکن
 ہاتھوں ابھی تک تیریں کھایا ہے۔“

میرا نام کیا ہے۔ - کہہ کر وہ بچہ

۱۔ آپ کو شغیت سے بھی شوق ہے۔
۲۔ شہزادہ موسیقی کی طرف دلچسپی رکھتے ہیں۔

”پہلے فرشتہ تھا، مگر اب مجید ہے۔“

” انسان اپنی ہی مرض سے سب کچھ فریاد کر
کچھ کچھ بھروسہ اس سے سب کچھ کرا لیتے ہے۔“

۱۱. اظہار کیا گیا۔ اس میں پریشانی ہے کہ

سانچہ کا خاکہ: کچھ کھڑے ہو جانے والے آدمی

• اچھا نعتیہ اور پاکیزہ وقت ہے

اساتذہ کرام و معلمات

مکتبہ کے ساتھ آؤ۔
پھر کسی دوزخ کے گھبراہٹ سے اس کا

کے ساتھ تھیں کہ ان کی آکھوں سے گھبراہٹ ہو۔
انکار نہ کر سکا۔

五、六、七、八、九

”آجے کشور بابو! میں تو مجھے کبھی آنے کی بات
 نہیں کرتے تھے۔ میں اللہ آپ کو کھڑے رکھوں گی۔“

چٹھے عالم کا زیرب سکرانی ہوتا ہے۔
- جب وہ کرنا تھا تو کہتے: آنا اور چلنا

رسالہ کی ترقی میں کرماتھاس کے محبت میں اپنے ساتھ
.....۱۰۰

ہیکس۔ وہ کیا بیری اتنی ہی چیز بھی آپ نہیں رکھ سکتے، مجھے اتنا گراہما تصور کرتے ہی آپ ۰۹۔

اُس کی طرف لڑنے کا خیال کشید کے سیاہ گھوڑے
 بالوں میں اُجھکتا :-!

کشمیر میں اس خوفناک لڑائی سے کتنے گھبراہٹ
 جینیپ سا گیا۔

دل میں اس قسم کا خیال بھی نہ لائیں۔ جسے سنا کا افسوس

نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ انسان بے گناہ ہے۔
۶۔ اگر اے سہ ماہی جئے۔ ۱۔

ہر ایک کو دینا ہے۔ یہ دنیا کے کشور و بلاد و دیار و

۱۷۱ ایک ایک اسناد سے جو کہ رتے پر تیار ہو جائے۔
۱۷۲ اس کتاب میں جو کہ انسانیت پر

یہ کہ تم میرا شوہا ہو۔
میرا شوہا کا یہ کلمہ ہے کہ

جہاں کہیں کہیں

.....
.....

[illegible]

یہ دوسرا قصہ ہے کہچراغ نہیں۔ پھر میں ان کا
 میں اس لئے چلتا ہوں ۔

مکیں بات کرتے ہیں آپ۔ میں پیچھے کی چیز
نہیں۔ مجھے تو ہمدردی کے دو الفاظ چاہئے۔ میں!

آپ کی دنیا والوں نے جو نصیب ملی ہے ہرگز نہ لاپلاک
آدمہ جلد ہی نہیں کہا آپ میرے انسان ہو گئے

میں آئی۔ میں تو اپنی خوش قسمت تھی کہ یہاں پہنچ گئی۔
آپ مجھ پر بھی یہی غصہ نہ کیجیے۔

کشتہ اس کے پرستہ جواب ہے: "جواب دے
اس نے نکاح میں نہیں کر لیں۔ عدا صاف کیا اور پھر ایک

وہ میرا مال غنائم بسطی میں لہا لگا۔
نہیں تپ کر لے لے کر گزرا طویل و نہاد کبک

فم دعا لم یجیب کیا کہ میں نے دعا کی ہے اور دعا قبول ہوئی ہے

کلمہ بیٹا اس کی جانب ایک ٹکڑی دیکھ رہا تھا۔ ہائی
روم میں اب اس کی مقررہ آواز نے اسے بے خود سا

بنادیا تھا۔ لیکن اس کے رقص کرتے ہانڈوں کو طرف کی طرف
بھی اس کے پیروں کی طرف اٹھ رہی اس کی آنکھیں گہری

کے مستحق فیروزانہ کے ملکا جاتی ہیں۔
 ان کے ایک دوسرے میں جذبہ ہوتے ہیں۔

تھے۔ دونوں کی محاسنی ایک دوسرے کی دل کیخیزان
 جاننے سے ہی تھیں۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں پام

۱۔ کتب و رسائل
 ۲۔ خط و کتابت

پھر وہی ہے اپنے دین کا خوش کرنے کا۔

١٠٠٠

دیکھ کر وہ... کشمیر کی طبیعت غامض ہے
 جس کے دل میں ہر طرح کے شہنائے پیدا ہوتے ہیں
 ہر لمحہ نئی...
 کیا اس کی آنکھیں نے مجھ سے دعا کی... نہیں نہیں
 وہ نہیں... نصیب دشمنوں کیسے کئے ایسے دیوہات
 انہیں ہر شے... ہر شے کہتا ہے کہ مومن اگر مست ہیں
 غلام تو نہیں کہتے وہ... کہ کچھ کیفیت معلوم ہو۔
 وہ حصار کے پیشان تک پہنچتے اُس کے دل میں اپنے
 گھر کیسے خادیا تو نہیں کرنا اُنھوں نے... وہیں
 اس کے دل نے اُسے دھتکار تو نہیں کیا۔

"کیوں اس قدر پریشان ہو رہی ہے؟" وہ نے پوچھا
 نے وہ بھلا کیوں کر کیا تھا...؟ صحت کا دوسرا
 ہم پر وہ محبوب ہے۔ محبت میں استقلال نہیں
 ملتا نہیں۔ تو میں... بلکہ پہنچنے والے قاری کی محبت
 کا وہ منزل ہے۔ اگر تو اس منزل پر گھبرا گئی، اگر اپنے
 محبوب کے طرف سے ہر گز ہر گز قیود کھینچ کر
 محبت کا یہاں نہیں ہو سکتا۔ دل کے اس جواب پر
 وہ خاموش قہرور ہو گئی۔ گروس کا تشریف دہندہ
 بڑھتی گئی اس کے دماغ پر نیابت کائنات کی سلسلہ
 چارنگی۔

× × × × ×
 کہ وہ صحت وہ بہت گرتی گئی! -

"مافیہ کا تپ ابھی بھی نزل ہو رہا ہے۔ کوئی
 وہ صدمہ معلوم ہوتا ہے۔" وہ اکثر ہلاتا انھیں
 تھوڑے اب وہیں کے کسی پر نفسا مقام پر پہنچا جاتا
 ہے۔ -

خادم نے تمام باتیں جوتا کر کے کہیں
 کو کے سامنے من و مہر میں ایک گناہ کہیں
 پر جانے سے صاف انکار کیا۔
 وقت کے ساتھ ساتھ اس کی طبیعت
 متحیر ہو کر رہ گئی۔

وہ ایک ایسی ہی تھی کہ اس کا انداز
 ایک لمحہ آئے گا۔ اس کا منہ آئے گا
 × × × × ×
 آسمان پر کالی گھٹنیں اندھنی تھیں -
 بننا یا اپنی جہت کی مشورہ کا تگہ آکر دکا۔ وہ
 آگے سے آگے کر رہا تھا کہ اس کے گھر میں داخل ہوا
 تین دو دھن سے پہنچ کر طوطا کی... آگے
 پہنچا تو ٹھٹھکی نہیں اُڑا رہا تھا۔
 "اس کی کہ ہے - ۹ -
 "کیا وہ دکھا گیا ہے - ۹ -

یہیں اب تو وہ کھانا آ جا رہی ہے کہ وہ گئی
 وہ ہے اختیاری اس کے طرف سے کیا۔ وہ پہنچا۔
 کہ اس نے اپنے کیا حالت بالائی تھی - ۹ - تم بیار
 تھیں وہ مجھے خبر تھی - وہ اپنی - دیکھو میں
 آگیا ہوں تمہارا کشمیر - کلا - پر رہ گیا -
 کیا بھول گئیں اپنے کشور کو - ۹ -
 کشمیر کا کمانڈر شہید رہا وہم سے صحت میں گھٹ
 کر رہ گئی۔

وہ اب تھا کہ کلا اس سفر میں نہیں ہے
 کشمیر یاو۔! آگے وہ تھا ما استکار کرتی تھی۔
 لیکن تم دیر سے آئے۔ ابھی وہ گھٹنے پہلے تھا نام
 پتے تھے وہ اس دیکھنے، رخصت ہو گئی تم جے کے
 اس کی سہری بھول گئی تھا۔ نام کی بھی آئے
 گئے ہے بچا وہی -!

یہ وہ تھا کہ اپنے ساری کے پہلے سے آنسو
 پہنچے چو کہ کشور کے ہاتھ میں ایک مفادہ دیا۔
 کشمیر کو یہاں بھی بھیجا جیسے میں اپنی رہا
 آج میں انھیں ہی۔ اس وقت کا وہ ہے - وہ ایک ہی
 سانس میں سارا چھوڑ گیا۔!

پھر وہ آگے پر نام -
 میں وہی رہی ہوں جس کی گھر میں رہا ہوں

میں جوں کے تو شہنشاہ کی جہت میں رہا ہوں
 اس میں رہی ہوں، وہ بہت دور تھا
 تم مجھے زندگی میں نہیں بھٹنا پاتے ہو۔!
 تھا وہ بڑا بڑا احسان!

تم میری جہت میں آئے ہو کہ میری زندگی میں
 کہا ہے پھر بانہل کا سہارا دیکھو انہیں نے
 میری زندگی کے بچے ساتھ ساتھ کہنے کی آواز کی کوشش
 نہیں کی تم پہ پڑ رہا تھا اس نے اپنے دل کے
 ساتھ رہا اب اس صاف صاف بتی ہوئی

یہ وہ پتہ کی کی گئی تھی، ان کی محبت کے
 سانس کا ملنے لگا تھا یہ میری سر سے گھٹنے
 پاتے تھے مجھ پر۔ ان کے ہاتھ میں ہاتھ تھے
 وہ انھوں نے بہت کوشش کی کہ ان کی یاد دہانہ
 رہے

پہنچی لا شعور وہی سے نکل کر گھٹن جوتی
 کے دوران نیز نفسا میں سانس لینے لگی۔ وہ
 میں وہیں جہت میں نہ رہا کہ اب وہاں تک
 بند ہو جائے کہ وہ سے پتہ ہی سہرا ہوا ہو گئی

پھر سے چاکے ہاتھ ساری ہاتھوں کی جوتی
 گئی بھائی بہن نہیں تھے، مجھے نائن کے کوشش
 میں گئے تھے۔ میری تمام ہاتھوں پر تھیں
 انھوں نے میری شان کی ایک پچاس سال کے بچے
 کے گرد دی۔ اس پر وہ کے پانچ لڑکے تھے۔ یہی ہوا
 تو پہلے ہی میری تھیں، چوتھی میں تھی۔

میری تھوڑی جوتی سے ساتھ ساتھ تھی تو اس سے
 یہ سب باتیں مجھے معلوم ہوئی، ایک مات میں تھوڑی
 کے ساتھ وہاں سے نکل کر رہی تھی، تو تھوڑی
 ساتھ کے تھوڑی کا یہ کہنے کے حوالہ پر وہاں
 جوتی پر رہی، تھوڑی کا یہ کہنے کے حوالہ پر وہاں

جوتی پر رہی، تھوڑی کا یہ کہنے کے حوالہ پر وہاں
 جوتی پر رہی، تھوڑی کا یہ کہنے کے حوالہ پر وہاں

اجل خاک و زخمیاں ہم کو کہے کہ نہ جو محسوس ہو گیا
 نامِ خرم سے وہ نہ زینِ گدہ کہے کہ تا تو استغناک نہ
 بنا کہ ہم اپنے شہرِ شمسِ کجی کو کہیں کسی ملاحہ
 بخت سے نہ کہ کوفی احوال فرمے کہ ہر ایک کی سزا

مشاہداتِ ارسطو

ارسطو چھوڑ کر چلا گیا
اس وقت میں تو اس کے لئے کتے پیسے لگاؤ
آتش آئے حسد!
ہل نکل احمد کیس کا۔ دھن آتا ہے!
اس نے دھکے مار کر چھوڑ کر کہا ہر حال دیا اللہ
بول کا! بھینسیا پیچا۔

اس وقت میں سول لکھنے کا کیا لہجہ کا؟
ساتھ میں بچہ
کچھ کم نہ ہوگا۔
لوڈ پڑھ کر اندھا کر دے
لہذا اینٹوں کے مار کر ارسطو کو ہار نکال دیا!

اولاد

ہدفیسر لایسن کا خستہ بھارا ہاتھ
انسان بندہ کی ادال ہے۔
ارسطو بولا: "ہی ہاں آپ کے صاحبزادے
بچا زلتے تھے۔
ہدفیسر جھٹکا اس کی طرف لپکا لیکن ارسطو بند
کا طوطا چیل کر دو گیارہ ہو گیا۔

اتو کی قد

اپنے ساتھی کا قافون لگاتے ہوئے اس نے کہا
آپ کا کہشہبشاخہ کھم بستر ہیں
ارسطو نے ہلکا کر دیا۔ "مجھے تو چند نظر تھے ہیں"
اس نے ناکی سکر کر کہا: "ہو نہ ہو! ہلکھٹنا
کہہ رہا تھا ہے؟"

ارسطو مسکرا کر بولا: "ہی ہاں قہقہہ کی آواز
ہاتا ہے!"

خلوص کار

ارسطو کہ کس سے مل کر رہا۔
"مراں کچھ ہی آپ کے؟"
"فدش ہے آپ کا۔"
"ہال بچے تو اچھے ہیں۔"
"اللہ کارم ہے۔"
"کہاں تشریف لے جائیگا؟"
"نذا کا بنی اوسنگ جانا ہے۔"
"اچھا تو بھر اجانت دیجئے یہی جانب ٹھہر کر
ہانٹ گا۔"

اور پھر نصحت ہوتے ہوئے ارسطو نے آواز دیا
کہہا۔
"معاذ کچھ گا، آپ کے پیسے وقت بھادانکر کا
کا ضرور بچا دل؟"

وہ تو بھول ہی چلا۔ تین روپے پونے
گیا دھانے ہوتے ہی کھڑے ہوئے۔
ارسطو نے بھر لیا گند۔
"خیریت ایک پیسہ بچو نہیں بھرو۔"

دیا دھم

تین دن کے بعد قہقہہ دینا بند کر دی
دھکے دینا اس وقت چھوڑ دیا تھا۔

بیشیک دیکھ کر گھبراہٹ ہو چکی کہ گھٹا۔
"مام رام! اچھا چرٹے کا چڑ نہیں چھوڑتے
جو ہتیا کے ہاتھ جو بائیں گے!"

ساختہ بے ساختہ

"کہہ کہتے، افسوس جس کا ہما شہ ہے؟"
ایک ہاشی تقریر گزار رہے تھے۔ "ایک ہاشی کا
ہما شہ ہے جو بدیش سے لے کر گاہے اور.....
تباہی ارسطو کا ہتیا کے ٹخنے پر پڑ چکا تھا
"نظر دیا! حرا خروے، انا فن کچھ!"
وہ اس کی طرف دیکھ کر ارسطو نے گھٹنے کے کاندھے پر
کھڑے ہو کر کہا: "ہاں پلٹے گا۔"
"بولا۔ اعدا ہا!"

لوک سماج

"ارسطو سنیہ کہا اس چند انگلیا دھنٹے
نہیں، انجین کے تھے۔
سنیہ نے انکھ کر دیا۔
"سروا باگیا سنیہ نے میری طرف ہل کر دیا۔
تیسری بار باگیا۔ سنیہ نے دھکے دے کر دھکے
لیکھ چھو لیا تو سنیہ انکھ کر دیا
خوابے ترسہ بیٹھے ہتے منشر، دیکھ کر منشر
مسو کا طرف دیکھتے ہوئے تھوڑی دیر کے بعد
ضایت فرمادیتے۔"

[illegible]

اور یہ کہ شیعہ پر ہونے والی شیعہ مذہبی حکومت
معاذ اللہ مانتی ہے۔

”یہ سید صاحبہ عالیہ ہیں کیسٹ جونی ہے۔“
 آگے چلا کر شہینا لگی ہاتھ اور پیش ہوا نظر آیا تو ساتھی
 بولے —

داد پیاو

اسو نے بلال حسین ماسٹر سنا! ماضی بزرگ
 اچھے بڑے ہیچک وہ لاکھوں سے پیشال کو جیتا
 وہ سہوچہ جیسے سلام کر کے اند بار بار حضرت
 سنا کر لکھا خدا مذکر کے شوقا ماسٹر نے ہنسنا
 شوقا ادا کیا کہ شے سے کسی کتے کے جھوٹے کئی آواز
 سنائی دے، بگ بگ جوتے کے کراہنے آواز سے تو اسو
 نے کڑک دیا۔

گیت

شہر میں اور دہائی اسکول کے ایمار کے قریب ہے
 بیٹوں نے محکمہ ہائی اسکول کے ماسٹروں سے ایک
 مہیج جسٹس جج کے بیٹے کی تالیف کا پڑھ لیا
 یہی تالیف قریب ہائی اسکول میں ہے یہی مہیج

بجاری

[illegible]

میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے کیا کیا ہے
 وہ میری بات کو سن کر ہنس رہے تھے کہ یہ تو
 کئی دن پہلے کا کام ہے۔

(ایک انگریز مشرک عدالت کا کہتا ہے کہ میں ایک شخص
نہیں کہتا ہوں جو اس کے سامنے آتا ہے)

مختصہ۔ صاحب آپ ہی کچھ مدد کیجئے۔
 دیکھو۔ اسے سہاؤ دینا چاہیے۔

وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہاں ایک بڑا سا گھر تھا جس کے دروازے پر ایک لکڑی کی تختی لگی تھی جس پر لکھا تھا کہ "ہیرو"۔

پرنس ہادی کے حکومت میں کوئی بھکاری نہیں رہا
فصل ۱۰ - اچھا صاحب بکل کی پرنس ہادی کا بیٹا

یہ نذرِ قصہ ہے مجھ کا ہے۔ میں اس کے لئے نہ بچتا
 خاکِ بیاہوا۔

دوست

مذہب کا آپ کی کسی بات پر نہیں بخورائی ہو
 بلکہ کوئی غلطی کا احساس ہوا تو وہ دوسرے کے

[illegible]

کہیں گے کہ یہ سب باتیں نہایت عجیب ہیں۔
 ان کے لیے یہ سب باتیں عجیب ہیں۔

(در سترگانه خاوری عیال کفر و یکتا
۴۶)

پہنچا۔ (دوسرے کے غائبی دیکھ کر)
میرا غائبی اپنے ساتھ آیا اور اس کا کرت

• 400-400-4000

1945

جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

اس کے سامنے کچھ لوگ ڈھول بجا رہے تھے۔

سینہ و ہری اوم، ہری اوم، ہجے ہیں جس
بانی نے پاپ کیا، بھگوان اس کا ستیا س کہے

(جیب سے ایک مہر نکال کر) دوسرا بیوی سے دیکھو
جلد نمٹاؤ۔ :-

سافر

ری ایک جھوٹے پیشیہ: دہشت گرد

صحیح ہے۔ ایک مسافر ایک ڈیڑے گے پاس آئے، اور
 کہا: بھائی بھرا! ہے۔ خداوند ہے بہت سے مسافر

کھڑے ہیں۔
مسافر اور غلامے میں کھڑے ہوئے مسلمان

(۷) - جوانی تیز رو کا جگہ دے دو۔ وہی چھٹی منزل
والی ہے ۔

ایک مسافر۔ اور یہ ہے کہ اے مسافر کا ہوتے
 (مکمل ہوئے) یاد ہوا۔ میں چوتھے عالمی ہے

تو ہم کیا کریں۔ یہاں تو یہ چلے رہے ہیں اس لیے

یہ خبر کے لئے ستواڑی کی جملہ جاتی ہے
 دوسرے اشیاء کے لئے بھی جاتی ہے۔

سازمان امور مالیاتی

[illegible]

[illegible]

دس روپے کے چھوٹے پیسے بانٹنے کی جاساں
 سولہ روپے نہ دے کر، شہر خواجہ جیٹس، قندلے، دلائی
 سولہ روپے دے کر، جو کہ منگیا ہو نہ وہ وقت آئے
 چھ وقت دیا، آخر کھانے کے بعد کچھ کچھ
 کے آٹم میں خرید کر دیا، جسے اتنا دے کہ باہلی پر
 کس کا نام نہ لکھ سکے، زیادہ روپیوں کی ضرورت
 اس سے چھوٹے روپیوں میں، چھ روپیہ ہر ایک
 کے آٹم میں، سو روپے تمام اس سلسلے میں روپیوں کو
 کھانے کے بعد کچھ پیسے کی سکہ خیز روپیوں کی
 تھیں، ان کے ہاتھ میں کچھ تھیں، جس کے ہاتھ میں
 اس کے ہاتھ میں، اور جو وہ ہاتھ میں
 دے کر، کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 دے کر، کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ

[illegible]

ہر عجیب قسم کے کھانا سنتے ہیں۔ اس پر بھی میں
تجربہ کرنا ہے کہ ہمارے دلی ہی اسٹاک کاغذ اور اسان
میں کیونکر کسی مشین کا جوڑ دیا جہ دم جوڑ دیا
اس کے لیے فراموش ہے کہ مشین کے جوڑی میں سے
ان کے لیے لیتے تھے اور شاید جوڑی میں سے فراموش
ماشتوں کی طرح کا مشین پر اپنے آپ کو لگاتے تھے کہ
ہمارا باقیہ رہا ہے کہ میں سے ہی مشین کیا ہے۔
میں نے جو اپنے صندوق دل کے کرنا چاہتے ہیں اس میں
جو چیزیں ہیں ان میں نہ کرنا چاہتے ہیں کہ آج کل لوگ
کرتے ہیں۔

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰

[illegible][illegible]

برجی مشاعرہ
نمبر ۵۶

مصرع طوط

وہاں کوئی نہ بنا دیا وہاں کے کھنڈ

غزل کے ساتھ ایک مرقعہ اور ایک خوشنویس کے قلم ہندنے

کے محنت، غم، اور مصائب پریشانی

میرزا علی محمد
حضرت
مولانا ابراہیم حسن گوری
شفیع محمدیاری

محبت جو پٹھان

تاریکی استیسی بیرون کشیده آید

[illegible]

جس نے آئندہ اُس کی آواز کو
 ہر دن کا گوشہ گوشہ سے سنا
 کہ وہ رہتا جو دشمنی کے
 اکا اک میں دکھ دیا تھا
 قسور پر یہ آکھوں میں آئندہ
 سر نہ نہیں دیکھ دیکھ دیکھ
 جب ہم نے آئندہ کی آواز کو

یوں ہی ہر قوم اکثر تفسیر سازندگی
پر سہ سہا کر رہ جاتا ہے یہی کہتا
ہے کہ اکثریت یہی حق ہے۔ لیکن اگر
وہ اکثریت خود چاہے کہ جسے ہر دم
موسمِ ثواب کی خوشبو سے ہمیشہ
میں دیر بات کرنا گاہ نظر نہ کیا
جسمِ نبی سے جس انبی خود خدا ہے

خود کو کہہ گئے ہیں کہ میں نے اپنے لیے یہ لڑکی جس کو
 کہیں اس کا کہہ کر نہ پائوں گا کہ اس کو
 یہ نہیں لے سکتا کہ اس کو دینے کے لیے
 اس کو اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
 جب اس کو اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

ایمان سے جہنم تک، اتنی خوشحالی
 دنیا کی کثرت بنانا دل پہ سے گھٹتی
 برائیوں سے ہماری ہے تفسیر و تفسیر
 ہر گھٹتی ہے خوشحالی کو اس کے اندر
 اچھا ہوں چاک عائد کو کوئی نہ کرے
 یہ بھی نامور کیا ہے بے وقت ہے و خوشی
 کیوں تم نے آندہ کی پھر سحر و جبر

وہ آئے اندھ سے ہنس ہنس کے گفتگو کی
 موجودی ہی میری غیروں غیروں نہ دیکھ
 کوئی طائر نہ سمجھ کو جب لاتی محبت
 ناماں پر چمکتے ہیں اسے دل وہ مجھ سے بچا
 جب تک تجھ سے یاد و احساس رہی ہے یہی
 اے کہسے چلے پیچھے آگے صاحبِ دلا
 کسی ملک و دیں میں شکوہ کسی کی کشتی نہ تھکا

دل سے سنبھلنے پر میری تکرار چلتی
جات جات رہی گا منہ سے سرحد تک
دل ہی کو بت بڑا دل ہی سے کھٹکے گی
آئینہ اجڑا ہے کہیں آئینہ کی
آپا جس کو نہ لے جو کی
خوشی کیجیو ایسے ہی سحر کی
جیسا کہ ساری دنیا پہ اسی مذہب کی

امیں توجہ دیا کرتی
اس ہادیہ نے مجھ سے گفتگو کی
جس نے اس پر ایک دوست آندے
تہذیب میں تو ہم کہیں میں ہیں
اور اس کے واسطے اس کے
قد کے کچھ کہہ میں نے اس پر
کہہ دیا کہ اس کے واسطے

معدت ہلنے کے لئے اس میں ہر روز
برہان اپنے ہاتھوں خود اپنی آبرو کے
جیسم کے تجویز کے ان کے ہاتھوں کے
طوفاں کے لئے اسے جبر نے سال کا ان کے
جبر کے لئے اسے جبر نے سال کا ان کے
آگے اس کے لئے اسے جبر نے سال کا ان کے

انسان و انسان کے سلطان ہستی
ہر ملک و اس کے گویوں کے گنگامی
کیا کہ کچھ جنت و جنت میں اندوہ
نظروں سے ان کی پاکیزہ پیش رو
ایسا ہی وقت کچھ پرگزرا ہے نہ کی
نہیم کہنے ہی جاؤں کہ وہ کہ
میں جسے جو تاقیہ دے گی گویوں

ہمت ہوئی : لیکن اظہارِ ارادہ کی
 خواہش تھی کہ جب تیرے ہمتیہ کے
 صاحبِ نہیں ہے ساتھ اپنے اور
 دل پر کچھ بنا دل ہی کے
 وہ فکر کیا کرتے فیوض کے آبرو کی
 کشش تھی : اگر تیرے ہمتیہ کی

تہذیب کا شعبہ انگریزی میں ہے
لیکچر تیار کیا اور اسے گیت کی

ان کا دباؤ کیوں نہ ہو اس پر فیصلہ کرنا
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عبد القیوم ترمذی

در این مقام حق تعالی که عالم را
 مستور از انوار حق تعالی که
 صورت حق تعالی که در حق تعالی
 در حق تعالی که در حق تعالی
 در حق تعالی که در حق تعالی
 در حق تعالی که در حق تعالی
 در حق تعالی که در حق تعالی
 در حق تعالی که در حق تعالی

[illegible][illegible][illegible]

சென்னை, 15.05.2018

[illegible]

کہ جس میں ہر پہلو دنیا و دنگ و برک
 شرا کے لئے وہ شہادۂ عہد کے لئے
 سہ کر فاضل ہے یہ زمانہ
 ہر طرف شوق و خاطر شہادتہ دل
 ہر دو سے فانی ہوتا ہے دنیا
 زینت کائنات کے کہ ہر لمحہ میں
 دن کو حیرت منیبہ یہ بخت و عشرت
 محمد مصطفیٰ بشر و محمد

افسوس کہ یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ سے ہو گیا ہے۔
 ہم نے جو کچھ چاہا تھا، اسے حاصل کیا۔
 لیکن اب ہم کو اس کا پتہ نہیں چل رہا۔
 ہم نے جو کچھ چاہا تھا، اسے حاصل کیا۔
 لیکن اب ہم کو اس کا پتہ نہیں چل رہا۔

لڑنے پہ توجہ نہ دے کر اپنے آپ کو
 پھر جڑ سے کاٹ کر کھڑے ہو جاتے
 اسی طرح جسے ہم پھر کی یاد میں
 نظم و انضام سے یاد رکھنا چاہیے
 ہر ایک کے لیے جو ہر وقت ہے
 مقصود و اہل اس کے ساتھ ساتھ

دل میں توجہ نہ دے کر اپنے آپ کو
 ہے اگرچہ ہر ایک کی ناکامی
 یہ ہے کہ ہم سے اکثر یہ ہوتے ہیں
 خود کو یاد رکھنے کی بجائے
 دلی کو توجہ نہ دے کر اپنے آپ کو
 ہر ایک کے لیے جو ہر وقت ہے

مکتبہ شعلہ و شبم دلی کی خصوصی پیش روئی
صاحبِ درگاہ شوق نامور شاعر حضرت ضیاء آبادی کا نیا مجموعہ شاعری

گر در راہ

قیمت _____ تین روپے پچاس تے پیسے

دو آراء ملاحظہ فرمائیے

ضیاء صاحب کی شخصیت کو ان کے احساسِ ادب و وجدان میں تلاش کیا جاسکتا ہے وہ جذبہ کو موزونیت اور سلیقے سے الفاظ کے پیرین میں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن دکشتہ روایت نہیں۔ ان کے یہاں شوق کی بے باکی کے ساتھ انسانیت کی خرابی کا نرم نرم احساس بھی ہے۔ ان کے یہاں جذبات کی گمن گری نہیں ہے، نفاسات اور نزاکت ہے اس لئے ان کے لہجہ میں دل آرائی اور شہاس ہے اور ان کی شاعری میں پکاہی اور پشیمانی سے زیادہ سادگی اور شادابی ہے۔
(ڈاکٹر خواجہ احمد خاں دلی)

ضیاء صاحب کی شاعری میں ہے۔ وہ ہر بات بند ہی سے کہتے ہیں، ان کی زبان شستہ و پاکیزہ ہے۔ انہی خیالات لطیف ہیں۔ دل میں جذبہ ہمدردی انسانی بے پاپاں ہے اور ایسا ہی شاعر ملک و قوم کے لئے باوث فخر ہمارا کرتا ہے۔ مبارک ہے وہ ملک جس نے ایسا بلند پایہ شاعر پیدا کیا۔
آبر احسنی

گر در راہ _____ آج ہی طلب فرمائیے

مکتبہ شعلہ و شبم دریاہ کلاں۔ دلی نمبر ۶

میرا ابا جتوڑا رشک خطہ کشمیر ہے
(مولا محمد نسیم خان صاحب جتوڑا)

ہرم ادب کوٹ

آفری قسط

[illegible][illegible]

دار فانی میں نہیں کوئی بچا اپنا اکمل
ایک اولاد سے جو میں دے گی بچنے سے
میرے داد خر دے دلی تو کیا اکمل
بڑے ہیں خوب مضامین تو میرے گئے
یہ دم کی غلطی ہے پھر تے ہیں قبیل
اکل میرا دوست بھی دشمن سے کم نہیں
ازیر ہی بہن صاحب کے دلاشتر حاضر فرمائیے۔
کہتے فاسدہ پنج دودم سے میں کم نہیں
کس پر دال چلی میں کسی کا قدر میں نہیں
کوئی نہ کھا ایک قوم دس مائیں گئے
نہیں زبان ہمارے بگڑی سے کم نہیں
بس صاحب کی غزل دس شری کی تھی بات جب
نہ بڑھ گئی تو مصافحہ کر لیا گیا جو کردار کی بجا تھے
بھگیا سنا دیز میں سے میری غزل کو نہ سے شادی
شاہو سے تھے اہل دہلی میری ہمتوں کا حور
اکل کی زبان میں حال میں نہ تھے میرا کہنا

ملک کے جواں فکر شعرا کی تخلیق کا مرقع جمیل

فکرو

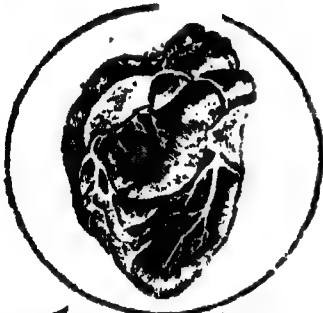
اس مشترکہ مجموعہ کلام میں مختلف شعرا کا
چیدہ چیدہ کلام یکجا کیا گیا ہے جو کہ زندہ اور
متحرک فن کا وہ شاہکار ہے جس کی تخلیق کے لئے
زندہ ادب کے خالقوں نے اپنا خون جگر صرف
کیا ہے اور اس بات کا یقین دلایا ہے کہ وہ ادب
میں قابل قدر اضافہ کرتے رہیں گے اور ایک
دن آسمان ادب پر درخشاں ستاروں کی مانند
چمکیں گے۔ — مرتبہ جوہر ہاشمی

کتاب پر نیو پبلشرز پریس دوسٹرا اسٹریٹ ممبئی ۹

حضرت خرد غوث پوری کا پہلا مجموعہ کلام

رنگ و بو

عہدہ کاغذ معیاری طباعت قیمت 2/50
مکتبہ شعلہ و شبنم دریاہ کلاں دلی ۶



جس سے خون کی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں

صافی

نظام عصبی کے فعل
کو درست کرتی ہے
خون کو صاف کرتی
ہے اور شفاف خون
پیدا کرنے کے لیے
تازگی لاتی ہے



دلی - کراچی - لاہور

ہمارے قلمی بدایونی (حال کوٹہ) کی غزل پر آبراسنی کی اصلاح

دہی نام کام و سرمائے جہاں ہے	چھٹے لکھتے سے	کس کاشتیت؟ غزل کو جھڑنا ہوا	تہہ چہ
جھکا جاتا ہے سر خود بہر سجدہ	خدا جانے	کیا ہم ہر مغرب ہر وقت سجدہ کا ملتے ہیں ہم کا قلمی	
جسے کہتا تھا گلشن میں آجاؤ	وہ اب	بہی جب چراغ آشیان ہوئی تو آشیان ہوئے کی کہنے چلاؤ	
روبر ساقی ہے شطہ آسمان پر	دہی اپنی	آشیان کے سب کو کج رویت رساں شہر نے کٹے چا یہ غصہ ہے	
		پھر دعویٰ ہے دلیل ہے	
جیسے کہ شوق ہے دامن رہے ہیں	مری مراد کوئی لکھ داتاں ہے	اک شوق کیا پڑتا ہے؟	
بکھرے بیابان میں تو میں منہمک کی	نشاط نیست کا یہ لفظ دس ہے	سرمہ جہاں انگوٹھ لکھ داتاں	
مردت اپ نہیں برقی تپاں کی	کافی برائے آشیان	آسمان صفا سماں کی بات اتنی ہے سرمہ پہنچا داتاں	
	نفاں (ہی آسمان صفا سماں) ہے	برقی کا قلم آشیان پر ہوتا ہے آسمانوں پر نہیں ہی لکھتا	
		بکھڑا سماں پر اہلا کیا تو برق کی ضرورت لکھتا نہ رہا	
دہی ہے بنے غزل و دانش	جسے غزل جوئی بار گریں ہے	غزل چھوڑا - ہلکیت - یہ معقول	
جھٹکے ابھی غزل و غزل	خدا جانے مقام دل کہاں ہے	غزل کا نہیں غزل کا مل تھا - دل غزل میں نہیں جھٹکا	
ہیں اتنے طاف ایک دلی روشن	کہ جیسے آسمان پر لکھتاں ہے	بہی مشرق میں جھڑتا ہے کاش جیسے کے شامی	
بہار اس کم فیضی کے تصدیق	ہر لکھ سہ سلسل مانگاں ہے	ہر لکھ مانگاں ہے تو پسیا داتاں ہے کم فیضی نہیں ہے	
نوٹ اہل دہی شاعر ہیں نہیں دیکھائے	نئے صوفیہ پیش میں جھڑتا ہے		

اردو شعری ادب میں گراں بہا اضافہ

نگینے کے بعد ”قرینے“

آبر احسنی گنوری کی غزلیات کا دوسرا دیوان جس میں ۵۴۴ غزل ہیں، ایک نظم اور متروکات کی مکمل فہرست ہے۔ عام دیوانوں سے ۳ گنا میٹر ہے اور قیمت صرف 25-3 ہے۔ غزل کا معیار کتنا بلند ہو چکا ہے یہ قرینے کا مطالعہ بتائے گا۔
لے کاپتا۔ آبر احسنی۔ گنور۔ ضلع بدایوں (یو پی)

معاون اداران پرائن۔ آغا۔ نذیر حسین اور لیلیا چٹس
ڈائریکٹر ایلی سنو شی اور سی۔ ایل راول

آپ کے پسندیدہ ستارے
دبروت قیچہ، دلگداز دمان، سینی فریگٹ
ایک عظیم تصویر میں
راج کپور — نو تن
راول فرنگ کا شاہکار



دل ہی تو ہے

عظیم افتتاح شکر دار ۲۰ ستمبر
ریل جگت۔ امبا۔ ابیریل
نٹراج۔ ایروس۔ سمد شن
ساتھی کا دھڑا دھڑا ہو رہی ہے توک غازی آباد
نن سرودہ الی آباد۔ دل شاد مراد آباد۔ نادانی علی گڑھ
۱۹ ستمبر سے سندھ مکان چھ — کشی دہرہ دلی

۵۵ شری پور پرائیویٹ لمیٹڈ ریشم

کوٹہ اور اس کے مشاہیر قلم

کوشاک فیضی بلکہ ہے۔ اس فیض سرور غافل کے

کے اکثر یہ کہتے تھے کہ یہ ایک عظیم شہسوار ہے۔
 (جس کا نام) شہسوار نامی ہے۔ تاہم کچھ لوگ اسے ایک عظیم
 اور حقیقی شہسوار قرار دیتے ہیں۔ اس وقت کے شہسوار
 اور شہسوار کے نام یہ ہیں۔

عجبیہ زندگی آپ دلی غم بھرتیہ عمری میں گذرانے لگے۔
 میں صدمہ ہے کہیں یہ خراب حال نہ اس کے عہد پر مسکنی
 کینہ بڑی تو کہیں کہیں تو عیش پرستی اور تفریق کے لحاظ
 میں ادا نہ رہی۔ کہیں دلی اندھا کر کے سیر ہو حلقہ
 دلی میں اس کی سہیل پر اور ادا مت، افسانہ نوشت
 اور ادا مت قد مل کا چارہ دیا جاتا تھا۔ اور کہیں عشا
 اور بے ادا عاشق نما۔ گیسٹس اور وصیفہ سنوار
 تھے۔ کہیں اس کی کہیں اور پاک پہ دلی کو بھانگا تو کہیں
 جس وقت منصور اور راجت کی دودھ دلی ہوتی تھی۔

ہندو کے انشا پرداز سولقان انازا نے جو غنیمت کہیں
شان رکھانے کا طریقہ ظاہر کیا ہے کہ زندگی کے خطوط طرز انکا یہی
نام لکھا ہے۔ ادب پر اس خط زندگی ۔ ”ادب برائے ادب“
جی آیت، کل احمد شمس کے عمار موصوفہ پرست ہیں۔

یہ ایسا لڑکا تھا کہ کوڑے سے گنم خطہ میں رہا لیکن غصہ
نہ ہوا یا مڑا۔ خوشہ لڑکا تھا خوب دوستی کے شے
جاتا جیسا کہ حق، قدری کے اعلیٰ کا، ماہر اور
نیک ملک پر مہر ہوئے۔ حیثیت استعمال آبادی کا
بنا ملا مسئلہ ہے۔ عروس آبادی ان کے دعوے سے
بندہ مذہبی بنی حق۔ مگر جب ہندوستان ہستی مشترک
تدس کی چکاراں حلالہ ملک نہیں۔ اس سے اپنے
لک فائدہ مند اور حکم و حکمت کے کی جانے اور دنیا
ہو گئے۔ ان عقیدت کے اعلیٰ کا انسان ہم نالی کا ایک
ایسا ہندو تھا جس نے کہ ہم بیخود تیرہ ہندو ترکہ حلفت
سے عوام ہو گئے۔ یہو ہندو ان دعوے نقیب کے ہم چند
ہندو ہیں کہ رہے ہیں۔

(۱) اسرار الشیطان و ما جہدہ علیہ

کے ہمراہی شہسواروں کی مامیت کو شہر میں پھیلنا تھا۔ اختیلا
کا کہہ رہی کہ ہندوستان ہے۔ پیٹہ طہابت تھا۔ مامیت
کے پوتھی خانہ میں چند قرعہ بیل نظر سے لگ رہی ہانپہ لکھنوتپ
میں موصوف نے جہا جا رہا ہے سگر کو سفر تجویر کر رہا ہے۔
اساں ملنے فضل کا طبع میرا یہی تھکا رہ گیا ہے۔ جہاں
خصوصی اعزاز دیلتے تھے، حکیم صاحبہاں میں رہتے تھے
لکھن کر لیا کہا اسکا بھانپتے تھے۔ داسنہ کے طیب
خاص تھے۔ انوس کو نہ بھانپتے کے دایاں اپنے تھی اور
تاجی کر لیا ان غنونات خاص کو حق نلت ذکر سکے۔
صرف غنہ کے واقعات پر چہ ازہر افطوطہ میں ہیں چہ
جہانہ رہ پوچھا۔

(۳) لالہ جے دیال منوہر پٹیل

کوئل یا استن کے مانند تھے ، فریاد راستوں پر
 بیٹھ کر نامہ نگار کے پوتے تھے ، ایک انڈیو بریدی
 ریڈیٹل (دب سٹ) ادا کرتے اور اندرونی
 سیاست کا عالم تھا ، یا اسکا اندر کی نظام سے متعلق اپنی
 تعلقہ راستوں کو منظر کرتے تھے ۔ مسند عالم اور
 اشرفیہ کرتے تھے ، پنج کی چھائی ، حضور صاحب کے تعلق
 عالم سنگھ سے مرثیہ کے حوالہ لکھ سیکھتے اور
 ڈوبنی کے احکامات کو ترجمہ اور تفصیل میں باب
 میں فوٹو لکھتے تھے ، انیسویں صدی کے بعد کی چند شخصیات
 جگہ اولیٰ دنیا میں تھیں ، ان کے حوالہ کے نقل ہی حکام

احمد اسی طرح ہیں کہ۔ یہی ہم ماضی کی طرف لوٹ پڑے
 ہیں اور حالی کی تیسرا وقت مستقبل کے اس قدر ہوا و باری
 کے ساتھ سازگار ہو جاتے ہیں کہ خود کی بنا و اپنی شخصیت
 اس قابل رہی کہ اس کا ذکر ان کے مصرعے میں لکھنے کے
 ساتھ کیا جائے۔ کیونکہ وہ عقیدت احمد میر کے مد
 میدان تھے۔ ان کا شاعرانی انداز لطافت میں حالی کی
 صفت میں کیا جاتا ہے۔ اسی لیے ان میں جو ۱۹۰۹ء
 کی جرح حق کہہ کر "یہ زمانہ کی تازہ دنیا کا حال
 پسند" اور حال کی کہہ کر "یہ" اور "وہ" کی جرح
 ان کی صریح بنیادی ہیں جو اپنے دور کے خوش نامہ شاعر
 تھیں۔ لیکن ان کا کہیں نہ کہہ نہیں سکتے کہ یہی ایک حق
 ادب اور حسن کا ادب ہیں غرض کہ وہ کلام نامی میں
 پڑے جسے جو اہل علم و ادب کے کمالے اور ادبی دولت
 و دانش کو اس کو اس مائری شاعر کے اپنے شعر
 نغمہ "غیر فوشاں سے خطاب" ہی سمجھا کر
 سلطان صاحبی صاحب بھی فرما چکے ہیں مگر ان کی
 ادبی غرض سے وہ ان ہی ہشتی کے اور سے ہی سمجھے
 "ہیت سے انمول و اہم سندھ کی گہری اور
 زبردستیں و روشنی"۔ یہاں ہیت سے غرض وہی
 ہماری لاج ہی تھی کہ ان کے ادب و ادبی حاکم کی
 ان کی خوشی اور پیغمبرانی ہو کہ ان کے ہر شعر
 میں "زبان کی رنگین کی سندھ اور سندھ کا آسما
 ہے ہمارا گھر گھر کے چاند گاہ شاہزادی کی"

نظم و نثر ادب پروردگار

آل انڈیا مشاعرہ

نظم و نثر کی ہر شاخ پروردگار کی جانب سے
سب شاعرانہ انداز کی وسعت سے بھرپور اشاعت
موسم ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
کیا ہمارے ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
موسم ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
(۱۹۵۵ء)

نظم و نثر ادب پروردگار کی جانب سے
ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
نظم و نثر کی ہر شاخ پروردگار کی جانب سے
سب شاعرانہ انداز کی وسعت سے بھرپور اشاعت
موسم ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
کیا ہمارے ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
موسم ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
(۱۹۵۵ء)

آنے والے شاعرانہ انداز کی وسعت سے بھرپور اشاعت
نظم و نثر کی ہر شاخ پروردگار کی جانب سے
سب شاعرانہ انداز کی وسعت سے بھرپور اشاعت
موسم ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
کیا ہمارے ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
موسم ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
(۱۹۵۵ء)

آنے والے شاعرانہ انداز کی وسعت سے بھرپور اشاعت
نظم و نثر کی ہر شاخ پروردگار کی جانب سے
سب شاعرانہ انداز کی وسعت سے بھرپور اشاعت
موسم ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
کیا ہمارے ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
موسم ہر وقت کی ترقی و ترقی کی ترقی و ترقی
(۱۹۵۵ء)

ہمدے خاندانوں کا شکر داراؤ
گوشتہ زن ہے یہ ارجان بادشاہ پر
فیکت صاحب کے بدزدہ کے ذراں شاعر
ادبیم تو نہیں کے سکر نری جناب انجم کو بچا ایک ہے
اپنے حرم شاعر میں سہاوت ڈرا ہے

ہر جن جن کی اٹھا خاز ہے دل ہے
بھولوں کی سہرت ہے تو کاٹوں کا ہے مچی
سرت اور تم کی اس کشتی میں ڈاؤن سہر کی گاہ
آفتاب کے عجب میں جناب احمد سنی صاحب ایک پر
آپ کے ہیں اور تم نے غزل فرما رہے ہیں
منا ہے جہاں کی اس جگہ کہنے کا سرف
اس دوست حقیقت کے سوا کچھ نہیں کہنے
محبوبہ ترقی کا ٹکڑا ٹھٹھ گیا
تہذیب و تمدن کے خاکہ نہیں کہنے
ادب میں خیال برآمدی زم توین کے سہاوت میں
قول فرما رہے ہیں۔

غزل کی چاندنی آگ لہو لہو جانے گی
فوں کی دھوپ میں کچھ دن اگر گزارے
جہاں صاحب کے بعد ایک شاہد شاعر جناب شاعر
نہی کا کام چلی یہاں بادشاہ فرما دیکھ کے
تقریباً نے سے چلے ہی بال تاملوں سے کھنکھاتا
شاعر صاحب ایک نقد فرما رہے ہیں۔

جی رہا جانی دانے دانے کو
پیتے پھر کر نہیں ہٹ کھانے کو
بھوکے بھوکوں کو کھانے کا شاعر
کون دانے سے اب دانے کو
پوسے بیچے پر جنوں کا وہ پڑ گیا ہے اس کے
بہا کا انداز کی ایک غزل شروع کی ہے ایک شعر
حافظ فرماتے ہیں۔

کسی ناغریس کی شادی ہے شاید
میں وہ پشیمان کیا دیکھتا ہے

غزل ختم ہوئی اور ایک صاحب نے کو چڑیا
جی آپ اپنے حرم شاعر میں۔

فیض سے کام لے دل ۱۳
خند گئے چہندہ چنے کو
لے کے دل آنکھوں کو دل بیٹھے
دل دیا تھامیں یہ لے کر

ادب شاعر صاحب نے جب اختر کی یاد کی کا
نام چڑیا اور کی اور صاحب نہیں کر شاعر کی نپا ہے
تھے کہ بال تاملوں سے کوئی اٹھا ایک شعر اٹھا تھا
گر شاعر ساتھ رکھتے ہو دنیا کی تم ادا لہو میں ہے تو تھوڑا
وقت انداز میں بدلنے سے کہنے زفوں کو اپنی سوزنا
لالی سے زیادہ داد حاصل کر کے چاہتے ہیں اب

آپ کے سامنے بروہ کے ایک دیوان شاعر غزل لکھا
کو پیش کیا جا رہا ہے۔ ایک کتا آپ کی نئے ہے
وہی ہے پناہ میں اور وہی انداز ہے
پرانی لاد لگی سے یہ دو شعر نہ ہوئی
چینے سے ہی میں آتی ہے بات پر کانسر
کہ ہم سے جوئے خداؤں کی بندگی نہ ہوئی
ادب میں جب کاش صاحب آدھین ایک
غزل شاعر کی اسے خاص سے حق میں پڑھ رہے ہیں
سننے۔

دل انسان ہے حریف غم کو نہیں کر
کوئی دنیا میں حریف غم انسان نہ ہو
اس کے جواب جناب بھیم صاحب سے عرض کیا گیا
ہے کہ وہ اپنے کام سے سامعین کو غلو غزائیں
آپ کے حرم شاعر کے سامان سا باوندہ دل ہے۔

اس میں تو ہی سچا پچھلے سے
آپ کو چاہتے کاش خدا کی قسم
کہ وہاں جیت گزرا رہا
دیکھتے وہ گئے ازل و بعد حرم
ادب میں پڑھ کے ایک کد شاعر صاحب

گشت برآمدی صاحب اپنے حرم شاعر میں
مستقل داد حاصل کر رہے ہیں۔ اگر شاعر میں پنا
کوئی شعر تو نہیں لکھا پاسکا۔

ادب میں کجبات کجرات کے ایک نوجوان شاعر
سیا سبیل صاحب اظہر ہے۔

توں کا جہم کیا کی بت ہے بت پرستوں نے
سنبھلاؤں آندہ شاعر میں بت غلے جن میں کے
میں شاعر ہو چکے دیکھتا ہے۔ ان
تاملوں کے گھر کے گھر کے آخر بات کیا ہے۔ اب ادب
علاؤ الدین صاحب سے آج آپ کی ہیں۔ آپ نے پناہ
کے شاعر میں اور کچھ کی فراموشی۔ فرما رہے ہیں۔
ظہر ہے۔

ہواں دیکھ رہے ہیں۔ ان بت کی ہے
ہواں رحمت کی ہے ہواں رحمت کی ہے
وہ کدرا کے کج سے توڑتے نہیں
اب حکومت کا ڈھ پر تو میں کا کروں

ہمدے ادا ہے قہر کی ہے ہی اور میں
ہے شاعر اپنے پورے شباب ہے ہمدے وقت انہ
مشاعرے نہایت دکھائی ہے پناہ لکھ سنانے کی گردش
کہ ہے آپ کی ترنم سے غزل پڑھ رہے ہیں سننے۔

اس طرح کاش کاشینہ دکھاتا ہے دل
خودصور کے تصویر میں جاتا ہے دل
نکلتے صاحب کے ہوا فرط صاحب کو رحمت
کی جا رہے۔

کفر و احماد و ذہب سے کیا واسطہ
تیرا اندھا چاہتے بندگی کے لئے
چاند کی رحمت کچھ بھری پناہ جو
میرا میں تامل ہے شاعر کی لئے
ادب میں جناب نہ گشت آبادی سننے کہتے
رحم غزل ہے۔

خوشی دینے حسنم ہو گئی ہے

غزل

پھر اب جو دے رہے ہیں فریبِ وفا مجھے حیران ہوں کہ آپ سمجھتے ہیں کیا مجھے
بر بادئی سکوں کا نہیں کچھ بگاڑ مجھے ہمت ہے یوں بھی عشق میں یہ علم تھا مجھے
دیرو حرم سے کچھ بھی نہ تھا واسطی مجھے سن کر تمہارا نام ٹھہرنا پڑا مجھے
کافرتوں نے ماہلِ ایماں کیا مجھے آتا ہے بات بات پر یاد اب خدا مجھے
دیکھا تھا ایک دن کہیں مجھ دعا مجھے وہ بے وفا بھی کہتا ہے اب با وفا مجھے
ناکامیوں کی وجہ کوئی اور ڈھونڈ لوں یہ کیا کہوں کہ آپ نے دھوکا دیا مجھے
پیدا کروں گا اپنی جبینِ ی میں اب کشش ملتا نہیں کہیں بھی ترا نقش پا مجھے
کس ڈھب سے کہ گیا کوئی افسانہ حیات معلوم ہو رہا ہے حقیقت نما مجھے
دنیا میں تو یہ شکوہ دنیا ہے بے محل محشر میں کچھ کہوں گا کچھ کہنا پڑا مجھے
دار فکی عشق میں کھلتا نہیں یہ راز دھوکا دیا کسی نے کہ دھوکا ہوا مجھے
وہ سامنے ہیں اور نظر دے گئی جواب اے آرزوئے دید یہ کیا ہو گیا مجھے

ساحر نگاہِ خلق میں ہوں نہ زیادہ نوش

ہر زند جانتا ہے مگر پار سا مجھے

قد قوی

دو غزلیں

(مصدقہ کاغذ)

آپ آٹھے مدق حقیقت کے
لاکھ فٹے ہیں آدمیت کے
لیکھ میں جہاں تباہ کرد
اُن یہ منصوبے آدمیت کے
اب یہ اڑ کر ملک پہ پہنچے گا
پر نکل آئے آدمیت کے
کتنے حیرت مند فرشتے ہیں
دیکھ کر کام آدمیت کے
آدمیت تباہ ہونے لگی
دیکھے اوصاف آدمیت کے
اختلافات آدمی کے سبب
کھل گئے راز آدمیت کے
کر رہے ہیں ترقی میں خوب
آدمی کام آدمیت کے
خوب ابھریں گے اس زمانے میں
جو بھی جوہر ہیں آدمیت کے
پورے کرنے چاہیں گے وہ لے دوست
جو تقاضے ہیں آدمیت کے
آدمی آدمی سے ڈرتا ہے
بھرنے ہیں یہ آدمیت کے
بامٹ شرم میں گئے نشتر
ماقات تھیں آدمیت کے

کبھی ہا ند کی شکل میں
کبھی عورت صبر تاباں بنے
کبھی تیس بن کر لگ و پٹے میں بیٹھے
کبھی دو فرقت کا دماں بنے ہم
کبھی عورتوں پر ضیاء کے چھائے
کبھی شوق میں رہیسیاں بنے ہم
کبھی دو عینوں کو دارو عطا کی
کبھی چاند ساز فریباں بنے ہم
کبھی خاک چھائی ہوا پاں کی ہم نے
کبھی دجر ترین بستیاں بنے ہم
کبھی ہم نے کھولے زمین کے گیسو
کبھی طلعت ماہ کنجاں بنے ہم
کبھی ہم کو لوگوں نے منہ پر رکھا
کبھی ساقی بزم ریزاں بنے ہم
کبھی عاشقوں کی صفوں کو سمایا
کبھی صدیہ بزم حسیناں بنے ہم
کبھی فریاد جوئے کو دل نے ابھارا
کبھی رنگی خون شہیداں بنے ہم
کبھی ہم نے کچھ نہایت تشقہ جیہیں پر
کبھی سمجھوں کے نگہیاں بنے ہم
کبھی عرش پر فیر مطلق کو دیکھا
کبھی فرشتہ پر شیخ عرفاں بنے ہم
کبھی پڑھ کے لاجل شیطان کو بندھا
کبھی منظر ذاتِ یزداں بنے ہم
ہماری محبت کا حاصل نہ پوچھو
محبت کے صدقہ میں انسان بنے ہم

روح فطرت

زندگانی نے جو کی ہے وفائی
مضرب لعل ایسا پیغام لائی
جب کس کی جگہ یاد آئی
میری قسمت میں ناکامیاں تھیں
کریا مجھ کو رسوائے عالم
قید ہستی سے محکوموں کیوں کر
وائے حسرت کہ اک بار جا کر
جو گئے دل کے ٹکڑے ہزاروں
ہم نے شمع محبت جلا کر

جو تھی اپنی ہوئی وہ پرانی
ہر کی باغ میں مسکرائی
زندگی جہوم کر مسکرائی
کوئی میں آرزو برد نہ آئی
میرے دل کی گئی رنگ لائی
سخت شکل ہے اس سے بہانی
پھر پٹ کر جوانی نہ آئی
ہم نہ ایسی بڑی چھٹ کھائی
زندگی اپنی بدشعرا پائی

شکوہِ دل

تیرے بغیر میرے یہ موثر زندگی
ایسے ہیں جیسے حیرت چہرے پہ اجنبی
گو ہے نظریں اس کے انجام کار
ارمان ہے ہنسی کا دانیس کی گلی
ہنریں کی سمت چل کر کچھ دلاڑ خائے
کہ خوب رہبروں کو ترایا دور ہنری
یا وحزیں نے تیری آکر دیار
پائے ہیں ہم نے غم میں آثار جب کو
دل کر سکا نہ جرات جب ان سے عرض
افسانے کہہ دیئے ہیں آنکھوں نے بے
گو بہت خون نشان ہولے ساتھیوں
لیکن ہمارے لب پر جوں گیت زند
افلاص دل خون کی نسبت سے آج
ہی خوب یاد تھ کہ جو گر ہی شاعر

غزلیات

چکوں پہ میری شعلہ تر کا ظہور ہے
بزمِ لعل میں جن نظر کا لہو ہے
تاواں ہے غنچہ غنچہ جواں ہے گل گلی
ہاگو کہ گلستان میں سحر کا ظہور ہے
رقصاں ہے چشم شوق میں دنیا کے سیکدہ
ساقی یہ تیرے لطف نظر کا ظہور ہے
ہے ہر وہاں شوق میں سرگرمی سحر
شب ختم ہو چکی ہے سحر کا ظہور ہے
وہ بے نقاب آنے میں بزم خیال میں
ایک شہر تیرگی میں سحر کا ظہور ہے
نعلت کی سانس ٹوٹ رہی ہے ہر نفس
تاریکیوں میں نورِ نظر کا ظہور ہے
تاظم یہ کس دیار میں لایا جنون شوق
پیشانیوں میں شمس و قمر کا ظہور ہے

میترا

فرد فوش پھری

محبت کی پرستش میں اگر کچھ بھی کہی جوتی
جو دنیا ہے ابھی قائم کسی کی مٹ گئی جوتی
اگر ماہِ وفا میں ہم نے اپنی جان دی جوتی
تو شیخِ زیتِ شمس ہو کر بھی پیدا روشنی جوتی
سنجیلے کا بجے ہر توبہ ت کچھ وقت ل جاتا
رے انسانِ غم پر اگر تعقید کی جوتی
ہوائے یاس سے چلتے اگر انبید کے پردے
سحر سے پہلے ہی خاموش شیخِ زندگی جوتی
بہت اچھا جواب آنکھوں نے آسنی پائے ورنہ
مقامی دل ہی تو کب مصیبت بن گئی جوتی
جو تم سوئے ملکِ نظریں انسا کر سکھادیتے
زیرِ پچاند جوتا آسمان پر چاندنی جوتی
دمِ انہما و غمِ قیصر انہیں صدہ بہت پہنچا
ذرا سی بات ہی تو تھی، سلیقے ہی سے کی جوتی

42

ہمارا کھیت جو جس شجر کا قلم لگا
تو چمک رہی اذیت تاجیگر اعلیٰ
اسی کو جسے بتایا ہے ماہیر اپنا
خدا بن کے چلا کر بدعتہ اعلیٰ
یہ کہ نہ کڑھ شہر منورن آیا
کرمات سونگے اندھ چمک کر سحر اعلیٰ
شب فراز کئی بد گوشتہ دل سے
اعلیٰ تو آہ، گر آہ، جھٹک اعلیٰ
کس کے بیچ تقاض سے بد شفی پاکر
شیر موت دل اندھ ہی کھنجر اعلیٰ
وہاں وہاں ترے جوئے بھجوانی ہے
ہر کا چشم تن ہر ہر جہر اعلیٰ

جو گھوڑا پال (۱۷۱۱ء - ۱۹۵۰ء)

فوٹو اور کھیر

۹۵۰

نہیں، بلکہ۔۔۔

اس الماری میں رکھا ہے

ان۔۔۔

اور اس کا تعلق ہے

دیکھو گا جوں ہی دیکھو

آخر کیا ہوا

بڑا پیچھا چلا آتا ہے، پر کسی کو بھی نہیں آتا
لذا اللہ دھیان سے نظر دار اور مددگار ہے

بہار

ان کا تعلق ہے، مگر

یاں ہانگے کے نیچے دیکھو

دیکھو گا جوں ہی دیکھو، پتہ کیسے ہو گا

بہار اور دیکھو گا، پتہ نہیں

کے بند ہے

جو اگر بے پناہ ہے، ان کی تشریح ہی

ہی

تشریح جانتی ہو، وہ میری شادی مافوق

ہو

بہار کے سب کا جینا چاہتا ہوں

بے پناہ، ان کے ہر لمحے آپ کو چاہیے کیا

بہار ہے

ان کی جلی شادی کو روزِ ہفت روزہ نہیں ہوتا

نظر ہادی شاہی کے لئے زندگی میں نے

بہار میں سن کیا جتا ہے

بہار میں - ۹ بجے کیا پتہ دے گا

کھانے پر چسپاں

نہاں میرا تھا! اچھا چھوڑ باتیں

اب تو کس کے لئے ہے، پتہ ہر لمحے کے لئے

لوگ

انجانی سماں ہی دیکھو، جو کچھ لکھا ہے

میں دوسرا ہو کر لاؤں، تم میری قوم دھڑلے کی قوم ہو

یہی کہنا، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

میں کے لئے، نہ کہ ان کے لئے، نہ کہ ان کے لئے

سہاڑوں ۹ اپنے منجھے سے کرا۔ اگلے جنم میں وہ بھی
قیس بنی منہ سے پے جانے لگا۔
"یہ بات سن کر بولی بولی، میرا منہ ہاتھ پاؤں
آنا سمجھ رہے کہ کنگ بنے گا، اس سے مدد مانجی پائی
نہیں گئی۔ تو توڑا دل ہے۔ آپ کے گوشے کی گھاس
کا کنگ نہ کر اب کچھ پیار کیا کہ کچھ تو حاضری کی
جانی۔"

"میرے صاحب کے دانت تو نصف سے زائد
بچر چکے ہیں۔ لیکن جب ہمارے شاہی ہونے لگی تو وہ
نام بولتے تھے، میں مرنے پر ہم شہنشاہ کے تو ہوں گے
سہجنگ پور۔"

"بیٹنگ پیل ۹۔"

"ناتے کا آداب۔" م دھون مرنے سے سیر

یا ہوں میں! میں ڈالے گا پیسے، آئی جانتے۔"

"او۔" سینا! آپ دھون پانی میں اگلے آتے

جاتے۔"

"تم کیا جاؤ، بد وقت ۹ وہاں اندر کی گئی

بگ تیرا رہے جوتے۔ کئی گیس امداد کے مرد۔"

"او۔" تینا! میں تو سرگرم سے پانی میں ڈوب

یا باذن۔ میرا بچا بڑا بے رحم ہے پر میں بنادی جا

ہوں، تو وہ بھی سر پھیر کر اپنا منہ گھٹنوں میں دے

دیتا ہے۔"

"تم تو کہہ رہے ہو کہ ہم ہاں کئی کئی گھنٹے تک

میں نہاتے رہتے، تمہارے صاحب نے وہاں میرے

کئی توڑا مارے تھے۔"

"م۔" یا آپ بنادی جوتیں اور صاحب

آپ کے۔"

"ہاں۔ صاحب میرے توڑا مارا رہتا ہے جسے

نیارے ہڈتے۔ اگر وہ توڑے ہوں تو کوئی دوسرا تو

گیا، مجھے خود اسے ہوا ملے کا شیخ۔ آئے۔ سرو

اگر اہم نہ ۹ تو میری زادداشت کہو جانے کی کہہ گئی

تھوڑے صاحب کو وہ توڑی دھاتی ہوں تو اس کے
ہونٹوں پر میرا وہ بھرا نام کہا تھا ہے۔ چلی،
دوڑ کی کئی دن سے یہ سچا لڑائی نہیں آتا۔ میں ساری
ساری رات اپنے کاروبار کے کاغذوں پر ہی منہ لگا
رکھتا ہے۔"

"پڑا کھتا ہے تو پڑے کام کی بیچ۔ سیرا
نیکو بگیت ہے کہ ہم اپنے دھن کو پوری انٹر جاتیس پاس
کہہ دیتے کہ پر بولی جاتی، ایک بات میری بڑی رانسی لاتی
پڑے کہ کہہ دلا کی بات نہی کا گئی ہو جاتی ہے ۹۔"

"تم زنی جاہل ہو۔"

"دوستو، تمہارے بھائی کی بی، پھر پھر، ساب

دیکھو کہ کاجوں سے پیا لگتے ہیں۔ آپ پڑے کاجوں

کے پڑے پائی ہوئی ہیں، ہے تو یہ انکھری کے کاج کی کھو

منش کا سانس بھر رہا، دھن پھر تو ہوں۔"

"تم تو زنی کیا ہو، اور ۹۔"

"میں تو سرگرم ہوں، جانوں بولی جاتی، گئے میرا منہ

اگر تو یہ سے پڑے نہ لگے تو پھر کھا دے میرے پڑے کے کاج

کو ہزار بار ہم جاتے ہے ہر اس کا منہ کھتم ۹۔"

"اچھا کب تک بند کرو، اللہ سے تاف کو تو۔"

"پانی نہیں گئی ہے بولی جاتی۔"

"کو شش کر، کئی آئے گی۔" میرے ساتھ

تو تو اہم ہو جوتی اور، پہن کا اہم، سکول اندھ کا کاج

اہم، اور دھن پڑے کے کاج، پھر اہم۔" سب موجود

ہیں، مگر اہم۔" خود کہہ رہی شادی کی یادیں ہی

کھینچیں۔" میری کئی گھنٹے میں پڑیوں کا کب کب

قصر میں صبر پڑی ہی میری کھانا تو پڑی ہے کہ مرث

قصر میں دیکھ دیکھ کر یہ شخصیں دھن میں غرق ہیں۔ وہ

نہیں تو ساری یادیں کبھی دھن میں۔" چھپیں نہ منی پر

پہلے آگے۔"

"پھر نہ کہی بولی جاتی، کئی پیا ملے پچا اک بار

گر پہلے تو سوئیاں کو کب کھوپ کر ۹ اتھارتی ہے۔"

"ہی۔" بھگت اس اہم کے منہ میں لگ رہا ہے
کہ میری شادی کچھ نہ ہو گئی، میں کچھ نہیں نہی جاتی۔
مجھے تو تیرے صاحب کے کئی گھنٹے پہلے ہی ہے اور
بچہ دو دھن کے ہمارے گھر کو کھلا ہے۔" دانی
پہلے ہی ہے، اگر مجھے اہم نہ ۹ تو میں کچھ پہلے
باذن گئی۔ سب کچھ پہلے پہل گئی اور ۹۔"

"آپ کی انکھ میں خون، بولی جاتی ۹ ہر ساق

سے کام تو۔"

"اس میں ہمارا ایک گرد پڑا تو ہے، ہم سب کا۔"

"ہم سب کا ۹۔" کہہ کر کھینچے چلا ۹۔ کہہ کر

دو دیکھو، سارے پیرے دھن سے آتے گئے ہیں۔

کوئی ساٹھے انکھی نہیں، ہر دنگ ہمارے۔" ہر دنگ

رہا ہے، جیسے وہ سارا زانہ نظروں سے آدھیں چھوٹا

چرا۔" اور ۹۔"

"لو بولی جاتی، کھینچ گیا ۹۔"

"دیکھو۔" کھو انکھ میں دھن

ہر دنگ۔"

"۹۔" ۹۔" بولی جاتی ۹۔" اور ۹۔"

"ہی۔" ہی۔" ہاں! یہ ہے لاؤ ۹۔"

"دیکھو۔" دیکھو! یہ میں تمہارے صاحب کے کئی ہیں

جے نا لال دی ہوں۔ میں نہ کہتی تھی انہ دونوں تمہارا

صاحب سالم جو ان تھا ۹۔" اور ۹ دیکھو، یہ ہم

دواہ منڈ پڑیں پھر سے لے رہے ہیں! ہم لکھ دھن

کے طرف چوری چوری لکھ رہے ہیں، تمہارے صاحب کی

آنکھوں میں کتنی جھوٹ ہے! اپنے کتنے پیارے جھوٹے

۹۔ پشت میں ہیں کہ سب آشرم کی جوتا لے رہے ہیں

اور ۹ دیکھو، یہ ہے وہ خندا کا بیوہ بنگ پیل

۹۔" چھپتی! چھپتی! ۹۔" تمہارے منہ

کے چھپتی تیر رہی ہے۔" یہاں آنے۔" یہاں میری۔"

اب میں غصے کی ہوں۔" اب یہاں ناگنی ہوں۔"

اب۔" اور کھو، یہ کتنی خوش ہیں! ۹۔" بولی جاتی ۹۔"

تہا رہے ہیں اسے پاک اور صاف اس کے کانوں کی
 طرف سے چین لینے پر توجہ دیا تھا اور وہ اپنے بچاؤ کے لئے
 مسلسل پہنچ رہی تھی۔ اس کی فریادیں اور بھونکنیں
 کا دل نہ ہونے کا ان کے پردے کو ہلانا تھا۔ ہونہ
 بے تحاشا ہار کے رخ پر دھڑپا اور اس کی اس دھڑ
 نے شادی کو ام سر پہ کھلا پیچھے سے چھڑا دیا۔
 اس نے عام مرد پہلے منہ پر ایک نندا دھکھڑاتا
 اور اسے زمین پر گر کر تھوڑے گھونٹے لگاتا اور یہاں
 تک کہ ام سر پہ گھونٹوں کی بارش سے ہر طرف سا جو کہ
 اوجھلے میں دھڑکتا تھا۔ اور ہونہ نے اس کی تہی
 کو تھوڑے عرصے میں صاف کر دیا۔

شادی وہ کھڑی لہڑا اور کپڑے پہنتی۔ وہ نورت
 کے ساتھ رام روپ کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اس کی آنکھوں
 پر ہار کے ہونہ کی صورت سمائی۔ اس کے دل میں ہونہ نے
 جیسے گدگدائی پیدا کر دی۔ اس کے دل میں محبت جاگ اٹھی
 ہر لمحہ کے لئے جاگ اٹھی۔

ہونہ کی اس فرشتہ آدھ شادی اپنے آپ کو
 خوش قسمت سمجھ رہی تھی اور ہونہ کی طرف پیادہ بھڑک رہا
 ہے۔ دیکھنے میں خوشی کہ ہونہ کی آواز اس کے کانوں کے
 پردے سے جا کر آئی۔

”شادی! ابھی تمہیں اکیلے کھانے کی کیا ضرورت تھی
 اچانک نورتاؤ کہ تم کہاں جا رہی تھیں۔“ ہونہ نے پوچھا
 ”وہ اپنی بیوی ہے! کون! اس سے ملنے جا رہی تھی
 کہ کینڈا بیل پر سے پیچھے لگا گیا اور مجھ سے چھوڑ دیا۔
“ تاہم ہونہ شادی نے ہونہ کی طرف دیکھا اور
 شرار کے نظریں جھکا لیں۔

”اور! وہ تو میری بیوی کہ میں دلت پر پہنچا۔
 جو میں تمہیں تھا رہی تھی کہ اسے پاس پہنچا دلت۔ ہونہ
 نے شادی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

ہونہ شادی کو کہتا ہر شے تھا۔ اس نے آفات
 میں سر ہلایا۔ اس وقت اس کے دل میں ہونہ کی آواز جا

ہونہ کی کہ ہونہ اس کی زندگی کی آخری منزل تک پہنچتا
 رہے۔ وہ اس کی زندگی کا محافظ بنا رہے۔ !!

ہونہ کا دل کی پکڑ پکڑی کے بیڑے میں رہتا ہے
 کوڑے کرتے ہونہ چھوڑ رہے تھے۔ جب بھی شادی
 کو کھڑا جاتی تھی تو ہونہ سے اپنا ہار کا سہارا لے کر
 سنبھال لیا کہ شادی شادی جی اس کی ہار میں ہونہ
 قورشت سے پھرتی تھی کہ ہونہ سے زندگی بھر اس
 طرح سہارا دیتا رہے اور وہ اسی طرح قدم قدم پر کھڑکی
 رہے۔ یہاں تک کہ راستہ طے ہو گیا اور کھڑکی اٹکی
 اور ہونہ اسے الوداعی نورتوں سے دیکھتا ہوا رخصت
 ہو گیا لیکن وہ اس کے چہرے کے تانے بانے میں جا بھی
 ہوئی کونہ صبر رہے۔

اور اس دن سے وہ دونوں ایک دوسرے کے پیار
 کی بندشوں میں جکڑ گئے تھے۔ دونوں پیار کی زندگی سے
 بندھے پھرتے تھے۔ شادی ایک پہ پناہ جذبے کے ساتھ
 ہونہ کے دل اور اس کی آنکھوں میں بس گئی تھی اور ہونہ
 بھی اسے اپنی روح، اپنی زندگی سمجھتا تھا۔ دونوں
 ایک دوسرے کے بہت قریب ہو گئے تھے یہاں تک کہ دونوں
 نے ایک دوسرے کا زندگی بھر ساتھ دینے کا ارادہ کر لیا۔
 نورتوں والا دھڑکی کر رہا تھا۔

دونوں رات کی تنہائی میں بارش کی خاموشی جکڑ رہے
 تھے۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی۔ زندگی مسکرائی! پھول
 کھلتے، پھولیں پھلتی۔ آسمان میں زندگی بھر ساتھ دینے کا
 ایک حیرت انگیز پیغام آ رہا تھا۔ اور ہونہ وہاں کے پیرائے
 چمکتے۔

وہ اسی طرح گن گن رہے تھے۔ شام ہوئی اور ہونہ
 اپنی کشتی پر بیٹھ کر نہی کے اس پار آنا اور شادی کو
 اپنا منتظر بنا دلت لے اور انھوں میں ہونہ ڈالے
 پانچہ راتوں کی سیر کرتے۔ رات بھر تارے کی روشنی میں ہونہ
 اندر دھڑکی پیار کیا۔ یہی اس کی آخری منزل تک پہنچنے کی
 کوشش اور ہونہ کی کوشش تھی۔

شادی کی اداسی اور غم خیز چہرہ صاف صاف
 ہرگز ایسی خوشی اور شادی ہار کی تھی لیکن اس کے دل میں
 اس کے پیچھے ہونہ سمجھتا تھا کہ اس کو پتہ ہی نہ تھا اس کی
 خوشی کا اور کسی کو معلوم نہ تھا۔

جگر میں راتوں رات شادی کی شادی کی خوشی جگا
 رہا تھا۔ اس کی سہیلے ہونہ کی آواز میں آواز
 اس کی شادی کی دلت منہ گھریں کر رہے تھے۔ ہونہ تھا
 کوشش تھی کسی دلت والے کی دلت پہنچنے، دلت...
 دلت!۔ دلت! ایک ایسی شے ہے کہ جو رات
 کو اڑھا کر کھانا اور پیروں پر کچھ بنا دیتے ہیں۔ اور اسی
 دلت نے جگر میں کئی وہ سب کچھ بنا دیا تھا جس نے
 شادی کی زندگی میں سسکیاں بھری تھیں۔ جس نے
 اس کی خوشی میں بھی لگتی تھی۔ جس نے اس کے دل کو جاکر
 رکھنا دیا تھا اور جس نے اس کے دل کے محبوب کو
 اس کے فرائض کے شہزادہ کو پیار کے ساتھ چھین
 لیا تھا۔

جگر میں دلت کا پیار تھا۔ دلت کا شہرت
 سے جیوا اور پیار تھا۔ اس کے دل میں دلت کا پیار
 تھا۔ اس کی لپٹ میں ہونہ کی دلت کی کوشش تھی۔
 ہر صدمہ اور ہر غمیت ہونہ کو پانے کے لئے شادی
 کی شادی میں دلت منہ گھریں کر کے کوششوں
 میں سرگرداں تھا۔ اور اسے شہرت سے اچھے دھتے
 کی کوشش تھی۔

ملاؤں کے دوسرے ہونہ جگر میں کوشش کے
 جواں ہونہ کا ہاتھ کھینچتے رہتے۔

”ہونہ! جگر میں تو رات دن ہونہ کے جواں لاک
 کو گھر میں بیٹھنے رکھنا۔ ہونہ وہ ان کی شکل سے
 اپنے آپ کو گرا رہا ہے۔ جواں لاک ہونہ کی شکل سے
 گرا رہا ہے۔“

جگر میں ان کی باتوں کو سنتا ہونہ کو ہار دینا
 کے ساتھ ساتھ دلت کا پیار تھا۔ ہونہ کی شادی تھی

ہو ہے۔ اب دیو کی سبکدوشی بات اترتی ہے شائق کی
شادی کس غریب گھر میں کرچ نہیں پڑتی تھی۔ یہ تو
خود کس اچھے اور دولت مند گھر کی شادی ہوئی ہوگی۔

جس میں نے شائق کی شادی کے مسئلے میں گمان
بھری ہے اپنے ہی خیال کے مطابق شہر کی عورت کی
جیسے وہ اپنے ہی گھر میں رہتا ہو۔ دیکھو تو
پرہیز سارے سارے گھر میں موجود تھے اور شادی
کے لیے جس جگہ پر شادی ہوئی تھی وہ وہاں ہی رہتا
تھا۔ اس کے مطابق دولت مند نہیں تھے۔ اب شادی کی پانچ
کھانا ملا دیا۔ شادی میں کئی دولت مند اور سلا
ہوا تھا۔

پھر شادی قسمت کا دعویٰ تھا۔ اس کے دونوں کو
کامیاب ہوئی اور اسے دنیا کی دولت کے مطابق
شادی کا دولت مند شہر مل چکا تھا۔ اس کی چھٹی بیوی
تھا جو نے آخری شہر کو جو نہ ہو گیا تھا۔

یہ شادی کا خوب شدہ شہر ایک عجیب سا
مستحکم اور امن تھا۔ وہ گاؤں کا حالت دور تھا۔ اس
تھا اس کے پاس دولت کی کمی نہیں تھی اور شہر میں کو
موت اور منہ نہ ہوئی کی نسبت تھی اسے شادی کو
مکے کے ساتھ رکھنے والا اور منہ نہ ہوئی تھا۔

دلت پانے کی جس نے اس کی آنکھوں میں سیاہ پودا
توال دیا تھا۔ اس کے بعد وہ انھیں اور تمام شہر سے
دل سے لے کر سوچا گاؤں کا کیا کہ اس کے اس وقت
کا دور آگے کی شادی کی زندگی کا کیا ہے۔ اس نے یہ
بھی سوچا کہ شادی خود کسی بھی کر سکتی ہے۔ اس نے
یہ بھی خیال کیا کہ شادی کے دل میں کوئی اور آجکے
شادی کا جیون ساتھی کوئی اور ہے اور اسے آج بھی
مجھ نے ان کی شادی اسے کتہ عام اور بے دم باپ
کے گئے۔ وہ اس سے کس قدر نفرت کرے گی۔ اس

کے غیر میں تھا شادی کی شادی اس کا منہ کھلے
تھا۔ اس میں کیا تھا اس کی آنکھوں میں دولت کی
ساتھ تھی۔ یہ صرف شادی کی شادی اس کے لیے تھی
نہیں تھی۔

اس نے شادی کی شادی اس کے دل میں نہ ہو
سے ملے کر دی۔ اور شادی کی شادی اس کے لیے تھی
اس کا پھر دل نہ کھلا۔ اس کے غیر میں اسے شادی
نہیں تھی۔ اس کی آنکھوں میں شادی اس کا شہر
نہیں تھی۔ اس کے لیے تھی۔

اور یہ شادی کوئی بھی نہیں تھی۔ اس کے لیے تھی
باپ کے تمام کرتوت سلوم جسے وہ اس کے باپ کی
تھی۔ وہ گاؤں کا حالت دور تھا۔ اس کے لیے تھی

کاپ تھی۔ یہ شادی اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
بنا دیا۔ وہ کچھ کر سکتا تھا۔ اس کے لیے تھی
اس سے اسے اپنے باپ سے سخت قسم کی نفرت اور گھٹنے
گی اور اس کی نفرت کی شدت بڑھتی تھی۔ اس کے لیے تھی

اس کے دل میں اپنے باپ کے خلاف نفرت اور نفرت کا
بڑا بھرا اس نے اپنے باپ کے لیے بھی اور شادی کو
کیا۔ یہ شادی اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی۔

اس کی شادی اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
کی نفرت کی نفرت اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
اس کا کنول سا شادی پر وہ مرچا چکا تھا۔ اس کے لیے تھی
جو شادی کی نفرت کی نفرت اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی

سلسلہ میں وہی شادی تھی۔ اس کے لیے تھی
اس نے اپنے دل کی طرف سے اپنے محبوب کو
آواز دی۔ یہ شادی اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
یہ دوسرے شہر جلتے تھے شادی کی آنکھوں میں تھیں
گالی کر آتھا کہ یہ تھرا کر گھر میں گزرتا تھا۔ اس کے لیے تھی
یہ شادی اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی۔

کا منہ کھلے۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
بھی تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
کی نفرت کی نفرت اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
کا شادی بڑا بھرا اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
پر جانتی تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
ہوئی تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
جہاں کہ شادی کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
کا پانچویں اور نہ ہو گیا تھا۔ اس کے لیے تھی

سے اپنے خود ہوا تھا۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
شادی کی شادی اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی

وہ شادی اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
بہا ہوئی تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
یہاں تک کہ وہ موت کے دروازے پر جا پہنچی۔
وہ حسرت بھری نظروں سے دنیا کے سہا پڑا اور

پڑھا اور وہی شادی تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
جس کی یاد ابھی تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی

اور وہ شادی اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
اور وہ شادی اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی

تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی
تھی۔ اس کے لیے تھی۔ اس کے لیے تھی

مصرعہ طرعی مشاعرہ

چند آدمیوں کی شادی معلوم ہوئی ہے

داستانی۔ اگرچہ قوافی۔ معلوم ہوئے ہیں

فول وول سے لے کر آخری تک اس کے لیے تھی

بشریہ قدرت۔ تاک پہ

آہ یہ وہ ڈاگر آپسٹل سے روٹ رہا تھا۔ اس کی
 ہڈی ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ پر لکھتے ہوئے تھے۔ اس کے ہاتھوں
 پر ایک خاص شے۔ چہرہ بہادری اور وہی وہی انداز
 جس میں ہرگز کی زندگی نہ تھی اور وہ ہرگز دل کے
 ساتھ کہ جس میں داخل ہوتے ہی آرام کر کے پڑے ہاتھ
 کی انگلیاں اور ہرگز انھوں کو ہرگز کے تصور کے دنیا میں
 ہم ہرگز اس کے دل و دماغ کی یاد میں جس کی حالت میں
 کہ یہ شہر منظر ہونے لگا۔

انگاریوں میں....

جب اس کا چہرہ صاف ہوا تو اس کی کیوں سے
 عوام تھے۔ چہرہ کی حالت میں اس کے ہاتھوں سے
 شوش۔ لیکن اس کی زندگی میں نہ پہلے باہر پہلے
 پہاڑ سے تمام تر دنیا میں اس کے ساتھ ہرگز ہوئی۔
 فخر کی آمد سے اس کی مرادوں کی حالت میں اس کی
 پہاڑ چڑھا۔ اس کے ہاتھوں سے ہرگز کی زندگی میں
 اس کی زندگی میں اس کے ہاتھوں سے اس کی
 سے زیادہ ہم دنیا کی اس کی ہاتھوں سے اس کی
 ہرگز تھے۔ اس کا ہرگز ہرگز تھا۔ اس کی ہاتھوں سے
 کیوں سے ہرگز اس کی ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 اور شہر ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 کو ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 کو ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 زندگی کی ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 تھیں جس میں ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز

غیر متولی رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا
 جذبات کو ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 محسوس کرتا۔ ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 احتیاط و حفاظت سے رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا
 محبت مرتب کرتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا
 ہرگز کے ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 بیوقوف رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا
 حالات کی گرد آؤں رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا
 آہ وہ ڈاگر آپسٹل میں ایک مدت کے ہرگز ہرگز
 تھا۔ فخر کے چہرہ سے ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 کی ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 سفید سرخی مائل چہرے پر اس کی ہرگز ہرگز ہرگز
 رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا
 ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 جسم میں ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 گرہا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا رہتا

کی کوشش کروا دی تھی۔ اس کی کوشش کو کامیاب دیکھا
 چاہتی ہوں، میری دماغیں، میری دماغیں ہرگز ہرگز
 تم مجھے ہی سرے سے بھول جاؤ، اچھے نکلیں اب ہرگز
 چھوٹے میرے ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 جانتے ہی ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 ایک حوصلہ ہو گیا، اس نے مجھے جانتے جانتے ہرگز
 ایک ایسی ہیرو جو زندگی بھر اپنے شہر سے ہرگز
 — جذباتی کشمکش کی ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز —
 غیر مجبور و تم تو سماجی خطرے سے ابھی گھبراہٹ
 ابھی تو ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 اچھے گا۔ ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 ہرگز کو بھول جانا، اس نے اپنی زندگی کے ہرگز
 میں ہی ایک ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 ایک بہت بڑا کام کرنا ہے۔ ایک بہت بڑی قربانی
 میں آہ تم سے اپنی دماغ کی قیمت، اپنے حوصلہ کی
 قیمت طلب کر رہی ہوں، بولو۔ بولو۔ بولو۔ بولو۔

بولو۔ بولو۔

ہاں۔

”تم میرے ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 دودھ کر کے ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 کر کے ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 متفق ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 (ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز)

اکثر ان کی زبان گھسٹا ہوا تھا۔ ہرگز ہرگز
 کی ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 کے ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 بہ خود سامہ لیا، جب ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 تم ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز

شہر بانو حسین بھی کم اپنے شہر پر حکومتی نہیں
 شاقی۔ یہ چاہے کبھی بی بی سب باغی کو سنتا، اور
 ہیں ان " کرتا رہا۔ بڑا شوق، انھیں ان کی حکومت
 انسان تھا۔ لڑائی کھیلنے سے لہو لہو رہتا، حتیٰ
 کہ اپنے چہرے سہائی کا دہائیں غارتوں کے ساتھ
 لیتا، لیکن منہ نہیں لگاتا۔ سنا نہ اچھا حرکت آپ کے کا
 جو شہر۔

کبھی کبھار مدفن پہنچتا تھا وہ ندر مارنے کی جگہ
 اور لاف بھٹک کر پے سب آگ منہ بھٹکے رہ جاتے۔ سوچ
 امان۔ چچی امان کو یہ کیا ہو گیا ہے کہ تم بڑے کرید
 جی جی ہیں۔

حافظ علی خیل نے صوبہ پر بریل کے چوٹی شہر بانو
 حسین کی خدمت میں پیش کیا کہ اس سے یقین نہیں کیا کہ اس
 کہ ہے یا نہ وہ بانو حسین کی۔

نونا نے نظروں سے وہ حافظ علی کو دیکھتی رہی،
 سر پہتی رہی " حافظ علی کتنے کھلا آدمی ہے۔ میرا کتنے
 خیال رکھتا ہے "

حافظ علی میں نے اپنا زمانہ چھوڑ دیا۔
 شہر بانو پسینے پسینے ہو گئی۔ خوبصورت چہرے پر
 ہر ایسا لڑکھن۔ کچھ میں نہیں آتا تھا کیا سچی
 ہے اور حافظ علی کیا ایک ہوا ہے۔ ۹۔
 لڑکھن بیٹا لڑکھن تادڑ کا لایا اور ان کے انچوں کو
 کھینچنے لگا۔

" امان نیچے چلے چہرے لے آیا اور چوٹی امان
 میں خوب زور کی لڑائی ہو رہی ہے چل کر چلاؤ بچے نا "
 نے وہ نہ دیکھتے ہی چلکی نا شروع کر دیا۔
 " کیا میں نہیں سمجھتی تھی کہ آپ یہاں کی رہیں گے دنیا
 ہے انسانیت اور شرف نام کی چیز کا باطن خاتمہ ہو گیا شاید
 زور زور کی جھگڑا رہی اس کے کچھ میں نہیں لگا کہہ کیا کہنا
 ہوتا ہے۔ یہی سنتی رہی اور پھر کر اپنے ہنگامہ پر
 چلے گئی۔

" آخر کون سا مجھ سے قصور چاہتا ہے کہ وہ مجھے
 یہ حسد انعام شہر ہے۔ "
 کرم علی لگا نہ اندھیرہ کچھ میں تمام رکھا ہے
 کچھ بھی سمجھا ہی نہیں دیا۔ سوچا کہ کون سا جا رہا تھا کہ
 شہر بانو حسین نے ہاتھ پکڑ لیا۔

" نہیں، تمہیں، اس طور ٹھیک ہے شدہ شقی نہ
 کیجئے۔ مجھے روشنی کا نہیں، تمہاری کی ضرورت ہے۔ "
 کرم علی لگا کہ شہر بانو کی گنگو بھیر میں نہ آسکی
 گنگو اندھیرے میں اپنی بیوی کے طباق سے چہرے کو
 گھونڈ لگا۔

شہر بانو کتنی حسین ہے اور میں کتنی بد صورت ہوں
 ہرے پر بڑا سا زخم کا شفاں اور کچھ بیوی بد صورت
 میں اضافہ کرتے دیتے ہے۔

اکی آئی اور کچھ عورتوں کے آنے کی اطلاع ملی کہ
 غائب ہو گئی۔ وہ اچھی اور بادل نا خواستہ ہی سے جڑے کو
 چل دی۔

گنگو کا سلسلہ چر شروما جہا وہ ختم ہو گئے نہیں
 آتا تھا۔ باتیں ہمیں نہیں سیک کہ کاندھ چھو رہیں
 رہا تھا۔ خاصی رات گئے عورتیں خستہ ہوئی۔ وہ اپنے
 کہے میں چنگم اگر حسد ہی سالی نہ کھانے کے
 پر چھا، لیکن وہ ناسانہ کی کچھ کی شکایت کہ کاندھ کی
 کافی رات گئے اس کا نیند توٹی، کرم علی ملک
 چنگم پر دوا زخم خاتمہ ہو رہا تھا۔ میان کڑن سپر میں
 جھٹی نیند کے غرے لے رہا تھا۔ وہ اچھی اندھ کی اکی کی
 آواز میں دیتی فصل خانے میں جا گئی، جھنک کا کاندھ
 اچھری اندھ کی نے اس کو اپنے چہلوں میں اندھ کے کھینچ لیا
 تھا۔ گنگو نے اس جتن کے کہ دیکھا، وہ دوسروں کی نہیں
 حافظ علی ہل تھا۔

ہو کے پھرنے کا اندھ حافظ علی اس پر ٹوٹ پڑا
 اکی آئی اور دھن کو دست بگریاں دیکھتا رہی
 شہر بانو نے بگڑا فریاد کیا۔ صبح ہر خاموشی مار

کی زبان پر شہر بانو حسین کی دوڑ کے لڑکے
 بقیہ آگ لگا دیا تھا وہ اس طرح جا رہے آگے
 کہ نہ شوق بڑے شاعر۔ ایک شہر آپ کی کھینچ
 کہہ کہ کچھ کچھ شہر جس کی شہرت ہر عام
 دل کے آئینے میں ایسا ماہر دکھتا ہوں میں
 آپ ہی بڑے دھوکے ایک اور کہ نہ شوق شاعر

حضرت عاشق قادری صاحب۔ سننے سے
 آئینہ نگاہ میں مانا کہ تم نہ تھے
 لیکن تمہاری شکل کا کوئی منہ نہ تھا
 عاشق صاحب کے بعد ایبیم اثر " کے دہزم اثر
 نرواد " صدائے کہ نہ شوق شاعر جانا ہر صاحب
 نر یا دوی سے انجمن کا تھا ہے۔

اسی وقت رات کے چھ بجے تھے۔ لیکن رات
 اختر گرا لیا رہی، کاشت اندھ رہی۔ اثر بہت ٹکری
 اور عطاء الدین صاحب کو دہما دہ سننے کی فرمائش کہ ہا
 ہے حالانکہ کاشت اندھ کی اور اختر گرا لیا رہی کو
 بد پر چھلکا جا چکا ہے اور عطاء الدین صاحب کی دور
 مرتبہ پڑھ کے ہیں سانس لے ناظم شہر نے حضرت
 مسعود صاحب قریشی پر دھڑکائی کا پڑھ دے
 درخواست کی کہ اپنے کلام جا خست نظام سے سانس
 اور شہر اکرام کو محفوظ فرمائیں۔ سننے کوئی رستہ نوال
 فرما رہے ہیں۔

اس کو بھی تیری یاد دے دل کش بنا دیا
 کرنے گئیں نہ یہاں کہیں زندہ گی سے ہم
 اب قریب ساڑھے چھ بجے ہیں اور صدائے
 کے پڑھنے کے بعد ناظم شہر عہد شہر صاحب نے مشاہدہ
 ختم جیسے کا اعلان کیا اور بجٹ رک دم اٹھ کھڑا ہوا
 لیکن ابھی بیرونی شہر کو سننے کا اشتیاق تھا
 صاحب کے بعد کسی کو نہیں پڑھ دیا گیا اور دہزم صاحب
 اب بڑے کال انفرام شہر فیرو خان کے ساتھ
 اختتام پذیر ہوا۔

طری مشاعرہ نمبر ۵۵

مصرع طرح
دو ہم گل ہے نہ اب خوش ہے وہ اندلی

ثبات طری مشاعرہ
حضرت مولانا ابراہیم گنبد

فول کے ساتھ ڈوکی طری مشاعرہ اس کے تبادل ہوا آئے
کے ٹیٹن ضرور ارسال فرمائی

تیسرا حصہ

تیسرا حصہ

نئی ریت جو پڑھ جاتی ہے وہ بالوں میں
شک کی دوسری پیم لپٹ جاتی ہیں
پھول لعلی کی انسانی تلوں پر
لب لبک دیکھ کے کھاتی ہے تقسیم لہجہ
چوڑا زبوں میں غمر تخی زشتی کی سفت
شعلہ شمع اور جی اک بار بجز کس
کئے افرامی دیوانے مگر اسے قیصر
ہارے اللہ اوی ناں ہدی

ڈوب جاتے ہیں چمکتے جوتے چمکیں میں
عشق کے ساتھ جرات کی ہے پرھٹوں میں
ہم کو کھینچیں گی گمشدہ بیباکوں میں
تعلیق کا ہے مگر آگ کی ہے خاکوں میں
اب درندہ کے گناہ ہیں انسانوں میں
دیگر تھوڑا سا ایک جہنم ہے یہاں اور میں
مکرواویں کہیں پھول بیباکوں میں

تھوڑے سے مٹائیں افواہیں اب انسانوں میں
لب لبک ہے جرم میں نہ قسم خاکیں میں
مظلوم دانش کی زبان میں کوئی چھ نہیں
پھر یہ تانہ آتا ہے گلستان کا نظام
سبز دل سبز فکر آج فزوں ہے ساقی
بہار دامن و گریبان کی حفاظت کر لو
بہشتی کے سستی کو مٹا نہی
حافظ قمری سربانی بخند

دوسرا حصہ

دوسرا حصہ

ماترہ میں جن کی نہیں انسانوں میں
انقلاب کی آگ نہیں انسانوں میں
عقل کی طرف دعوت کا طرفہ نہیں
پیرہانہ میں نہ نیا نہ ساقی
زنجیر کی آگ کی طرف دیکھتے ہیں
ایک کھتے ہیں تپتی آگ کا شہر

اب بھی وہاں کی بات اچھی ہے زعفرانی
ہوش نہ لگتی نظر آتی ہے وہاں میں
تم بھی ایک منہ نظر آگے انسانوں میں
گرچہ وقت کے لہرے پسے ہو بالوں میں
کوہ کی بات نہیں ہے تیرے دیو بالوں میں
ننگی یوں کو گر جاتی ہے بالوں میں

تفرقہ لگتے رہتے ہیں جو انسانوں میں
مسموم ہیں نہ ہے گناہ صفت بالوں میں
سکے بات بھی آگ پڑا رہا
پارسی کا جس تکسک دیتے ہیں ہیں
لکھنؤ کی کوئی نہ لکھنؤ کے ظلم انہیں
آپ کے سر کی گرم طوق کے یہاں میں

اسے دعا کی کا میں کا شہر ہست
بجیاں ہستی کے لے مرہ اداں میں

ساتھ لکے کشتی کا وہ منہ سے
سچے عجب کو مٹ جائے گا یہاں میں

بہشتیہ دولت سے نکل کر یاد
مردم کے لئے جس میں ہر کس کے سہل
ہر وقت میں ہر کس کو کھانا نہ شاک
سید محمد آفاق بھٹائی

کھینچے گا تھیں یہ غلاموں کے وہاں
نکرتا نکرتا کھینچے غلاموں سے
بوشی ہو گی تیری ہم سے ہوا تیری
سید محمد آفاق بھٹائی

جس پر تیری نظر آئے وہاں بات کی ہے
جس کو کھینچتا ہے غلام کا بند
باسماری دلدانا کی راحت یاد
غلاموں کا اب دیکھ دیکھ

دستی تم کو نظر آئے گی ہواں میں
پہلوں کی کہ نہیں آگے اس غلاموں
آگے اپنی ہی باقی ہے نہ کھانا
مذہب شریک شہادت نہیں دہلاؤں میں

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

یوں دو روز کی بچ نہیں پیمانوں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
خود ہی ہوتے کاوش اختیار غلاموں
کون کیا ہے وہ کہ شہنشاہ کی
گفتا آگاہ ہے صد آگاہ یہ دیر انوں
مردم بھٹائی

ہم یہاں ہے نہ بوشی ہے وہاں میں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
خود ہی ہوتے کاوش اختیار غلاموں
کون کیا ہے وہ کہ شہنشاہ کی
گفتا آگاہ ہے صد آگاہ یہ دیر انوں
مردم بھٹائی

پہرے میں نکال آتے ہیں غلاموں
صورت و رنگ کا وہ غلاموں میں
غلاموں کی صورت غلاموں میں
کون کیا ہے وہ کہ شہنشاہ کی

کو نہ دلوں نہ سمجھتا ہوں میں
انہماک سے بھیر دے غلاموں
ہر وقت میں شہنشاہ کی
نہرنگ غلاموں کو صحت سے نہ دیکھ
غلاموں کی صورت غلاموں میں

شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
دینے آتے ہیں غلاموں کو وہاں
جو کچھ شہنشاہ کی وہاں
کا فرشتہ ہی ہوتا ہے غلاموں
غلاموں کی صورت غلاموں میں

یہاں غلاموں کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
دینے آتے ہیں غلاموں کو وہاں
جو کچھ شہنشاہ کی وہاں
کا فرشتہ ہی ہوتا ہے غلاموں
غلاموں کی صورت غلاموں میں

کھینچتے ہیں غلاموں کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
دینے آتے ہیں غلاموں کو وہاں
جو کچھ شہنشاہ کی وہاں
کا فرشتہ ہی ہوتا ہے غلاموں
غلاموں کی صورت غلاموں میں

کہ نہ آتے ہیں غلاموں میں
ابہتار کا وہ ہے نہ ہی غلاموں
نہر دیا ترس کا ہوا غلاموں
نہر دیا ترس کا ہوا غلاموں
نہر دیا ترس کا ہوا غلاموں

داخل اب ہوئے غلاموں کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں

داخل اب ہوئے غلاموں کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں

داخل اب ہوئے غلاموں کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں
شہنشاہ کی نہیں ملے کے یہ غلاموں

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

بہشتیہ زاد کے قدم آتے ہیں غلاموں
شہنشاہ بنے کون کس کا کیوں کر
شہنشاہ کی کیا ہے خطوہ تو جہاں کرتی ہے
اور کس دل کی بڑھیں وہ نہیں بند ہوئی
ہم یہاں کر رہا ہے نہ یوں کے آفاق
مردم بھٹائی

فہرست

LIBRARY

25 OCT 1993

فہرست

ناردرن ریلوے نوش

صدر محکمہ اکتوبر ۱۹۹۳ء سے جاری کردہ ناردرن ریلوے نام پبلکیشن ڈسٹریکشن میں مندرجہ ذیل طباعت کی خلیاں نوش میں ۱۰ فیصد چھپک
کا اطلاق ملے گئے خشتہ کی باقی ہیں :-

صفحہ	ٹرین نمبر	ایشین	اس کی بجائے	پڑھئے
xxxiii	31	بینی دہانی	دہانی 15-15	13-10
xxxiv	1	گواٹی	دہانی 32-40	22-10
"	7/4	منارڈ	آر 0-	0-2
xxxv	7/4	جیل پور	دہانی 23-5	13-5
xxxvi	2	بھٹی	دہانی 21-5	1-55
xL	ٹرین نمبر 6 میں کمرے 1- ایس، اپکا کی بجائے ٹرین نمبر 4 ایکسپریس پڑھئے			
xLii	328	برسات	دہانی 13-13	16-13
	(44 ہونا چاہئے)			
liv	26	انبار چھائی	دہانی 10-32	10-23
"	32	سہو پال	آر 17-50	22-50
	(33 ہونا چاہئے)			
"	87	ٹانگا	دہانی 15-26	15-20
"	87	ادوین	آر 16-50	16-50
A	38	کرناٹ	آر 18-49	18-39
7	10	دائے سی	دہانی 18-51	18-41
			دہانی —	21-42
		پاٹھ دانی	دہانی 21-42	21-55
		چنڈیک	دہانی 21-55	-
		سہارن پور	آر 0-00	1-40
37	371	دیرکا	دہانی 22-8	20-9
62	57	نصراوا	دہانی 14-54	15-45
66	10 جے پی	مشکو	دہانی 6-21	6-31
67	3 جے پی	تیرہا	دہانی 11-23	17-22
76	335	پرپیک	دہانی 9-52	9-32
91	2 جے پی	ڈیانا	دہانی 5-42	5-44
109	4 جے پی	ادوین	دہانی 12-29	12-39
12	2 جے پی	مکھول	دہانی 14-53	13-53
118	2 جے پی			

اس نمبر میں شش ماہی ششم

شعلہ و بنم

نمبر
۶۱۹۶۳

دو روپے
چاند پے
شش ماہی

فہرست

جلد ۱۲
شمارہ ۱۹

ہیڈ آفس
دریہ کلاں دلی نمبر 6
فون نمبر
۲۲ ۰۷ ۳۵

نکراں حصہ نظم و ناطقہ مشورہ
حضرت مولانا ابراہیم حسن گنوری
ایڈیٹر

مل جین
معاونین خصوصی
جوہر ہاشمی
خرد غوث پوری

قیمت
۲۵ نئے پیسے

- | | | | |
|----|-----------------------------------|----|-------------------------------------|
| ۵ | ابراہیم گنوری | ۱ | حرف اول |
| ۶ | ابراہیم | ۲ | زحمت القادری گیلانی کی غزل پر اصلاح |
| ۷ | ڈاکٹر عبدالباقی شادانی | ۳ | ادبی نقد کی تربیت |
| ۸ | مہرہ قریشی مہینڈاوری | ۴ | جنت ہندوستان |
| ۹ | ذہاب دہلوی - نسیم احمد فوجی | ۵ | دیو غزلیں |
| ۱۰ | مادر حلقہ آبادی - سہیل نامدی | ۶ | انکادرو |
| ۱۱ | عشرت دہلوی | ۷ | |
| ۱۲ | مادر ہمسرا بھادی - نعت وکالی | ۸ | غزلیات |
| ۱۳ | دعوت شمس | ۹ | |
| ۱۴ | محمد رفعتی - فیاض لاٹھی پتاپ گڑھی | ۱۰ | جلال دہمال |
| ۱۵ | آزاد رشیدی - اسحق ذبیح | ۱۱ | |
| ۱۶ | عبدالمطیع سرحد - نسیم احمد فوجی | ۱۲ | |
| ۱۷ | حرمہ روشن پٹیلوی | ۱۳ | دوست (روپاساں) |
| ۱۸ | حبیب اشرف ساحل | ۱۴ | شادی کے کارڈ |
| ۱۹ | آفتاب اختر | ۱۵ | بچا |
| ۲۰ | شیخ فزیم الدین سادہ پٹی | ۱۶ | اگر اہم جیسے دہتے |
| ۲۱ | رشید مستی بھ | ۱۷ | انسان یا کت |
| ۲۲ | فوز الدین قریشی پائس مائٹھ | ۱۸ | آنسو کی آنسو |
| ۲۳ | موجہ حضرت مولانا بکر حسن گنوری | ۱۹ | مری مشاعرہ نمبر ۱۰ |

ہر زبان اور ہر بولنے سے پہلے مطلقاً اس کے ہر حرف کے
 اس کے تمام ہوتے ہیں، نہ الفاظ کی تحقیق نہ صحت۔
 یہ عامہ ادب میں قدم رکھنے والے کو اس کے ہر حرف کی
 اس کی ضرورت ہے کہ اسے الفاظ کی صحت کی طرف ہی
 توجہ دے گا۔ اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں

شعرا کے لئے ضروری و مفید باتیں

اس طرح بھی جیسے کوئی بے گناہ
 نہ کہنے نہ کہنے ہے۔ نہ کہنے نہ کہنے ہے۔
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں

میں ہی مانند شی
 میں جب اتفاق ہے کہ پہلے حرف اس کے
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں

اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں

اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں

اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں

اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں

ضروری اطلاع

اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں

اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں
 اس کی مثالیں ہیں کہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس کی مثالیں ہیں

میرا ہے میرا ہے میرا ہے میرا ہے میرا ہے میرا ہے میرا ہے میرا ہے

فرحت القادری کی یاد کی غزل پر آبراحسن کی اصلاح

موصوفہ ہمارے ایک فرزند کی غزل پر اصلاح شائع ہوئی اس کی اشاعت کے بعد عزیز و سالک فرشتوں کا آنا بندھ گیا کیونکہ
سلسلہ مستحق بارگاہ دہلی کے فرشتوں کی جائے گزشتہ کی یاد کی غزل کا اختتام بہت دیر کیا جائے۔ دیگر حضرات بھی اپنے اساتذہ کی اصلاحیں برائے اشاعت
ملاحظہ کریں۔ — آبراحسن

سب فدا ہے منی بات ہے خیر فدا ہے غم کے جہ جانا نہایت
جان بٹا چا افسوس سے محسوس کا مل تو ہے

جب پہل پڑے تو ہر گے ہم سب فدا ہونے

پیدا بہت گھن ہوئی معلوم دہانہ

کچھ دانی بڑھائی بات دہ بج شیک تھی۔

تیر کے ہم گریز پڑی جب پتہ دہانہ

ایک وقت دہانہ آیا بھوم نشا دہانہ

جگر پر غم کا لاشہ اڑتا ہے وہ ایسی اس کی باجی بیرون لاشہ

سارے کے سارے آں میں آنا بھگا ہونے

نکرو نظر میں چاہے دل نہ دلی دہانہ

جنا ہر شریک بیستہ۔ مگر میرے خیال میں شاید غیر یقینی صحت
پیش کرتے ہیں۔ جب احساس زندگی یقینی ہونے کا غم کی عکاسی
یقینی ہی اٹھنے لگی۔ شاید نہیں۔

جس دن سے ہم پہ اٹھنے لگی ہے

سوتے ہیں ہم کو ابھی احساس زندگی

"قرب فدا ہونے" یہ وقت وہ منی ادا کرتی ہے جو آپ کہا
چاہتے ہیں۔ ہنسی فیر مری (بے جسم و جان) بھیر ہے وہ قرب
کیسے کہا سکتی ہے

آنسو ہی صرف ہوتے نہیں میں بھی دہانہ

ملنے میں ہنسی میں بھی نا لے پیچے ہونے
میری قرب فدا ہونے پر دہانے

دل میں دہانہ نہیں متا بلکہ غم کے ملنے کا دہانہ تھا فرشتہ
کا علیہ صرف گہرا رہا ہوتا ہے۔ نہ کہ اسی پر جس کے دل میں
دہانہ میں مشرب ہنسی فرشتہ کے سہارے کی بات پہنچا ہو گیا۔
چونکہ غم کی سزا دی جاتی ہے اللہ غم کا بدلہ خوشی چاہتے ہیں
پہلے مہربانی سزا خوشی لایا گیا۔ دہانہ نہ چھپایا جاتا ہے
لے روشن کی جگہ پہنچا کر دیا۔

دہانہ تھا میرے دل میں جو دہانہ ہونے

دہانے دی سزا احساس کی دہانہ
فرشتہ کا بن گیا دہانہ سہارا بردہ حشر

"دہانہ غم" یعنی غم کے سزا دہانے موتی۔ موتی سبز ہوتا
ہے اللہ غم سزا دہانہ موتی کی فون سے تشبیہ خطبہ ایک خط
کوسل کہہ سکتے ہیں۔ موتی نہیں دہانہ غم۔ جب مضاف الہ
مضاف علم الہ اللہ ہر جس کا حرفہ کفر ہے ہر حرفہ فتنہ ہوتا ہے
اس کو۔ کی جگہ اس کی چاہتے ہیں اس کی بات کیا ہو چھو۔

اس کی کیا پتہ ہوا اس کو وہ ہے ہوشیار ہونے

سارا ہے دہانہ ہے دہانہ
آفت تو کھیل ہے دہانہ فون سے

ایسے ہی اہل زباہ بستے ہیں۔

نوشادہ من دہانہ شکر دہانہ ہنسی۔ دہانہ شکر دہانہ ہنسی۔ دہانہ شکر دہانہ ہنسی۔

قیمت بنایا جائے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے اسکول میں
 تو یہی ہے اور اگر ذریعہ تعلیم بنایا جائے، پھر اس
 طریقہ کے کیا معنی؟ یہ ہے کہ ہمارے اکثر اسکولوں میں ذریعہ
 تعلیم اوروں کے لئے بھی مناسب یہاں ہمیشہ میٹریم اسکول
 ہی تو ہیں۔ جو کہ خدا و خدایا ہے اور دیرینہ مذہبی بنی
 ہے۔ یہی وہ اسکول ہیں جن میں سیاری ابتدائی اسکول
 بھی بنائے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو ذریعہ
 پر ان میں اسکولوں میں بھیجے ہیں۔ ان میں اسکولوں کے استاد
 اپنے مذہب، اپنی تہذیب اسلامی زبان سے بگڑنا نہ
 جانتے ہیں اور یہی بچے ان کے حکم، ان کے افسرانہ قہم کے
 رہنا جانتے ہیں اور یہی بچے زندگی پر بے حاشا خدا
 ہوتے ہیں۔ اس بنا پر اسکول خدا و خدایا میں کم ہونے کے
 باوجود اپنے اپنے اثر کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں
 انصاف نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔
 ذریعہ تعلیم کا مسئلہ میرٹھ لیٹن کی مدد سے گزیر
 اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ جن بچوں نے اسکول میں اور
 نے ذریعہ تعلیم پائی ہے۔ ان میں بچے ہی ان میں جو
 انصاف اور انگریزی میں پڑھنے پڑھتے ہیں۔ اچانک ذریعہ
 تعلیم بدل جانے سے ان میں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا
 ہے۔ ان کے لئے اس طرح کے اسکولوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔
 اگر یہی صورتی ہے تو اپنے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔
 ذریعہ تعلیم کے بعد دوسرا مسئلہ اسکولوں میں انصاف
 کا ہے۔ ان میں سے کچھ کچھ پڑھنے کے اسکولوں کی فوری
 اور دوسری چار حقوں کے لئے جو کہ اس وقت تک قائم ہیں
 اور یہ نظم کا مفہوم اس طرح ہے کہ وہ پندرہ برس کی عمر
 اور لڑکوں کے لئے مناسب نہیں ہوتا۔ اس کم عمر میں ان میں
 حقوق و فرائض کے تمام اوصاف نہ ہونے کی وجہ سے کہہ دینے
 جانتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں کچھ بھی نہیں سمجھ
 جاتے اور بعض نفسیاتی اچھوتوں میں کہ ان کے اندر کچھ
 ناشاید ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ جیسے اس خیال
 کا تاثر کر دیا گئے کہ جب ان میں کچھ بھی اس قسم کے اشیا

کا مطلب سمجھنا پڑتا ہے کہ
 تھراوت نیم پڑا آٹھویں
 سادہ اسٹیٹ شہر میں ہے
 نیز اس کی کہے دار اس کا ہے۔ ان میں ان کی
 تیری زمین میں کے باندھ پڑتے ہیں جو
 تو ان میں سخت دشواری کا سامنا ہو چکا ہے اور ان میں سخت
 نہ کہ یہ مشکل کے مصداق ہوتے ہیں۔ میرٹھ قادیان کی فوری
 بزرگی ستم، لیکن ان کی زندگی سے فائدہ ہوتا ہے کہ ان میں
 نہیں۔ اور ان کی ہی فاسد اندک کہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔
 سال کی ان میں اور ان کی کہے کے لئے ان میں ایک ایسا تہذیب
 مرتب نہ کیا جائے کہ ان میں کس جہاں کی فوری فائدہ
 لئے مفید ہو۔ اور ان میں ایک اور ذوق پیدا کر سکے
 عیسائے اور مسلمانوں کے استحباب کا ہے۔ خیال یہ ہے
 کہ ان میں نہ تو ان میں اور پڑھنے کے لئے ان میں تعلیم
 یافتہ اور ان میں ات دن کی ضرورت نہیں بلکہ عمومی تعلیم
 کے سکولوں سے عام تعلیم کے اسکولوں میں
 خصوصیت کے ساتھ ایسے اسکولوں کی ضرورت ہے جو
 ایک طرف اپنے فرائض، اور دوسری طرف ان کا
 ہر ذوق رکھتے ہیں۔ ان کا اپنے شالیں میں ہی ملنا
 ادب کی رتبت اور ذوق پیدا کر سکیں۔ ان کا اقبال اور
 ان کے استاد اور ان میں کس کا فائدہ ہو کہ وہ
 نے سزا دینے کی کہ وہ ان کو شش سالہ کا خطاب دیا جائے
 پڑھنا اور ان کی ملی اور ان کی تعلیمات کیا کریں۔
 عام سے جواب دہ اور ان میں صاحب کی ملی اور ان کی تعلیم
 میں فوری، چنانچہ ان کو شش سالہ اور ان کی تعلیم
 یہ واقعہ ہے کہ عام سے ان میں ان کی فوری تعلیم
 مرنے میں ان میں کس تربیت کو دینا چاہیے جب تک ہمارا
 ساتھ میں یہ صلاحیت نہ ہو کہ وہ اپنے تعلیم میں ملی
 ذوق پیدا کر سکیں۔ اس وقت تک ان کے لئے انصاف
 تعلیم اور ان کے ذریعہ تعلیم ہوتا ہے ان میں سہولت
 ثابت نہ ہو گا اور اسکولوں کے لئے اور ان کے لئے مسلم

جیسے میں دیکھتا ہوں اس وقت تک میں نہیں آئیے
 جب تک کہ ان کی فوری تعلیم ان کا احترام دوسرے اسکول
 کے برابر نہ ہو۔
 اور ان کی فوری تربیت کے سلسلے میں ان کے خطرہ کا
 فائدہ رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے میں یہ فوری تربیت کرنا
 نہ ہو چکا ہے کہ ہر شخص کے لئے شاعر اور ادیب بننا
 (ضروری ہے) لیکن ان میں ان کے فوری تربیت ان میں
 کے لئے ان کے لئے یہ سب ان کی فوری تربیت ان میں
 کا صرف ہونا اور ان کے فائدہ کے لئے ان میں یہ سب
 مادی اور مادی فوری حاصل میں ہی نہیں ہونا
 قدم قدم پر ہونا اور ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

بقیہ اساتذہ دست (صفحہ ۳۹ سے ۴۲)
 ان کا وہ ایک فوری کام کے سلسلے میں ہر جہاں
 اور ان میں ان کے فوری کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 سے فوری ہونا چاہیے۔
 ان کی فوری کی فوری ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 ہونے کی وجہ سے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 حکم دینا نہیں دے۔ ان میں ان کے لئے ان کے لئے
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 تم ہونے ہو کہ ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 ان میں ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 ہونا اور ان میں ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

نومین شہنشاہی مشاعرہ ۵۹
 فوری حاصل ہونے کی فوری ان کے لئے
 مسرور ہونا ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 نام.....
 پورا.....

جنت ہندوستان

خلفہ کشمیر جلال کا و موران جہاں
 نظم حسن و لطافت، گد و گت کا این
 مرغ زادوں کا مظاہر، آب شادوں کا نفیر
 عطرین دودنی ہوئی ہریج، غیر بار شام
 جس کا ہر منظر طرب انگیز و فردوس ہے
 جیتے چٹے، جاگتے سوتے خداں آبشار
 دعوت نظام فردوس دیتے ہیں دام

محرمی، کنگارہ، گھوڑا، موٹی سٹھیم
 محرمی، "قرن" ہے یا جنت ہندوستان

اٹ پ، گوری مرگ، "مانہ ابدل" شہر دار
 صاف اندر شفاف ہر صفت، لطیف آب و ہوا
 خوش نما عیسیٰ، عیسیٰ لانی، رشاد و فرید
 تائید کا راز، پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ
 گودرک سبز و خشک گود گراں، کاسلسلہ
 خوش نما "کلف"، عیسیٰ میدان، زخمی ہو سکی
 ہر گت کے گود پ، "انگیک" کی شیعہ لایف

جہ سے تاشم، بیاض، شوق آگیز، ورو

ہر نظر حیرت بریدہ، ہر شہر، "دست گزار"

پہنڈا اورے، دوز افزا غار، دلکش ہر مقام
 خوبصورت پائل، آئینہ صفت، یام و قصور
 آگے زاروں میں سینہوں کا مگر و لفریب
 ڈال ڈال بگنروں کی دھڑ دھڑ سنورینیاں
 فخری منزلوں پہ لڑہ تاب برقی، قہقہے
 جہاں ہر شکل، ہر تصویر، تصویر حیات،
 ذرہ ذرہ ہے یہاں جانب و کشش، یا آئینہ

کس کو دیکھیں، کون کی تصویر پر ایمان لائیں

ہر نظر میں اک نغمہ، ہر قطار میں دوام

میں تسکین و راحت، "سنا مرگ و پیل محام
 ہر مقام اک مرکز، ہر جزو خاص و عام
 طعنت آما سیٹھ ذرات میں شمس نظام
 بس کی تنہا سے سمور پیشانی شام
 جیسے سوچ سٹھ دیا ہر ستاروں کا نظام
 ہر ذرہ اک کینہ، اک روان اک حیرت تمام
 دہارے ذرہ بن قدرت، تیرا حسرت و نظام

دو غزلیں

نہ ناکامی ساقی بخانے میں چھوٹے جاتا ہوں قربان توئے نظریں نہ بدل میں جام کو توٹے جاتا ہوں
 نان خود حسن ادھر ادھر دئے نیاز عشق ادھر وہ قذے جاتے ہیں شیشہ دل میں ٹکڑے جاتے ہوں
 گنگ دہ جاناں کو گھیس دینا تو مشکل کام نہ ستا لیکن یہ غروب ہے جس سر میں سر پہ کو پھوٹے جاتا ہوں
 ڈالا جنوں میں جو چاہا اور دل کا راز ہے دل ہی میں اظہار تناسل سے ہوا اس لفظ کو چھوٹے جاتا ہوں
 دیر محبت میں اپنی کچھ رنگ وفا کا بھرنے ہے جو جذب ہے دل کے ماں میں وہ خون نچوٹے جاتا ہوں
 جتنا بھی گھٹتا جاتا ہے میعاد اسیری کشتی ہے زنجیر حیات کا اک حلقہ ہر سانس میں توٹے جاتا ہوں

فتاب ہے نازک کشتی دل اور بحر محبت طوفانی

تدبیر کے بس کا کام نہیں تقدیر پہ چھوٹے جاتا ہوں

میرا محمد رفی اور جمال دی

کیوں بنا دیتی نہ دنیا ایک افسانہ مجھے آپ نے فرما دیا جب جنس کے دیوانہ مجھے
 جام و دینا کی مجھے حاجت نہیں ساقی کوئی تیری آنکھوں نے بنا رکھا ہے دیوانہ مجھے
 یہ چمن تیرا مبارک ہو تجھے اے باغیاں لذت آدھیں دیا کرتا ہے دیوانہ مجھے
 جان کرنی ہوگی نذرِ دوست بے ہمن و چرا یہ ہایت کر گیا ہے جل کے پڑمانہ مجھے
 تو یہ کرنے کے لئے چلتا تو ہوں میں شیخ جی راہ مسجد میں اگر لی جلتے میخانہ مجھے
 اب مری دیوانگی باکل مُسلم ہو گئی آج اس نے کہہ دیا ہے اپنا دیوانہ مجھے

یہ مہر بادلیں کا مجھ کو اے بھی صدمہ

آگے وہ بھی سہلنے میرا افسانہ مجھے

ہیں ساتھ مرے وہ بھی پریشاں کئی دن سے
حائل ہے مری راہ میں آشفتمہ محالہ
اندھنی گمئی برقِ نگہ دوست
آپ اس میں کبھی پھول کھتے ہوئے آجائیں
کس نے دیئے خونِ کف پا سے جلانے
کیا بیچ میں آیا ہے محبت کا سفینہ
آئی ہے تپِ مشق کی بات آہِ سمجھ میں
ہیں چھانے ہمارے اہلِ جنوں، اہلِ خرد پہ
اللہ سے دارِ فکلی شوق کو حامد
ہم امن کے تصور میں ہیں حیراں کئی دن سے

افکارِ نو

آہلیِ عادی، خواہرِ حضرتِ قمرِ نادری
حسودہ کی مشین کا کچھ میرے یادانہ نہیں
بے میناء، شمع میں کے گرد پردانہ نہیں
پہلے تھے شوق سے بھر بخور بھی سنہ مایہ
ہماری داستان ہے کوئی افسانہ نہیں
رسمِ درواہ کے کردہ کو بھول جاؤں کیا مجال
چشمِ ساقی کی قسم میں یہ داستانہ نہیں
عشق بھی میرا جیسا مسک بڑا مشربِ قدا
جس کے دلانے میں سب میں اس کا دیوانہ نہیں
خاصِ دندوں کو تو ساقی ہے رہا ہے بھر کے جام
عامِ دلوں کے لئے کہتے ہیں پیمانہ نہیں
جس جگہ بھی لگی پینے سے دکھ میں نے کام
داسٹے میرے کوئی مخصوص سے خانہ نہیں
تہِ کفِ نگہ کو چتر میں دے ساقی شراب
ہاں تیرے جی کوں موجود پیمانہ نہیں
میرنگہ بر گھر میں شانِ اُس کی نمایاں ہے حسین
چلو گاؤ حقِ حرم ہی اہِ بت خانہ نہیں

حضرتِ دیو دی۔ گوندیا
نشاطِ فصلِ گلِ ہارِ جہاں میں کس کو حاصل ہے
فریبِ رنگِ گلِ کھال ہے انسانِ خود سے خالی ہے
یہاں تھے کوئی قیصر کا سپہو تو کیا تھے
نہ میں دنیا کے قابل ہوں نہ دنیا میرے قابل ہے
مجھے ہو احتیاجِ رہنما و راہِ سب کیوں کہ
مرے ہمراہ جادہ ہے مری عکس کو بھی منزل ہے
خاقانِ کدِ چشمانِ جہاں کو روئے کب تک
اُسے سب چلتے ہیں نذر کی تپتی میں پہ مال ہے
خیالیِ خاطرِ اربابِ گلشن چاہئے گلچیں
جن میں جو گل ہے بینِ آشفتمہ کا دل ہے
کہاں ہو آہدے آدمیت کے نگہباز
یہاں عصمت کی دیوی کا سفینہ فرقِ ساحل ہے
ہو سے اپنے سچا ہے دل کے بارگاہِ حضرت
یہاں کی جائزیت میں ہمارا خونِ شالی ہے

نعت رنکائی

گرمی سے ملن غرق ہے دُرخ پر شباب پر
 شبنم کے جیسے قطرے ہوں، برگِ کلاب پر
 وہ رند ہوں کہ بادۂ اُفت سے ست ہوں
 کچھ مختصر نہیں مری مستی شراب پر
 مریں بھی مضطرب ہیں مسئلے بھی مضطرب
 کوئیں مضطرب ہے مرے اضطراب پر
 ہو دیکھنا تو دیدۂ عبرت سے دیکھ لو
 قمر ہے فائدہ مستی حباب پر
 ایمان تازہ ہر تلے ایمان کی قسم
 پڑتی ہے جب نگاہ خدا کی کتاب پر
 کہتے ہیں جب حال جنہیں اہل عقل و ہوش
 نئے وہ کار ہا ہوں غزل کے رباب پر
 نعت ہر ایک شعر میں نعت ہے اس لئے
 آنے لگی ہے شاعری اپنی شباب پر

نعت

سرِ مالِ بیدی
 بے رنگی سروس دیکھ تو لیتے
 دنیا کی دنگی کا چلن دیکھ تو لیتے
 لے کاش وہ دُشمن بننا تاہاں سے ہٹا لیں
 ہم چھٹا ہوا چاند کہیں دیکھ تو لیتے
 بیداری احساسِ غریب اور سے قویہ
 غربت میں کوئی غریب وطن دیکھ تو لیتے
 دیتا وہ کوئی جام نہیں یا کہ نہ دیتا
 بے خانہ میں ساقی کا چلن دیکھ تو لیتے
 اس دھپ میں زیت نہیں موت ہی موت
 ہم دستِ حنائی میں کہنے دیکھ تو لیتے
 بے پیر ہے وہاں نہیں وقت یہ ہیں پھر بھی
 اے ہم قفسِ اک بار چل دیکھ تو لیتے
 تم تابِ منصور ہمارے درد کے لیکیں
 کچھ اند بھی ہیں دارِ درس دیکھ تو لیتے
 ہوتے وہ خفا ذکرِ وفا پر تو مرہ تما
 اک پاندے لٹھے پر شکی دیکھ تو لیتے
 کین و اثرِ شام غزل دھونڈنے والے
 ہنگامِ سحر پہلی گنت، دیکھ تو لیتے
 وہ بہرِ میادت ہی ہی آتے تو ہمسر
 ہم ان کی محبت کا چلن دیکھ تو لیتے
 وحید شمس

آن ہاتھوں میں جامِ لبنا پڑا
 ترکِ اُفت کے باوجود دست
 تیرا آنکھوں کی بات جب نکلی
 معلوتِ حق جو بے وفائی کا
 جب کشنِ وقت تھا تو آپ کا نام
 اللہ اللہ یہ فرشتیں میری
 میری آنکھوں میں دیکھ کر آنسو
 زیت سے انتقام لینا پڑا
 پھر مجھے تیرا نام لینا پڑا
 نیکو سے کا بھی نام لینا پڑا
 اپنے سرِ اتھام لینا پڑا
 عجب کو ہر مج و شام لینا پڑا
 خدا نہیں عجب کو تمام لینا پڑا
 ان کہ میرا سلام لینا پڑا

بقا ہر آنکھ دوگوں میں وحید

کس قسم کر کا نام لینا پڑا

محمود نشتی انصاری

بر بارم مدد امنی ہنس کے اٹھا ہے
 میں اپنی دفاؤں کا احساس رکھتا ہے
 بھولوں کو بھاروں کا ہم ماز بناتا ہے
 کہیں کو چشم کا انداز رکھتا ہے
 ہم مدد حرم سے بھی ٹکرتے نہیں ہیں
 خود دار نظر سے کر چرطہ ہوتا ہے
 ہر بہت اس کا ہے کہیں ناہم گشتاں پر
 باطلی کدور کو پر نہ بناتا ہے
 جس بدینہ الفت سے گھٹو کو سنبھالتا
 اس بدینہ الفت کو اب کام میں لاتا ہے
 محمود سیر محض اس سے کہ کوئی کہہ دے
 محمود تھا جوں سے پھر جام پانہ ہے

منیدہ خجسم پری بکرمی

جسم پرورد کے پرورد دستاں ہوا
 زندگی موت پر غصہ کتنی ہی
 مایوسی میں ہیں دھوپ کا دھوپ تکی
 دوسرے کے غافلہ ترستی ہی
 چھٹ گیا جان دے کر غم دہر سے
 زندگی سے بچے موت سستی ہی
 بے طوی نے وہ عشق ہوا کی
 اب بند ہی اور نہ بستی ہی
 گشتاں آتش گل سے بنا رہا
 رات بھر چشم شبنم پرستی ہی
 ہم مینار غنم مل اپنا چنے ہوئے
 بے کسے میں یہاں سے پرستی ہی

آئندہ شہرہ شہزادہ

باقی جو الفت کے اسیر کہیں اب تک
 موجود ہے اس کے لئے غلام دوسرے اب تک
 ہر روز بنانا گستاخ اس پریم جہاں کا
 لگی اٹھتے ہیں قائم ہے گواہیوں بیک
 کس وقت خدا جانے وہ میت پری آہیں
 دیدل کی حسرت میں کھلا ہے کتنی اب تک
 بے وقت جو غربت میں بچے شام چوٹی ہے
 روتے ہیں مے واسطے اہل طبیب تک
 بچا ہے کہ تم جو دستم کیجئے
 ان دم کا لیکھتیں کیا نہی اب تک
 دہر سرورم آئے ہیں جیوں دہر سے آزاد
 اس دہر سے ہے تاک میں چوٹا کہیں اب تک

جلال

و

جمال

احمد نذیر دیکھاری

ایک تین میں شخص کی مشہور منہ کی بڑھتی گئی
 اسے رحمت کی فراموشی اور بھی بڑھتی گئی
 اس غم سے دستاں پر کون ایمان لائے گا
 دوستی گھٹتی گئی اور دشمنی بڑھتی گئی
 آگے باطل بھی کچھ ناہم حقیقت کی طرف
 جب غریب آئندہ کے پاندنی بڑھتی گئی
 دیکھ کر ہر شے میں جو تیرا لہرہ نہیں
 دشمنی ایمان کی دل میں اب بھی بڑھتی گئی
 جتنے وہ چھپتے ہیں میری آنکھ سے اے ذریعہ
 داغ دل میں اور میرے دوستی بڑھتی گئی

میدان حلیف سرور بلانوی

ان سے تقدیر آزمائی ہے
 آج ہم نے یہ دل میں مٹائی ہے
 غم سے بڑھ کر زندگی ہے
 بات یہ آج نہیں بتائی ہے
 جان دے کر ہمیں مٹائی ہے
 اس کے دل میں جو پرگنی ہے
 اب تو مجھ پرستم کی مٹائی ہے
 یہ کیا کہ ان کے ہر بانی ہے
 جو مصیبت میں سکراتے ہی
 ان کے قدموں میں کاموائی ہے

شہیم آذوی بکنتہ

یقین ہے آسان چلنے کے لئے کہ یہ زندگی کا اندھیرا رہی
 قصارے شب رنگ کیسوں میں اگر مجھے مل گئے ہوں
 بیک اور وہ بدل کے دکھوں میں گشتاں جہاں جو پائی
 یہ گردش دہر شب کے تیرا یہ وقت کی پرستم نکالی
 ذراقت الفت کا حاصل میں ہی الفت کی زندگی ہیں
 کسی کے گیسو گداز باندہ شکیل چہرہ حسین نکالی
 غریب دل کی کہانیاں یہ حلقہ غم کی کتابیں ہیں
 یہ گرم گرم آئینوں کے جھڑت یہ ششماں ششماں نکالی
 گھائی آنکھوں سے پی ماچا چلی شرب الفت کے جام نکالی
 پڑی ہوئی میں مے بچے میں شہیم ان کی گداز ابھی

مترجمہ دو شش پبلیشری

ساری چیزوں کے بہت سارے مسائل ہیں۔ مگر شہر
مسائل میں سے ایک ہے۔ وہ مسائل ہیں جو کہ دوست
پر مگر دوستی۔ اس وقت ان میں سے ایک شادی شدہ
تھا اور دوسرا نکاحا۔

دوست

میرپاساں کا ایک شاہکار

میر دل سال کا نصف حصہ میری مگر اڑتا تھا
اور نصف قریب دھڑلے کے کہ میرات میں اینٹوں کے تھا
میں وہ گاؤں کا باشندہ ہونے کی وجہ سے جو کسی معاملے
پر بھی آزادانہ طریقے سے چلنے کرنے کا مادی نہ تھا۔ وہ
اور اس کی میری مائی کی ملاقات اور رسم و رواج کی دلی
کونکر تفریق کیا کرتے تھے۔ اس نیک نگاہ کے خیال کے
مطابق بادشاہ اور پیکر کی وحدت میں بھی فعلی کے تریب
نہر سکتے تھے اور وہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ خوش
میں جو صفت جلد بادشاہت قائم ہو جائے گی وہ معلول
اور نیک ہوتے۔ مگر انہیں اس بات کا غم نہیں کی طرح
کھانے جادو تھا کہ کوشش بسیار کے باوجود بھی ان
کے لئی افلاذ نہ ہوتی تھی

میر دل اور جنت اس دوبارہ ملاقات سے اورد
فوش ہوئے۔ کیونکہ گاؤں کے دونوں میں ان کے گھر سے قطعاً
رہتے تھے اور یہی تھے بھی بہت خوش گو اور ابد ہار دانہ
جنت صاف گو اور دلیر تھا۔ وہ سخت طبیعت تھا۔ اور
جو میری نظام کا طرف دار بھی۔ اس کے باوجود میر دل
اور اس کی میری اس سے محبت کرتے تھے خیالات کا
تقدار ان کی دوستی کی راہ کے مدعیان حالی نہ ہوتا تھا
انہوں نے اچھے اپنے دیہاتی مکان میں چند روز قیام
کرنے کی دعوت دی۔

"یہ واقعی قابل افسوس ہے۔" میڈم میر دل نے
کہا کہ میرا یہ دوست جنت ساسیسا جسا اور ان ترقی
پنہرانات کی پروا کرے۔ تم اس سخت قوی نقصان
میں امانت کے جرم میں رہے جو جنت! "میر دل نے
سانس سے کہا۔
"اللہ تم ایک کچھوے کی طرح ہو۔" اس کے دوست

نہر جواب دیا۔ میں طرح ایک کچھوے کا علم اس کی کوٹری
تک ہی محدود رہتا ہے۔ اس طرح تھیں معلوم ہی نہیں
کہ باہر کی دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ تم اس سے تھیں بے نیاز
ہو گئے ہو۔

مگر جنت نے اس طنز کے باوجود اپنے دوست
کے مکان، بارگاہ، اصطبلوں فرض کی میری کی بہت
تفریق کی مجھے اس کی باہیں کھل گئیں اور اس
کی خوش فہمی اور پے لطف صحبت سے وہ بہت ہی مطمئن ہو
ات کے خیالات کا اتنا ذکر بھی کی لازمی کی حزنک نہیں
پہنچا، اس کی شہر کے دیر ہی تھا کہ جنت بہت ہی ہنس مکھ
تھا اور اس کا دوست اور اس کی میری انتہائی تھیں بڑی
اور وہ مادی کے قابل تھے۔

"تم یہاں رام سے جنت! " میر دل نے کہا
"میر دل تھا انکر۔" کیونکہ میری جنت خیال تھا کہ
کہا کہ میری بیان رہنے کی سرگرمی دعوت دے گا مجھے تکون
اور میری دل سے سخت غلط ہے دوست! اور خصوصاً
جب ان کا اظہار تھیں دوستوں کے کہ میری کیا جائے۔
اس نے قریب دو دن کے مطابق ہاس زبیر ہی کیا۔
جس سے میر دل اور اس کی میری کی قربت میرت ہوئی۔
مگر وہ اس کے کسی سلوک کے قابل نہ گئے۔ کیوں کہ اس
نے کیتوں میں کام کرنے والے دیکھے تھے اور اس کے بے باور
کے آدھریں کی طرح ہی لگتا تھا۔

ایک دفعہ میر دل اپنے دوست کے گھر میں ایک نڈ

کا انتظام کیا جس میں اس نے اس علاقے کے اورد کی کوٹری
کیا۔ اور یہی کہنا اس شخص تھا جس کی افلاذ کی کہ
سے وہ کافی فز اندام ہو گیا تھا۔

جب پادری نے جنت کی طرف دیکھا تو وہ نہ ہانپا
بیر نہ وہ مسکا اور اس کی تیرہ دیر پہلے لگے۔

دراہ خان جنت نے ڈونکے دستان میں ایسی
کمانیں بنائیں جو ایک دیر رت کی موجودگی میں بیات کی
جانی تھیں۔ جنت نے تویم پر تھی کہ سخت خلعت کی
اور پادری کو کہہ کر کہ میری تھیں۔ "جب آپ کہہ گھرا
کی میری کرتے پہلے فرود۔ مگر کبھی کبھی اس سے خلاف
میں ہوا چاہئے۔ آپ جانتے ہیں کہ میری تھیں اور
دل کا ہی دوسرا نام ہے۔ یہ میری تھیں اور خصوصاً
تیری کرنے کی کوشش کی اور پادری میری تھیں اور
سے پہلے ہی چل گیا۔

پادری کے پہلے جنت کے میری تھیں۔ "میر دل نے
انٹار میں کہا۔ "جنت! تم پادری کی کوٹری میں جنت سے
جھاؤ کرتے۔"

جنت نے گورا اس کی تھیں کہ میری تھیں۔
میر دل خیالی تو تھا کہ بات نہیں ہوئی۔ کچھ دیر
اس بات کو بہت کرتے ہی کہ کہ کجا مان کے جنت میں
پہلے پیرا کی جائے۔ انہیں اپنے سے بڑھ کر کجا مان گھرا
کرنے کی طاقت نہیں چاہئے۔ یہ وہ مسئلہ ہے کہ وہ اس نے
خیال سے متفق نہ ہیں اور انہیں مرضی کے مطابق یہ کام کریں

جیسے صبروں کی دہانے کی تھکن نہ لگے کہ وہ اس کی وقت بھی نہ لگیں۔

اگرچہ جیسٹم میروں نے ٹانگیں دوام میں داخل ہوئی اس نے نیز یہ ہیں
امات "دالیز" فرما رہی ہیں کہ "جو جس" جسے جسے دیکھے اس نے لگے ان
امات کے نام بھی نہیں لکھ رہے ہیں کہ جو جسے جسے جسے جسے اس نے ان
جسے ایک اخبار اٹھا کر لکھا "بک فوٹ" کا لکھا ہوا ایک بہت اچھا مصنف
جو بہت مشہور اور لکھ رہا ہے وہ اس مصنف کو بھانڈا سے لے لے گا۔ وہ
بچ رہے ہیں اس قدر کہ اس نے میری کو اندر داخل ہوتے ہوئے بھی دیکھا
بل اپنے اندر ہی بیٹھ گئے "گو لڈے" اور "کیرن" ہم کے اخبارات و ایقا
اس مشہور مصنف فرس کے شان و قدر کو حیرت اور استعجاب سے سنت رہا۔
نہیں وہ دانشمندانہ امور کی کھوجوں کی سمت مخالفت کی گئی تھی جو ان کی اندھا
لہ کے فریم سے پہلے ہی گرا رہے تھے تاکہ ان کا جوت اخبار پڑھ کر کہہ
جس میں مصنف کو بہت پسند کرتا ہوں اخبارات میں اس قسم کا مفید مواد دیا جاتا ہے
"اس نے ان اخبارات کی طرف اپنی بڑی نظر ڈالی جو میروں نے لکھا۔ اس نے بھی
مفرت کا انداز میں کہا "تم نے کیا کر رہے ہو؟"

میروں نے چھپتے ہوئے جواب دیا "یہ میرے اخبارات ہیں۔۔۔۔۔ اہ ہمارے
امات۔۔۔۔۔"

مگر میں میرے پتہ پہ اخبارات اور جدت خیالات کے پیش نظر میروں
تھے چاہیں "مگر تمہارے معانی میں ہر جگہ تو قسب بہت فائدہ ہو گا اہ تمہارے اخبارات
میں اس صلیک کے حق و باطل ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے سمجھاتے اس نے ان کے اخبارات
میں کہ کھڑکی سے باہر چھینک دینے۔

میروں اہ اس کی بیوی اہام کر سیدیں پر مدد مانگے۔ انہوں نے اخبارات کو
لکھ لکھ کر دیا کہ کوئی نہیں پڑھ رہا ہے۔ لکھ لکھ رہے ہیں انہوں نے خیالات ایک
مرد سے میں چل سکتا ہوں "وہ جو" اور اس حوصہ کے بعد یہ یقین کرنا کہ ایک
پکا تھا۔ اس نے پادری کا دھڑکھڑی غور کر دیا۔ میڈم میروں اب خیر
ہم ہی اس سے مل سکتی تھی۔ مدفن و قیاسی اہ پرانے خیالات کا پرچار کرنے والے
امات کا مل دہ بھی غور کر دیا۔ انکرات کے وقت چپکے سے کسی درست
اہ سے یہ اخبارات لانے لگا وہ انہیں غپ چپکے کے نیچے چھپا دیا کرتے تھے۔
جو انہیں کہیں دیکھ نہ لے۔ جو انہوں نے اس سے کسی کا ہر ممکن انتظام ہٹا لیا
یا۔

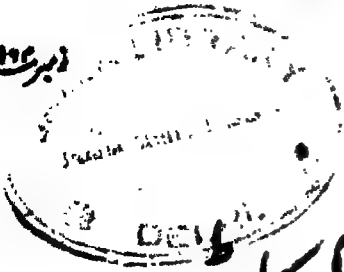
جو ان کی موجودگی کو فراموشی سمجھتے ہوئے میروں اہ اس کی بیوی نے لکھ لکھ
(انی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)



بسم اللہ کا مارا اللحم
بھوک کو بڑھاتا ہے۔ مدد دہن خون کی اسطاعت
کرتا ہے اس کے استعمال سے سارے اعضاء
میں تحریک اور توانائی پیدا ہوتی ہے اور ریزیم کے اندر
ایک نئی طاقت پیدا ہوتی ہے اور دلوں پیدا کرتا ہے۔



دینی
کانپور
پیشہ



مجید اشرف سانی

شادی کے کارڈ

زندگی بظاہر ایک بہت ہی حسین اور خوش تصویر ہے جس میں پیار و محبت، خوشی و مسرت اور شاد و عشرت جیسے خوش نما رنگ بڑے خوبصورت انداز میں برسرِ ہونے ہیں۔ اس میں تمنا شک و اندامیدگی تکمیل کا پہلو بہت نمایاں ہے لیکن زندگی کو درحقیقت اتنا خوبصورت سمجھنا خود کو دھوکا دینا ہے اگر سیدگی سے غور کیا جائے تو زندگی میں درحقیقت شیرینی زندگی پیار اور نصرت، خوشی و اندام، آس و آسائش اور امید اللہ صرت کی ایک مسلسل کش مکش نظر آتی ہے اور اس کی کش مکش کا نام زندگی ہے۔

بزرگ کا استقامت پاس کرنے کے کچھ دن بعد ہی ہندو کے سر سے اُس کے والد کا سایہ بھی اُٹھ گیا مادہ اب گھر میں ہندو کے سر پرست اس کے بڑے بھائی ہی رہ گئے تھے۔ لیکن وہ بچا رہے ایک پرائمری اسکول کے ٹیچر تھے۔ تنخواہ اتنی قلیل تھی کہ ان کا اپنا ہی گزارہ مشکل سے ہوتا تھا۔ اولیٰ اب ہندو کی تعلیم آگے جاری رہتی نظر نہیں آ رہا تھی۔ والد صاحب کسی قسم کی جائیداد اور باپ کی بکلی نہیں چھوڑ گئے تھے جس سے کام چل سکتا۔ بڑے بھائی نے ہندو کو لڑکی کر کے کا مشورہ دیا لیکن لڑکی کا کوئی آسان کام تو نہیں ہے۔ دوسری طرف ہندو کی خیال تھا کہ زندگی کو خوش گوار بنانے کے لیے صرف بزرگی ہی کافی نہیں ہے۔ اس کے دل میں اندر اندر وہ تعلیم حاصل کرنے کی خواہش تھی۔ لیکن سوال یہ تھا کہ اسے کس صورت پر عمل کرنا چاہئے؟ اس نے ہر پہلو پر غور کیا کہ وہ جس چیز پر چھٹکارا کرے وہ ایک سال کی لڑکی کی جائے اور پھر کچھ پیسے کا کر تعلیم کس کی جائے۔

موسم گرمی کی پوری چھٹیوں کا شمس ساش میں گزریں۔ جولائی اور اگست کے مہینے بھی گزر گئے۔ لیکن لڑکی کوئی نہ مل سکی۔ آخر وہ کہاں سے حیرانہ کی سندھو، اندام، بکلی نہیں تو کہلائے سنسکرت کی سفارشیں فراہم کر رہے؟

ہندو کو کہلائے سنسکرت کی سفارشیں فراہم کر رہے۔

اسے یہ سال سنت میں بے کار جاتا ہوا نظر آیا۔ خالصاً کر کے بڑی کوششوں کے بعد ایک نواب صاحب کے بیان سے مدد حاصل کر پڑھا کہ کام ملا۔ وہ دیکھ بھال پر پیش کرنے لگا۔ ہندو نے سوچا۔ وہ دیکھ اس کے گھر اس کے لئے کافی ہیں۔ پیش پیش کرنے کے بعد وہ باکل خالی ہوا کر گیا کیوں نہ کسی کا گھر میں داخلہ نہ لے۔ یہاں دند کر کے ایک کا گھر میں داخلہ کر لیا گیا۔

وہ بے فائدہ لینے کی وجہ سے ہندو کلاس میں بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ اُسے اپنے تمام نوٹس پڑھ کر کہنے لگے۔ کچھ دن تک وہ خاموشی سے کلاس میں جاتا رہا۔ اور نوٹس دیکھتا ہوا کہ کلاس سے طلباء کلاس میں ہوشیار ہیں کچھ دن میں ہی اُسے اچھی طرح اندازہ ہو گیا کہ لڑکیوں میں کتنے اور لڑکیوں میں شہیلا کلاس میں سب سے اچھے طلباء کیسے جانتے ہیں۔ ایک ہی ہندو نے کنت سے خوش مانگے۔ لیکن کنت نے بڑے روکھے پن سے خوش دینے سے انکار کر دیا۔ نظریات ہندو لڑکیوں سے کچھ کہنا کنبہا رہتا تھا۔ اس نے اس کا شہیلا سے خوش مانگے کہتی نہیں چاہ رہا تھا اور جب اس کے ایک طرف سے ایسی ہی چوٹی تھی وہ یہی سوچتا تھا کہ کہیں یہ بھی صاف نکار نہ کرے۔ بے کار میں سخت ہوا اس نے کسے لڑکی نہ مانگے ہی بہتر ہے۔ لیکن دوسری طرف اس کا خیال یہ بھی تھا کہ لڑکیاں تو لڑکیاں خوشی سے اندام و شہیلا ہوتی ہیں اندامی طور سے جولا کے ہر سال کی تعلیم سے

تو کچھ۔ انہیں نہیں تھی کہ وہ اندام دے گی۔ چنانچہ ایک دن ان کس کے گھر کے بھائی ہندو نے شہیلا سے خوش مانگے۔ شہیلا نے بڑے نرم و خیر انداز میں ہندو سے کہا۔

”ہندو صاحب، میرا مانگنا آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔“

ہندو بھتا ہوا، بڑبڑایا، ”مجھے کیا سمجھ کئی کو آپرین کسے کو تیلہ نہیں ہے، کوئی بڑا بھائی ہے۔ تو کوئی خوبصورت بہانے فراہم ہے۔“

شہیلا اس کے فتنے کو دیکھ کر مسکرائی اندام کے گئی۔ ہندو صاحب میں بیاد تو نہیں خوش رہی۔ درحقیقت ہے آپ شاید بڑا مانگے تے آپ کو لڑکی اس بات کا اندازہ ہو جائے گا۔ کل آپ مجھ سے تمام نوٹس لے لیتے گا۔ ہندو کے کچھ بڑے خوشی کے آثار نمودار ہوئے اندام نے منظر انداز ہندو سے شہیلا کی طرف گھبراہٹ سے دیکھا کہ شہیلا کی نگاہیں ہندو کی نگاہیں سے لڑکی جھک گئیں۔ شہیلا نے لڑکیوں نے قدت کے پیغام کو سمجھ لیا تھا۔

شہیلا کا کہ حسین ترین لڑکی تھی چھٹی خدہ آنکھیں شراب کے ساغر، سراز، دھڑک، نرم و نازک، ہر صحت کے حامی ہندو کو تھکے تھکے پیر نہ دے لے آخر ہندو کا دل کوئی کچھ نہ تھا نہیں تھا۔ لڑکی میں ہر آواز کے اندام میں ہندو کے ہندو کے ہندو کے ہندو کے

اس کے ہاں شرم نہ کر دیا تھا۔ ہندو مذہب کے ساتھ
ہندو مگر خوش مزاج نہ لگا تھا۔ اپنی اہلیہ، حاضر و اب
خوش مزاجی کی بنا پر اس نے کچھ اور دن اور عبادتیں پناہ نام
پناہ تھا۔

ادرجب ایک سال بعد اس کا اس اثر کا ڈبہ ہوا
تو اس میں مرث اٹھ کے جس سے اس کی مشہرت اس بڑھ گئی
کیونکہ اس کی پیش پیشی ہوتا تھا۔ خاص طور سے کرن
سودھت اچھا لکھائی تھا۔ اس کا ایک ہر ایک پڑھتا ہی
پیش پیشی نظر آتا، چنانچہ دوسرے سال لوگوں نے ہند
ہو کر گند کے خلاف پڑھنے کے مسات کے لئے اسے
کھڑا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ہندو شرم نہ کر دیا، پتہ نہیں
کہ اس سے پہلے ہی اس کے لئے جس نے سے دلت
دیشے تھے کیونکہ اس کے ہندو کہہ دیا یا نہ ہو
تھے اس کے رہ گئے تھے کہ اس کے دل دیا ہے مگر
یہ وہ ہندو ہیں اس کے نام پر مشعل لگائے ہیں۔

ہندو نے پڑھیں ہیں اگر طبکاری کی مشیر تیریں جان
والی دی، بہت سے نکلنے کر لئے۔ فریب طبکار کو دیکھ
دولے اس کے ایک دو لکھ کر سکتا تھا کیا، اس کی متوریت
میں پانچ لکھ لگے تھے کالی کی لڑکیاں اس سے بات
کرنے کی پڑی مشاق پڑتی تھیں لیکن ہندو نظر آتے تھیں
تھے کچھ بھارتیہ تھے۔ اگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں تھا
کہ وہ ان سے برا ذاتی سے پیش آتا ہو۔ اہلہ شیلہ سے
پڑتے اور بات کرتے یہ بڑی فرانا دلی کا بہت دیتا تھا
تھیں اس کے کسی جہاں حد سے اس کو مت فرمایا ہو
یادہ۔ شیلہ کے بچے احسان کا بلر چکا تھا چاہتا ہو۔
یہ کیفیت بات کچھ ہی ہو شیلہ اور ہندو کی ملاقاتی دلت
ہندو پڑھتے تھیں اور دوسرے مصر مل محبت کے اندر دیتا
کیونکہ ان کے لئے بچا کے اندر ایک دن اس دلت کی محبت
کے چہرے پر یہ کالج میں ہو گئے۔

یہ اس میں اس کے ہندو اور شیلہ سار
انٹھ کر گئے تھے۔ یہی بھی نیو پڑھتے تھے اس کا کرتا ہی

ہر کرتا ہی اس دلت کی اس کے ہندو کی میں بچے مل جاتے
چلن اس کے اس کے شرم کی میں ہندو کے دلپ
اس کے میں پڑے جاتے۔ دلتوں ہر کی گھاس پھٹے
ہوئے ایک دوسرے کا زندگی ہر ساتھ بچائے کا ہند
کرتے۔ یہ میں دلتا ہوتے۔

ادھر ہر ایک دن ہندو نے شیلہ کے ہندو کے ہما سے
بتا دیا کہ ہم دلت ہیں۔ اسے کہیں اور سے کوئی معقول تو کیا
لی جاتے تو پھر اس اپنی دہن کو یاد کرنے باندی گا۔
شیلہ نے کچھ ایسے صورت ہرے انداز سے کہا جیسے
اسے یقین نہ آیا ہو۔ "پتا ہندو تم کچھ اپنی دہن بنا سکو
کے ۹"

ادھر ہر صبح کہ ہندو نے کہا "ہاں ہاں سفید
تم کسی باتیں کرتی ہو۔ اگر تم راضی ہو تو مجھے تم سے شادی
کرنے سے کوئی رک رک سکتا ہے۔ شادی کرنا چاہوں تو میں
اب بھی کر لوں۔ لیکن یہ دل میں کچھ اٹھیں ہیں، کچھ
تقریبی ہیں، بھی کہیں بائیں نہیں ایک پہچاننا چاہتا ہوں
ادھر شیلہ وہ تقریبی ہیں۔ شادی سے پہلے ایک خوبصورت
چہرہ سا اپنا ذاتی کاہ۔ تمہارے لئے مناسب ادبیات
محکم کے زیورات ادھر ہر سال کی ہر دم بلکہ پرمی
اس دھرم دھام سے منافق ہاں کہ یہ موجود ہوسکی
اس امر کو دیکھ گی۔"

ہندو کی گفتگو ملاں کو شرفی کے اندر میں مل گئی
تھی لیکن اس کے جذبات کی چھائی میں کوئی شبہ نہیں تھا
ادھر شیلہ نے اپنی مزید تفسیر کئے۔ ادھر پکا ثبوت حاصل
کرنے کے لئے ایک طنز پر تیر چھٹا اور مسکراتے ہوئے کہا
"ہندو سا ہے جو بالکل گرتے ہیں وہ پرستے نہیں۔
مزدی نہیں کہ انسان کی سوچی ہوئی ہرات پڑا ہو جائے۔"
ادھر ہر ہندو اس پر بڑی طبع بگڑا تھا۔ شیلہ تم
ہریشہ ایسے میں باتیں کیوں کرتی ہو۔ تم قطعاً فائدہ ہوتے
ہے۔ اس کے لئے کہ ہو۔ اگر انسان میں محبت ہے
وقت ملا دی ہے تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتا۔

ہندو ہندی نے خود شادی میں ہندو کا
ادھر شیلہ کی سیکھ، خود شادی میں لگائی۔ ہندو نے دن
چھینا میں کئی دن خدائیں دیں۔ انٹر دیکھ کال لکے۔
ادھر خوش قسمتی سے کئی بگڑا تھا چاہا کہ ہندو نے
کافی ہندو خوش کے ہندو دہن میں ہندو شیلہ میں ہندو
کی لڑکی خطہ کر لی ادھر ہر ہندو کی خوش رنگ کے ہندو
اس تقریب میں قیامت کر دیا گیا۔

شیلہ ادھر ہندو کی ملاقات میں ہندی میں ایک
تو اسے تر خطہ کے دے دیے۔ کچھ بھی ہندو کی گرفتار
ادھر شیلہ کے ساتھ میں شادی کے لئے گزرا کہ چلا جاتا۔ ادھر
اب تو شیلہ نے بھی اپنے والدین کو اس بات پر رضی کر دیا
تھا۔ والدین ہندو تھے سو چاروں کی قیسم فائدہ ہے اپنی
اچھائی بڑی خود سمجھتی ہے۔ چنانچہ شروع میں تو ہندو
کی بھی کہ پتہ نہیں ہندو کس ذات اور گھرانے کا لڑکا ہے
لیکن ہندی لڑکی کے یادہ ہندو کہنے ہندو بھی راضی ہوئے
اب ہر ہندو کے فیصلے کا انتظار تھا۔ ہندو کو دلت
سال لڑکی کہنے لڑ پکے تھے۔ لیکن ابھی تک اس نے
شادی کرنے کی تدبیر کا فیصلہ ہی نہیں کیا تھا۔ ادھر
شیلہ کی بدھینی انتہا پر پہنچ گئی تھی

جب ہندو کا کتابا دلت لڑکا ہندو چھوٹا تو شیلہ ادھر
ہندو کی ملاقات میں ادھر زیادہ ہو گئیں ادھر ہر ایک دن
ہندو نے شادی کی تدبیر کا احسان کر دیا وہ کل پتہ
کر چکا تھا۔ ایک چھوٹا سا مگر خوبصورت مکان بڑا ہوتا
شیلہ کے لئے اوسط دہن کے ہریشین زیورات بڑا
تھے اور گھر میں آرام اور خدمت کے ہر چیز فریڈی
دو دنوں طرف تیا۔ ہاں شروع ہو گئیں۔

حالانکہ ہندو پڑھا لکھا آدمی تھا ادھر بات تو
بڑی سادگی سے شادی کر سکتا تھا۔ لیکن دل کی باتیں
ہی جو تھیں کیا چاہا جو اس کی ان باتیں تھیں کیا چاہا جو
اس کا باپ گڈر چکا تھا۔ لیکن ہاں باپ اس کے لئے
میں زندہ تھے۔ وہ ان کی بات کہ یہ نہیں ٹال سکتا تھا۔
ہاں صفر اس پر خطہ لڑا گئے (

- (۱) 353 اپر 354 ڈائنڈلہ اور سیکنڈ ہندوستان کیس میں فیڈرل ایٹ، ٹی، ڈی / 2 ایٹ، ٹی، ڈی مابین فرخ آباد اور دہلی پیمانی
(ii) 4 اے، ٹی، ایٹ / 5 اے، ٹی، ایٹ جو اگر چھانڈی اور فرخ آباد کے درمیان پیمانی ہیں۔ مابین اگر چھانڈی کان پستوں کی ان گاڑیوں
کے مابین دہلی، ٹی، ڈی اور ایٹ، ٹی، ڈی کے درمیان دہلی کے جوائنٹ پی ای / 2 سی، ڈی، ایٹ کے ہیں جو گاڑیوں کے مابین فرخ آباد اور دہلی پیمانی ہیں۔

(۳) گاڑیاں جو منسوخ کر دی گئیں

- (۱) 351 اپر مابین سہارن پور اور انبالہ
(ii) 352 ڈائنڈلہ مابین انبالہ سٹی اور سہارن پور
(iii) 353 اپر مابین گنیش اور دہلی
(iv) 354 ڈائنڈلہ مابین دہلی اور گنیش
(v) 1 سی، ڈی، ایٹ مابین کان پور اور ایشادہ
(vi) 2 سی، ڈی، ایٹ مابین ایشادہ اور کان پور
(vii) 3 اے، ٹی، ایٹ مابین فرخ آباد اور اگر چھانڈی
(viii) 4 اے، ٹی، ایٹ مابین اگر چھانڈی اور فرخ آباد
(ix) 9 کے ایٹ مابین کان پور اور دہلی
(x) 10 کے ایٹ مابین شہرہ اور کان پور

(۵) نئے کنکشن جو میٹا کئے گئے

- (۱) 2 ایٹ، ٹی، ڈی سے 6 ایٹ، ٹی، ڈی دہلی 4 ایٹ، ٹی، ڈی دہلی
(ii) 1 ایٹ، ٹی، ڈی سے 4 ایٹ، ٹی، ڈی دہلی
(iii) 9 ایٹ، ٹی، ڈی سے 350 ڈائنڈلہ جاندر چھانڈی پر
(iv) 347 اپر سے 4 ایٹ، ٹی، ڈی دہلی فرخ آباد
(v) 1 ایٹ، ٹی، ڈی سے 7 ایٹ، ٹی، ڈی دہلی
(vi) 1 ایٹ، ٹی، ڈی سے 3 ایٹ، ٹی، ڈی دہلی
(vii) 354 ڈائنڈلہ سے 361 ڈائنڈلہ / 4 ایٹ، ٹی، ڈی دہلی
(viii) 351 اپر سے 9 ایٹ، ٹی، ڈی دہلی

۶۔ گاڑیوں کے اوقات میں اہم تبدیلیاں

- (i) بر ۵۵ ڈاؤن سیر کی ایکسپریس دہلی پر جانے سے گھنٹے ۴۰ منٹوں کے ۵ گھنٹوں پر پہنچے گی۔
- (ii) بر ۲۸ ڈاؤن فلائنگ میل (رہا) نام امت سیریل) تقابلاً ۲۱ گھنٹے ۲۰ منٹوں کی بجائے ۲۱ گھنٹے ۵ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (iii) بر ۲۷ اپ فلائنگ میل (رہا) نام امت سیریل) اوت سر پر ۲۲ گھنٹوں کی بجائے ۲۱ گھنٹے ۳۵ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (iv) بر ۱۸ اپ ساس جتا، دہلی سے ۱۱ گھنٹے ۴۵ منٹوں کی بجائے ۱۱ گھنٹے ۳۵ منٹوں پر روانہ ہوگی۔
- (v) بر ۳۷ اپ بنگالویل فیرڈ پر ۶ گھنٹے ۳۵ منٹوں کی بجائے ۶ گھنٹے ۳۵ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (vi) بر ۳۵ ڈاؤن بنگالویل فیرڈ پر ۲۰ گھنٹے ۵۰ منٹوں کی بجائے ۲۱ گھنٹے ۱۰ منٹوں پر روانہ ہوگی۔
- (vii) بر ۱۱ دہلی دہلی جتنوہ فاسٹ پیکر دہلی سے ۱۴ گھنٹے ۵ منٹوں کی بجائے ۱۵ گھنٹوں پر روانہ ہوگی اور جتنوہ ایک گھنٹہ ۵۵ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (viii) ۱۲ ڈاؤن دہلی جتنوہ ایکسپریس دہلی سے ۲۲ گھنٹے ۱۰ منٹوں کی بجائے ۲۲ گھنٹے ۵ منٹوں پر روانہ ہوگی اور منٹ سیراے ۱۳ گھنٹے ۵۰ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (ix) ۹۳ اپ جتا دہلی دہلی سے ۱۹ گھنٹے ۳۰ منٹوں کی بجائے ۲۰ گھنٹے ۱۰ منٹوں پر روانہ ہوگی۔
- (x) ۲۱۳ اپ دہلی۔ امیر پیکر دہلی سے ۲۰ گھنٹے ۵ منٹوں کی بجائے ۱۹ گھنٹے ۲۰ منٹوں پر روانہ ہوگی۔
- (xi) ۲ بی بی آر۔ بیکانیر روڈی پیکر بیکانیر سے ۸ گھنٹے ۵ منٹوں کی بجائے ۹ گھنٹے ۲۰ منٹوں پر روانہ ہوگی اور روڈی ۲۲ گھنٹے ۲۰ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (xii) اے ایم بی سیانیر مشا رت پیکر بیکانیر سے ۳ گھنٹے ۴۵ منٹوں کی بجائے ۷ گھنٹے ۴۰ منٹوں پر روانہ ہوگی۔
- (xiii) ۱۱۔ اپ جتا دہلی ایکسپریس دہلی پر ۶ گھنٹوں کی بجائے ۶ گھنٹے ۲۰ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (xiv) ۶۷ اپ جتا دہلی جتا ایکسپریس منٹ سیراے سے ۵ گھنٹے ۲۰ منٹوں کی بجائے ۳ گھنٹے ۷ منٹوں پر روانہ ہوگی اور لاہور ۵ گھنٹے ۵۵ منٹوں پر پہنچے گی، روڈی ۶ گھنٹے ۱۵ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (xv) ۴۸ ڈاؤن دہلی ایکسپریس لاہور پر ۷ گھنٹے ۲۵ منٹوں کی بجائے ۱۰ گھنٹے ۲۵ منٹوں پر پہنچے گی اور ۱۵ گھنٹے ۵۰ منٹوں پر روانہ ہوگی اور لاہور ۱۴ گھنٹے ۵ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (xvi) ۲ ڈاؤن سیراے ایکسپریس دہلی پر ۶ گھنٹے ۱۵ منٹوں کی بجائے ۶ گھنٹوں پر پہنچے گی۔
- (xvii) ۹ اپ دہلی ایکسپریس دہلی سے ۶ گھنٹے ۱۵ منٹوں کی بجائے ۹ گھنٹے ۵۰ منٹوں پر پہنچے گی۔
- (xviii) جے ایم بی جتا دہلی پیکر لاہور پیکر دہلی سے ۱۷ گھنٹے ۵ منٹوں کی بجائے ۳۰ گھنٹوں پر روانہ ہوگی اور پیکر لاہور پر ۹ گھنٹے ۵ منٹوں پر پہنچے گی۔

(x) 4 جیم، بی میرٹھ، مدو بدھائی، منجیر، شادوڑے 10 گھنٹے 15 منٹوں کے بجائے 22 گھنٹے 40 منٹوں پر مقرر ہو گئے۔
بدھائی 8 گھنٹے 16 منٹوں پر پہنچے گی۔
(xx) 108 پاکستہ جہانوس پیسٹر گھنٹوں سے 80 گھنٹے 30 منٹوں کے بجائے 19 گھنٹے 15 منٹوں پر مقرر ہو گئے۔

7- (بے) گاڑیوں سے ایرکنڈیشنڈ اکوڈیشن واپس لے لی گئی

(i) 9 اپریل 92 ڈائنڈریک، ڈیول، اور بیکانیر پتہ ہے ایرکنڈیشنڈ اکوڈیشن واپس لے لی جائے گی کہ کچھ پر مشتمل ہے (1963)
(ii) 4 اپریل 4 ڈائنڈریک، ڈیول، اور بیکانیر پتہ ہے ایرکنڈیشنڈ اکوڈیشن واپس لے لی جائے گی (16 اکتوبر 1963)

7- (بی) تھرو اسیکشنل کیریججز کا اجراء

تھرو اسیکشنل	کلاس آف اکوڈیشن	گاڑی نمبر	
ایک	I اور III	84 اور 85	(i) کھمبہ پور، دہلی
ایک	III	99 اور 40	(ii) ایٹنا
ایک	I	12 اور 11	(iii) ایٹنا، دہلی

7- (سی) جیہا کرنا I اور II کلاس اکوڈیشن

دہلی ایریا میں چلنے والی مندرجہ ذیل مقامی سٹیشنل گاڑیوں پر I اور II کلاس جگہ کا انتظام کیا گیا ہے

اسٹیشن مابین

ٹرین نمبر

دہلی - صفدر جگ - غازی آباد	(i) 1 ڈی، ایس / 2 ڈی، ایس
دہلی - صفدر جگ	(ii) 1 ڈی، ایس کے 4 ڈی، ایس کے
دہلی - کٹن گا	(iii) 1 ڈی، ایس کے 2 ڈی، ایس کے
دہلی - صفدر جگ - شکر پتہ / مدھن پتہ	(iv) 1 ڈی، ایس کے 2 ڈی، ایس کے
دہلی - صفدر جگ - دہلی	

چیف کمرشل سپرنٹنڈنٹ

”اے بھائی! تو نے اس وقت کے نظریں میری
آہستہ آہستہ چاہے۔ لیکن اور کون سا ملک شکار کھنڈ
کا ایک قطروں میں سرخسویں پانی ہے تو میرے لیے کچھ
نہیں بگاڑ سکتا۔ اب اگر تونے کو کہہ دوں تو میرے لیے
تو سوہنے میری بی بی کا آواز پر سیکڑاں سر دکانی
دیں گے اور پھر کچھ بہانے کا بھی رونا دے گا۔
مہار کے بگڑنے پر تیرا اندر دھڑکی نہایت کا
جنم امانہ لگا کر کہیں لافانی آدمی نہ آجائے۔ وہ
تو سوہنے میں پڑا تھا تو میرا گھر سے پورا ہوا ہو گیا
وہ آٹھ ماہ سے جوئے پل لگا۔ لیکن چلتے وقت بولا
”اگر تیری بی بی کی نہ بھلائی ہو تو تھیں نہ تھیں“
وہ مانتے پھر اس معصوم لڑکی کو چھاننے کی
تو کہیں سوچتا ہوں۔ کافی حد تک لہجہ میں غلطی ایک
خاص آدمی کے ذریعہ اس کے کانوں میں گھس گئی تھی
دوسرے ہی دن سورج نکلنے کو شہر قراونے گرفتار
کر لیا۔

چکی دار اندھ لکھیا کے بیان سے تھے۔ دو دنوں سے
بتایا کہ رات سورج نکلے اپنے مکان سے غائب تھا
نہیں تھے شہادت وہی کہ انھوں نے ہی اسے اُسے
پہچانے آتا ہوا دیکھا تھا۔ وہ ان کو دیکھ کر مانتا
کھڑا تھا اس کی بات میں کچھ دبا ہوا بھی تھا۔ سب
بیان تھنے لہجہ میں سے دینے لگے تھے۔ چکی دار
کہیا کہ زمیندار صاحب کے بیانیوں سے سب حیران
تھے۔ اس لئے کہ بات البتہ تھا اس کے چاند سوکھا
اس میں شریک تھا لیکن کبھی موت نہ تھی کہ تھلے دار
کو جھٹکا چھانے ضرور ان کے بیانیوں کی تہیہ کی
لیکن تھلے دار نے ڈانٹ بتائی وہ بیچوں بیچوٹ
کہہ دینے تھی۔ اس کی ہم دھرم کی التجا دل پر کسی نے
جی دھیان نہ دیا۔ سورج نکلے کا دل بھرنا اس
نے کیا کو دلا سادہ۔

”قیامت گھبراؤ! ایشہ کی لہجہ میں پائی ہیں۔

وہ تھلے دار کے اشارے سے نہ ہلے کچھ جن میں کون
سے برے کم کے تھے کھانا تو پیش ہوئی پڑا ہوا
سورج کی آگ میں جوتی۔ وہ کچھ اٹھنا چاہتا تھا
لیکن ہل نہ سکا۔ اس کا تھلے دار کا اشارہ ہوا کہ
نکل چلے۔ وہ تھلے دار کی کوڑیائی ہونے آگھوں
سے دیکھتا ہوا اندھ لکھیا کے ہم کھانا میں
تبدیل ہو گئی گاؤں کی عورتوں سے کچھ کہیں گھرنے
آئیں۔ لیکن تھلے دار سے خوشی کے کوئی اثر نہ نظر آئے۔
وہ گھر میں کے کھانے میں خوشی آجی تھی اب بیان
معلوم ہوا تھا۔ جیسے ابھی کوئی جانہ بیان سے
نکل ہو۔ ان اس کے گھر سے اس کے چنانچہ رات
نکل رہی تھی۔

شام ہو گئی۔ لیکن چھانے کھانے کی سانی بھی نہ
کی اندھ لکھیا کو چاہا کہ نہ ڈالا۔ غم کی فراوانی نے اسے
سب کچھ ٹھنڈا دیا تھا اس کے دماغ میں تھا بینا دار کے
الفاظ کو یاد ہے تھے۔ اگر تیری بی بی کو.....

اُس نے کانوں میں اٹھیاں ٹھونس لیں۔ اس کے
دماغ میں طرح طرح کی خیالات گردش کرتے اندھ لکھیا
دوسرے خیالات کو روک کر اپنا عمل چلا۔

گاؤں کی عورتوں اندھ لکھیا کا تانا بٹھا ہوا
تھلے دار کی بے کسی پر سب کو روم آتا تھا۔ لیکن جب وہ
کھڑکی کھولے یا کچھ رواد تو کھانا کھانے پر ہاتھ لگتے
”اے! اے! ہمارے بس کی بات نہیں۔ ہم سب
سراہ دیا دیا جائی“

ایک طویل بحث کے بعد شکر ہا پر سگھ چھا کو
زمیندار کے پاس لے گیا۔ اندھ لکھیا میں سفارش
کرنے کی درخواست کی۔ وہ پہلے تو پہنچے پھر تھے کا دم
لگا ہوا اندھ لکھیا پر سزا دینے ہوئے تھے۔

”سہہ شکر ہوا کی پڑا لگا ہے جرم بہت
سنگین ہے۔ پھر میں نہیں آتا کہ کیا کہہ۔“

”تم جھوٹ بول رہے ہو۔ جیسے جوتہ میرا

پاؤں چھ نہیں ہے۔ میرے پاؤں کچھ چھ نہیں ہیں۔
”چھ نہیں ہی! دو جگہ ان سے! اور کچھ کچھ کام نہ
سے۔“

وہ چنانچہ کھانا پیش ہوئی۔ لیکن ہا پر سگھ کے
کہنے سے چھانے پھر خوشامدی۔ زمیندار صاحب بولے
”اگر وہ ہا پر سگھ کے کھانے میں تو ابھی کچھ ہوا
ہے۔ شاید سورج چھوٹ جائے۔ اس کے سوا اور تو
کوئی امید نہیں۔“

اسی دوران میں گاؤں کا لکھیا بھی چکی دار کے
ساتھ آگیا اور کوڑی کر لیا۔

”وہ کوڑی بڑے دیا تو میں، اگر سورج نہ
دے گا تو کھانے پر چھانے جائی تو وہ جرم سزا کو
چھوڑ دیں گے۔“ اور چل پڑا تو دیکھتے ہوئے پھر بولے
”اگر وہ چھانے تو پھر تو کچھ نہ ہو گا۔“

چل پڑا چکی دار کے گھر میں لکھیا کی جوتی
ہل کھا رہا تھا۔ زمیندار صاحب کو چھانے پر ہاتھ لگتے
ہوئے تھلے دار کو گڑا رہے تھے۔ ہا پر کچھ سوچ رہا تھا
شاید قیامت سے شادی کرنے کے مسئلہ اور ملی روٹی
منظوری اور سوز کا ڈوب بدل رہی تھی۔

وہ اس سے آہستہ پرچھتے ہوئے بولی
”اگر میں اتنے روپے لالہ کی کہاں سے؟
میں نے اتنے روپے تو کبھی پہنچے میں ہی نہیں دیکھے۔
چھانے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

دیر تک اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ آخر کار
پہا یا کچھ اپنے بیٹے اندھ لکھیا کے بیچ ڈالے اندھ لکھیا
زمیندار صاحب کو دے کر اپنے باپ کو چھوڑ دینے کی
کو شش کرے۔

صبح کا وقت تھا۔ گاؤں میں غیر معمولی جوش
تھی۔ گھر میں چکیاں چل رہی تھیں۔ ہوائیں
بیل سے ہوئے کھیتوں کی طرف جا رہے تھے۔ جوتی
گروں کا کھڑا ہا پر چھانے کی جوتی۔ کوئی سزا

گویند گا کہ شہرت اور مذہب پہننے کے مستحق
ہیں کہ سنا تھا۔ لیکن ایک سے سے کا اتفاق نہیں ہوا
تھوڑا سا کتنا کٹا کٹا کچھ کوئی نہ ملے نہ ملے اور اس سے
فرق نہ دے حاصل ہو جائے۔

اگرچہ میں سے غصا اور اندیشہ تھا۔ گشتِ یمن گھر گھر کرتا تھا۔
اور میں سے چل جاتا تھا۔ ہمارا وہ نام کہ چل رہی تھی۔
وہ مرا اپنے ہار سے قبا پہن کر تھوڑے گھر میں گئے
جئے ایک کے گھر سے رہتے تھے۔ میں نے سوچا کہ کاکا کا نام
نہم سے نہ لے جاؤں اور نہ ہم کہہ سکتے تھے کہ جان اور نہ کہہ سکتے تھے
کہ ہم یہاں کی چڑھائی جاتے۔ ہر وقت ہر دو خوش گور تھا
روزی کو ہر پڑے دو کوں کے لئے) کہ پڑی تھی طبیعت چارہا
تھی۔ لیکن ایک کوک کہ زندگی ہی کیا تھا سے تو یہاں ہی کیا گیا
ہے ناخوں اور کاندھوں کی سوئی ہوئی گڑھوں سے لعلت
اندیشہ نہ کرے۔

مجھے جب کام کی زیادتی کا پتہ چلا اور یہ معلوم ہوا
کہ آج بیت سادہ کام انجام دینے میں تو آرام کے خیال
کو ترک کرنا پڑا۔ اور بادل ناخاستہ و ترنک طرف چلے

چراغِ شمع کے نور سے چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے
ہاتھ ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے
اے پنڈیکا۔

جب کوئی کے نزدیک پہنچا تو انھیں خبر ہو گئی
کہ کوئی کا تو یہ وہاں کی طرف کی طرف تھی۔ اس کی ہمت
اور ان کی دیکھنے سے متعلق رہتی تھی۔

پوچھنے پر پتہ چلا کہ آج کل صاحب کی دعوت
رہی ہے اور اس سلسلہ میں اس اشکالات کے جانے
تھے۔ میں کوئی کی جان اور خوبصورتی کے کہہ گئے
میں اتنا شرمک تھا کہ اس پاس کی سطق غیر ذرا

اور میرے خیالات کا سلسلہ اس وقت تو ثابت
ایک بھلائی کے ہونے کا انداز میرے کانوں کے پردوں کو
چرخی چھوٹے میرے دل میں اتر گیا۔

ساتھ ساتھ یہاں اپنی جگہ اور خوبصورت
دھرم پتہ (جس سے حال میں انھوں نے شادی کی تھی)
کے ساتھ گئے کہ میری کھوٹے میں مشغول تھے۔ شرمک کے
آدھ اور انھیں اندیشہ تھا کہ ان کے اندر غور و فکر نہ ہو

کھانا کھانے کا اور چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے
جگہ سے گزرا اور ان کے اندر غور و فکر نہ ہو
کاد اور اس کے چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے

ابھی چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے
سب کو آپ کا بھلا کرے گا۔ یہ سب کے اندر سے تڑپ رہا ہے
آپ کے چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے
تاکہ کہ چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے اور چھوٹے چھوٹے

راہے یہاں سے گزرتے ہوئے اپنے فکر کو آواز
دی کہ اس کم جتن اور کم جتن سے دھندلے رہا ہے
اس کی جگہ اس کی سطق کی تاب نہیں دے سکتے تھے۔

ان کے فکر کو آواز دے رہے تھے اور ان کے اندر غور و فکر نہ ہو
تہ کہتے ہوئے۔ کم جتنوں نے ہاتھوں کو میری کھوٹے
خانہ کے گھر ہے۔ روٹی کا ایک چٹا سا ٹکڑا اور کھانے کی تر
پھینک دیا جو اس کے ساتھ دم چارہ تھے گئے۔ وہ
کے کھانے کے لئے آپس میں چھین چھین کرنے لگے اور اللہ
کھڑی بھلائی صورت دیا اس سے ان کو کھانے کی طرف توجہ
دی۔

اردو شعری ادب میں گراں بہا اضافہ ”ننگینے کے بعد“ قرینے

آبر احسنی گنڈوری کی غزلیات کا دوسرا دیوان
جس میں ۲۴۵ غزلیں ایک نظم اور تشریحات کی مکمل فہرست ہے۔ عام دیوانوں سے ۲ گنا مہرے
قیمت صرف تین روپے ۲۵ نئے پیسے
غزل کا معیار کتنا بلند ہو چکا ہے۔ یہ قرینے کا مطالعہ تباہے گا۔

لے کا پتہ۔ آبر احسنی گنڈوری ضلع بدایون (یو۔ پی)

کہ ہے نہ ایک دم ہی اس غیب کی
 ۱۰۹۔ کہ غیب کا عالم غیب کی ہے
 "میں نہیں ہوں" جواب میں کہ یہ نہیں
 کہتا۔

محبوبہ تم کا ہاں مجھے تو خوش ہے۔
 "اس میں شک نہ کرو کہ اس بات سے" وہ چاہتا ہے
 کہ اس کا دل ہے میرا دل اس کو کہ وہ اپنے دل سے
 ہی جاگ جاتا ہے۔ "نہیں چاہتا ہوں۔"

نہایت غریب میں سال کی ہے اس میں
 یہ سوچا ہی نہ تھی کہ میں اس کے لیے چلا آئے ہوں
 نہیں جیگا۔ "میں غیب سے سوال کیا۔"
 "میں اس بات سے کہ میں نے کل کو کتاب میں
 پڑھ لیا ہے کہ ہمارے پیار ہو جاتا ہے، خدا
 اس سے چاہتا ہے کہ وہ نہ لگی راہ میں اس میں رہتا ہے
 نہیں لڑے۔"

نکاح میں پڑھ لیا ہے یا اس کے "اویں" جیم
 لڑا ہے فطرت کا۔

نہیں ادا تھا کہ کب کب کا غیب کے بچہ نہ پڑے کہ
 رہا ہے ہر شے کا ایک دم سے باہر نکلا۔
 یہ حقیقت ہے کہ کبھی بھی نہ دست فلاح کے
 ساتھ اس کے خار نکالنا چاہئے کہ وہ شرم سے
 ہانپ پانی ہو جاتا ہے۔ چہ نہیں کہیں نہ شرابی وہ بھی
 تو کہیں میں پیدا ہوئی تھی اور اس کا گھٹنہ راس کے
 ساتھ چپن ہی سے ہوئی تھی نہیں نہ ایک دم سے
 نکلا کہ چھت پر پہنچی اور انہیں چاہا تو چاہا کہ وہ شادی
 کو دیکھنے کی تمام بات پوری آب و تاب سے بچنے
 کے جواب میں کہ پڑے تھے۔ وہی نہیں آخر شادی میری
 توئی کہ کتاب کی خبر لکھی تھی شرم سے نہ ہوا کہ
 پورے عالم پر پھیلے تھیں۔ "جیسے دیکھ کر غیب کا
 سلسلہ بڑھتے بڑھتے آتا ہے کہ صورت اختیار کر گیا
 آفتاب کے فرار ہستی وہ پھیلا دیا غیب کی ہر شے

آنسو ہی آنسو

وہاں کو نہ لکنا کیا دیا اللہ اب صاحبہ لکھا کہ
 چڑھا کہ اس حدت بھیجا وہاں سے غیب نہ دیکھنے
 کو نہ لکنا تھا۔ "نہیں ہے" ساتھ نہ لکنا صاحبہ لکھا کہ
 کہ یہ خوشی کی انتہا تھی، کیونکہ اس کے دیکھنے سے
 خواب اب چہرے پر نہ ملتا تھا

نہیں ریا میں سے ہے پناہ جنت کوئی تھی جب ہے
 اس سے ریا میں کے لئے کی خبر تھی کہ اسے خوشی کے
 برابر کھاتی تھی، نہ ہاں ہی تھی۔ "برابر ہوئی تھی۔ اس
 کی جوت پاس سب کچھ اور کھاتی تھی۔ اور کھانا نہ لکھا۔
 مستقبل اسے روشن نظر آ رہا تھا اور اس کا تڑپ
 میں لکھتا تھا ہمارے کہ آ رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی ریا میں
 آجئے پھر دیکھتا تھا کہ اس کی خالہ اور بی بی
 اس پر وقت اس سے کہتی تھی۔ "یاں اب نہیں آئے تھے۔"
 تو قلم بول گیا ہوا۔ "اس نے قلم کی شاہی کو
 ہوگی نہ کہ ولایت میں لڑکیاں بھول کے پڑ جاتی ہیں
 اور خاص طور پر ہندوستانی مردوں کے بچے ہیں جنہوں نے
 کوئی بھی نہیں سمجھتی ہے۔ اور باتیں ہی کہ نہیں کا معصوم
 دل سے جاتا، اور وہ گھنٹی ریا میں کے بارے میں باندھا گیا
 کیا سوچا کرتی تھی۔ "مگر وہ ریا میں کو بتا دے گی کہ
 جیو ریا میں ایسا نہیں ہے جیسے سمجھ کر تھی۔ "نہیں کہادت
 تو یہ کیا اور ریا میں کو بچنے اسٹین جاننے کی کامیاب
 ہوتے ہیں

بیم فایہ۔ "ریا میں اور ریا میں"

ہو کہ ہمارے عہد بادل کو قاتل ہونے کے لئے
 نمرود سے ہے
 نہیں جنت سے آ کر کہ وہ دم میں پہنچے جس
 سے کاشا ہو کہ جیسے ہی باغیچہ دم سے نکلا وہ جنت ہے
 کہ تھا جاوید جو پورے سکروں کے لئے کھلا نہ تھا
 توئی زبان سے کہہ رہا تھا

"کہ وہاں جدی تڑپا یا میں باقی وہ تو قلم
 تین ہاں ہے"

نہیں پھر جواب دینے سکھاتا ہوئی نہایت
 دم میں ہی تھی۔

میں بات ہے کہ کرا میں نے کبھی اسے
 کے جودیت کے بارے میں تھا۔ وہی ریا میں کے گھٹنہ نہیں
 کے ساتھ ہوئی تھی۔ "نہیں کے والد عیدائش خان گھٹنہ کے
 مانے ہوئے رہیں تھے۔ "والدہ کے قلم کے مدد سے
 مالی شہن کوئی تھی چہرے کے چہرے پڑے اٹھا ادا
 کرتے تھے

ریا میں فایہ صاحبہ کمر ہم بھائی احمد لکھا
 کی نشانی تھا۔ "امروں کی بیگیاں کو چہرے کا لکھا چوڑے
 کہ کھانا نہ پڑھتے تھے۔ "والدہ کو دیکھ کر
 ہی چہرے کے لکھا ہی نہیں اس سے ریا میں کی ہر شے غیب
 صاحبہ کے پہلا ہی ہوئی تھی۔ "والدہ ریا میں کے گھٹنہ
 احمد لکھا کہ جنت، ہر شے سے گھٹنہ تین ہی تھی
 احمد لکھا کہ جنت، ہر شے سے گھٹنہ تین ہی تھی

ریاضۃ - اُف فہمہ -

نابینگو۔ "ہاؤنسیہ" کہہ کر جھٹکا کرے اور
"ہوت لڑیہ لڑیہ"۔

ریاضہ : درویشاں کے درمیان میں داخل ہوتے ہوئے
 میری اچھی بامی نیکم ، خالہ جان فرادی میں بدلی گئے
 درویشاں کے قریب آیا ۔

نیم :- میں خدا کو کھلی کر کہہ دیتا ہوں کہ میں اب جو شیئہ
 رہتا ہوں وہ شیئہ اب بھی ہے : تم یہاں سے میرے لیے نکال دو
 میں اب بھی ہر ۔

نیمہ اولیٰ - تھوڑے دنوں کا اعلیٰ پند نہیں ۔

یہ نہ، میں کہاں ذات کر رہی ہوں۔ جس کے ہی پر
 رہ کر رہی ہوں۔

نمبر: میاں محمد عابد

مکانہ سے بھی کہ راضی ہیں کہ ان کے خیالوں میں تمام اچھی

نیم : میں کہتا ہوں خدا : اے نبی! اس پر کلام
 زبانی کو ملک - دولت -

پکا نہ۔ ” وہ نہ کیا؟“

نہیں۔۔۔ ایسا سچا دل کی بات ہے۔
 یہاں تو قیدی کی کسی کو قیدی کے۔

نیم۔ کیا مطلب ہے ؟

بیاض :- مطلب یہ کہ تمہارے کان بچھڑی سے
 باہر بھیجا کے باقی میں دے دیئے گئے ہیں، تمہارا میرے
 کان کی زندگی :-

نمبر: "تمہیں قضاوت کرنے دیے۔"

میں نے ایک مرتبہ

نہ ایک نیکو

سید - سید - سید

ملائے سے جو عیادت دعائی ہی اور عزت کی
کمالی ہی۔ چچہ تو ہے انیسویں کو کہ جس عیادت
رکعت بندہ چاہے۔

[illegible]

ایک دفعہ صاحب نے فرمایا ایک آدمی میں داخل ہوتا
تھکا۔ "خیر! یہ کون سا آدمی ہے کہ اس کا وقت بوقت نکلا
مے قریب آتا ہے اور تم سب سے گلی سے پکارا ہو؟"
نمبر - "اس اعلیٰ تندرستی والے!"

صاحبِ اہلسنم سے مل کر کہہ دیا یہی
 ہے جہاں ہم قلاب اور جاناں اداوار و کارہید و شجرہ
 کا اداوار و کارہید ہے۔ اداوار و کارہید کا
 اداوار و کارہید ہے۔ اداوار و کارہید ہے۔

ہلا پیچھے پر تہ چار دن ایک محنت کر رہے ہیں۔
وہی آدمی بیٹا کو لڑکھانڈا کہنے لگے۔ بیٹا جواب
کہتا ہوا کہ باپ کی بات سنیں۔ اور بچہ رانا بھی گئے

ہر ایک کی زندگی میں ہر لمحہ کے لئے خدا کا شکر ہے۔

مقام کے لئے ایک اور شخص کو بھیجا گیا۔ وہ بھی وہاں پہنچا تو اس نے بھی وہی بات کہی۔ اس کے بعد ایک اور شخص کو بھیجا گیا۔ وہ بھی وہاں پہنچا تو اس نے بھی وہی بات کہی۔ اس کے بعد ایک اور شخص کو بھیجا گیا۔ وہ بھی وہاں پہنچا تو اس نے بھی وہی بات کہی۔

جیسے جاننا کہ اس کے ذہن میں کیا ہے، جب اسے
پڑھنا چاہتا ہے تو اس کے ذہن میں کیا ہے، جب اسے
کون سا شے یاد ہے، تو اس کے ذہن میں کیا ہے، جب اسے
کون سا شے یاد ہے، تو اس کے ذہن میں کیا ہے، جب اسے

سچے۔ ایک ایک کو اپنی جرات سنا کر وہ سارے گارڈ
 کے ہونے کے لئے دانا دانا جرات بیجی کے قرب جہاں میں ہیں
 وہ فی جہاں میں پیدا ہوا ہے کہ جو ہے وہاں میں کہ
 فن ہو گیا۔ ہیں کے ساتھ فرق ہونے والے ساروں

گنہگار بن گیا، ہر دوسری سو فیصد آمدن (مقررہ پانچ
چروڑ روپے) نام اس سرکار کے لئے دیئے گئے جو اس کے
آئندہ دینی و دنیاوی کاموں کے لئے ہوتا ہے (۶)
یاد رکھنا کہ شریعتی اصولوں (۷) کے مطابق اس کے لئے
اللہ اس کو ایک فیروزہ پیش کرتا ہے کہ اسے
کدام سے نفع ملے، اسے اس کا حق ہے۔

بقیہ شاعری کے بارے میں صفحہ ۱۸ دیکھئے
شاعر صاحب نے اپنی بہت بڑی اور مستطاب کتاب "میر
پر شاعری" میں ان کے کلام پر ایک بڑی عمدہ بحث

اس کا یہ پیش قدمی ان کی تشہیر کے ساتھ ہی ہو گیا۔
 مہندس نے شاد کو لے کر ڈیرہ بھاس میں پہنچے تو
 انہیں اس پر پہچانے گئے، انہیں اس وقت تک روک دیا
 جاتے۔ شاد کو یہ دونوں پیش قدمی کا پتہ نہ

وہ ہاتھوں پر پانچ ہلکے دستوں کے ساتھ کھڑے ہوئے۔
 تمام دوست بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے اسے مبارکبادیں
 کا بارش کی۔ بڑی تعریف کی کہنے لگے: "یاد رہے کہ یہ
 کمالیہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والدین نے ان کو کمالیہ کے

فصل دوم میں تو یہ بھی لکھا گیا ہے کہ
 حضرت علیؑ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام علی بن ابی طالب تھا
 جو کہ بعد میں تو اس کا نام رکھ دیا اور اس کا نام علی بن ابی طالب رکھا
 کہ اس کا نام علی بن ابی طالب رکھا

اپنے دوستوں سے اجازت لے کر میرے گھر آکر بیٹھ گئے۔
 کہتے تھے: وہ بھائی مراد! آپس آئے کھانا کھاؤ گی! صرف دو دن
 کوئی بیٹ نہم سے ملے گی! کچھ سستی چھوڑنا چاہیے۔

[illegible]

و اما در طرف انتشارش از آنجا که این کتاب است که حسرت و توبه را

طرحی مشاعره
نمبر ۵۸

معراج طرح

فزل کستہ لڑکی طری مشاودہ اس کے تبدیل ہونے
کے تحت ضررہ اس سال فرامی۔

تبریکات

شہزادہ احمد نے فرمایا کہ میں نے اپنے
 اسخواب میں جو خبر سنا ہے وہ تمام لوگوں
 کو سناتو رہی ہے جب وہ لوگوں کی مثال ہر چکا
 کر کے کہہ رہا تھا یقیناً بات ہے
 بچہ ہستی اور ولایت شدت کچھ سنا
 مرتبہ بہشت میں بھی ہوئے کہ کہ کم نہیں
 اس کا نام میں نے یاد ہے زندگی بھر کی بات
 یہ کہ ایک ایک اسٹور اور

محبوب دنیا دیکھ کر کوئی سسلا نہ کہتا ہے
وہ جہاں کہتا ہے وہاں وہ نہ ڈنکا کہتا ہے
آدمی کے ہاتھ کچھ نہیں کی جستجو
اس کے ہا دم سے ہے باقی دنیا کی جستجو
کوئی مجھتا نہیں مجھ کی خوشی کے واسطے
روحیت تجھ پہنچے کے واسطے نہیں
حق پہنچنے کے واسطے نہکے واسطے نہیں
روزانہ شہرت میری

ہر قسم کی فکر کی گنجشہ کیوں نہ ہو
 وہ ہے محدود اُن کی روشنی محدود ہے
 قندیل سے غریب کی زنجیروں کا گمراہی
 جس کا جس سے تعلق ہے اس کا جس کا نیست
 آفتاب کی گنجشہ ہے نہ جس کی گنجشہ
 صدقِ دل سے جو غریب سے جس کا ہے

دل کا گھر ہے آئینہ دل میں مرے
شام تنہائی مرے غمِ حیرت و غشا کیوں ہو

میرزا کو مشرتہ گئے تھے کہیں چرند نعل کیوں ہے
اضطرب دل پہ ہر رات کا سال کیوں ہے
وہ ہمارا دل ہی کیوں ہے تیرا پیلا کیوں ہے
ہم تر کی کیوں ہے تجو ہوا پناہ لگے کیوں ہے
دل شکستہ آہیں چوڑیں کھلے من کیوں ہے
میرزا وہ چاکر ہے میرا گریباں کیوں ہے
میرزا وہ گھر کی سی صورت ہے نکلاں کیوں ہے

ہاں ایسی کہیں ہو وہ دلِ نرگس کی کہیں ہو
 بے قصہ اُن کا بڑھ جائے گھٹا کی کہیں ہو
 خود کہہ جائے تو پھر حق کا خون کی کہیں ہو
 خفاؤں دنیا وہیں قرب وگ جان کی کہیں ہو
 گردِ دلِ دھواں سے دھواں پریشاں کی کہیں ہو
 چھوٹا قیدی بنانے سے خوشی مانا کی کہیں ہو
 دلِ جھڑکتا ہو مسلمان کیوں یہ مٹا کی کہیں ہو

مدخلی جی بھڑا کر پیٹاں کیکنہ نہ ہو
 آٹھ چور مدخل کی آباہی سے حیران کیکنہ نہ ہو
 مدخلی کہتا ہے مدخل کیکنہ نہ ہو اس کی کوئی
 مدخل چب چوس رہی ہے تو آٹھ کران کیکنہ نہ ہو
 آٹھ مدخل کے ہر چھوڑ کر اس کا مدخل کیکنہ نہ ہو
 اس کی قسمت نکلتا ہے ہر مدخل کیکنہ نہ ہو

اعلان اخباری سلطان پوری

ہرگز نہ کہو کہ اس سے دل پریشان کیوں ہو
 اس کا ہنگامہ دینا ہوتا ہے جس کو صلیب
 آؤ گے وہ تو دوسرا ہے تاہم جہاں میں کہم
 انسانی ہے جو ان مانتے ہو کوئی خاص
 سوچ لگی ہیں اپنا ملک اور موصوفیہ ہے
 آپ ہیں جس سبب قدرت کے ان کے کشمکش
 جب فرمانا ہے خدا نے اپنے اہل خاص
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق پرست - حق پرست

جو بزرگوار ہے جس نے حضرت کا خدا
 زندگی ہے وہی وہ آؤ گے ہی نہیں
 صحت خیر کی کہ نہ وہ دخل
 مدد نہیں اس سبب نہ وہ دخل
 دہم دہم دہم دہم دہم دہم دہم دہم
 دیکھ کر پھر آپ کو آئینہ جہاں کہو
 پھر اظہارِ حق پرست - حق پرست

آئینہ دل بھل مشق شدہ آنکھ حیل
مشق بر باد جا اپنی خود غزل فر
لاکھ شادی میں کیا باج و فدا
زہ فدا نہ اس چھکال کے چالوں کو
جب بے رنج و آغا و کفر و یوں کہ
عرض کا تار اپنے اس کربس اگلے
ناہ تالیاں کیوں نہ ہر دم ہا کہنا
حیرت اخلاقی کی تہ کو مرنے والی کہیں ہو
خیر مجھ میں پر احساس غم کا جب اثر
کوئی مجھ کی غنیمتیں ہوں کہ کہاں
سہتا ہر نیت میں ہے جس میں کہ باغی
کوئی تصور دے سکی ایکہ راہیں محنت
آسمان کھنڈھا ناچیز فدا خاک کا
مست کی غفلت میں ہر چیز کو فنا نہیں
عمر جاگ

منت میری طرف وہ منت سال کی کوشش
 نہ تھا جو جیسے کہنے کو غمی ترغا کی
 میری مرے کی دھڑکن طاعت ملک کا تھا جو
 سالے باؤں میں جس کا دل رہا ہر کا دل
 آہ جب نہ ہو کر خدا انسان ہی پہ لگے
 جب کہ ہر شمع غمی ہو تو اس کا گھر لے

مجھ کو کبھی انوکھانے کا وہ فہم
 پھر لے لگا لگا رہا وہ انسان
 میری غم پہ لگے وہ غمی کی شعلہ
 ملت کے کاؤ کہیں میں وہ درخت
 خارے لہائی پہ اپنی شاخیں
 دوستو مجھ میں غمی بیابان

یہ تعین ماقی ہے۔ بڑا نڈک سوال
دل جو کہتا ہو مسئلہ کیسے ہوں اس کی کوئی

مدح شبنم شکوه آبادی

نموده شتر آند

سندش نیم جگر خجرات کیست نه
آب چو پانی زهر زنگ سلسله کوئی نه
آزاد کو آدی کا آنس نظر کجوز ہے
میں زنگ کے قتل ہی جیسے ننگ کوئی
تم سے خنکے قریب بچاں ہے جیسے
زیر لب شبنم جیسے وہ مسکرو دیکھ لیں
گیا سبھی جگہ کی

مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
درو انسان دیکھ کر کیا سبیا سلسلہ کیست نہ
سوز ہی عشق پر پید اگست کیست نہ
تم سے خنکے قریب بچاں ہے جیسے
نورہ فدا میری دنیا کا دشمن کیست نہ

میں ہیں اگست کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جس کو خجرات پر فدا جگر خجرات کیست نہ
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
بانیان کی شکل ہی کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
و حقیقت خجرات ہی کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جستوے کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
مقصود شتر آند

تیرہ خنکے لے سر سلسلہ کیست نہ
آبادی سے ہوں جب پاؤں گل کا لیں
گوریں ساحل کی جب ماحسن نہ آسودگی
ایت تھ وہ جگر بچاں ہے جیسے
جس کے ہوں بدلہ ہے تیرہ جیسے جگر بچاں ہے
جب جگر بچاں ہے تیرہ جیسے جگر بچاں ہے
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
حکیم عبد الباقی حکیم بدینی

ہتمام عقد زنجیر و زناں کیست نہ
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
برو اس شتر آند کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
بد سر و دیکھ کر بچاں ہے جیسے
چاک دامن کیست نہ جگر خجرات کیست نہ

جس نے مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
ان کے اٹھانے سے خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جس کے دل میں جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
عقل انہی لے تھانے سے جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
کر یا وقت اہم پاہے وہ شتر آند کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
دین شتر

مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
برو اس شتر آند کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
بد سر و دیکھ کر بچاں ہے جیسے
چاک دامن کیست نہ جگر خجرات کیست نہ

مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
برو اس شتر آند کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
بد سر و دیکھ کر بچاں ہے جیسے
چاک دامن کیست نہ جگر خجرات کیست نہ

مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
برو اس شتر آند کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
بد سر و دیکھ کر بچاں ہے جیسے
چاک دامن کیست نہ جگر خجرات کیست نہ

مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
برو اس شتر آند کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
بد سر و دیکھ کر بچاں ہے جیسے
چاک دامن کیست نہ جگر خجرات کیست نہ

مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
برو اس شتر آند کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
بد سر و دیکھ کر بچاں ہے جیسے
چاک دامن کیست نہ جگر خجرات کیست نہ

مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
جگر خجرات کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
مدد مل بٹا ہے اگلا سلسلہ کیست نہ
برو اس شتر آند کیست نہ جگر خجرات کیست نہ
بد سر و دیکھ کر بچاں ہے جیسے
چاک دامن کیست نہ جگر خجرات کیست نہ

یائے نستی

یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔

اساتذہ نے یہ قاعدہ منکر کیا ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔

جس ام کا حرف آخر اختلف ہو یا اس کے لئے یہ قاعدہ ہے کہ قالی ی نہیں بلکہ ہمزہ اور ی و ضا ہی جائے جیسے ضیا سے شیا، رسا سے رسائی، ذرا سے ذرائی۔ وغیرہ۔

جس لفظ کا آخری حرف ی ہو اس کے لئے یہ قاعدہ منکر کیا ہے کہ اس ام کے آگے دو ی کا ہونا مذکور کیا جیسے ذبیحہ سے ذبیحہ، محلاؤں سے محلاؤں، غرض کہ غلطی سے غلطی ہو جائے جس ام کا حرف آخر ی ہو اس کے متعلق یہ قاعدہ منکر کیا ہے کہ جب ایسے ام سے نسبت یا لفظ ہو تو اس کے حرف آخر کو حذف کر دو اور دو ی کا اضافہ کر دو جیسے مارہرہ سے مارہرہ، سائیکہ سے سائیکہ۔ وغیرہ۔

جس ام کا آخر حرف واو ہو اس کے لئے یہ قاعدہ منکر کیا ہے کہ اس ام کے آگے ہمزہ + ی کا اضافہ کر دو۔
جسے کہندہ سے آوندی، ہوسے سے ہونی وغیرہ۔
یہ اساتذہ کے منکر کردہ قاعدہ یائے نستی سے متعلق، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اسامی میں بعض اضافہ کیا جیسے

اگر جس سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔

یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔

یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔

یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔

یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔
یائے نستی کا معنی ہے کہ جس شخص سے کسی شخص کی نسبت منکر ہو جائے اور وہ منکر ہو جائے۔

اور ایسے اہل عجم میں مقررہ کا دورہ کی نسبت لکھتے ہیں: **انما ظاہرنا موسیٰ**
معلم ہونے لگیں اہل انصاف کے ادا کرنے میں دیاں پہنچے کی طرف گئے ہیں۔ **بربریدی**
از شیریں۔ ان میں انصاف کی آخری سی کو مدن کر کے بربریدی اور لکھتے ہیں: **موسیٰ**
بہا چاہنے اہل انصاف کو خوف کا دورہ جان کر غلط نہ کرنا چاہئے۔ کہہ گئی۔
یہ ہے مدنی۔ بلکہ یہ بھی سوداؤ کوئی، دہنوی، بکری اڑا دینا چاہئے۔ کیوں کہ
ستارہ الظالمی جیسے معلوم ہوتے ہیں ادا کا سامنی زبان سے ادا ہو جاتے ہیں۔

۱) عربی مشاعر کی جو تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں، اس تاریخ کے تمام عربی شعراء کے
بارے میں ضرور دستِ پہنچ جانی چاہئیں۔ چونکہ ان میں سے بعض شعراء اس نظام
میں ابتر یا پیدا ہوئے ہیں، آئندہ جو غزل مقررہ تاریخ سے بدتر کہنے کی
شانہ نہ ہوگی۔

اکثر احباب جمہاب قریطی کرتے ہیں۔ مگر جو اپنی خطیافتہ نہیں سمجھتے۔
بندہ اگر اسے خطیافتہ کا جواب نہ دے تو ہمارے لکھنے کے کی جگہ اپنی بے اصولی کا فکرو
کے فائدہ میں چرچا کریں۔

۱۔ بعض حضرات ناقص دیکھ کر کہیں کہیں کہ اسلام کے پیچھے کفر و فسق ہے۔
 کہتے ہیں۔ (۱) اس لیے اصلاح کا کوئی جدیدیت نہیں ہے یہاں تو جہان و کج
 فہم رہا۔ انتخاب کر لیا جائے گا۔ — آبرہہ حسن

نزل موصول ہونے کے آخری تاریخ ۳ دسمبر ۱۹۷۳ء
مصر طرابلس - ٹھہرنا نہیں ہے اگر دشمنوں کا ٹھہرنا
ٹھہرنا اور قوائی جانا روایت

نام
پیشانی

بھڑوں سے آتا ہے، چھپے ہی آتا ہے۔

۱۱۱۔ آستانِ قزاقی — سے روایت

فول و اصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۶۳ء

44-12

نہروں و اس کے چنگل پر تائی جلائی ہوئی یہ
 مجھ کو بھی نہیں مرقم کہ میری قوم میں جوں کا
 چلے آؤ کہ ان کے لئے کھڑی ہوئی ہوئی ہے
 کہ ان میں ہی، نہ ہو کہ دین کے حکم میں ہے
 مائی پشاور کا

جہاں شری پرستے فی علوم ہوتے ہے
وہ اندسے میں کہیں منزل نظر آئی
وہ انسان زمانہ میں بیستہ لاکھوں دیکھا
بڑی تاثیر پر دیامت ہر ایک شرم میں جاکر
مردم کو آج بھڑکیا ہے۔

بھارت پروردہ و خوشامد پرستی مسلم ہوتی ہے
 مگر یہ جانگ نیتی ہوتی مسلم ہوتی ہے
 نا اہل و فاسق و سفاک و افسوس کا
 خدا کا بھی انکار نہ ہائے پروردہ
 رہ نہ ہو مگر ہے ابھی ایک اجماع ہے انجمن
 ان اجماعی مکتبہ

۱۔ زہد و تقویٰ کا سزا دینے کا جو یہاں
 ۲۔ عجب ایسا عجب پھیرا اور انقلاب آیا

۱۔ مجھے اپنے دل کا یہ انداز معلوم ہوتا ہے
 ۲۔ مجھے دنیا کا ہر شے میں اس معلوم ہوتا ہے

فکون

اس شکر مجید کلام میں مختلف شعرا کا بیحد چیدہ کلام کیا گیا کیلئے ہے جو کہ زندہ ادب و شکر فن کا شاہکار ہے جس کی تخلیق کے لئے زندہ ادب کا فن نے اپنا خون جگر صرف کیا ہے اور اس بات کا یقین دلایا ہے کہ وہ ادب میں قابل قدر اضافہ کرتے رہیں گے اور ایک دل آسماں ادب پرورش شانِ عالی کی مانند چمکیں گے۔

مرتب ہو رہی تھی

کتابخانه پهلوانی در کتابخانه ملی

نذرِ غالب

بیٹھا ہوں غرق ہوئے کا سماں کئے ہوئے ہر اشک سے تہیہ طوفاں کئے ہوئے
 حاصل تھا کیا جو پھرتا نمایاں کئے ہوئے بیٹھا ہوں زخم زخم کو پہناں کئے ہوئے
 صلا ہوں آج عزمِ بیاہاں کئے ہوئے گزری ہے زیت سیر گستاں کئے ہوئے
 تسکینِ دل کہاں سے ہو ملت گزرتی تیر نکاو ناز کا ارماں کئے ہوئے
 اب میری زندگی سے خزاں بھی ہے مطمئن بیٹھا ہوں خود کو نذرِ بہاراں کئے ہوئے
 ہوتا ہے وہ ضرور ارادوں میں کامیاب اٹھ بیٹھے عزم کوئی بھی انساں کئے ہوئے
 میں دے رہا ہوں دادِ ستم گر کو جو کی ہرزخمِ دل حریفِ نمکِ واں کئے ہوئے
 اڑاؤ کے دے رہا ہیں پتا کج و جیاں پھرتا ہے کوئی چمک گریباں کئے ہوئے
 ہرزخمِ دل سے خون کی بوندیں ٹپک پڑیں اک عرصہ ہو گیا تھا چراغاں کئے ہوئے
 تاریکیِ لحد کا مجھے کیوں خیال ہو لایا ہوں دل کے داغِ فرداں کئے ہوئے
 اکثر گزریا ہوں تری رہ گزر سے میں دشواریِ حیات کو آساں کئے ہوئے
 کتنے ہیں دل پہ داغِ جگر پر ہیں کتنے داغ ہر اک چراغ ہوں تیرے داماں کئے ہوئے

نازک نکاو ناز کی حسرت ہے دل کو پھر
 کچھ دن ہوئے ہیں دعوتِ ثرگاں کئے ہوئے

خاص اہمیت کی باتیں

یہاں جو باتیں دست کی گئی ہیں وہ سوچ بچا کر نہ لے کر بھارتی کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ باتیں آپ کے اور آپ کے کنبے کے لئے بہت اہم ہیں، کیونکہ چینی جارحیتوں سے ملک کی حفاظت پر ہی ماری قوم کے مستقبل کا انحصار ہے۔ ہماری قوم اُس پسند اور ہمارے غوام امن و امان میں لیکن ہم کبھی کسی جارحیت کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکیں گے۔

چینی خطرہ

نہیں ہو جاتا، ہم اسی طرح امداد دیتے رہیں گے۔ آئیے اپنا سونا دیں۔ اگر کل ہم سب آپسی بیخودوں میں جھڑنے لگے تو پھر یہ چڑیاں کس کام آئیں گی یہیں روپیہ بھی دیا جائے۔ ہماری لگاؤ اور مادہ سے ہی ہمارے دفاعی انتظامات مضبوط ہوں گے۔

تین اچھی وجوہ

- ۱۔ اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کی حفاظت کے لئے اچھے
- ۲۔ مادر وطن کی عذرائی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لئے اچھے
- ۳۔ تجارت اور دنیا بھر میں امن قائم رکھنے کے لئے اچھے۔

ان سوالوں پر پکار کیجئے

کیا ہم اپنے فوج میں کوتاہی نہیں لے رہے اور اپنی آبرو کو خطرے میں ڈالیں گے؟ کیا ہم چاہیں گے کہ ہمارے جوان ہمارے لئے سروِ مٹکی بازی لگائیں اور ہم ان کے ہاتھ مضبوط کر دیں؟ کیا ہم توجہ خود غرضی سے کام لیتے ہوئے ان سب چیزوں کو خطرے میں ڈال دیں گے جن کی ہم بڑی قدر قیمت دیتے تھے؟ کیا ہم اپنے نزدیک ذات ملک سے محروم حوصلے اور اشیاء آزادی سے زیادہ اہم ہیں؟

جب ہمارے پڑھان سننے کی مٹھی چا ہر لال ہر دے کوئی ناہی
فد میں غلطی دینے کی اپیل کی تو زندگی کے ہر شے سے محفل غوام نے بڑے
شاندازہ صنگ سے ان کی اس اپیل کا جواب دیا۔

ہم نے بڑی فراخ دلی سے۔۔۔ دل کھول کر غلطی دیئے کیونکہ ہم
سمجھتے تھے کہ آزادی کی حفاظت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی بھی بڑی

پختہ عہد

آئیے ہم پختہ عہد کریں کہ جب تک آزادی کو درپیش خطرہ مضمر

ان باتوں پر سوچ بچار کیجئے

قوم کی تیار یوں میں ہاتھ بٹائیے

سفرِ بیگ

خود را چشم بخت از دست خود برده
 بیک دست از دست خود فروخته
 بر سر کمان قدم بکشد و کمان را
 نصیب کسی که کوفتی شایسته برآ
 شاد و خوشی از دست کسی که
 بر سر شمشیر اب قتل کایا کمان کمان
 و ملک از دست کسی که

بخت و نصیبیت کاں سے کیا پانچے یاد
 جہد سے اسے بخت تیاں تو آخیں میرا
 شہد کیا ہوا ہے دست پر کمان کا
 ہر دامن نہ دے زندگی سے ناقدی
 پہلو پہلو میں لٹے کہنے کو تو لیک
 فتنہ کا سلسلہ طاعت ہے تم نہ پھر
 ساتھ ہی

تا بدی سے مدد کی شرمی معلوم ہوتی ہے
 اگر طریک ایک ایک جید سے تھی ہے ملک کا
 ہر ذکر و درویشان پاکی کا کو لطف سے کر
 پس ہر جہالت ہی چھوٹے نصیب تو شرم گزری
 کہ کسی سنگی ہے جو چوڑی میں ہر ایک بٹا کے
 وہ اندھا جس کی آنکھیں تیس جہالتی کو بچا
 خدا بھی کو لغت اس قدر راہ سے ہے سنا
 صریح شہنم شکوہ آبادی

انہیں کا زندگی تو زندگی معلوم ہوتی ہے
 نہیں اپنے ہاتھوں خود جائے و گشت دہی
 بکھر جاتی ہیں جہنم سے لے کر دوزخ
 جہنم و دوزخ کے ہر طرف شہد ہائے
 اسی کا الگ جہاں نہیں دوسرے نہیں کا
 زمانہ ہر گناہ گشت کو گھر شہنم
 جنت کا شمشاد میں ایک معلوم ہوتی ہے

مقصود شری - اندھ

میں کہ ہوں ہر کسی معلوم ہوتی ہے
 بخت کا فائدہ کے اندھ ناخدا دی
 نہ خدائے حق کو کوفتی ہے تو جہنم سے فائدہ
 نصیب تو ہائے ناخدا گناہی میں لیک
 ایک سال کا حکم ان کا فائدہ
 وہ ہے مقصود فراموشی کے اندھ ناخدا
 خود جہاں رہے دی

تو نہ دے فائدہ بخت پر معلوم ہوتی ہے
 جہنم و دوزخ سے جہنم کے گزشت دہی
 بڑا ملک قتل کی شمشیر جہنم میں لیک
 جانے میں کیا کہنا یا جہنم سے لیک
 کہ کتہ کتہ ہر جہنم میں گزشت
 کسی گشت کو کتہ سے امام مل جہنم
 گزشت دہی

تو نہ فرمیں کہ ہاں دیکھ معلوم ہوتی ہے
 تو ہر بات نامحسوس ہوتی ہے
 ہوا آتے ہی شمشیر لگی ہے ہر گزشت
 یہ بچہ ہے زندگی میں کوئی ہر سال میں ہوتا
 نہ گھبراؤ مقصد کے اندھ دہی سے نہ گھبراؤ
 کہ اس کا شمشیر دہی سے ہر گزشت دہی
 ہایت اللہ آبادی - نام پور

شعبہ ہوا لغت میں کی معلوم ہوتی ہے
 دھنی یقین کے سانچہ میں کھلی آٹا کھوڑ
 چلا تھا ہاں سب کچھ راہ سے فائدہ
 جہنم و دوزخ تم اور ہر ادوی جنت
 کبھی نہ دہی کو ہر گناہی زاہد کو چھوڑنا
 یہاں تھے کبھی ہادی خیال نہ میں انہو
 سید محمود آفاق ہر پانی (دنگ)

کبھی فر فرشتوں کی خوشی معلوم ہوتی ہے
 دوزخ و جہنم کو کھنڈت تھکتی کی دہی معلوم ہوتی ہے

شعبه حقوق

— 124 —

[illegible]

جیسا ہر آدمی خودی معلوم ہوتا ہے
 وہی خودی کوئی زندگی معلوم ہوتا ہے
 جیسو میں دل کی کشتی کوئی معلوم ہوتا ہے
 کہ ہر سو زندگی زندگی معلوم ہوتا ہے
 محبت میں یہ کسی روشنی معلوم ہوتا ہے
 محبت میری شہر کی یہی معلوم ہوتا ہے
 اسے خودی کی تیرگی معلوم ہوتا ہے
 کہ ان کی روشنی میں مدنی معلوم ہوتا ہے
 سلامتی کا عالمی قانون

وہاں از حدوں کا کٹر رشتہ معلوم ہوتا ہے
 قریباً ختم شاید زندگی معلوم ہوتی ہے
 مگر اب ساری دنیا دینی معلوم ہوتی ہے
 بہت مضبوطی کی گھوڑی معلوم ہوتی ہے
 تمہاری شاعری بھی کچھ معلوم ہوتی ہے
 وہاں اب نظر کو تیرھی معلوم ہوتی ہے
 بصیرت میں اچانک کو بڑی معلوم ہوتی ہے
 کتابت و خط و کتابت کی افسانہ کی جھلک
 سینوں سے جو چپ کھلے کئی خستہ پتی پتروں
 اٹھانے سے کیا کہ تو چاہتے ہیں کہ وہی
 میر تقی میر کا نام لے کر

ظاہر و باطن کی بے پناہ ہستی معلوم ہوتی ہے
 مجھے اب دوستی میں دشمنی معلوم ہوتی ہے
 جاننے والے کو نہ کہ اپنے ہمنام میں مرے ہمدم
 جو کج بات پر سب کو ہی معلوم ہو جاتا ہے
 ہر قسم کی جبر و شرافت کی کی معلوم ہوتی ہے
 ہر قسم کی جبر و شرافت کی کی معلوم ہوتی ہے
 خزاں انار چربی پر کی معلوم ہوتی ہے
 خزاں انار چربی پر کی معلوم ہوتی ہے
 اخیس کی دندنی و زنگی معلوم ہوتی ہے
 اخیس کی دندنی و زنگی معلوم ہوتی ہے
 شہاب الدین خاقانی کی پوری

۱۔ کہ جس کی زندگی میں جہان کا معلوم ہوتا ہے
 ۲۔ جس میں ہر وقت خدا کے معلوم ہوتا ہے
 ۳۔ اندھوں کی توجہ میں خدا کے معلوم ہوتا ہے
 ۴۔ ہر انسان میں جس کی عقل معلوم ہوتی ہے

کبھی غافل نہ رہے گا جی پھر میں غافل
مجھے اپنے دل کا راز اپنی سوزمیں ہے

ہر ایک کی حالت دیکھ کر ہر ایک کی حالت دیکھ کر
 کہہ رہے تھے کہ ابھی تو زندگی شروع ہوئی ہے
 محبت اب ابھی تو زندگی شروع ہوئی ہے
 چھوڑ دو یہاں کہ روکھی مسوم ہوئی ہے
 تو تم آج بھی زندگی مسوم ہوئی ہے
 ہر ایک کی حالت دیکھ کر ہر ایک کی حالت دیکھ کر
 کہہ رہے تھے کہ ابھی تو زندگی شروع ہوئی ہے
 محبت اب ابھی تو زندگی شروع ہوئی ہے
 چھوڑ دو یہاں کہ روکھی مسوم ہوئی ہے
 تو تم آج بھی زندگی مسوم ہوئی ہے

[illegible]

یہی حالت برآمد گی کہ فی وقت میں وہاں سے اس میں کوئی مسلم نہ رہے
 وہ آئے ہی تو شاید کہ یہاں سے ساتھ لے کر آئے
 چھوڑ دیں گے کہ کوئی مسلم نہ رہے
 فساد میں یہ ہر سو پھیلے گا مسلم ہر جگہ سے
 سید احمد سو بار الٹی
 فریاد کر رہی ہیں کہ کوئی مسلم نہ رہے

دینا تھا کہ وہ خوفِ کفر سے بھاگتا تھا۔
 کہ وہ کفر سے بھاگتا تھا کہ کفر سے بھاگتا تھا۔
 اور کفر سے بھاگتا تھا کہ کفر سے بھاگتا تھا۔
 کفر سے بھاگتا تھا کہ کفر سے بھاگتا تھا۔

نونان کی کجی کا اپنا توڑنا مسلم ہونے کے
 وہ شکر و عقاب نہ ہونے پر یہی گواہی کہ
 نہ خاص و عوام کا دل انہی پر توڑا گیا
 یہی فرق ہے کہ ہم اتحاد مستحق تھے
 ان کے رنگ تو میری کھانڈ پر گریں گے
 نونان تو نہ انگلی دی

بہت ہی بھادانہ لگا مسلم ہونے سے
 گندہ لڑکے کے رنج پر ساری مسلم ہونے کے
 مجھ کا کشمکش میں نہ لگا مسلم ہونے سے
 پتہ چلا ہوا ایک لٹکلی مسلم ہونے سے
 چھوڑ دے گی ہر ایک مسلم ہونے سے

خوشنات انکھل چکی معلوم ہوئی ہے
 غریبوں کے لئے یہی سچیت کو
 غریبوں کے لئے یہی سچیت کو
 خوشنات انکھل چکی معلوم ہوئی ہے

(بسم الله الرحمن الرحيم)

کتاب شعلہ و شبنم کی خصوصی پیش
صاحب طرز کہنہ مشق نامور شاعر حضرت شیخ آبادی کانیہ مجموعہ کلام
کر دیا ۵

۱۱) مباحات کی شخصیت کو ان کے احساس اور دہان میں کوئی کچا پاسکا ہے۔ وہ جذبہ کو اندر خیرت اور شیعہ سے ان کا ظہور ہی میں کرنا
 جس کی بھی محکفہ بذریعہ نہیں ان کے یہاں شوق کی بجائے ان کے ساتھ انسانیت کی خاندانی کاظم زہم احساس کیا ہے۔ ان کے یہاں جذبات کی محسوس کرنا
 شکستہ انداز نکلتے ہے۔ اس نے ان کے لہجہ میں دل آفاقی اور محسوس ہے اس کی شاعری میں پُرکاری اور پہلے سے نمایاں سادگی اور سرشاری ہے۔
 (ڈاکٹر) خواجہ احمد قادری

۳۱) یہی شاعر نہیں ہی وہ ہرات بندی سے کہتے ہیں۔ ان کی زبان شستہ و پاکیزہ ہے اور خیالات لطیف ہیں۔ مٹی میں جڑیہ ہمو دیانہ
چھ پایا ہے اور ایسا شاعر کہ دوں کے لئے باعثِ فخر ہمارا کہے جاسکے وہ ملک ہے وہ ملک جس نے ایسا بندہ شاعر پیدا کیا۔ — آجہ

گمراہ۔۔۔۔۔ آج ہی طلب فرمائیے

مکتبہ شعلہ و شبنم - درجہ کلاں - دہلی نمبر

اردو شعری ادب میں گراں بہا اضافہ

لنگھنے کے بعد ”قرینے“

آہا حسنی گنپوری کی عنزیات کا دوسرا دیوان
 جس میں ۲۵ غزلیں، ایک نظم اور ترذکات کی مکمل فہرست ہے۔ عام دیوانوں سے ۳ گنا
 اہمیت صرف تین روپے ۲۵ نئے پیسے ہے۔ فزل کا معیار کتنا بلند ہو چکا ہے۔
 یہ قرینے کا مطالعہ بتائے گا۔

(542)

آبر احسنی۔ گنور۔ ضلع بدایوں۔ (یو۔ پی)

ہر ایک کو ملے گا ایک سہری

شعلہ شبنم

18 DEC 1963

دو روپے
ششای
چار روپے
دو سالانہ

جنوری
۶۱۹۶۴



- | | | | |
|----|--|----|---------------------------------|
| ۱ | تجارت گھنوی مرحوم کی واقعہ گھاری | ۱ | تھون کوڑی |
| ۲ | مادہ | ۲ | آب جسنی |
| ۳ | مہم ناگ پوری کی فقت پر طرفہ بھٹاروی کی اصداد | ۳ | طرفہ بھٹاروی |
| ۴ | قریبہ | ۴ | آب جسنی |
| ۵ | مروغی مشاودہ عشا | ۵ | مروغی آبا جسنی ناظم مشاودہ |
| ۶ | ارشادات | ۶ | نوع نادوی مرحوم |
| ۷ | دو عشرہ لیں | ۷ | سارہ سال کوٹی - طرفہ بھٹاروی |
| ۸ | اقرار | ۸ | ناگ پوری جسنی - مروغی شریف قمبر |
| ۹ | منزلیات | ۹ | تشیخ احمدی |
| ۱۰ | جلال و جمال | ۱۰ | مہمائی صدیقی - ست نجات پوری |
| ۱۱ | | ۱۱ | ایم جعفری |
| ۱۲ | | ۱۲ | مکرم پوری - سلیماں ایمانی |
| ۱۳ | | ۱۳ | مکرم کوڑی - آزاد ہشیار پوری |
| ۱۴ | | ۱۴ | پاکوس کالی - مقصد و نشتری |
| ۱۵ | | ۱۵ | مترجمہ بدشتی پڑاوی |
| ۱۶ | | ۱۶ | گدا مشنریا |
| ۱۷ | | ۱۷ | ششائے برالین ساز |
| ۱۸ | | ۱۸ | نور پکار - بانگونی |
| ۱۹ | | ۱۹ | ابن ہشیر سودانی |
| ۲۰ | | ۲۰ | اختر مایہ کوڑی |
| ۲۱ | | ۲۱ | |
| ۲۲ | | ۲۲ | |
| ۲۳ | | ۲۳ | |
| ۲۴ | | ۲۴ | |
| ۲۵ | | ۲۵ | |
| ۲۶ | | ۲۶ | |
| ۲۷ | | ۲۷ | |
| ۲۸ | | ۲۸ | |
| ۲۹ | | ۲۹ | |
| ۳۰ | | ۳۰ | |
| ۳۱ | | ۳۱ | |
| ۳۲ | | ۳۲ | |

۱۵
۱

یہ کلاں - دلی
فون نمبر
۲۲۰۷۲۵

ناظم و ناظم مشاودہ
رہنما آبا جسنی گھنوی
ایڈیٹر
بل جین
معاونین خصوصی
آر ہاشمی
رؤ غوث پوری

۲۱
نئے

ناظم کالی ہشیر جین پندرہ ہشیر دلی پر تنگ پس دلی می چھپرہ دفتر شعلہ شبنم عربیہ کلاں دلی سے شاخ ہمار

حسراول

فارین شعله و شبنم

کو

نیاسال

مبارک

مفتوں کو ٹوی

یہ سنا تو دیر معلوم کی کہ قلعہ پر چڑھ دیا گیا تھا
 ایسے کچھ مسلمانانہ خیالات سادہ اور سپاٹ پر کر کے
 کے زلف و نق کے منظر اس کلام اسلوب بنا سب کچھ
 اس کے لفظ اور کچھ کچھ بیان محمد کی کئی اور اہل
 ہمارا ہی اس وقت پیدا ہوا ہے یہ لاریاں طرہ و خلق
 اس میں اخلاص و ہمت جیڑنا تو کا ذکر پہلے شہرہ کے
 تو کچھ شوق بھی چاہتا ہے۔ کلام و کلامی توجہ و تفرک
 میں واقع ہے صاحبین ہمارے اگر اتنے مترہم ہو گیا
 کہ اس واقعہ کا تماشائی سمجھنے لگیں اور غلاموں کے
 نے وہ فائدہ حقیقت کی شکل اختیار کر لے اور واقعہ کار
 بڑی کامیابی ہے ۔

مولوی افضل حسین ثابت کھنوی مرحوم ۱۳۵۰ھ
 بہار ۱۰ سالہ صاحب مزاج خرد کون کے تحت اپنے مولود و
 نمونے کو درجہ سبقت آئے اور تمام عر وادق پسند
 زنت بعد از ان ہی پسند و کالت میں بسر کی ان کی
 دل سے عقیدہ میں ظہور پند پر ہر جن احیات دیر
 دہار میں ۔۔۔ صبر میں و غیرہ ای کی تعنیفات میں
 ایسا ہوئی ۔ ۹۰ سال کی عمر ۱۳۵۰ھ میں آگے انتقال
 کا کوہ میں سپرد خاک کئے گئے

روحہ کی مرثیہ تھے۔ ان کا نقشہ نگاری شریوں
ایک جہ سے لیکن اس وقت پر ہی دیگر مائتہ نگاریاں
نماؤں کا مشاعرہ میں طاعون کا زور تھا۔ اس زمانہ میں
امام نے لیکن شیعہ۔ شیعہ تہذیب کی جو حضرت کاظم کے
مال میں تھے۔ دوسرا پانچ اس کے بند ہی اس کا مصلح
ہے کہ سکھوں نے نہ پہنچا تھا کہ دوسرے
مائتہ نگاریاں شیعہ تہذیب پر چڑھا اس کی ابتدا میں
مائتہ نگاریاں ہیں ۱۱

یہ سب جملہ چیزیں کے واسطے علیہ ان مشی
 ہوں کہ یہ سب چیزیں کے واسطے علیہ ان مشی
 ہوں کہ یہ سب چیزیں کے واسطے علیہ ان مشی
 ہوں کہ یہ سب چیزیں کے واسطے علیہ ان مشی

ثابت لکھنوی مرحوم کی واقعہ نگاری

ایک مکان (سکس میل علاف صین فن) میں قیام تھا۔ مجھے اس ماحول کی خشک کے دلچسپی اس قدر
 واقف کر دینے میں آئی تھی اور وہ گردے کے کانوں سے مرنے
 اللہ ان کے ما، ٹوں کے رونے کی آواز میں جلد برق مٹا دی۔
 میں نے اس زمانے میں اس مریض کو نام کیا۔
 اس مریض کے انتقام میں مریض کا یہ ہے
 ثابت جس ایک صفحے کی دلی کو نہیں ہے تاب
 گزری ہے۔ عجائبات ابواب کا وہ ہے باب
 ہر ماگن ہر ماگ دعا ہر گی مستجاب
 کر مرن کر مرن کے کسے مالک القواب
 ملاعون سے امان بن سیستہ دے
 یہ پیچ تیرے بندے ہیں اب کچھ دے
 وقت مستجاب میں سرور عبادت سے متاثر ہو کر
 ماحول سے بچنے کی دعا اس واقعہ کے منظر سے کوس
 مریض مریض نے انسانوں کے جسموں کے علاوہ دل و
 دماغ کو بھی کیسا متاثر کر رکھا تھا۔ اس زمانہ کی کئی ہفت
 مریض کی کچھ راجحیات بھی ہیں۔ ان میں کوئی واقعہ تسلسل
 سے جو تیرا نہیں ہوا۔ البتہ اس زمانہ کے مختلف پہلوؤں پر
 روشنی پڑتی ہے۔ اللہ اجر بنات سے اصل وقتہ مقرر

زیر می آگیا ہے

سکس چوش میں مثل گرم ہوا آتے ہیں
میرے ہیں کہ نہ ہائے گی آتے ہیں
ہے ڈاکٹر کی آگے آگے چلے

۴۔ ہمارے کتب خانہ پر ایک خط

یاد رہے کہ جاہد الی عالم بھی
کے ساتھ کراچی جیل میں بھی
موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ
کراچی کے جیلوں میں بھی

طافوں میں ڈاکٹر جو طب سہولت گئے
 معونات کرتے وہاں کے بچوں کے
 جیسے بچے بچوں کی جانیں اپنا بچہ
 ان کے بچے کو ہاتھ پاؤں پر سہولت گئے
 ذہنی کی رہنمائی میں جسکی وضاحت کی مشق کرتی ہوت
 شاعرانہ انداز بیان کے بشاورہ حالات وضاحت اسکی کا
 ایک نتیجہ کے طور پر کے ساتھ چلا جاتی ہے

جنگوں میں دشمنوں کو ہار دینا
اور ان کے سر پر تلواریں چڑھانا
تو ہے اپنی طرف سے ان کے خلاف
جہاد کی بات نہ کرنا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴

حادثہ

میر حسن احمد ٹھیکہ دار خاص جن کا تعلق جٹانہ کی گورنمنٹ ہائی اسکول سے ہے۔
وہ دہلی کی لڑکی اور سونہ گھرانے کی خاتون تھیں۔ ملاقات کے بعد ہی ان کے
پیدا ہونے کے بعد ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو راجی ملک پور میں۔ جہاں کو ذرا دور
چھوٹی رہائش گاہ ہے جہاں ان کے بھائی کی رہائش تھی۔ ان کے بھائی اور بہن
کے ساتھ کام کیا۔ میر حسن کی جان کے ساتھ ساتھ وہ اس پورے گھرانے کے
میر حسن کے بچوں کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ ان کے ساتھ ہی تھے۔ ان کے ساتھ ہی تھے۔
ان کے ساتھ ہی تھے۔ ان کے ساتھ ہی تھے۔

پھر وہ دوسری لڑکی کی اور مراد آباد سے جایا گیا۔ یہاں کی لڑکی نے
ان کے ساتھ شریف آباد میں رہا۔ وہاں وہ سوک گیا۔ وہاں وہ سوک گیا۔ وہاں وہ سوک گیا۔
ان کے ساتھ ہی تھے۔ ان کے ساتھ ہی تھے۔

پھر وہ لڑکی بہت اہم تھی۔ میر حسن کی بہن شادی کر لی۔ وہاں وہ رہا۔
ان کے ساتھ ہی تھے۔ ان کے ساتھ ہی تھے۔
ان کے ساتھ ہی تھے۔ ان کے ساتھ ہی تھے۔

آہ اسٹی

اس خبر سے بڑا دکھ ہوا کہ جہاں تازہ کھانے کے تھے وہیں شادی جانی ہو
تھی۔ ان کے لئے بہت بڑا دکھ ہوا کہ وہ مراد آباد اسپتال میں رہا۔ ان کے لئے بہت
بڑا دکھ ہوا کہ وہ مراد آباد اسپتال میں رہا۔ ان کے لئے بہت
بڑا دکھ ہوا کہ وہ مراد آباد اسپتال میں رہا۔ ان کے لئے بہت

رفتہ ہیں عالم سونے دار البتہ کرد تازہ کھانے کے تھے وہیں شادی جانی ہو
تھی۔ ان کے لئے بہت بڑا دکھ ہوا کہ وہ مراد آباد اسپتال میں رہا۔ ان کے لئے بہت

ان کے لئے بہت بڑا دکھ ہوا کہ وہ مراد آباد اسپتال میں رہا۔ ان کے لئے بہت
بڑا دکھ ہوا کہ وہ مراد آباد اسپتال میں رہا۔ ان کے لئے بہت

میر حسن کی طرح مشاعرہ نمبر ۶۲

پوش پہنتے رہے کہ ان کے اندر ہوش ہے۔

پوش پر خورق دانی ————— مجھے دو دین

نولی موصول ہوئی کہ آج ۳ تاریخ ۱۹۶۲ء

شکر وار ۱۳ ادا سب کو عظیم الشان افتتاح

الحمد للہ، امیریل۔ لبرٹی

ولیسٹ اینڈ، نٹ راج۔ ایروس

نیر رادھو شاہدہ، موہن چتر لوک غازی آباد

ایک نہایت دلچسپ گھر پر تصویر

چار چوڑوں کی کہانی جو گھر کے گھر کی تلاش میں تھے

۱) سونو کمار اور راج شری (۲) محمود اور سادتری

(۳) سدیش اور شیا، (۴) جانی داکر اور میزمتاز

رتن دیپ پچھڑ پیش کرتے ہیں

۱) سادتری۔ راج شری۔ سونو کمار۔ سدیش۔ محمود

ممتاز۔ میزمتاز اور جانی داکر

گھر بسا کے دیو

کشمیر سے چتر گیت راجندر کرسن

ہر دو روز روزہ۔ مال چندر شکلا اور تریپتی جانی داکر

۱) سونو کمار۔ ۲) محمود۔ ۳) سدیش۔ ۴) جانی داکر

۱) سونو کمار۔ ۲) محمود۔ ۳) سدیش۔ ۴) جانی داکر

۱) سونو کمار۔ ۲) محمود۔ ۳) سدیش۔ ۴) جانی داکر

۱) سونو کمار۔ ۲) محمود۔ ۳) سدیش۔ ۴) جانی داکر

۱) سونو کمار۔ ۲) محمود۔ ۳) سدیش۔ ۴) جانی داکر

۱۱) عقیدت کی حوالی محبت کی کیا ہے مدد انت کرتی ہے ہمارے ہمہ کی

(۷) کہیں تھکے کا ٹھکانہ کا موقوفہ ہو پاک پرچہ سائی کا موقوفہ سلامت ہے آستان محمد کے سولہ دہاں سر جکا چکے ہم ہی

(۳) ہیر بھی دکھا دو مدینے کی گلیاں وہ کیسے آفریں پاتے تھے ماں
 مرد و خوک غلہ یہ سونے جہنم کو
 کہاں تک حلال و حرام زندگانِ محاسبہ بخت بنائے ہم بھی

(۴) یہاں شیخنا خلیفہ محراب و لادہ ابوبکر و فاطمہ و عثمان و وحیدہ
 خدیجہ رضی اللہ عنہا
 ہمیں بھی وہاں اے جہانگیر کہ تیرے چل فرشتوں کی دنیا میں بیٹے کی

(۵) کبھی تو کھلیں گی مرادوں کی کھیاں کبھی تو سچا ہوں میں چنگا کھتا ہوں
منائیں گے جہن بہار میں
کبھی تو مقبرہ دکھائے گا وہ دلی گلوں کی طرح مسکرائیں گے ہم نے

(۶) محمدی سرکار میں جانے والوں کو ^{در اخبار} سلامت سے دیوار میں جانے والوں کو کسی دن تمہاری طرح اس تضامین پہنچے کہ مراد انہی ہائے مہم

(۷) مستانہ بڑی ہی کٹھن ہے وہ منزل مگر خوف نہ کھاتے ہیں صاحبِ دل

خدا ہم کو توفیق دے گا تو ہم دم قدم سوائے طحا ^{بڑا} اٹھائیں گے ہم بھی

ہمارے ہاں ہر شخص کی تحقیق کر لی گئی ہے۔ دونوں طرف سے صحیح ہے۔ — حرکت

خستہ تھا۔ اس کو حسین بنایا۔ اسے اب تو یہاں اب تو خستہ تھا۔ اس کی جگہ جبریل بنایا۔
جی دلو کی اور شعر کو پڑا شدہ بنایا۔

(۴) فرلان کا شاخراہ سے مرتبہ بہت بلند ہے۔ "جبلہ کے قریب"۔ "جبلہ کا
تعلقی پر مبنی تھی۔ اس کا مجدد حبیب کی تھی۔"

(۵) مجبورین گستاخ ہوتا ہے نہایت بھی ہے اور بالفرض مانگیں باجئے نکلا

۱۰) مساجد کے مدیر، کولکٹر، انڈیا پوسٹ، ٹیلی گراف، اور دیگر سرکاری دفاتر

(۶) خون کدو سے پر کیا، بہت خوبصورت اور صحت بخش ہے۔ اگر کدو قدم نہ لگا
رہتا، مگر ٹھکانا، اس صورت میں بہت چیر ہے۔

آپا شش موندی

لو جیہہ
آہم نے پچھڑا لی ہر گیس کا کٹا، عالی بڑی پزیرا ہے، کیاں چوٹی، عرفہ مٹا

میرے لیے یہاں ہر گھبرے بنا کر تھی سے جس کی طرف سے جانے کا سبق ہی دے دیا اور
میرے لیے اللہ کی بات بھی صاف کر دی کہ وہ ان ہی میں سے ہیں جو اللہ کے لیے ہیں۔

اس طرح کی بات نہ کی۔ دوسرے مصرعے میں خود نے مزاح لکھا تھا۔ ملف صاحبہ نے دوسرے
بنیاد وراثت پر لے کے جب وہ سے نظر آ سکتے۔ مزار تو نشان قبر کو کہتے ہیں۔ ایسا کہ

(۳) تہذیب کو یہاں کوئی نئی شکل نہ مل سکی۔ طرف صاحب نے یہاں بنا کر پر عمل درآمد کیا۔

کہ ہوا ہے وہی کی دست نظری ہے

(۳) کھیتانوں کا باغ سرد خشک نہ کہ جگہ جگہ تر ہو بلکہ تری و خشکی میں ہونا چاہیے۔

کری حل دم خندا کی لکھی برسمات ترکیب بی تمام مہر حل می از کمال

ارجی مشاعرہ

مصرعہ طرز شہرہ آفاق شاعرانہ گودش صدان شہرہ جانا

ناظم مشاعرہ حضرت مولانا آبرہی گنوری

فول کے ہزارہ کوئی طرز مشاعرہ یا اس کے عقب دل
چارہ آنے کے تحت ضرور ارسال فرمائیے۔

بہشت گنہگار گنوری

کیم سوری بھال گنوری

شب کا ہر سو کا کس نے سب جانا	خشبہ عیاں گلشن گلشن کا بھر جانا	پتہ نام کا حضرت ہے تہہ گلیہ سوز جانا	نہ شام خم ہے شمع بھل پھر جانا۔
خداوندتہ گلی و خیم پ جانا	دل کا پھر گلن ایک مرکز پر شہر جانا	پتہ صاف دیکھ ہے کہ کھانا کوئی ڈال ہے	دل ہے پچھ کر پوچھو دل بھر جانا
دل جانے دے دل کے پیر کے پیر جانا	ہریم غمزدہ دل بہ داتا سرچ کر جانا	شب کو کچھ تو رہ جانے نظارہ میں ارمان کا	خدا نے ایک فن دل فرما کر جانا
پتہ جانا استغیا ہے ایسی منزل جانا	ہر دل کا سر جانا اس کھانا کا شگ جانا	بہ کام دلی بھون کا ہے نہ کچھ کنی ہر گ	گونا گوں کے کہ ہے ہے شہرے گور جانا
پتہ ہے بہشت کر کے کھانا شگ جانا	ہو انداز میں اسکا کچھ کو شہر جانا	دیکھنا تیری کھڑی ہو کھانا بھولنے کے	کاسی خدینکا دشت ہے ابھر جانا
نار کو شہر کو کھانا کھانا شگ جانا	خدا کا ہم کا رہا شہر کے گور جانا	بھلا کچھ دیکھ کر کئی ہستی ہے اے ہوم	خدا کا وہ وہاں سر ہے پتہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	ہر گنہگار دیکھ کر کئی ہے ہر جانا	خدا کا کھانا کھانا شگ جانا	کیم اس کے آسان ہے خدینکا شگ جانا

مدتی جلائی کرنا

نشر

پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا	ہیں زبانا میں بنا کر مصیبت کے گور جانا	نہ جان میں کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا

پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
اب اس کی یاد سے لازم ہے ایک لکھنوی میں بھر جانا

نثر گنوری

پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا	ہیں زبانا میں بنا کر مصیبت کے گور جانا	نہ جان میں کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا
نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	میرے دل میں کھانا کھانا شگ جانا	نار کھانا کھانا کھانا شگ جانا	پتہ جانا میری آنے ہے وہ جانا

کیم سوری بھال گنوری

ارشادات

فاضلہ سخن سنا، اشعرہ فیض العصر حضرت نوح نامی مرحوم

کام یہ کرتے پڑے شام سویرے مجھ کو ہوں مبارک در محبوب کے پھیرے مجھ کو
ریغ و غم روزے شام سویرے مجھ کو داس آئے نہ اُجالے نہ اندھیرے مجھ کو
کیا ہوا بچام محبت کا خدا خیر کرے ڈھنگ اچھے نظر آتے نہیں تیرے مجھ کو
اک مری جان پھر اس جان پر اتنے صدے سینکڑوں ریغ و غم رہتے ہیں گھیرے مجھ کو
اس تمنائیں کہ مرحلے تول جائے نجات دیکھنے آتے ہیں وہ شام سویرے مجھ کو
انتہا ہو گئی یہ نیری طرف داری کی دھوکے دینے لگے اجاب بھی میرے مجھ کو
بے یہ مطلب کہ نہ میں شکوہ بیداد کروں ڈانٹ جاتا ہے کوئی شام سویرے مجھ کو
غمرہ و ناز سے محفوظ رہوں گا کب تک تاکتے رہتے ہیں ہر دم یہ لیٹرے مجھ کو
تیرہ بختی بھی ہوئی جاتی ہے اب ان میں شریک مار ڈالیں گے شب غم کے اندھیرے مجھ کو
بات دن میں تو کوئی وقت ہر عقیم کا خیال درس ملتا ہے ہی شام سویرے مجھ کو
آپ کیوں ترک محبت کے لئے کہتے ہیں کم نہیں اس کے لئے دوست ہی میرے مجھ کو
دل تو میں جوش محبت میں دینے دیتا ہوں کیا خبر اس کی دو پھیرے کہ نہ پھیرے مجھ کو
پاؤں کے رکھتے ہی اے خضر یہ معلوم نہ تھا لوٹ لیں گے رہا الفت میں لیٹرے مجھ کو

نوح دنیا میں بھی چیز ہے فیضان سخن

میرے شاگرد نہ کیوں کر ہوں گھیرے مجھ کو

دوغز لیں

کچھ آنی روح حق سے تحریک جستجو کی
تو نے بھی کس کی اسے دل دنیا میں آرزو کی
جب میرے جذب دل کو حسرت ہوئی نلو کی
پلکوں پہ تھر تھرا کر بوند آگئی ہو کی
پیرا میں تکتا بوسیدہ ہو چکا ہے
اسے غم یہ مگر خدا راز محنت نہ کر رو کی
حسن اور ناشائستہاں شہیرائی تنگ
صورت رہی نہ باقی اہل ان سے گفتگو کی

چھایا ہوا ہے اب بھی میرے دماغ و دل پر
وہ پیر من کہ جس میں دنیا ہے رنگ و بو کی
اب بھی نہ وئے جا رنگ افسانہ حسن و دل
یونہی چھلک پڑی ہیں آنکھوں سے کچھ ہو کی
گرداب ہے کہ کوئی نابدیدہ چشم پر غم
افسانے بن رہی ہے ہر موج آب جو کی
ناقدریوں کا یا رب کیسا یہ درد آیا
پانی سے بھی ہے اذلال قیمت مرے ہو کی
راس آیا کہ کسی کو کم ظرف کا تقرب
انہیں نکال لی ہیں پیانے نے سب کو کی
کیا کچھ نہ ہو گا آگے کیا کچھ نہیں ہوا ہے
اب خیر مانگو طرفہ تم اپنی آمد کی

تالہ و آہ پر بجا آپ کی بر ہی نہیں
نغمہ سرا ہر کس طرح دل ہے یہ بانسری نہیں
حد و قصور کے سوا شیخ کا مدعا ہے
یہ تو ہوس ہے اسے خدا یہ کوئی بندگی نہیں
دل کے زیاں کا ذکر کیا یہ تو ابھی ہے اب
جان کی فکر کیجئے، عشق ہے دل کی نہیں
فطرت حسن و عشق میں، فرق وفا کا ہے نہ
حسن میں یہ کی تو ہے، عشق میں یہ کی نہیں
آپ پر اعتماد کر اور خدا کو یاد
اب نہیں کوئی راہبر اب کوئی راہبری نہیں
عشق کے امتحان میں جان کی شرط ہے
اپنا تو یہ خیال ہے شرط کوئی کڑی نہیں
حسن کی اب غایتیں ہونے لگی ہیں بے حساب
مل گئی اس کی بھی سزا میں نے خطا جو کی نہیں
آن کی یہ غوغا دیکھئے، میں نے جو با وفا
کہنے کو تھے وہ "ہاں" مگر منہ سے نکل گئی نہیں
بات کریں کسی سے کیا بیٹھے ہیں کے سب
اب تو بھرے جہان میں کوئی بھی آدمی نہیں
ساحر زار ہوشیار تجھ سے وہ ہنگاموں پر
وقت ہی پر سنبھال لے بات ابھی بڑھی نہیں

مکتبہ شعلہ و شبنم دلی کی خصوصی پیشکش
صاحب طرز کہنہ مشق نامور شاعر حضرت ضیاء فتح آبادی کا نیا مجموعہ کلام

گر در راہ

دو آراء ملاحظہ فرمائیے

دلی قید صاحب کی شخصیت کلام کے احساس اور جہان میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ وہ جذبہ کرمندیت اور سچے سے الفاظ کھریر میں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ کشتہ ہدایت نہیں مان کے یہاں غرق کی بہ ہاں کے ساتھ انسانیت کی حابند کا نرم نرم احساس بھی ہے۔ ان کے یہاں جذبات کی لہروں گرا نہیں ہے۔ لغات اور زبانت ہے۔ اس نے ان کے لہجہ میں دلی آرائی اور محاسن ہے انسان کی شاعری میں پکارا اور شیار دی سے زیادہ سادگی اور سرفرازی ہے

دکنکشا خواجہ احمد خاندانی

(۲۱) ضیاء جمالی شاعر نہیں ہی، وہ ہر بات بند ہی سے کہتے ہیں۔ ان کی زبان شستہ و پاکیزہ ہے اور خیالات لطیف ہیں دلی میں جذبہ مہمدی انسانی ہے پائلی ہے اور ایسا ہی شاعر ملک و قوم کے لئے باعث فخر و اکرام ہے۔ مبارک ہے وہ ملک میں نے ایسا بن پایا شاعر پیدا کیا ————— آبر احسنی

قیمت — تین روپے چار سٹے پیسے
گر در راہ — آج ہی طلب فرمائیے
مکتبہ شعلہ و شبنم - دریاہ کلاں - دلی نمبر

اردو شعری ادب میں گراں بہا اضافہ
تنگنہ کے بعد "قرینے"

آبر احسنی گنوری کی عنریات کا دوسرا دیوان
جس میں ۲۲۵ غزلیں، ایک نظم اور متروکات کی مکمل فہرست ہے۔ عام دیوانوں سے
تین گنا میسر ہے اور قیمت صرف تین روپے ۲۵ تے پیسے ہے
غزل کا معیار کتنا بلند ہو چکا ہے۔ یہ قرینے کا مطالعہ بتائے گا۔

(نئے کا پتہ)

آبر احسنی - گنور - ضلع بدایوں (دیوبند)

افکار نو

جہ جہ ہے وہ نیکیوں کا والی ہوا جاتا ہے
کیا جس زمانہ ہے کیا رنگ چن ہدم
جاہل ہے وہ ہے جاہل عالم ہے وہ ہے عالم
انسان بھی تپا ہے پودوں کی ٹپک لے کر
لوئی کا عصا لاؤ ڈس لے جو گرانی کو
اقتدا دلی ہے دنیا میں غریبوں کا
سیلاب کی تیزی ہے، تیزاب کیلے چہر
پھولوں کی جگہ کاٹنے چلے دھندہ والی
تفہیم و ہدایت سے پھرنا مراد ہے ولی
کتن ہو کوئی قابل نازک یہ کہیں ممکن
شبلی ہوا جاتا ہے، عالی ہوا جاتا ہے

نیر احمد فی اوجھادی

کیوں بنا دیتا نہ دنیا ایک افسانہ مجھے
جام دینا کی جیسے حاجت نہیں ساقی کوئی
یہ چمن تیرا مبارک ہو مجھے اے باغیاں
جان کرنی ہوگی تندر و دست پہرچون دہا
توبہ کرنے کے لئے چلتا تو ہوں میں شیعہ جی
اب مری دیدہ نگاہی بالکل مستم ہو گئی
یہ ظاہر بادلوں کا مجھ کو اے فی صلا
آگے وہ بھی سنانے میرا افسانہ مجھے

محمد پر کرم کریں وہ، یہ اب اسرا نہیں
اب میری زندگی میں کوئی بھی فرا نہیں
ہر کام پر ہوتی ہیں مجھے ٹھوکر پر غیب
ننزل کا خیر سے ابھی کوسوں پتا نہیں
دل میں نے بڑھ کے آپ کے قدموں پر رکھ
جان و فدا! وفا کی مری انتہا نہ
آنکھیں کھلی رہیں وہ پس مرگ بھی مرا
موج تھادی وید کا جن کو طا نہیں
ساحل پہ اب سفینہ خدایا لگائے
دریائے غم میں کوئی مرا نا خدا نہ
صدے دیئے طال دیا رنج و غم وہ
وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں مجھے کیا دیا نہیں
تو نے بنا دیا مرا سرمایہ حیات
پھر بھی ترسے سلوک سے کوئی بگلا نہیں
میں اوز زندگی پہ ہمارا ہی ہتھکاہ
احساس کمتری میں تفرقتا نہ
جو ہر جنس ہے حق و صداقت سے دور
ہر کام میں کے واسطے کیا کر با

حکیم عبدالقیوم پٹینی

ملیہن براتی مصنفی

خشت ادبی گوہر کوٹلی

راہ ہر گماں ہے اللہ میں ہوں
خالف سب جہاں ہے اور میں ہوں
نک پر کہ غنی ہے برق پیہم
لڑنا آشیایاں ہے اللہ میں ہوں
عجب ہے کئی کش کا یہ بھی عالم
نک و ہر گماں ہے اللہ میں ہوں
خزاں کا فون کیوں مجھ کو ستائے
بہار گستاں ہے اللہ میں ہوں
دھاکا پاؤں سے شکوہ کر دیں کیا
نک و دوستان ہے اور میں ہوں
چھڑا ہے زندگی کا ساز ہمد
حکیم خوش بیاں ہے اور میں ہوں

کیا مخالف گردش ارام ہے
مجھ اپنی ہے نہ اپنی شام ہے
جلوہ زلف و ریح جہاں کہ دیکھ
کفر کے انوش میں اسلام ہے
تاریخ اراں فتن کا بن گیا
آدی نادانیت افسام ہے
ہنستے ہنستے راہ سستی سے گزر
زندگی زندہ دلی کا نام ہے
نزل مقصود آئی نذر پا
یہ تجسس کا مرے افام ہے
وہ لگے گا پری دوش کا پتا
ایک شاعر ہے ملیہن نام ہے

اس لئے ان سے شکایت نہیں ہوتی
کہ محبت میں کیا بات نہیں ہوتی
وہ خیالوں میں تو دلالت نہ کرتے
ہاں گراں سے بھی بات نہیں ہوتی
انکے جھوٹے فوٹوں سے ہر دل بزم
دل کی دنیا میں بھی رات نہیں ہوتی
ایک فرغ گھیر لیا کہ تارے میرے دار
دیدہ تہ سے جو برسات نہیں ہوتا
بیگ دوست کو آنا نہیں جہنم کو
ہجر میں اب بس ملاقات نہیں ہوتی
جو صلہ میں کا نظر میں نہ آتا ہے
زندگی اس کی پُر آفات نہیں ہوتی
بند ہو جلتے ہیں لب سامنے ان کے
جب وہ لگتے ہیں تو کچھ بات نہیں

جلال و جمال

آزاد شہباز ٹری

نقوش کافی مایا دلی

مفتیہ نشتری - اندر

نقوش شورش سے جس دم ہی ہے
جانب دل چاہی گری ہے
جناب پیش کش آج پائی ہے
جو حالت آپ کی بنی ہوئی ہے
نظر اسٹو سے شام غم مدھر بھی
اور رنگ تیرگی چائی ہوئی ہے
خدا چاہے پٹی ہے کیسی افتاد
جو افسردہ چین میں برگی ہے
مجھ کو مجھ سے کہتے ہیں وہ آزاد
کوئی تو آدمی میں آدمی ہے

دور جب ہم سے کدوے ہو گئے
نذر غم وہاں سارے ہو گئے
جب اشار ہو گیا تقدیر کا
خود بخود پیدا ہمارے ہو گئے
اشک جو چمکے مری آنکھوں سے وہ
مطلب غم کے ستارے ہو گئے
خوب ہے سادہ پیش یل و نہار
ہم تو دشمن ہمارے ہو گئے
کیا بیان نقوش ہواں دل کا حال
سیکھ لیں جس دل کے پارے ہو گئے

انوارہ مجاہد نظر کر رہے
ہتی تجلیات میں گھر کر رہے
پہلے نہ کہے ہی شاعر دل سے
آپ اپنی جان پیش نظر کر رہے
اک نامور دل کی تکت کے دا
قرآن اپنے جان و جگر کر رہے
اللہ سے جزئی محبت کی گرد
غم کے سمندروں میں سفر کر رہے
ہے میکے کا کتب بیابان کے
جام و صبر بیزیر گرد کر رہے

شہر دہلی۔ میرے قیدی اور
 ہر ایک باغی آدمی سے ملتا ہے اور
 ظہور پر پہنچتا ہے۔ اس نے مجھے اذیت
 پہنچائی ہے۔ اڈم اپنے آئندہ لاغر
 فیصلہ کریں۔

وہ پھر بیٹھ گئی، اس نے گہری نذر
انہاں میں پڑھا۔ "تم نے اتنی جلدی اپنا
تبدیل کر لیا۔"

"میں نے جلدی میں اپنا خیال بد
میں نے تمہیں خطرناک قدم اٹھانے سے باز
سمجھیں کیا ہے اور چون کہ تم بے خبر ہو؟"

کئے والے خطرے میں حصہ دار بننے کا
کیوں کہ سرے خیال میں جو آدمی ایک عورت
ہے وہ ایک نازک ذرہ دہری اپنی کمر
خاص طور پر اگر عورت شادی شدہ ہو
خاندان سے ناخوشی ہو۔ ایسی عورت
نہیں سمجھی (میں جانتی ہے)۔ کیوں کہ عورت
اپنا سب کچھ دوا پر لٹا بیٹھے ہے۔ یہ جانتے
ہے کہ کالیٹ اور مصائب کا شکار ہیں۔
..... مجھے تم سے مزید کچھ نہیں کہتے۔

ایک چمے دولت اللہ ساتھی کی طرف متوجہ
آنگارہ کو لڑا ہے اب چاہیے ایک
تہ سے چھٹا چاہتے ہیں کہ آخر خدا
یہ بات ہی خود کو کہہ رہا ہے کہ لا اِلهَ
عِندَہُ حِجۃٌ لِّہٖ فَمَنۡ شِئَیۡءٌ مِّنۡ دُونِہَا
اَبَیۡ لَہٗ عِندَہٗ سَعٰیۃٌ مِّنۡ دُوۡنِہَا
..... نہ
میرے خاندان کو تو ملین کوئی شک و شبہ

یہ جاننا چاہتی تھی..... تمہارا ہمسفر
نئے سال کا تحفہ حاصل کرنا..... میرا
آپہنڈ ابھی بھی تھی، وہاں آپ کے دل

۴۴ مجھے بیماری کی نشان دہی ہو رہی ہے۔ شک ہے! اور خدا! آج ہی کتنی خوشی محسوس کر رہی ہوں! —

لوگوں کا مشہور ہو گیا تھا کہ میری بیوی کا نام ہے۔

— ایک دن —

وہی ہے کہ۔

• شہید ہو۔ جس نے سامنے دیکھی ہوگی

وہی کہ لڑائی لڑا۔

• بی بی —

کسی حد تک اس کے دل میں ہنسنا نہیں سکتا

نے کئی آخر کر رہ تھی۔ شاید وہ دیکھی ہوگی

ہائے۔ میری آنکھیں ہی میں کہا۔ تقریباً رکھو۔

• انتہائی قہر کی ذہنی اذیت کے درمیان میں

وہ سامنے دیکھی ہوگی کہ میری بیوی اور بچے بھی بولا

• میں نے اس صفت اور فطرت کی صفائی چاہت ہوئی جنہیں

انہی ایسی جنمات میں نہ کہ دل کا سر

• اس نے ہاری ہائی جبر، مالک اور جبرائیل دست

دست کی طرف دیکھا۔ — روتے۔ باوجود کہ میری ہر ایک

دلیل کا وہ تھا۔ اُس نے میری مسکراتی ہڈی اٹھائی

سے دیکھ رہا تھا۔

• تم بڑے اور جبر کے دو طرف ہو۔ — میری بیوی کہا

• یہ لڑائی تھا۔ اُس نے کہا کہ جی۔

• جی۔ — اے وہ سہم گیا۔ — میں دوبارہ کاغذ

—

• ہم نہیں اسی وقت سے جیسی رہے ہیں۔

• ایک ایک نے اس کی بات کاٹنے ہوئے کہا۔ — تم آگ

سے کوئی تپیں کر لو گے۔

• سر۔ — وہ بہت زیادہ گردن اٹھا کر اڑ گیا

• اپنے اپنے پائل کے نیچے کی زمین سر کی ہوئی معلوم ہو

رہی تھی۔ سو وہ گردن اٹا کر لگا۔ — "وہم کیجئے سر۔"

• دوبارہ —

• تپیں آگ کو میری جیسے سو وہ میری پاد پڑا

• کار کا۔ — میری بیوی کہا۔

• جی۔ —

• وہ کوئی ایک کہ میری بیوی میری بیوی کہہ کر پڑا

• تم نے یہ تو ان سے خود صحبت کی ہے۔

• تم میری اس بات کو سمجھتے تھے کہ میں نے اس کی

کیا ضرورت تھی صفت میں تم نے میری بیوی کی اپنا ہون

دلوں کا تقاضا کیا۔

• جی۔ —

• کیا جی بی بی تم نے کہا ہے۔ — "وہ تم نے

میں کے شہر پر اپنا تم رکھا۔ — "آپ اب اس کی

نڈائیں دیکھ سیتے ہیں غائب سے تپیں پکڑیں گے۔

• تو ان بنے کام سو پ رہا ہے۔ — جگے۔

• روت مسکرایا۔

• "اب سے تپیں جبر سو رہے ہیں یہی نہ کہہ سکتا۔"

• "ہم نہیں جبر سو رہے ہیں تمہارا دیکھ سکتے

• میری بیوی کہا۔ — "تم اپنے اس دل کے لئے اپنے اپنے اور

• اندر ڈرائی کی تھی اور تھی ہم اسی طرح بڑھاتے

• رہیں گے۔ — میری بیوی تپیں ایک ہزار وہ میری

• رہیں گے۔ اور میری بیوی بڑھتے بڑھتے تھی اور میری

• وہ میری بیوی ہو سکتی ہے۔

• باہل ہو سکتی ہے۔ — "نہ مالک نے کہا۔ —

• تو تھارے دشمنان کی مقبولیت پر منحصر ہے۔

• جیسے کہ اس کا محسوس ہو چکا ہے کہ وہ یہ سب غائب

• دیکھ رہا ہے۔ اس پر سکتے اس کا سامنا طاری تھا۔

• یہ اختیار پکڑنا تھا

• "آپ کا یہ بہت شکریہ صاحب"

• "تم نے یہ ایک کہاں سے سیکھا۔ —" میری

• نے پوچھا۔

• "میں نے یہ کئی شہر سے سیکھا۔ —" اس نے

• جواب دیا۔ — "میرے پاس اس کا کوئی ایک نسخہ نہیں

• نہیں ہے۔ — تو میرا یہ خود ہے۔ — میں نے اس کا

• شوق تھا۔ میری بیوی اس قسم کے پڑان اپنے دانا

• کے ساتھ رہا ہے۔

• یہی ہے۔ — ایک دن مسکرائی کہ

• کہ اس وقت کے لئے کچھ نشان بنائے گئے تھے

• کار۔ — ہم نہیں نہیں کہیں گے۔

• وہ میری بیوی کی پھر اس کی نڈائیں

• گیا۔ اس کے بعد یہ تپیں تپیں ہفتے بھر

• ہوئے کہ اس کی پکڑ لیں کہ وہ کون سا تھا۔ — اب میری

• اس کی سے ڈرو سو اور میری بیوی جبر پڑا

• جیسے تو اس نے اپنا تھا۔

• اس نے اپنے بچے میں اور بچوں کو دل کو

• کر دیا ہے اور ان کی تعلیم دینے کا فیصلہ کر لیا ہے

• سب بچے ہیں اب بچے کو تعلیم دینے کا فیصلہ

• اس کا

• وہ سارے اقوال اور دست ہو کہ اس سے وہ

• رہتے تھے جو کہیں اسے اور اس کے نشان کو

• نہیں تھے۔ اب اس کے اور اس کے نشان کے

• شہر ہی تھے۔

• تین سال بعد اس کی ان کا انتقال ہو گیا

• اس کا باپ بھی مر گیا۔ — لیکن روتے وقت اس کے

• باپ دفن کو اطمینان اور سکون تھا کہ اس کا

• باقی اور میرا شریف یہ اس کے معصوم

• اور ان کے بیٹوں کو باپ دانا دفن کا پڑا

• اور ان کی زندگیوں کو ایک جگہ مقام پر پہنچا دینے

• کیسی کہ میری بیوی تپیں تپیں اسی اطمینان اور

• پکڑوں کی موت مر سکتے تھے۔

• میری بیوی اب اس کی شہادت اور ان کے

• سے محروم ہو چکا تھا۔ لیکن اس نے دانا کے

• پیار سے محروم ہوتے جیسے گئی اپنی بیوی

• جیسے تھا کہ اس کا دانا اس کے لئے

• جو نہ ہو کہ وہ اس کی اپنی بیوی

• شہادت سے محروم ہو چکا ہے۔ —

• باپ دوناں کی بیوی

ش۔ تذیر الدین سار

ہم نے لڑکی دیکھی !

ڈاکٹر شریک شریک نے اپنے کلا۔ لوگ اپنا اپنا بیڑا
سے لٹا کر فرش پر لٹائے اور میں نے لٹا کر ہنس کر دیکھنا
ابھرت ہنسنے لگیں۔ جیسے بال ایکسپوٹ اپسٹ ہوتا
ہے۔ یہاں یہ محسوس ہوا جیسے زمین کی سطح میں کچھ دی
گئی ہو اور مشرق سے مغرب پہنچنے کے بعد
مابقی کا قریبی انٹی انداز سے انا سے خلک
کھینچ لی۔

دارلنگ! تم میری ایک مہمانی ہے کم فاضل نہیں
کرتے۔ پھر میں نے چمک کر کہا ہاتھ تمام یا اور اجھا
بھری نظریں ہماری نظروں سے مس کرتے ہوئے کہا۔
"مہشور! ایک ماؤنڈ پر چلے۔" ۶
میں کی اس صبح اجھا پر ہمارے ہی میں تو کیا کمرے
میں چلے جائیں۔ ٹھہرے نہ سوئے کہ اپنا ارادہ ترک کر دیا کہ
میں مسکے لی چلنے سے سرگم نہ ہو سکے۔ پھر چلا سرکے
گئے ہنسنے پر ہمارا وہ مقصد کہاں پورا ہوتا جس کے نام
میں سے یہاں آئے ہوئے تھے۔ ہمارا یہ مقصد زندگی کا سب
ہم مقصد تھا۔ ہمیں یہاں لڑکی دیکھ کر کہنے کے اندر خود لڑکی
کی ہیں۔ ماحول کرنے آئے ہوئے تھے۔ ہم ڈانسی کی اف بے
سے بھی واقف نہیں تھے۔ مگر یہاں ڈانسی سے کچھ لگا تھا
ہمارے جاہلی ہونے کی دلیل تھی اس لیے ہم نے خدا کو اکتے
چمکے ایک تیر چھوڑا۔

ڈانسی تو میں کر لیتا دارلنگ! مگر میری بڑے
بڑے بکلوں میں ڈانسی کرنے کے بعد میری اس کلیہ میں
کرنے کو انہیں چاہتا۔ ہمارا تیر نشہ نہ ہوتا، اس
نے مسکر کر ہمارا صحت ہاتھ اپنے نرم ہاتھ سے دلتے چمکے
کہا۔

"ہاں! وہاں تو بڑے بڑے کلبس ہیں اور وہاں کے
لوگ بھی یہاں سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔" ہم نے جھجکتے
ہوئے اس کا ہاتھ دبا کر کہا۔

ہاں خاص کر جو یہیں مردوں سے زیادہ ترقی یافتہ
ہیں۔ اتنا کہ ہم پر کپڑا بہت کم استعمال کرتی ہیں۔ اور

کم آن دارلنگ۔ ڈانسی دھڑی! ہم نے آگے بڑھ کر
دیکھا۔ گردن اچھل کر کچھ بٹ گئی جیسے ہم نے گنا
گنا کے اندر سے آگے بڑھے ہوں!

ہنسنے سے زبردستی پڑا کر اپنی گود میں بٹھالیا۔
ہم نے ہنسنے کے ہاتھوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ وہ بٹ
ہاتھوں میں لیتا اور چمکتے ہی اور ہم سو چمکتے کہ ایک
کھانسنے کے لئے بھی کہنے پڑ پڑے۔
پتا ہی نہ کیا تھا کہ ہم دوسرے گول جاس میں عکس
لی جاتے ہیں۔ یہاں آکر تو بڑا بڑا بول پتا ہی گول
تھے۔ مگر ابھی لی نہیں سکے تھے۔ اس نے لے کر کوشا
کر رہے تھے۔

ڈاکٹر اکتے ہی مابھیاں لگاتی ہوئی آئی
کتیا کو ہمارا گود سے لے کر کہنے لگی۔

فیل سٹی! تم یہ تو نہیں جانتے؟ پھر چمکے
کی آواز آئی اور ہم چمکے۔ کیوں کہ وہ آواز سنا
تھی۔ اور ہماری کھمبے سے نہیں آ رہا تھا کہ وہاں شیش
یا تھا یا شیش نے راکا سو۔ ہم نے راکا ہاتھ کھینچا
سے انگ کو کہنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"دارلنگ! اتنا ہی ہے کتیا بڑی ہی جھلکے
اس نے ایک جھلکے سے اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ
چمک کر کہا۔ اس کا نام شیش ہے، کتیا تو اس
دارلنگ! ہم نے سوچا۔ یہاں اس سوانا

پہنیز پر پردہ پڑا ہوتا ہے۔ عورتوں کے رشتہ طبعی

نفسانہ انداز میں کتیا کی عورتی۔ انسان کا یہاں
تو ہے، جیسے آزادی انسان کا پیرا کتیا ہی ہے! ۹
چمکے۔ ایک تو چمکے راکو کو کوشا جانے کے
سے انداز میں چمکے ہوئے کہا

دارلنگ! میرا پیرا سنا گیا، باقی باقی دارلنگ! ۱۰
وہ دونوں چمکے فرش پر چمکتے چمکے۔ ڈاکٹر کی حرکت
تیر ہوئی جاری تھی۔ صحت مرد ایک دوسرے سے چمکے
ہوئے عورتوں سے اور ہم سوئے کہ لگا لگا لگا لگا
اس مقصد ڈانسی کرنے کے لیے کہیے ہی ڈانسی نہیں
کرتے۔ اور اگر ایک ڈانسی نہیں کیا جاسکتا اور اس کے
لے دو کا پیرا ضرور ہے، تو پھر صحت، صحت کے ساتھ
اور مرد۔ ہم کے ساتھ کیوں نہیں ناچتے، کیا ڈانسی کے
لے ایک کا نہ کہ اور دوسرے کا خوف چرچا ضرور

ہے۔ ۹۔ ہم اس کے متعلق زیادہ نہیں سوچ سکے
کیوں کہ ڈاکٹر کی حرکت نے اپنی روش تبدیل کر لی تھی اور
دقت کرتے ہوئے جیسے ڈاکٹر کی بدلی ہوئی ہے پھر کتیا
گھمکتے۔ ہم نے چاندی طرف نظر ڈالی۔ ساری چیزیں
خالی تھیں۔ ایک ہم ہی اپنی چیز پر تیار ہوئے تھے۔ ابتر
مشیل ہمارے پیروں کے پاس کتیا بار پڑی تو ہم چمکے
کہ میں تنہائی کے احساس سے چاروی تھی۔ ہم نے جھک کر
اُسے چمکایا۔ آخر وہ تو ہم اس اور ہڈی و فاضل کی جھک
سے مانوس تھی۔ اس نے ہماری گود سے ایک کٹیل پر
چمکائی اور وہاں محل کردم ہنسنے لگی، جیسے کہہ رہی ہو

خزینہ کی گنجائش چوں —

افسانہ پیش ہے انوکھی اپنی ہے جوتہ جوتہ
 ایک ہندو ماہر ہونے کے لیے بیٹھنے کی ایک
 عجیبہ کاری سے آپ کا سابقہ نہ کاروبار میں
 سزا دے دی گئی تھی انہیں کی ہے وہاں

اے زنجے مال و مشیروں میں بھلاں جا رہی تھی۔ مگر
 کیا کر سکتا تھا۔ گرفت کیا ہی تھی اور اسلام متاہم نے
 جو توں نہ توں ہم جا کہ ہندوستان پر غرور کوئی کے
 کیا یہ چورہ گا — ۹

یہ دل ہی دل میں اپنے خیمہ میں کوئی نہ دیکھتا
میں ہندوستان کی ادیب کیوں ہوں۔ اگر ادیب کی ہوں تو
تو دوسرے ملکوں کا ہوں۔

آدمہ کی تشریح کر دے۔

[illegible]

”کیوں ہے کیا قصہ سنا ہے“ اس نے نہایت
 بے لکی سے کہا۔

میرس۔ میں میری! کچھ کہتے ہیں۔ "میں ہوں کہ
سا گیا۔"

• جو کہ اسے پاگھانے گا۔۔۔ پھر میرے جملہ
کا انتظار کرے بغیر مجھے گھٹنے پر پڑ جائے گا۔
میں نے پہلے تو یہ سوچا تھا کہ اگر تھوڑے سا وقت کہ
میں کہنے میں ایسا مشغول ہوا کہ جیسے پہلے مانتا تھا
میں یہ یاد دہشت میں مشغول ہو جاتا ہوں۔۔۔

ہندوؤں کا کوئی بڑا گروہ نہیں رہا ہے۔
 ہے۔ ان کی جو سرگرمیاں تھیں ان کے لیے اب جو کو
 ہیں سو کچھ تھا۔ اس نے مجھے کئی بڑی دھکے کھائی۔
 ۱۰۔ اے تمہارا نام کیا ہے؟ ۱۱۔ میں نے مذہب
 سے بچھا۔ شاید میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔
 ۱۲۔ بھائی! اب وہ انداز لڑائی نہ بنی ہوگی؟

ہاں ہر جگہ تو یہ عدالت بیت کہا تھا شہر و ملک
تفرک کہہ، خاص طور پر جیسے انیسویں لکے میں۔
یہ تو وہ نہایت خوش ذرا تھا، لگی لگی پھار میں جو
دیکھتی جیسے گنہگار کے سفید تیل ابراہیم۔ تمام
آسمان کے نیل شکر، گندم، جیسے اپنی حشر سے
وہ نہ کہ بڑی ہو گیا جو۔ سو کہ ان کی تفریق کر دی۔
اس کی زندگی وہیں جبکہ سن پانچ سو چھ

اگر کچھ رو گیا ہے تو صرف زہری اناکم جو میں
 دقا بانڈا کہنے، جھوٹ، عا و فریو و فریو۔ کہہ سکتا ہوں
 رہے ہیں گے کہ میں نے یہ کیا جیت پسند انکسٹر فریو
 کر دی۔

خیر و صاحب! جس قول کے کعبے میں بیٹھ گئے
بیٹھا تھا۔ اسے دنا قائل ہوا کیونکہ بیٹھا تھا۔
اس کے لئے اسے مثال میں غفلت تسم کے کباب ہوتا
قریب سے دیکھ کر اس کے تسمے دنا وغیرہ میں لگا ہوا

۹۔ غریبوں میں دیکھا ہوگا۔ اس نے نہایت ہی مدد کے
زبانیں دوبارہ کہہ کر دیکھیں۔

اب میں نے غریبوں میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کا
بہ قول کھانگے کھانگے کے بعد میں نے غریبوں میں دیکھا
میں نے دیکھا کہ ان کی حالت نہایت ہی بُری تھی۔
ان کے آپ نے انہیں غریبوں کے خاتمہ انہیں کی
لم بعد کی رفیقین انکو میری جگہ پر لے کر آئے
ان کے اس کے نام میں سے تھا۔ یہی ہے چکاؤں کا۔
آپ نے کھانگے کھانگے کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی
انہیں کھانگے کھانگے کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی
انہیں کے ساتھ میری طرف آئی۔

۱۰۔ تم نے انہیں دیکھا ہو جس نے مجھے سے چھٹنے کی کوشش
کی۔ اس نے نہ دینے دینے انہیں کہا۔
مجھے بڑا حیرت ہوئی میں سوچنے لگا کہ میں
ذات تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ایک تو ہندوستان کی اتنا
مشہور ہندوؤں، اور پھر وہ اس جگہ میں پھر مجھ سے
ایک انہیں کے ساتھ انتشار پر تھا۔ صاحب میں
لی کھلی پڑ گیا۔

پھر میرے جیسے کا انتشار کے پیر میں آج
لڑا کھینچنے کے ایک طرف لے گئی۔ جھڑی دیر
کھانگے کھانگے کے بعد میں نے دیکھا کہ انہیں
میں داخل ہو گئے جس کی ساری زمین میں میری جی
ان کھانگی صرف ایک تم نے صدق رکھا ہوا تھا
پہلی آکر میں نے اپنے اپنے اور دیکھا کہ اس پر
دار احمد یا اس نے یہ تھا کہ جو میں نے صدق
کے بہت سے براہ میں تھا۔ اور چھٹنے کے تیار ہو گئے
نیز اس کے ساتھ ساتھ انہیں لے گئے تھے اس وقت
زراعت پا چکا تھا نہایت تیزی کے ساتھ جتنی کہ متعلق
میں ہوا تھا اس کے انہیں میں نے خاطر خواہ کامیاب
کے ہیں۔

ان کے میں نے چھٹنے کے پھر میں نے دیکھا

انہیں تو دیکھا تھا۔ میں نے فریادیں سنیں۔
اور نہ جانے کیا سہا کر جتنی باتیں ہی طے
سے شرمائی۔

مگر وہ بھی ایک کھانگی تھی۔ کہنے لگی ۱۰۔ تم میرے
میں ہر نہ!!

میں اس کے اس منہ پر جواب پہل کر دیا۔
آدم پر میری طرف سے اس کے بعد حالت نہایت
تیزی کے ساتھ میرے لئے۔ جب جتنی باتیں ہی طے
کی سر پرستی حاصل ہو جاتے۔ پھر کیا ہے۔ اس کی وجہ
سے میری کئی کہانیاں غماں جا چکی تھیں اس میں اس
کی طرف ایک وقت خود اس شہرت یافتہ ادیب تھا۔
اس میں اس میں نے بہت کوشش کی کہ جتنی باتوں سے
وہ اپنے طبع پر چلے ہو جان، مگر وہ اس کی باتیں
بنا ہونے ہوئی۔ باقی سب باتوں کے لئے راضی تھی۔
مجھ میں ہی اس کی کئی پرچم سائیا حالانکہ
میرے چھٹنے ہی نہ ہونے لگی۔

جتنی باتیں کہ وہ حالت اب تک آپ کو معلوم
ہوئے ہیں، اس سے غالباً آپ نے ہی اندازہ لگایا ہوگا
کہ وہ ایک بہت کمزور آدمی تھا۔ اس کے ساتھ بہت بڑا نظم
ہو گا۔ کہ میں نے کہہ دیا کہ وہ اس کے لئے کہہ سکتے ہیں
مگر جتنی باتیں ہیں۔

اس کا کہہ دیکھا تھا۔ فتح اعتبار سے ایک
محل میں کاہ تھی۔ اس کی ادکاری کہہ کر کوئی اندازہ
ہی نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ ادکاری کہہ دے اور یہی
اس کی مقبولیت کا راز تھا۔ اس میں اس کی شہرت کا راز
دار تھا۔

یہ یہ تھا، مگر اس کے بعد میں نے اس کی کارن
تھا کہ مجھے جتنی باتیں کہہ دینی سے مطمئن نہیں۔
میں اس کی آنکھوں میں ایک طرح کی بے بسی تھی اس وقت
دیکھا کرتا تھا۔ وہ بہت خوش تھیں اور جینے لگی۔

ہر وقت کھانگے کھانگے کی رہتی۔ ایک ہفتہ میں
میں کا مسئلہ ختم ہونے میں ہی آتا تھا۔

اکثر باتوں کی کتابیں میں دیکھ کر مجھے شہین
باتیں کیا کرتی، اس کی باتوں سے دیکھ کر دافوسس
شرع ہو کر آتا تھا۔ اس وقت اس کی حالت بہت قابل
دم تھا کئی تھی۔

۱۱۔ میں بہت پریشان رہتی ہوں سوچاں ۱۱۔
کبھی ۱۱۔ جانتے ہو کہوں ۹۔
میں نفی میں سر ہا دیتا۔

۱۲۔ مجھے سکون نہیں ہے۔ وہ جھٹکا کر گئی۔
۱۳۔ کیا تم مجھے کہیں سے سکون فرماتے ہو۔ ۹۔
میں پھر نفی میں سر ہا دیتا۔

۱۴۔ تم نے سوچاں جو ۱۱۔ وہ میرے ہاتھ کو
مٹھیں میں پہنچ کر گئی۔ اس میں وہ کی کیفیت
سے جھٹکا جاتا۔

۱۵۔ تم جانتے ہو میں میری کو طرح ہی لے گئے
کہ میں وہوں سے گزرتا ہوں۔ یہ مجھے پتا کیا گیا۔
کھڑا ہے۔ ۹۔

۱۶۔ میں کہہ کر وہ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ
۱۷۔ ۱۱۔

۱۸۔ تم نہیں جانتے ۱۱۔ وہ منکر کر گئی۔
میں کہہ کر وہ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ
۱۹۔ میں کہہ کر وہ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ
۲۰۔ میں کہہ کر وہ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ

۲۱۔ میں نے دیکھ کر پائیز ان کا کھانگے کھانگے
اپنے احساسات سے دفاع کرے۔ ان میں یہ باتیں تھیں
کہ حفاظت سے مراد یہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ ان کی
ہوں سو سنا کہ ان کی تھی۔ ان کے دیکھ کر وہ
ذیلی، انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں
شرم و قوت اپنا مفہوم کھانگے میں یہی ہے کہ ان کی
ہو کہ ان کے لئے نہ کہے ہیں اور میں نے دیکھا

صورت نفوس .

آئینہ کے تحت اس کا دل بکھڑکھڑاتا ہے۔
 پشیمان ہے اور ہیرا پشیمانی میں رہتا ہے ایک پیکر
 پر شہر ہے ایک شہر ہے۔

[illegible]

ریل تانچے اور جیش سے گزرا اور اس کے بعد شہر کے باہر گئے
 تھے۔ مگر ان دنوں اس کی آوازیں ابھی تک گونجنے لگی ہیں
 اور ہفتے کا عوض ابھی گونج رہا ہے۔ اور میری حالت بہت
 اچھی رہی ہے۔ ابھی ایک منظم طرز پر بیان دیکھنا ہی
 گزرا ہے۔ عرض تھا۔ اپنے دل کی تپسی دے رہا تھا کہ
 ہفتا کے گزیرے صبح تیار نکلا تھا۔ پر اب ابھی یہاں
 فقہ کام کا کیا دن کی وجہ سے جو کہہ رہا تھا۔ اب اس
 وقت ایک مسافر کی غلطی پر کام کر رہا تھا۔ اس غلطی
 میں سے کوئی ایک کھینچ گئی۔ جس میں بنی ہوا کا ڈھیر رکھا
 ۔ کھینچ کے پیچھے مٹری وہ ایک ہفتہ دن اور شیرہ
 ڈال رہا تھا۔ نمازوں کا اظہار شرع اور شیرہ۔ جیسے
 شعر کا ایک جذبہ درمیان میں اس پر پڑا تھا۔ اس کا بیان

۱۔ اس کے صحت پر کوئی اثر نہ ہوگا۔
۲۔ اس کے صحت پر کوئی اثر نہ ہوگا۔
۳۔ اس کے صحت پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

یہ کہہ کر ان بی بی فریت کے اعتبار سے چھوڑ دو
اور ان کی گمان تھی اپنے سہمنوں کا دل سے یہ نہ ہو
جس دن دل دیا وہی دل کب کب سے موت سے کام لے رہے تھے۔
اس غم کے تمام غم خزانے جاچکے تھے نہ خودی نہ سلم
جو تمام نہیں میری وہ کام کر رہی تھی کہ ہر جگہ تیس۔
اور ان کی شرمیلہ آنکھیں شب ہی بونے لگتی تھیں
اور ان کی کافی ہر دم سے کام لیا جا رہا تھا یہی وہ
تھا کہ اے سب سے غریب غلام جا رہا تھا۔

آج کل کے مجرمین کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جس کے
 کرے میں مسکراہٹ ہے۔ مگر ان میں سے کسی ایک نے دوسرے کے
 بدلے میں شہادت دے کر اسے جہاد میں بھیج دیا ہے۔
 انہوں نے کہا کہ انہوں نے یہ سب شہادتیں دے کر ان کی جگہ
 پر بھیج دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے ان کی جگہ
 پر بھیج دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے ان کی جگہ
 پر بھیج دی ہیں۔

• آخری وقت میں ہر نفع : گہرے بات : ہر نفع
انسان کو کس : ۹۰ : ہر نفع : ہر نفع : ہر نفع
کسی : ہر نفع : ہر نفع : ہر نفع : ہر نفع
نفع : ہر نفع : ہر نفع : ہر نفع : ہر نفع

خود جو اسوفاں، اچھے کپڑے کا تانڈا، جیڑے سے
 ٹیکھنے والے جیڑے، جگہ سے جگہ کراپتے ہوئے کہا۔
 اسیا سوڈا کی دھاری کچھ تیز ہو گئیں۔
 اس سے آپ یہ کہیں کہ کوئی ہالاکو کوئی جسمانی
 راز گئی کیا ستا، نہیں بلکہ اس کی بعض ٹھنڈی، ہالاکو تھی
 اور اسے کھست کر زادہ اور جاگ رہا تھی۔

عزیز اس کا نگہ داری میں تھا۔ نمونہ کی چھان دہی
اس نے ادا کی شریعت کے خلاف دیکھ کر اس نے بڑا
کے تیار ہو گئے ۱۰ سو دفت اس کے لیے پہلے تھا کہ
پہلے ہوا تھا یہی طریقہ دیکھا۔

مستحقان ایسا۔ نئی ہفتہ شریعت کے نام
کیوں کہ ایک حدیث کے مطابق اس کا حصہ
خیر اس کے مال پر ہی ہے۔

دیکھ کر کہیں ہم کوئی داپس نہ کرے گا۔
 جن کی حالت یہ خوب ہے۔
 ہر ایک کو ڈرامائی طور پر ایک احساس ہو
 ہو کہ ہمیں طرح طرح کی چیزیں
 ہم سے کہیں۔
 ہر ایک کو اپنے قریب کرنا،
 ہر ایک کو اپنے قریب کرنا،
 ہر ایک کو اپنے قریب کرنا،
 ہر ایک کو اپنے قریب کرنا۔

میں نے اپنے بھائی کے جسم کی طرف
 دیکھا۔ ”

یہ دیکھ کر ہر پٹن سا ہو گیا۔ اس
کیا جواب دیتے تھے غرضی ہوا۔

جواب ۱۰۰ - ہیشتر فی الامار
 میں کہو گی غلام غلام -

پیر کا اس خاص موقع پر وہ اپنی جان بچا کر
بدلتا شہر میں شرمسار ہو گیا یہاں تک کہ اس
سے شہر پر سچے فرزند بن گئیں وہ اس
جاس کی تار تار سمجھ گیا۔

• مفتی ہوش میاں آزاد - میرٹھ جیل

اسی کے قریب قلعہ کلہا جوہ تمہم شدہ
اسی کے قریب جوہ کا نام اسی طرح ملے گا

جوں، ذیل و فاشتر ہوں، کیا مجھے بینا ہوا
چوڑ جس، اس کا حلیہ سترہ ای کا فی س ما

جس کی ہماری خوشنگاہی کے لئے یہی موت کی آخری منہ مٹا دے۔ تو میری

جس۔ ادا کر دیں۔ قربی کیوں ہی ہوں۔

مٹھا یا کر لے آئی، اذوق و ذائقہ کے لئے جو

১৯৩৬ সালের ১২ মার্চ
 ঢাকা, পূর্ববঙ্গ

ہر شخص سنی جیسی لڑکی کو عقیقہ کے بعد بھی منگوا
سکتا ہے، کیا وہ تاہم کہ شادی کے بعد منگوا سکتا

جو سلسلہ کی جوتیوں کے برابر سچی نہیں۔ ایسا مخصوص وراثہ

نہیں ہر سکا۔ آپ بہت واپس لے جائیں۔
 برا آئی اسی خوش و خوشی سے ایک دوسرے کے

ساحہ فری پمپلن کو سہجے رہا، ماما احمد دوش تہا

مگر میرے ذہن پر تاریکی چھا رہی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ اب اس مسئلہ کو دور نہ ہی مرمیوں کا اور انہوں

خانہ کی طرف بھاگا۔ مگر مجھے کچھ سوجھن نہیں رہا تھا۔ شاید میرا کسی دوست سے عداوت تھی۔

صرفانہ تحریر کیا ہے

[illegible][illegible]

یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے۔

اصابت اندک سے آواز سے ہی تھی۔

اطلاع

100

وہاں ہفتادیس لوگوں کو لکھ کر بھی اہل ایسے تمام ہفتے پر تک

یہی آئندہ ایسے تمام افسانے واپس کر دئے جائیں گے

(۲) ایک جبر کے فن کے ساتھ ہر سرکاری یا

یہ ہے کہ میں نے اس کو کمال کا کمال ہی میں پایا ہے۔

111-6-514

مجھے ہے اتنا کہو کہ اہم درجہ انوساں !
 گر کیا کہی حقیقت چہ تحقیق ہے چاہے بہ
 کتنی ہی سچ کہیں نہ ہو، مگر کیا اس سے مغربیں —
 سب سے پہلی بات جو آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہیں
 وہ کہ سلسلہ میری حق تعالیٰ جی جگر آپ ہے۔ سلسلہ کے
 افسانہ سچائی میں آپ کی طرف رجوع ہوتی، مقصد واضح
 اور صاف ہے کہ آپ کے ذاتی کردار کی مصنفیت اور تاثیر
 کا اعتراف و استغاثہ، مگر میں آپ پر بھی طرح تکلیف
 سبکی پہنچنے پر ہی کھڑا رہے، سب کے لئے کی سعادت

شادی کا چھوٹا ختم ہو چکا تھا اور شادی اسرار
ہو گئی تھی۔

زندگی مسکونہ کی۔ زندگی مسکراتی ہے تو یہاں
کی عجیبی سبب کی ایک جگہ ہے جو ہوا کی ہر شاخ کو محسوس
ہو سکتی زندگی غیر ماضی کے ادھیڑی تھی، چمکنے والی تھی
تھی۔ اندھ سنا تھی لیکن تھا۔
فکر اس کے تصور سے بھی کہیں زیادہ جزیرہ پر
تھا، جو ہر دور کا طوطا پر نظر کرنے لگی تھی۔

وہ بقیہ فقر سے بھٹی تھی، آواز پروروں کی محبت
میں ہی تھی، احساس کو پیدا کرتی ہوئی، جذبات میں
غیر میں گھومتی ہوئی، انہوں کو پیدا کرنے والی زندگی
کو اس نکتے سے کہہ کر کہنے لگی۔ وہ سب سب
نظریات ہیں، کاشفان بھی اس کی آکھوں کی حدود
مستقل میں جنم ہے۔

وہ کہیں سے وہ ناکال کو کہیں سے آواز
ہو چکا ہے کہ جب سنا کہ رہا ہے۔

وہ پہلی ہفتا کا چاند بھی تو کتنی عجیب اور خوش
معلوم ہوا تھا۔ جب شام کا دل کی دھڑکنوں پر تیار
ہو گیا کہ یہ کوشش کر رہی تھی، ہفتہ پر چاند سے کھڑکی
سے باہر پھیرے جا رہا تھا۔

مکس ٹرانسمیوٹ جا رہا ہے شری۔ اس
نے دل کی دل میں اس جیسے کہہ رہا تھا۔

اور پھر.....
آپ اس قدر کہیں شری رہی ہیں؟ شکر کرنے
سے شری چاند کے سامنے ہے نقاب کر رہا تھا۔

وہ سبب کی تھی
پڑھ گئی لڑکی جو۔
وہ خاموش رہی تھی۔

شادی کے بعد۔ چاند ہمارے دلوں کی باتیں
سننے کے بعد قرار ہے۔
"مجھے شرم آتی ہے۔"۔ سبب کی تھی تھا۔

غم یوں مسکرائے

اور شکر نے ایک قبور پر بے اندھے لگا رہا تھا۔
پھر کہنے لگا تھا۔ "کیا اس چاند سے شری ہی ہو رہی ہے؟"
تو اسے سنا تھا ہے۔

اس شری کی تو بہت ہے۔
"اچھا انکھوں کی بند لگا دیتا ہوں۔"
"ہاں! اس کے چہرے پر کبھی ہی حسرت
پھیل گئی تھی۔

"اچھا انکھوں کی بند لگا دیتا ہوں۔"
"غیر شری ہی ہیں۔"
"ہی ایک مشرقی لڑکی ہو گئی۔"

پھر وہ دوسری نے ایک سنگم رشتہ متعلقہ کی تھی
سانسوں اور دھڑکنوں نے پناہ مانگ لی تھی دوسرے
ظاہر کر رہا تھا۔

وقت کو شری بدلتا رہا۔ زندگی اس کی آگ پر خوش
خوش دھن دھن تھی۔

شادی سے صوفی لکھنے پر اس لکھنے کا ہر فرد پہنچا
پیار کرتا تھا خاص طور پر شکر کے ان سے بہت ہی چاہنے

گئی تھی۔ اس کی دیر تھی کہ شکر کا دل وہ دلوں سے ہے ایک
شادی شکر کے ان کی ایک خواہش ہے جی تھی کہ لڑکی کی شادی
تیرے لگے تھے۔

جس کی وہ دھم دھم سے شادی بچائی لکھنے شکر کے
کہا یہ سن کر نہ تھا۔ غریب، آواز شادی غریب کی دھاتی
وقت نے پھر ایک کہہ رہی۔

شکر کے والد صاحب نام والی تھی تو اس کی شادی
شادی شکر کے سینے سے چھٹ کر

اس کی زندگی اب بھی دیش کی حفاظت کرنے لگی
اور اس کی جی جی کہ خوار چینیوں نے ہماری سنا
اپنے چمک قدم چمکے کوشش کی تھی لیکن
پھر ان کے قدم کہ چینیوں کے ناپاک قدم کاٹ
اور وہ ایک اس کے شریہ مرنے کی
شکر نے چینیوں سے وہ چنے کی
موت اپنے والد کا ہی فرم تھا۔ چکر چکر
چینے میں سب کٹے تھے۔ اس نے سب کو
خوش کے آواز دے دیا۔ کتنے دل کو
کتنی ہی کڑی ایک وقت خفا تھی میں چاہتا
اس دن شکر چینیوں سے جذبات کا
والد صاحب کی تقریر کے سنے کو آرام دیا
"پتا ہی مجھے آتا ہے والد۔ جی جی
والد کی حفاظت کے لئے جا رہا ہوں اپنے
کے خون کا بدلہ دار وہ اپنا دل چینیوں سے خوار
تھی میرے ہم پر خوش کا ایک ٹکڑا دیا ہے گا۔
نہ پتا تھا۔"
شادی چکر کے سبب کی تھی اس کا
تیرے لگے تھے۔
"شادی تم لڑکی۔"۔ شری شادی
کہا ہے کہ تم میں اس کا ہی چمک رہے۔
پیش کر رہا۔
شادی شکر کے سینے سے چھٹ کر

شعلہ و دلی

فروری

۶۱۹۶۴

نہرسلانہ
چار روپے
ششماہی
دو روپے

فہرس

جلد ۱۵
شمارہ ۲

ہیڈ آفس
دریہ کلاں - دلی
فون نمبر
۲۲۰۶۳۵

نگواں حصہ نظم و مشاعرہ
حضرت مولانا آبر احسنی گوری
ایڈیٹر

بیل چین
میاؤن خصوصی
جوہر ہاشمی
خود غوث پوری

قیمت
۲۵ نئے پیسے

- | | | |
|----|-----------------------------------|---------------------------------------|
| ۱ | حرف اول صد اسماعیل | آبر احسنی |
| ۲ | غزالی مدحیہ تائب گوری کی آب و تاب | مفتون کوٹلی |
| ۳ | گر وراہچ ایک علامہ نگر | بید جمال |
| ۴ | دوم تانیہ غریب | بہار صدیقی - گوہر کوٹلی |
| ۵ | انکار نو | اقبال سمدق |
| ۶ | " | آناند شہباز نگر |
| ۷ | منزل | مست فتح پوری |
| ۸ | غزلیات | ماہر القادی - شبنم ہاشمی |
| ۹ | " | شاہ صدیقی |
| ۱۰ | علا و جمال | مدحیہ درساں - فخر گوہاری |
| ۱۱ | " | سلام منہسی - انصر صہبائی |
| ۱۲ | " | فیض الحسنی - بھانسی |
| ۱۳ | آدم | سحر امید بنگلہ دی |
| ۱۴ | شیطان | مترجمہ روشن چٹاوی (مہاسان) |
| ۱۵ | میر محبوب | روشن آمانیہ |
| ۱۶ | ایک آندہ نر و منم | تقریر کیفی امروہری |
| ۱۷ | طری شاہ و ملا | ناظم شاہ و حضرت مولانا آبر احسنی گوری |

بہار مشرقی بیل ہاشمی ہندو ہاشمی مال پرنٹنگ پریس دلی میں چھپ کر شعلہ و دلی نامی سے شائع ہوا۔

صوبہ اسرائیل

سازد و نیز اور مردہ بھائی بھائی بہتر و مسلمان مگر اس
سادگی و پاکیزگی، قیمت دیکھیں، ایسا اس کی قیمت مقرر
کی جاتی تو کم از کم، ہر پچھلے ملک کی جاتی۔ غے کا پتہ۔
مصلحت و مصلحتی بہانے، بھائی بھائی اور جو اس کو
پانچ روپے، روپے کا مجموعہ ہے جو در سال شہر و قلعہ
دو سو لاکھ روپے ملا، میرے ہر پچھلے ملک کے مصلحت
میں جو مصلحتی و مصلحتی بہانے، بھائی بھائی بہتر و مسلمان

ابابری۔
میں صاحب بھائی دیکھ کے اور اسلامیات کے صاحب
نظر عالم ہیں۔ آپ کو ایک زبردست ملحق ہو گیا ہے جو کا
آپ کی دوستی و مسلمانانہ اور کتاب قیامت آپ کی
میں جو مصلحتی و مصلحتی بہانے، بھائی بھائی بہتر و مسلمان
ہم سال سے خدمت تہذیب و ایمان و دین ہے جس کی
جانب سے آپ کو شامانہ دل و دماغ، بھائی بھائی بہتر و مسلمان
اگرچہ مجرم کے بعض مقامات پر پتا دیتے ہیں کہ آپ نے
نہ شادی کے حصول میں زیادہ وقت صرف نہیں کیا جو کچھ
چاہے وہ جیسے ہو، دیکھا ہے۔

اس کتاب کے شاعر کا مقصد سمجھنے کے لئے ضرورت
ہے کہ پچھلے دین بھائی کی حسب ضرورت مقرر ہوئے ہیں، بھائی
دی جائیں، تاکہ ان کو ان کا مقصد و مقصد سمجھ سکیں
بھائی حضرات اس کو ثابت کرتے ہیں کہ ان کی
پیداوار سے آپ کے اندر اندر دین کا سلسلہ جاری ہے
اور جاری ہے گا۔ اس روایت کے لئے خدا اپنے بندوں
میں سے کسی کو بھی ایسا ہی جو مخلوق کو راہ کو ہر راہ
خدا کے سامنے اس کا سر جھکا دیتا ہے۔ دنیا کی اصطلاح
میں ان کو بھی بھائی و رسول اللہ اللہ اللہ اللہ۔ اور یہ بھائی
فجرت سے پیش کرتے ہیں کہ جو روچ کی روچ مخصوص ہوتی
ہے جب وہ فتنہ ختم ہوئے، انہوں کی حالت، حالت
ضرورت اور مصلحت کے مطابق اپنے پیغمبر کے فیوض و غریب
کہا جاتی ہے، اس لئے کہ بھائی حضرت کے لئے ان میں نہ

کام نہیں دیکھ سکتے تمام ایسے لوگ ہیں جو کہ انہوں
نے اپنے دین کو آخری دین سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ہر دین کا کتاب
میں ایک نئے دین ہے جو ہر دین کے خاص و غیر خاص ہے
بیشک کوئی مرد و عورت ہے اور جب وہ اپنے وقت پر آئے
تو چکر دے گا کہ وہ ہر دین کے عقیدے کے مطابق نہیں ہوتا
اس لئے کہ اس کی حالت ثابت کرتے ہیں اور خدا کی کتاب بھی ہوتی
ہر دین سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بھائی حضرت اس کو ثابت کرتے ہیں کہ آپ سے
ایک سو بیس برس پہلے اس میں حضرت باب اللہ حضرت
بہا اللہ اس روایت پر اس امر کے لئے، جن کو ان میں پیش کیا
دیکھا گیا، تو یہ پیش کیا اور اس کی کتاب اور جیسے
قرآن۔ اور اس میں جو حضرت اللہ اسلامی کتابوں میں
کو حضرت اللہ علیہ السلام کی آمد کا ایک ہے۔ نہ تشریف لائے ہیں
شاہ بہرام کہا گیا ہے، تو اس میں باب اللہ اولی اللہ الیہ
نہی کے آنے کی پیش گوئی ہے اور اس کے آگے، مصلحتی
کی دوبارہ آمد کا شکر ہے۔ ہندو گلی یا گلی اوتار کے
منظریہ۔ بھائی دین بتاتے ہیں کہ اب سب پیشین گوئیوں کے
کے ٹھیک مقررہ وقت پر یہ کہ دنیا میں یہ دین عام ہو گئی
تو حضرت باب اللہ حضرت میرا اللہ کا ہر حصہ، کہا جاتا ہے
کچھ کا کہتے ہیں کہ سب ٹھیک ہی وقت پر ہو گئی
جب حضرت باب نے اپنی اصوات کا اعلان کیا اور اللہ کو
اس بڑے آدمی کا بڑا دستور عرض فرمایا، دیکھنا چاہیے
جو تمام پیشین گوئیوں کا مرکز ہے جسے حضرت بہا اللہ

اب اس دور میں حضرت کی تعلیم کا مقررہ تھا کہ
میں دیکھتا ہوں کہ مقررہ دین بھائی بھائی بہتر و مسلمان
بھائی کی قیامت کے لئے کوشش ہے کہ میں، میں
کے کرنے یا نہ کرنے نہیں۔ میں جب کوئی نیا دین
ضرورت وقت کے مطابق دینا چاہتا ہوں تو اس کی
میں کا زمانہ قیامت کہہ دیتا ہوں۔ میں قیامت کا بیان
ہر دین کے مطابق کرتے آئے ہیں وہ کچھ نہیں ہے
بات کو سب کی دین کا میں سے ثابت کیا ہے ہر
اور حضرت میرا اللہ کا اعلان ہے ہر دین کا قیام
اب وہ قیامت نہیں نہ ہو گی جس کے سب کو دین
اس دین کی تعلیم کا مقررہ ہے۔
(۱) اس دین میں باہمی یا انسانی جنگ کا قلعہ
ہے جہاد، نہ کسی قصب، نہ اسب بند، تمام دین
بھائی ہی کو کہہ رہے۔
(۲) بھائی دین میں دنیا میں سب ایک ہی
اپنے اپنے وقت پر خدا کی طرف سے بھیجے گئے۔
کچھ ہیں، کچھ کو خدا کو نہ دیا جاتا۔
(۳) جو وقت اللہ انسانی کے مصلحت کے
آئے ہیں گئے۔
(۴) دین حق، سائنس اور ضرورت کے
(۵) دین محبت کا سبب ہو جاتا ہے۔ اس
دین کے سبب انسان بھائی ہیں، اس میں کئی ایک
نہیں، ان کی انشا دی گئی۔

اس پر بھی کیا ہے علم چکے ہو گئے ہیں میں نے
دشمن کو کھینچنے۔

(۱) مردودیت کے حقیقہ میں میں نے پروردگار کو کیا ہے
نہی کی ہر وہی میں شادی جانتا ہے۔

(۲) جو بہانی جس حکومت میں بھی رہتا جو اس کے کفار
پر ہی پابندی و فدا دہی سے کرے اور امور سیاست میں
اختلاف نہ کرے۔

فرمانوں کو باقوں میں میں کتاب سے سابقہ نہیں کیا
یہ میرے شریعت میں ہے اس کا ترجمہ و تفسیر ہے ۹۰ زبانوں

میں میں شریعت کی جو چاہے ۱۰۰۰ سے زیادہ زبانوں میں ہے
یہ سبیل چکا ہے اور چھوٹا چار ہے ہمارا ہندوستان

میں بھی تشریح ۲۰ ہزار ہندو سکھ مسلمان عیسائی اس
دین کو قبول کر چکے ہیں اس میں دین کی تاریخ جبروت خیر ہے

مردودیت میں اس دین کے پانچوں پرچوں نے ان کی مثال کسی
دین کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مگر ان شاندار پرچوں کی دین اتنی

زنی کر گیا ہے۔ اس کی جبروت انجیز ہے۔ اللہ اپنی اس دین کا
نور ہے اور یہاں ہلالی کر۔ یہاں سے سن دینی کسی

اللہ اپنی کے بھی۔ اللہ اپنی کے سن دینی و دہائی خدا کے
ہیں جس کو اسم اعظم سمجھا جاتا ہے۔

اس کا نام ہکا نام صومنا میں ہی رعایت سے کہہ
کہ قیامت آچکی اور اسرائیل نے صبر بھونک دیا وہی صبر

جس کا دینی کتب میں ذکر ہے یعنی حضرت بہاء اللہ کی جنت
پہلی نظم اسم اعظم کے عنوان سے نہایت مترنم بحر

میں لکھی گئی ہے جس میں اللہ اپنی کے اوصاف ہیں۔

ہاں جہاں ہے راز و نہاں ہے

دین و دین ہے نہ جہاں ہے

آواز دہاں ہے اللہ اپنی

دہاں دہاں ہے اللہ اپنی

صدقہ جنت قرنی جنت

انکار اقوم مرد و حلقہ

نقد حکم اللہ اپنی

ہے اسم اعظم اللہ اپنی
نظم کا عنوان ہے کہ وہ اللہ اپنی ایک بندہ

اور بندہ کے لئے جگہ ایک ہی۔
جنت میں سعادت کو نہ دے وہ ہم خود کو کرت

سے ہر وہی کیا ہے۔

و مقصود اسم اعظم اللہ اپنی انسان ہے

میں رسول کے لئے پیغام و وصیت بھی آیا ہوا

تصیب جس کو کچھ ہی دہی و مذہب نے دنیا میں

میں صفت لے کے آیا ہوں جس نے لے کے آیا ہوں

میں لکھنے کے لئے سارے جہاں کو ایک کر کے آیا ہوں

میں وصیت لے کے آیا ہوں اخوت لے کے آیا ہوں

مگر نہ دے ہم خود اس دین کا مقصد یا نہ کر دی

ہے کہ اس دین کا مقصد کام انسانوں میں اتحاد کر کے ہر

قوم کو ایک قوم بنا دینا ہے نصیب کی آگ جو دل و دماغ میں

دشمن ہو کر گئی ہے اللہ ہمارے جنم سے کم نہیں اس کو بھجنا

مقصود ہے اللہ محبت کی جنت میں داخل کر دینا ہے۔ باقی مذہب

تفرقہ شکر ہر انسان کو کھائی کھائی بنا کر دینے

میں بھی جانتے ہیں کہ اتحاد میں جو خوشی و مسرت و آمیزش

نصیب ہر قوم کے عداوت اللہ دہی میں اس کے جس دل و

دماغ کی کیفیت محسوس ہو قہر ہے۔ بے شک آج ہر طرف اس

اتحاد کی شد یہ قدرت محسوس کی جا رہی ہے اور سیاسی طور

پر اس کی بیش کو ششیں بھی افلا دی طور پر رہی ہیں

جب یہ مسند دین میں کہوں پر مسلط ہو جائے تو اس میں میر

منہرولی آجاتی ہے۔ مذہب ہی اتحاد کی کو حسب موقع شکست

دینت ہو جاتی ہے

نور حکومت اپنی کے جہوں سے بھی پہلی بخش ہر میں

ایک نظم ہے اس میں بھی اتحاد ہی دنیا کے مسلمان ہیں۔ بند

کالی قہر ہے۔

سب کو سکھا دے اسم اعظم
اللہ اپنی اللہ اپنی

بات وہی ہے جس کا ذکر مسطورہ ہوا میں کیا گیا تھا
بھی کے لئے نفرت و تھقب اللہ فریت کو بچا دینا دے

اکھا ذکر پر انسان کو دوسرے کسی عقیدے سے کسی دین کے نشا

سے محبت اللہ محبت بھی بھائی سمجھ کر کرنا اس دین کا مقصد

عام معلوم ہے کہ اور اس لحاظ سے کہ دین اللہ اس دین

کے ماننے والے قابل قدر ہو جاتے ہیں

ایک نظم ہے "رسالت الہیہ" کے عنوان سے، جس

مجموعہ میں لکھی گئی ہے رسالت (دین میں رسولوں کا اہتمام)

کو انسان کی پادیت کے لئے اللہ تم دہی سے بھی نہ سکے

ہر وہی بھی بھائی اللہ سے سب سے پہلی بندہ ہو کر کیوں کہ

رسول اللہ اللہ وقت آتا ہے جب دنیا ترقی کر جاتی ہے حق

انسانی، ضرورت انسانی اور ماحول میں جلتی ہے۔ اللہ

بجلی شریعت کے قوانین اس دور میں نہیں مل سکتے۔ تو

نیا قانون لے کر رسول کا اہتمام آتا ہے اللہ انسانوں کی

دہاں بھی اقیانوس میں دین ساجی کی پابندی کرنے کا مات

میں پیش رفتی میں سب اللہ ہو جاتی ہیں اور چون کہ دنیا

پر ابنا گزر رہی ہے انسان کی ضرورتیں، مسائل، امور

سبھی بدل رہے ہیں تو ہر ایک دوسرے کی شریعت کی تفسیر

جو چاہے اللہ ایک جہاں انسان کو اس پر مجبور کیا جائے کہ

اس کو دہی باس سپن ہو گا جو اس نے ہم برس کی طرح پہنا

تھا۔ ہاں اگر دنیا ایک حالت پر قائم ہو جاتی تو ہر دین ہی

ایک ہی کافی ہوتا۔ یہ دلیل بہانی حضرت کی نئی رشتہ

کے جہوت میں لہار اس عقیدہ کی تائید میں وہ ہر دین کی

نہ بھی انسانی کاموں سے ثابت بھی کر سکیں کہ رسالت

کے بند ہونے کا کسی کتاب میں ذکر نہیں۔ بلکہ اس کے بندہ

رہے کا بار بار ذکر ہر کتاب میں موجود ہے

سب ایک ہوں گے اب کی کے با ہم

جنت ہے گا۔ ساہ عالم

ہو کر، میں گے سب شان و خستہ

کیا اللہ نے پیغمبروں کا سامانہ دیا

نیا دین کو دین میں دینیں نہ تھا

نہیر بھی کھڑا نہ کیا نہ تھا نہ تھا

خدا کے کیا سانسہ چلاں میں حق چھوڑ کر
تیسیر بار بار اگر میں اعلان کرتے ہیں
کہ ہم جہاد خدا کے پاک کافران کرتے ہیں
۱۱۔ خارج بات کہتے ہیں کہ وہ ملی نہیں سکتے
خدا کے سامنے ہرگز کسی کی میں نہیں سکتے
۱۲۔ نبوت ختم ہے لیکن رسالت اب بھی جاری ہے
چاہے حکم بدلے میں حکومت اب بھی جاری ہے
۱۳۔ اللہ کیا جہاد قدم کی ہم ذراست کو
کہ وہ مخلوق کو بھیجتے تھے وہی وقت کو
نبرا ۲۰۰ کے بارے میں یہاں حضرات کا خیال کو
ظاہر کرنا مناسب ہے۔ یہ بات تو پرکاش ہے خدا کی
کسی شریعت کے ذریعے پانے احکام خود کے جس کے
تو انھوں نے انھیں، عداوت، رکاوٹوں کے باوجود
الحکم مدد سے قائم دیا میں پھیل ہی جاتے ہیں اور انھیں
دھروا رہا ہے۔ بلکہ انھوں نے خدا کا کہہ چکی کائنات
اللہ کے مقصد میں گھورتے ہیں۔ حال کے طور پر انھیں دیکھو
طریقہ میں گھومتے ہیں، میں پھیل گیا۔ اوروں کی طرح
کہ جو نہ لے لے رسول جتنے جا رہے تھے انھیں ان کے
سامنے ہی وہاں کے مرنے کو کہہ گیا۔ جیسے اکبر کا
وجہ الٹی۔

اور بار بار کہہ۔ اسے اللہ کی گت چھوڑ کر
جاتے ہیں کہ ختم ہونے کے بعد خدا ہو چکا۔ اسے
صدا کو بھی یہاں حضرات کے عقیدہ ختم نبوت کی تادیب
لاستحقاق بہ دست کی رہتی ہیں سادہ کو سمجھنا
چاہئے۔ اگرچہ سمجھنا سمجھنا بھی مفید بات نہیں چاہے۔
اسی سلسلہ میں اسی صاحب کی قول کا ایک سال چست کو
اچھا شعر میں لکھتے۔
بہت کہتے ہیں فاضل رسالت انہیں سکتی
مگر فرماں حق ہر بار آیا اور ضرور آیا
اگر اسی صاحب پہلے مصرعہ کو چون کر دیتے تو بات
ماضی اور ام ساق پر مشتمل ہو جاتی تھی۔
کہا ہر ایک اس نے رسالت انہیں سکتی۔ الا
۱۱۔ یہاں کے مزاروں سے ایک شعر سنئے۔
خدا کے حکم سے دنیا میں پھر وہی جدید آیا
نئی تشریح کی صورت میں قرآن مجید آیا
دوسرے مصرعہ میں کہ ان کا نئی شکل میں نازل ہونے
کا یہاں حضرات نے ثبوت دیتے ہیں کہ جسکی شریعت کی ہر
ختم ہوتی ہے اور نئی شریعت میں یہی نہایت سے تو اس
شریعت کے بہت سے احکام تقاضا علی عالم باقی رکھے
جاتے ہیں صرف وہ احکام بدل دیے جاتے ہیں جو ان کی ضرورت
انسانی کے لحاظ سے بدلنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے چنانچہ
قرآن مجید میں یہودیوں اور ہندوؤں کا یہ احقر ہے
کہ قرآن میں کچھ باتیں ہیں اور احکام کہیت سے کچھ انجیل سے
کچھ دینی اور گیت سے لے کر کچھ کہ دینے میں اور اس میں
کچھ نہیں۔ مگر بات یہی ہے۔ ہر نئی شریعت کی کتاب میں
پرانی شریعت کی وہ باتیں باقی رہتی ہیں جو انہیں میں کی تبدیلی
کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد کہ کتاب خدا بنائے نازل کی
ہے۔ بات خود خدا تو یہ کہہ جائے گی میں کی ہر نئی ضرورت
نہ ہونے یا بندے میں کی پابندی نہ کر سکیں۔

اس تبدیلی کے سلسلے میں جو علی صاحب نے رقم کیا
قرآن کی دوا میں سے بھی ثبوت دینے میں۔ وہ اہل حق ہیں

۱۔۔۔ اسے ہم اس بات کو بھی (خدا کی بات نہیں) گے۔
دفعہ۔ اس نکتے کے میں شرارت سے جو خدا کے ثبوت
میں بھی لگتے ہیں۔

خدا کے جلد پیغمبر میں ایک پیغام کے حامل
کہ ابرحق؟ سب بندوں کو جو نہ چاہئے حامل
سادت بفرکا اور آپس پہلے عالم میں
نئی تنظیم کے ایک حق نہ رہا ہے عالم میں
یہ حق مختلف تو ہیں یہی اصلاً قوم واحد ہیں
یہ سانسہ ابن آدم میں یہی نسل قوم واحد ہیں
جہاں میں تھے آدم نام میں سب جہاں یہاں ہیں
مگر اس بات کو جو رہا ہے وہ یہاں ہیں
مجھے آؤ شعر پر کچھ علی صاحب سے عرض کرنا ہے
جہاں ہم سب سادہ لفظ ایمان کا تعلق ہے۔ میں نے ہر وہ
کے احکام کو دیا بشر کی صفائی کے لئے مستعمل کیا۔ خدا
اپنے سب بندے پر رہے ہیں۔ کسی دین میں یہ نہیں کہہ سکتے
دین مالوں سے اس جہم میں کہ وہ مختار رہیں کہ نہیں لگتے
ستان و غیر سمجھو۔ چہرہ کہنا کہ اس بات کو کہ وہاں ہی
ہاتھ ہیں کچھ کچھ نہیں معلوم ہوا ان بات ان کی پسندگی
کہ یہاں میں میں شریعت کے طور پر سب کو برابر کر دیا ہے
اور کوئی فرق نہیں رکھا۔ جنگ اور اخلاق باقی کو اس حد
تک مٹا دیا ہے کہ کوئی یہاں کسی پر حملہ تو کر ہی نہیں سکتا
مگر اس پر کوئی حملہ کرے تو وہ صرف دھوکہ کر سکتا ہے۔
ایک نکتہ ہے جس کا عنوان ہے "وہ چلتا ہے"۔
اس کے چند شعر میں لکھے۔ پھر اپنی ناقص معلومات کے مطابق
تفسیر کروں گا۔

نہاں میں جب اللہ میں خدا۔ ان کے پاک پیغمبر
خدا کی صفت ٹھکتا ہے خدا کا وہ چلتا ہے
جہاں رہتا ہے بشر فیصلے قہر کے ہوتے ہیں
جہاں کا وہ چلتا ہے نہ رکاوٹ اور چلتا ہے
نظام دہریں ہر قوم کا لگا وقت جہاں ہے
بقا جب ختم ہوتی ہے فنا کا وہ چلتا ہے

اسی طرح وہ کون بازم طبع آگاہ ہے
فی فکلیں سے دین خدا کا مدد چاہے

قیادت کی جو اصطلاحیں زبرد، قدرت، انجیل
ان میں ہی قریب قریب یکساں ہیں۔ یہاں حضرت کا
کہ یہ آیات مشکا بہات ہیں جو کے معنی آئے
جسہ (پیشہ سمجھا جاتا ہے) اللہ کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا
تہ میں خدا کی صوفی چمکے کے مد معنی نہیں ہی کہ اسرافیل
کو آتم کا صوفیہ نہیں ہے تو ادر جانی کے آسمان
بڑے کا دیر۔ یہ صوفیہ غفر سے میرا اپنی رحمت
اور مدد اللہ اعلان کر رہے ہوشیہ معنی ہے ہوش کے
وہاں رسول نے فرمایا تھا "انا حاضر فیہ
رکعت والاہوں حضرت عیسیٰ نے بھی فرمایا تھا یہ موت
نہیں زندگی ہوں میں قیامت ہوں۔ چلیں کئے پیتر
جہنم سے تھے وہ ادر ان کے ہر قدم و حرکت کا فراموش
نہیں تھے میں عیسیٰ نے قبول کر لیتے ہیں۔ یہ مشرقی انداز
سوں کے فیصلے اور جزا و سزا ہے کہ جس نے دین کو
بول کر لیا وہ رحمت خدا کی رحمت میں آکر چلے گا پائے
اور جو آخر تک کرے گا وہ نافرمانی سلا کی آگ کا اذیت
ہے گا۔

یہاں حضرت بڑی پختہ دلیلوں سے بات کہہ کر تے
کہ اگر دین کی ایک مدت ہوتی ہے جو اس دین کی کتاب میں
وہ ہوتی ہے اللہ مدت ختم ہوتی ہی دنیا دین آجاتا ہے اگر
بات نہیں ہے کہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار ۲۰۰۰ فیروز کا آگیا معنی
اگتا ہے۔ غرض اسی طرح لاکھوں بار دین کا دن عینی
بڑے لاکھ ۲۰ ہزار ۲۰۰۰ فیروز کا دن آچکا ہے اللہ یہ خدا کی سنت
ہو جو کسی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ ہم اللہ میں آنا بھی
ہے گا۔

فنی حیثیت سے اس نظم کے کئی اشعار ہیں جن کو چاہئے
الطین کا نقص پیدا ہو گیا ہے۔

جیسا کہ پہلے ہم کہہ چکے تھے کہ اللہ نبوت کے بعد اللہ الہی
خدا کی بشارت ہے۔ اس سلسلہ میں بھی مکتا فرماتے ہیں

ہو اللہ نبوت ختم ہم اللہ اسپیچ

جو سب اویان کا اور جو ہے ہم اللہ میں آنا

نبوت اللہ بشارت کا زائد جب ہوا آخر
ہمارے دہرہ ہم قیامت پر گہ ظاہر

میں صاحبہ تیر شروں میں انکا تابی حادثہ

سطل بیان کرتے ہیں۔ واقعی اس میں بڑی صداقت اللہ

حقیقت ہے اللہ یہ کہ جب میں نے دین کا انقلاب طورا

ہیں تو سب سے بڑی مخالفت بڑے لوگوں نے کی چند لوگوں

میں انکا حکومت ہوتے ہیں جو پیچیدگی کے الزام دیتے ہیں

کے اس طرح لوگوں کو بچانے میں ان کا بڑی حکومت کو

مصلحت کرے گا۔ بنا دین کر لے گا اللہ خود بادشاہ ہے گا

دوسرے بڑے لوگ دین کے عالم ہوتے ہیں جن کو نئے دین سے

یہ غلطو پیدا ہوتا ہے کہ ہم جو باقی ان لوگوں پر بڑی ایک

اپنا کاروبار چلا رہے ہیں اور مرغا بریانی پکائی پر اسٹے

مفت کے اڈارے ہیں۔ یہ ہماری خدائی چین چلے گی اللہ

نہیں کہا کہ کھانے والے ہیں دھنکا دوسرے کے اندر ہم دے

تیم ہیں کہہ جائیں گے جنہیں کوئی تیم خاندان کی قبول نہ کرے

حضرت عیسیٰ کو انہیں دین قسم کھانے لوگوں نے

سوئی پر پڑھایا حضرت باب کو انہیں بڑے لوگوں کی مادت

تیم نے مختلف ہیں خاندان میں رکھا اللہ آخر وہ لوگوں

کا نشانہ بن گیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر

برساتے ہوئے ڈالے تہذیب کی۔ بائیکاٹ کیا اللہ آخر

گھرے نکالی کر دم لیا وہاں ہی چین سے بیٹھنے دیا۔

حضرت بہار اللہ کی اتنی بڑی جائداد کہ صرف ایک حادثہ

میں ۱۰۰۰ موشے تھے سب کھٹے ۱۰۰ سال میں الہی دھمال

کے ایسے کھانے والے اور ڈالنے نیر آزادہ صوفیوں

میں رکھا جواں فانی اور ناگزیر کھ جاتے تھے۔ یہ سب ہم

پڑے آدمیوں میں انکا حکومت اور باب تخت اور صلا

خطام کے کالے کارہے ہیں۔ مگر نتیجہ میں ہمیشہ ہی ہمارا

یہ عزت طاقت اللہ سیاست کے بندے ہمیشہ کی نکتہ

فوت میں جلا کر دیئے گئے اندان کا نام دشنام مٹ کر ہمارا

اللہ کی نشین تھی ہر گز نہیں ہے کوئی جو ہم کے بندہ

مردوں اور عالمی اور جماعت کا جنوں نے دیا

کست لپٹا کر کوئی ان کا نام تو تے سے لے کے یا کوئی

کہہ سکے کہ اس سلسلہ نسب ام جیل۔ یہ وہ سب بڑے بڑے

عزیز کے حلقے ہیں۔ جلال احمد کے ذیل لگ جیسے

حضرت جلال حضرت سلمان فارسی کی جی چھوچھ

کی بات ہے کہ ایسا کہیں ہوتا ہے کہ شریعتی صاحب کے

وہ شریعتی بچے۔

ایسوں اللہ صریح پرستی کی حالت ہے

ہر اک طرف ہے دنیا میں اور مہربانیت ہے

بڑے لوگوں کی دکان دین سے دیناے کافی نے

نہ کہ جلال میں ڈالا انہیں ایشیائے کافی نے

ظہور حق چاہا وہ گئے محرم صوفیوں سے

انہیں دینا میں کہ مطلب نہیں ہے ہر جگہ پائے

لیکھ نظم یہ طلبہ بہار اللہ۔ یہاں حضرت نکات

دہریہ ہے کہ اس ظہور عینی ظہور حضرت باب و حضرت

بہار اللہ کا تمام دینوں میں تہ کہہ ہے اسب و دین

میں چماتے والے کی پیش گوئیاں ہیں وہ یہ حضرت بہار

ہیں جو دہرہ ام ایسی ہی ٹھیک مقررہ وقت پر کھانے کا

دہریہ ہے کہ رسول مقبول کی احادیث اللہ کران کی سیکر

آیات ہیں ان کی بشارت۔ ملائیں انشائیں اللہ نصیحت

تائید ہر جو ہے اللہ وہ دعویٰ اس طرح ہے۔

محمد مصطفیٰ اس دن کی خوش خبری سننے تھے

ای کا منتظر مشتاق ہر اک کو پاتے تھے

اس دن کی بشارت میں طرب گھر قرآن

اسی جیسے کہ معانات سے ہم نے قرآن لے

اس دن کے کہ قبول بھی فرمے مافی سقی

زبور حضرت داؤد اس کے گیت مافی سقی

یہ ظاہر بات ہے کہ نظریں ہم کو کسی بات کی نظر

اشارات ہی کے جائزہ سے شریعت معانات تو بہائی

نہ ہر دیکھتے ہیں سے معلوم ہو چکے ہیں کہ ان دعویٰ میں
(۱۰۰ صفحہ ۳۰ پر مدخل فرمائیے)

مفتی کوثری

عزائی ادب میں ثابت ابواب

مدنی انصاف میں تہمت کشی و موافق امتنان
 ی دہشت اور عتق نہ گنتے تھے، میں نہا دیکھتے تھے
 نہا انا سے مستقیم تھے۔ فرورانی انا نہیں ضرورت ہیر
 ین کے تہہ ماسل ساسہ دہندہ بہت سے اب میں
 بہت سے معصوم آفرین اور خیال آرائی کے لئے مشہور ہیں
 ان کے یوں حالات ماثلاً بڑے خاص کے ساتھ اور
 انا نہ مضامین بڑی حسرت و حسرت کے ساتھ بیان کرتے
 ہیں۔ ثابت مردم میں، غراب اور غریب کی ہے کہ کس کی
 شستہ و شستہ زبان کا ماسل ماسل اور ماسل کے
 استعمال کرتے ہیں۔ اگر غریب و ماسل کی ہے۔

قابل ترجمہ ہے۔
 قرآن مجید میں ہے: "فردوس سے جدا آدم"۔
 علی سے لیکھتے کیا اختیار کا۔

مجھے نظارہ دے۔ جو کتاب دیکھتے ہیں
 بشرط خدا کی ہے۔
 وہ کتبہ دل میں ہیں جہلہ مصلیٰ ہو
 اگر غریب مسکند رہیں تو کھنڈ رہے

"ان شیعہ پر"۔ مادہ گتہ محمدی محمدی اقبال
 نے ایک ملاحظہ رنگ میں کہا ہے۔ یہاں اس کا جو ہے
 کی نصیحت دوسرے ہر اہل ہے۔ ثابت مردم سے ہے
 اس آفتاب کی طرف مشہور رہا ہے۔ یہ معصوم آفرین
 شاعر کی حقیقت و محبت کے ساتھ اس کے کمال حق کی گئی
 ترجمان ہے۔ معصوم آفرین اس شعر میں ملاحظہ کیجئے۔

کعبہ عرف مٹائی ہے۔ دل کعبہ کہلا گئے۔ کعبہ
 علی ہے۔ کھنڈ رہی مٹان وقتا سے نسبت رکھتے۔
 معصوم غریبوں کے ساتھ اس شعر کی عظامی خوب
 کتبہ پرستہ در علی ہے۔

ہوئے ہر جاہر کا حق اعمال میں زائر
 فرشتہ کے بھی سرور، اندام احسان تھا
 کیا بات کہو ہے۔ کس انار سے کہو ہے۔ انار و
 کی جرات کھنڈ نہیں ہیں اس کے نتیجے کا انکار میں بخوشی
 عقیدت اور سمجھ و کار اور ہیں سے کیا گیا ہے وہ نہ ہر
 کی حکمت شاکس اور اندام میں ہمہ گتہ ہے ملاحظہ
 اس آفتاب کو اس شعر میں بھی نظر کرے گا۔

کعبہ سے بھنک کر چڑھ کر بتا جا رہا ہے۔ اس آفتاب
 دیکھئے خداستلال دیکھئے کہ جمال انکار میں ہے
 تجھ میں ہے اب وہ نہ رہ چکے حرم میں تھا
 کعبہ سے اے بھن! تجھے بہتر سمجھتا ہوں
 عالمانہ و فلسفیانہ نکات بیان ہو رہے ہیں
 اور بے شکلی ہر اہل ہے ملاحظہ کی کر سکتی اپنی ہر
 دکھا رہی ہے

ہو کتاب ساقی کو خوشی کا نام
 اس وجہ سے آہرے او طیں بند
 فطری رعایتیں جو اس شعر کی ظاہری زمین ہیں وہ
 اور اب فکر سے ہرگز غفلت نہیں دے سکتیں معصوم و بد کے
 لئے یہ شعر بھی احتیاط کا باعث ہو گا۔ فطری دکھ دکھاؤ
 ظاہری ملاحظہ اندیشی میں اس کا ترجمہ ہے۔
 یہی باطنیت حیرت ہے مرثیہ تری!

حق ہے علی کے ساتھ، علی حق کے ساتھ ہے
 الحق کہ حق کے انا سے اعلیٰ نہیں بند
 حق کی حق دہائی پورے طہرہ کی گتہ ہے
 کی حق پرستی کی دلیل ہے حق حقیقت معصوم میں امتنا
 ہوا ہے حق۔ پر اس شعر میں بھی نظر دوائے۔
 سمجھ میں صحت کو حیدر جو خم ہے سر
 حقا کہ حق کا جانب حیدر سمجھتے ہوں
 سمجھانڈا، استقلال اس انار کا ہے کہ

ہم حسن میں سے لطیف بیاں ہے
 جو مکتبہ پر اور ہمارے زبان ہے
 فطری کی رعایت میں رہتے ہیں اور معصوم آفرین کا بھی
 چھل لکھتے ہیں "مستم"۔ ایسی نازک مکتب میں انور
 پڑے کلمات دکھائے ہیں۔ اس صفت کا ہر شعر ادب ماسل
 کا مال جو کتبہ کیوں کہ جذبات حقیقت کی نسبت دلوریت
 سے ہر کتبہ اور یہاں ذرا بھی غرض کی گتھا ملتی ہیں۔
 ثابت مردم کے یہاں یہ صفت "ادب" کے ملاحظہ معصوم
 سے ہر کتبہ ہے۔ اس کے سلام میں مکتب ماسل ماسل ہے اور
 فطری انار میں بھی حوسہ اور انی کو ماسل ماسل اور انار
 فطری حیدر اور رعایت کی لطافتیں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔
 ہر باب ملاحظہ فطری آتماں پر لکھتے ہوئے ہیں۔ نہ کتبہ، نہ ہر
 جان پناہ ہے اس اور کس انار سے ہر کتبہ شاکس
 و شاکس فطری انار کی مکتبہ ہر کتبہ معصوم آفرین کے
 ساتھ رعایت فطری کی فطری میں دیکھنے کے قابل ہے
 شاکس پر لکھتے فطری فطری ہیں۔ کتبہ حق میں
 ہر باب شاکس اور کتبہ سب سے ہر کتبہ۔

شاکس پر لکھنے کے لئے شاکس سار کی رعایت کی کافی
 حق پر لکھنے شاکس کی نسبت نے اس میں فطری مکتب۔
 ساتھ ہی فطری مکتب پر لکھتے ہیں۔ ان کی زبان سے ہے انار
 کعبہ انار اس راق پر لکھتے ہیں۔ ایک شعر اور

کی اور بلی کا حق ادا کر رہا ہے۔

وہ دن ہے اہلِ مکہ کی آمد و رفتِ حشر میں پہنچا
جا سکے ہے۔ اب اس واقعہ کو کہاں نہیں کہے اور کیا کہے
لا رہے۔ دیکھئے دلیلِ حق کی ہے کہ دعویٰ کا ابطال
مکن نہیں ہے۔

علی سے جو نہ پاک وہ بیٹا احمد تک
ہر مصلحت کوئی علم نہیں کا باپ نہ تھا
واقعہ ہے کہ دہلی رسول پر چڑھ کر حضرت علیؑ نے
کہہ کے انعام کر لے۔ اب عقیقتِ شریعت کس شخص و صورت
سے نمودار ہوتی ہے۔ غلطہ کیجئے۔

بیک بیٹو! دوش احمد علیؑ شہر ہے
آہ امت سے تیرت لی گئی
اور اس پر علیؑ دوش احمد پر فرشتے دیکھ کر بولے
کہ کالی کے سر پر بھی صادق کا شاہ ہے
تیسرا بیٹو! دوش احمدؑ قدم جب کہ علیؑ کا دیکھا
شہر تھا کہ کے مذکور علیؑ کی جا دیکھا
جو تھا پھر جیسے تھے غلے گھر سے بت اس کی تیار تھی
نیکم کہیں میری مولیٰ امیر المومنین ہوتی
پانچواں بیٹو! چوٹی کہیں جو حوراءؑ علیؑ کو حاصل
دل متا داشت ہوئے انعام کے ساتھ
"شکستہ" سے دل کی تاب نہ آئے۔ انعام بھی۔
یہ شعر دیکھئے۔

وہ علیؑ جو کہن چلن جلتے ہی حوراء
اپنے بول کو تینے دیکھ کر سمجھت ہیں
بہن کا تینے دیکھ کر ہرنا ظاہر ہے کہ جانے۔
نے اور لطف دیکھئے جس سے اللہ جل جلالہ کا لفظ بھی
"جان نہیں" نے اس شہر میں، شہر کی حیثیت نہایت کی
کیا قائم تھا کی ہے۔

مطہر میں فرش احمد پر شبِ ہجرت صلی
جان نہیں حضرت خیر الانام ایسا تو ہر
دور تھی غامکہ میری۔ اس لحاظ سے لفظ

غلط زور اور حق خانہ تاروی کتنی پرستہ اور

برجستہ ہے۔
حق خانہ زاری ہے ازل سے حق۔ اس کا ہے
توں سے پاک کر دے گا لی، اللہ کے فکر کو
شہر مند جو زلیٰ میں "حصہ" نے مغربِ ملکات
سینا لاپہ، کتنے سزاوار ہے حضرت رسولؐ کے تقابل
کتنی بدلت ہے۔

گرتے گرتے تم جی انسان کا جب باطن
دیو لوہے میں اسی حصہ، نام خدا ایسا تو ہر
دولت کے پاس ہی حصہ، زبان کے لانا سے بھی فرما
ہے اللہ سوزی حیثیت سے بھی لفظ "نام خدا" کی بہرہ
ایسا جگہ دکھا رہا ہے۔ یہی ہمارا شہر بھی دیکھئے
خانہ حق میں جو ہے پیدا علیؑ، نام خدا
فرصت پر تھیں، ایسا تمام ایسا تو ہر
خانہ اللہ نہیں کی مناسبت دیکھئے دونوں ظاہر و
مستور دیکھ لگتے ہیں۔ یہ شہر کی توجہ پا رہا ہے
بلکہ صراط پر مانند برق ہم ثابت
زبان سے نام شہر خدا انکار کیجئے

تھوڑا کہ تیری اللہ تبار کی دعا پر صراطِ ان
دونوں اوصاف کا حامل ہے۔ اس لئے نام شہر ذوالفقار
بڑا معجز اور جب حال ہے تھوڑا کہ معزوں اب کتاب کے
ساتھ رہنے کی چمک دیکھ جوں ہے اس سے آپ کی تکرار
دکھن پر تھیں۔ لے کے چلے۔ بھی دیکھئے اللہ تعالیٰ بت
کے معنوں پر بھی خود کیجئے۔ تو کی چمک پیش نہ کرے کہ ثابت
کہ ثابت و تبارہ کے ساتھ سمجھنا پڑے گا اللہ اس کی ہے
لغنی دہلی سے پوچھ لگائی جائے گی۔

میں کچھ صفت حسن تعبیل کی ضرورت نہیں دیکھئے
دیتا ہوں۔ یہ شعر غلط کیجئے۔

اللہ زبانی دیکھ لگائی کہیں کو ہیں تو ذوالفقار
رجحہ میرے عمر و زمانہ تھا فقر کا
بات میں سے بات پیدا کرنا بدستِ میر کی محسوسیت

ہے۔ نبیّتِ دروم۔ کچھ کہہ کیا برص سرگندہ و کھنجر
زبانِ علیؑ علیؑ کا شہر۔ اچھا کچھ شہر اللہ اس
صفحہ کے اس خصوصیت کے ہے۔

کہہ رہے سینہ پیش قدم باطنِ حرم سے
میرا بک کی کچھ نم ہے کرشتہ کے خم سے
ہم میں ملے ساری آتش آتشا مارا ہے
کھنجر بالِ بخل کے کمریاں گل کا پالہ ہے
تنبیہ و استعارہ کی آب و تاب ان اشعار میں
ظہور کو غیرہ کئے دیکھئے۔

یوں ہی رہتے تھے ہلو نیچے کے دروم
نچے جیسے علم لٹ کر اسلام کے کھاتہ
شہر نہیں میں توجہ، سالان میں انار و کھنجر
نقطہ نباتِ خمری تھمتہ الانشا ہے
قرآن کو ہماری ہے رخِ بوتاہ سے
منا جو ہے دھنہ کتابی کتاب سے
میں حسین میں دو یا تو میر خنجر کا حصہ
ظہور بوتاہ کی ہر جا اگر سمجھاں آتا
کہاں مان لے کہ کچھ نہیں پورے ہے دل
دکھلا ماننے پر سہرا یہ میرے دل بھیجے
ہماری چشم کے گام نہ میرا پاؤں

بڑا بار پرستہ ہوا صاحب کی
بچیلے و دشمنوں میں لکھی دعا میں بھی بدلتا خاص
دیکھئے اور لطف لیجئے کی میری ہیں۔ میں شہر آپ کا
معنوں میں ہے کچھ کہیں دیکھئے جس میں ان کی بات سے
لطف لیجئے۔

علیؑ کو دوش احمد پر فرشتے دیکھ کر بولے
کہ کالی کے سر پر بھی صادق کا شاہ ہے
فرقِ مراتب غلط کیجئے۔ ہاں ہوا جب کہ لانا دنا
ہے روبرو کالی ہے اللہ کالی ہے جو سزاوار ہے۔

فرقِ مراتب اور مطلب، استدلال کے غلط فہم

بجی دیکھتے چلتے

بھلاؤ کہہ کر تو گرلا صوفے شاہ

قدہ نظر نہ پھیر کا آفتاب سے

(۱۶) دوش احمد قدم جب کہ ملی کار کھسا

شور تھا خدا کے دو گڑل کو یک جا کیا

(۱۷) دوش احمد پڑی جی شہر ہے

آہ امت سے نیرت مل گئی

مضمون کی طوالت کا خوف غالب ہے مراعات اختیار

نفاذ وغیرہ مناسبات آپ ان اشعار میں دیکھتے پڑے۔

لکھنویوں کے ساتھ حسن بیان جودہ افزہ ہے۔ نوکار کی

یہ قولی، عبارت و قدرت اور لفظی و منافی کی آمیت ہمارے

ہے دلی حق جو بیت اللہ میں پیدا ہوا

بیت ایسا جو ترغیوں میں حال ایسا تو ہو

کعبہ میں ہے ولادت محمد خدا کی شان

مضمون تازہ۔ بندش بیت کہیں میں ہے

دیکھو تو شکیں دست خدا کی شان

گردش میں کانچے تھیں چرخ کہیں کے پاؤں

تاریخ مزار سے ثابت کہ ہے نجات

تو ہے جی سے شہر پیر گئی ہوئی

بیت جنت پر صفا جس کا سلام ایسا تو ہو

حاجی دلا بخت میں مذکور کلام ایسا تو ہو

بہ آواز حسین کا شہنشاہ کے عالی مقام

دل آہ آہ ہے کہ نہ ہریر کا

گلو صراط سے ٹکرتے کو تھا جہنم میں

بچا لیا سرحد سے بال بال مجھے

مکثہ مکثہ چھوے دل شاہ کے فرین ثابت

مریہ ایسا تو سمجھا۔ اخیس سہی پادوں کو

فریت پہ چھوٹ پھوٹ کے روتے تھے آیتے

چھوٹے ہوتے تھے کا تھوڑے سے ہلکے ہیں کے پاؤں

صحیفہ ناطق کے مہربان سے جہنم شہید

مرد تیں سب پندہ پارہ جو کے قرآن پر گئیں

طلب کی شہر سے جیت نعت تو رحمت خود بخود آتی

جہنم سے بھی ہمارے غم آزار کرتے ہیں

آج روم شہر میں بنام گفت پیدا ہوئے

معاذی جہنم کے وقت ترک وطن پر مجید ہوئے، اللہ

نشدہ ہیں۔ عمر ۱۸ سال کو نہ راجستان میں شریف

ہوئے، تمام مہربان ہوئے، اول بہ سلسلہ ملازمت،

بعد ازاں بہ سلسلہ دکان۔

اسلام آباد میں کوئی جی میں منتقل فرمایا یہیں پر

پیر و خاک ہوئے حیات دیر، دہار حسین ان کی لڑائی

قدرت تعینات جی۔ ان کے حرافی کلام کا مجبور و معجز

زناوی نام۔ برتن (م) سے شائع ہوا ہے۔ یہ گہر دارے

اک تھیں ادب سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اخیر میں ان کا

یہ شعر ترازا ہے گا جس میں طنز کی نفی ملے گی ہے اللہ تعالیٰ

کی شہر میں بھی ہے

جوداد نہیں دیتا انہم ہے یا حاسد۔

ثبات تری یا توں میں ہم کو تو مزا آیا

بقیہ انہ شیطانات (صفحہ ۲۳ سے آگے)

چاق، چڑھائی نفی کرتے ہوئے اللہ مجاز کو دھاتی ہوئی

بڑھ چھت کے سامنے آئی..... بڑھ چھت سے

خوف زدہ ہو کر کھڑے ہو گئے کا کوشش کی، مگر کم زوری

کی وجہ سے، حرکت اس کے لئے سخت نقصان نہ ثابت

ہوئی۔ سلسلہ آنا فنا سر نہ پھر کہ کم تو ہوئی۔

بڑے اہمیت سے گویا کہ کچھ ہوا ہی نہیں لا پڑے

لے کر لای سر سے آتاری اللہ مجاز و ایک کنا سے لکھ دی

پھر بیٹہ عائد جھلنے کے ساتھ اس نے مردہ حرکت کی بڑی

بڑی کھلی ہوئی آنکھوں کو بند کر دیا اللہ عز و جل ہرگز نہ

کے لئے مقررہ کوئی دھار کرنے کی جبار ہار دہرے کی وجہ سے

اسے ازبر ہو گئی تھی۔

جہنم کی مانت کہ ماسی کا اللہ اس نے لکھ پیچ

کو دھار کرتے ہوئے دیکھ کر اس نے صاحب لکھ لکھ لکھ

نہا ہے، جس میں کائنات میں پہلی بار کیوں نہ

خلاف امید ایک بندہ پست ہو گئی تھی۔

بقیہ طرحی مشاعرہ (صفحہ ۳۳ سے آگے)

یہ شیعہ صاحبان کا لکھا ہوا دعا دار

میدان میں ہی ظاہر ہو گا ہمارا بندہ

شیعہ علی پڑیں گے ہر اک دل جہاں سے

گھٹنے کرے گا پیدا اک قطرہ۔ ہر

نئے کچھ جوش میں جو سیرہ دل جہاں سے

انسانیت خدا کی باقی نہیں بکھرے

دل میں ہے نہ ہر صفا کی کت ہے نہ زبانی

علی سجاد و سوا۔ ایرانی

کیا جانے کس خطا پر رہتے ہیں ہر گاہ

یار پ دی جو پہلے تھے ہم یہ جہاں۔

سوز و دل میں اکثر ہم ہی نہیں جی سنا

وہ بھی تڑپ رہے ہیں خود دل نہاں۔

محمد رضا مقطر سلطان پوری

دقت و دھاک میں اب اور کیا زبان سے

میں سرت چاہتا ہوں جی ہو گیا جہاں سے

میں فکری کر دیں گا وہ لاکھ ظم دعا

شکوہ نہ ان کا ہو گا ہر کہ مری زبان سے

مختار جودہ پوری

پڑ مردہ ملی ہو رہے تھو جو سناں۔

لاؤں طاقتوں کو کہ باغیاں کہاں۔

ہو شیخ یا برہمن وقت لڑا کہ۔

وہ مرد حرم کے جھگڑے اللہ جانیں اسیا

تو کین شعلہ شمع طرحی مشاعرہ

خدا و رسول ہونے کی آخری لڑائی ۲۰۲۰

مصرع طرحی جوش کا شعلہ کا جفا ہوا

جوش، جوش قافی۔ بچے دین

ہم

پوری

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible][illegible]

بے رحمی کا یہ نسخہ دینے والے کا ہوش بے رحمی
موت ختم کنندہ ہے شورش کر ہی کیا کروں

رنگ و بو سے محمدؐ کی خوشبو
 رنگ و بو کے بغیر نہ تھے
 برقعے میں سرور و عشرت
 عرق سے آہستہ آہستہ

میں نے کہ فریڈرک بڑا ہی گھبرایا۔ انہوں نے کہا میں فریڈرک
کو سن رہی تھی کہ وہ اس بات کا بھی خیال
لے گا کہ فریڈرک کے پیچھے تو اتنا کڑوا ہے۔

مرشد بابت، تمام اس اور سائے اور
 غروب و صبح میرا ہے، دیکھ کے کہیں
 ابل جوں نے غل غل پر
 گھٹائے گھیر لہریں
 اگلے آتے ہر دن کے دم
 رات کا گیسو کی سی سماں
 بانوں جیسے گل کے شبنم
 آنکھیں جیسے دھڑکے پائے

قیاد صاحب کا آئٹ تھوڑا اور کھڑکی پر تھوڑے
 سے شامی میں چلن سے کیا ہوا تھا کہ میری تھوڑی سی
 ہال میں آئے تھے اس کے ساتھ اس کا سہیلی لایا جا رہے تھے۔
 شہزادانیت تو نہیں لیجئے اس کے ہاں اس کا سہیلی
 آ رہے۔ اس کی شامی میں منظر غزلت کی جھلکی
 بہت دل ہے۔ وہ اس وقت سے منظر غزلت کی پرتش
 ہو رہی ہے کہ وہ کجاں کی کجاں میں ہو رہی ہے
 اس کے منظر غزلت کے غزلت

کھانا پینے کے بعد
 ہرگز نہ کھانا پینے کے بعد
 اور شاعری میں رنگ و سانس کے ساتھ

٢٠٢٠

جزء ششم از قسم اولاد در این زمانه
در این زمانه در این زمانه

۱۰۰۰
 خدائے تعالیٰ کے فضل سے
 ساری باتیں سن کر
 اس کے لئے
 عجب کی ہرگز کا قصد نہ

تقریر کے منہ تمام کا دشمن میری ہادی و
ملی ہے ۔

احمد دست بیاں نہ کیا، کہیں ہم پہنچے
 پہنچا نہ کہیں دہلیں، کہیں ہم پہنچے
 سستہ ہو گئے ہیں، پہنچتے تھیں
 لیلہ ہے بیب کر دہلیں ہم پہنچے
 ہے ہمیں بھی رات فراغ ہو، اٹھا
 اٹھتے ہی ہمارے دروازے پر
 انسان کی قدرتی کا دانا آتا
 کیا بات ہے، کیا بات نہرا آگے ہمارے
 قدر سے قدر پر ہمارے ہمارے
 انسان کہ نئے نئے ہو، ہمارے ہمارے
 لفظ ہوئے ہمارے، پہنچتے ہمارے
 ہمارے کی طرف ہمارے ہمارے
نہرا آگے ہمارے
 ہمارے کے ہمارے ہمارے
 ہمارے کے ہمارے ہمارے
 ہمارے کی ہمارے ہمارے
 ہمارے ہمارے ہمارے

پیش از آنکه

و اگر در وقت فراغ و بیکاری

مینا صاحبہ کی ساقیہت کے آثار اور اس کی ساقیہ
 اور لائق کی ساقیہ کے آثار اور اس کی ساقیہ
 اور لائق کی ساقیہ کے آثار اور اس کی ساقیہ

مجلس شورای ملی
کتابخانه

۱. در وقت نماز
 ۲. در وقت دعا
 ۳. در وقت استغفار
 ۴. در وقت توبه

جس کا مقصد ہے کہ ان کی پیش قدمی کو شوق بند کر دے اور
 ان کو ایک خاص طریقہ پر لے جائے اور شریعت کے احکامات کے مطابق
 عمل کرے۔ ان کے کلام کی اس کے نتیجے میں ساقی نے خاندان سے
 برگشتہ خاطر ہو کر، لیکن اس کا مقصد ہے کہ اس کو گنہگار
 کا یہاں سے۔ یعنی تیسرا ہے اور اس کے نتیجے میں ہے
 چنانچہ اس نے ساقی کو دیکھ کر کہا کہ اس کا مقصد ہے
 کہ اس سے ملے اور ہمارا ہے۔

علامہ صاحب ہفت روزہ وطن کو لکھتے ہیں کہ خطیب
 نظم نگار ہیں۔ یہ شخصیت کی حقیقت صاحب کو مرثیہ کی
 ادبی فکر سے آگاہ رہی ہے۔ صاحب اس سے زیادہ چاہتے
 ہیں کہ ان کے ہفت روزہ کی کچھ
 جہد شعری کی خصوصیات، اشارت، عزت اور ہجوم
 کی یہی نظم میں ان عناصر کو سمجھنے کی کوشش ہے۔
 پہلے تو ہی چند شعروں کے، پھر ہی ہجوم و اشارت کی
 نظموں کا خلاصہ، پھر ان کا احاطہ ہے۔ اشارتوں کا
 ہر بے مبالغہ کے انداز میں جو اشعار کی صورت میں کوہ
 میں، ضیاء صاحب کی نظم کے شعری، کیونکہ ان کی نظم شعری
 ہر خود اپنے ہجوم سے بھرپور ہے، شعروں کی جہدوں کے
 گہرے شعری کی بنیاد پر ہر مصلحت سے آگاہ ہے۔

[illegible][illegible]

شماره ۱۰۰

دو ہم قافیہ غزلیں

کبھی مسکراتے کی کوشش نہ کرتا مراد اہل پورہ کی کوشش نہ کرتا
تو ہر ادا میں ہے پوشیدہ گلیا یہ علی گڑھ کی کوشش نہ کرتا
ہوای تو پہنوں میں بھر کس کے شے سچا میں نکلتے کی کوشش نہ کرتا
خدا کا ہے فکر کتنے ہی سب جسے دل کوئی حل چاہنے کی کوشش نہ کرتا
ایں داستانِ الم ہے اوصول کا ایسی مضرب ہی ہر فعلی اداں
مجھے مثل نودِ جنت سے اپنی خدا را اٹھانے کی کوشش نہ کرتا
یہ ماننا تھا تو یہ مشغلہ ہے بتاؤ جفاؤں کی حد بھی ہے کوئی
ایسی مٹ کے رہ جائیں گے بلِ مٹفت تہم اور دھننے کی کوشش نہ کرتا
ہماری جنت کو سب ملتے ہیں میں تیرا ہر انداز سب جانتے ہیں
ہیں آواز نے سے کیا غاند ہے ہیں آواز نے کی کوشش نہ کرتا
شفق مسکراتی ہے عارض پہ تیرے، جاؤں تری عہد ہی جتنا بھی
پا سحر ہو جائے گا آج ساقی خیالوں پہ چھلنے کی کوشش نہ کرتا
تخیل میں ہے میرے کوئی حسینہ تھو ہے میرا لکھنؤ کی جنت ہے
مرے ساتھ آکے دور زمانہ نکالیں طالع کی کوشش نہ کرتا
کہیں ٹیچہ نہ جائے چلایا تھا، کہیں روشنی پر نہ چھایا جائے غلط ہے
کہیں ہونہ نہ جائے اندھیرا جہاں میں اسی اٹھ کے طبع کی کوشش نہ کرتا
شانہ ہے مجھ کو تو اچھا شانہ، گرانا ہے تجھی تو نہیں کر گراؤ
یہ دل بھی تھا ہے میں بھی تھا اگر دیکھ جائے کی کوشش نہ کرتا
سونا رینگے ہم آج زعفران پریشاں، کھجائیے نظر دیکھو مجھ سے
اگر ڈرنا ہے پردہ اٹھایا ہے تم نے اسے اب گرائے کی کوشش نہ کرتا
زمانے میں بدنام ہے خانہ بڑا گا، اگر ٹوٹ جائے گا تو کھر کا سحر
پہل کو نذر اس سے ہے ہر سال تو جیستہ اٹھائے کی کوشش نہ کرتا

تاریخ

ساجد انصاری

ہی جلد برباد اگر اس میں کسی کا کیا ہوا
اللہ کی جانب سے ہر جگہ کچھ گی وہ اچھا ہوا
ہے غم پرانے کے آئینہ دیکھ کر اے ہم نشیں
آج احساس الم کچھ اللہ بھی دوتا ہوا
اویزہ عالم ہے تیرے ساتھ ٹھک جانے کے بعد
جیسے اک گم گم کردہ منزل ماہ میں بھٹکا ہوا
اور نگہ دور محبت کا گاہ سوز درد و آہ
زمینیت کا انسان تر بھی ہے کس قدر الجھا ہوا
ہول بن جائے یہ کھل کر مسکرا دو تم اگر
دل کا خنجر ایک مدت سے ہے مرھایا ہوا
اگر دل سنی تقدیر محبت ہے جھٹ
جوڑ سکتا ہے کوئی یہ آئینہ ٹوٹا ہوا
زندگانی ہے یہی تو اس کو کرتا ہول سلام
ہر نفس میرا ہے شاعر زہر میں ڈوبا ہوا

چھپے تھے جن کے دامن میں گستاخ
کچھ ایسے بھی نظر آئے بیباک
منزل اس میں کئی سازش ہے نہاں
سینے کو کہیں کھیتا ہے طوقاں
عمر آخر ہے پدا تو آدم
بیت نیچے اتر آیا ہے انسان
جفا میں آسمان کی مانتا ہوں
مگر کیا زمین ہے پاک دامان
وہ غم جو روح کو تسکین بخشنے

اُسے ہم غم کہیں یا رحمت جان
ہماری آستیں پر بیٹھے والو !
کبھی دیکھا بھی ہے اپنا گریباں
جہاں دیکھا گی کو سکڑتے
دیں یاد آگیا چاک گریبان
کبھی وہ زندہ تھیں یہیں ساجد
مجھے جو جنیں خواب پریشان

غزلیات

شبم لہا ٹھیری

ہماری آہ اگر با اثر نہیں ہوتی
تمہاری ہم پر کرم کی نظر نہیں ہوتی
جواشک غم سے مری چشم تر نہیں ہوتی
تو دل کی بات کبھی مستہر نہیں ہوتی
لے تو ہنس کے یہ ہلکے سن تو دل لیکن
تمہاری بات کبھی مختصر نہیں ہوتی
غصائی دیر ہی کو تم اگر چلے آتے
مصیبت شب غم میرے سر نہیں ہوتی
ہمارے ڈوبے ہی تاحند کو ہوش آیا
جنور کی دہنہ آسے کچھ خبر نہیں ہوتی
لو امید سہرا دتے تو پہلے دوست
شب فراق کی ہرگز عمر نہیں ہوتی
وہ کہہ رہے ہیں سنا تے ہو کیوں مجھے شبم
وہ دوستاں جو کبھی مستہر نہیں ہوتی

100

1990

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

اچھا نہ ہو، بلکہ میری صداقت سے
 بہانہ بنا کر مجھے جبراً قتل کرنے
 میں لگا کر تمام مفسدوں کو
 بھڑکانے کی سازش کی جا رہی ہے
 سفید روپوں کی صفوں سے بدعتا کی
 ڈھکائی میں ساری باتوں کی
 بالکل اطمینان نہیں رہے گی، رہنما
 عجیب کام کیا، مقتول ہمارے
 جند کو قتل عام کا سامنے کرنا
 جہان کی رو میں اسے گوری بنانے
 کے ذریعہ کی ہے، اس کے لیے قتل
 قدم قدم پر سازشیں کی جا رہی ہیں

ہم اس کو کھینچ کر لے
 چلاؤ کہ خد نہیں کرتے
 ہم دیکھیں کہ کس طرف ہے
 آؤ کہ خد نہیں کرتے
 غنہ آرزو کو کھینچ دو
 مسکراؤ کہ خد نہیں کرتے
 حشر کیا الہ رب کا ہر کا
 تمہیں چاہیاد کہ خد نہیں کرتے
 دل کی آواز ہے نغمہ سلام
 مسکراؤ کہ خد نہیں کرتے

جَبَلال و جَبَمال

24

فیض الحسن خاں

توانایی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

اے کاش امتیاز نص و قسمت سکون
 سارے جہاں کو ایک ہی مرکز پہ لاسکون
 یہ سچ ہے اے مہاراجا باغی
 کہ جو حق سچا ہو تو ظہور پائے سکون
 ہر دماغ میں یہ مقدر کی بات ہے
 کہ جو ہو سکے نہ تہہ پاس سکون
 پڑ جائے کہ یہ حقیر ہے آپ کے
 حق جمال کا خاکسار ہو سکون
 تقدیر دیکھتے چلے تو زانو دہان
 ملے گی راستہ ہے خدا کا سکون
 شہرِ حیات کا کھنڈہ ہو سکون
 کہ جس کی کوئی کھوپڑی نہ ہو سکون

گروں کو چھوڑ کر غلط کی بات کہتے
مگر غاش نظام کی بات کرتے و
نہیں دیکھ رہے اس کی بات کرتے و
نیک کے لئے توبہ کی بات کرتے و
انہی کے لئے اس کی بات کرتے و
بہشت و جہنم کی بات کرتے و
میں نے نہ کئے توبہ و غنہ کر دکھا
تو یہ کہتے ہیں اس کی بات کہتے
یہ کہتے ہیں کہ جو دوزخ ہے
وہ کہتے ہیں کہ اس کی بات کرتے

میں سے آٹھیں جنگیں اور دوسری شہد
ایلا۔ دیکھو! آقا سے

"انہار کی عزت کرتا ہوں

میں تم سے محبت کرتا ہوں "

روشن ہو گئی۔ مجھے دوسری ہی لمحے اس کی آنکھ کھل گئی۔

شہد! مجھے صاف کر دیا۔ مجھے صاف کر دیا۔

مجھے صاف کر دیا۔ "دوسری طرف دوسری

یہیں کی حالت اب دوسری ہی تھی۔ لیکن وہ ہوت کوئی

کھلا کا رہتا تھا۔ ہر وقت اسے شاہد کی پر امید نگاہیں نظر

آتی تھیں اور وہیں ایک شوگر گٹھن ہوتا تھا جس نے

نہلنے کے لئے خدا کے بھی شاہد کی طرف سے کوئی جواب

نہ تھا۔ ہر وقت وہ اس کے منتظر رہتی، لیکن تمام مخلوق

میں اسے شاہد کا شاہد بھی نظر نہ آیا۔ پھر وہ زندہ ہوتی چلی

گئی۔ وہی کچھ کام نہ کرتی تھی۔ آخر چارواہ کے بعد اکثر

اطلا دی کہ یہاں کوئی آبی ہو گئی ہے۔

دوسری ہی وہ وہی قوم میں داخل کر دی گئی

وہ گزرتے گئے اور پھر پہنچی میں تبدیلی ہو گئی اور وہ

گزلوں کی لاکھ کو شمشید کے چہرے کی صحت یاب نہ ہو گئی

ہر ایک دن ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ یہاں صحت چن گھنٹوں کی

الاف ہے! یا سین کے مان سے سر پٹ کیا۔

اور یا سین پھر گھر واپس آ گئی۔ تمام رشتہ دار بھی

و گئے۔ ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق وہ صحت یاب یا

گھنٹوں کی مہمان تھی۔ عرفان نے فون سے اپنے لیا کو کہا

مجھے کہو کہ وہ غصہ نہ کر سکے۔ گھر میں ایک آتم ترزا

ہو گیا۔ لیکن یا سین ان تمام باتوں سے بے نیاز خلاص کچھ

بگڑا کر رہ گئی۔ وہ پھر عرفان کو بلاتی اور پوچھتی۔ شاہد

کو خدا یا بھیا۔ "

یہ عرفان سر ہار کر کہہ دیتا۔ "نہیں!۔"

"سرمہان ڈاکٹر حیران رہ گئے۔ یہاں پہنچنے سے

لیکن یا سین زندہ ہے اور اس کے چہرے پر وہی چہرہ

ہل نہ سکے کہ یہاں صحت چن گھنٹوں کی مہمان ہے۔ ان کو

گئے۔ ایک طرف گھومنے پریشان اور دوسری طرف نظر میں

دلاؤ گئے۔ لیکن یا سین زندہ رہی۔ ڈاکٹر ملنے لگا

کہ: "یہاں صحت چن گھنٹوں کی مہمان ہے۔ اس دن یا سین غصہ

نہ کر سکا۔"

"بھیا! شاہد کو خط لکھا تھا۔"

"اب تک نہ ملنے لکھے خدا اور کہتے تار بھیجے

ہیں۔" عرفان نے جواب دیا۔

"بھیا تم جلد شاہد کو ملے آؤ۔ میں صحت ایک بار میں

دیکھتا ہوں۔" خط کا داس ہاتھ سے چھوٹ گیا اور

یا سین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے! اور عرفان چونک

پڑا۔ آقا وہ اس دن کو یہاں پہنچا جسے گھنٹوں کی مہمان

سکے تھے! اور ڈاکٹر حیران رہ گئے تھے۔ وہ سوچ رہی

"یا سین۔" اس کے منہ سے یہی کچھ نکلی گئی

"ہاں بھیا۔" ابلدی کی ایک جی صورت سے

شاہد کو ملنے آؤ۔ اب ہمیں ہر دو وقت کرنے کی بات نہیں ہے

..... جاؤ..... ابھی..... ہاں.....!....."

"شیکہ ہے! یہی شاہد کو ضرور ملے آؤں گا.....

نزد۔"

کار ایک جھلکے کے ساتھ گئی اور وہ لڑنے لپے اتر

آئے۔ جیسے ہی شاہد کو یہی داخل ہوا۔ اس کے سامنے

پر ہتھوڑے بہنے لگے۔ یا سین آنکھوں کی کوشش کی کہ

ایک ڈھانچے۔ یا سین نہیں چوکتی! یا سین تو

چھل تھی۔ چھل۔"

"نہیں! آتم نہیں چھو۔" شاہد نے ہی سے آگے

بڑھ گیا۔ اس نے سہارا دے کر یا سین کو ٹانوا۔

"تم تنگے شاہد!۔ مجھے صاف کر دیا۔ اور میں

مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔"

"تم نے وہی کیا حالت بنا دی ہے۔"

"میں شیکہ ہوں۔ اور بگڑا ہوا۔ تو وہاں سے

کی وہاں ہے شاہد! ہر گز نہ گے۔"

"ہاں۔" شاہد نے سر ہلاتا

"وہ اشارہ ایک بار سے اور..... وہ تم نے دیکھا

قبل مجھے کھڑے کر دینے تھے۔" یا سین نے کہا۔

دعشا ایک طرفان پھر گیا اور کہنے کی دھاری

پہنچے گئیں۔" باز گشت۔"

"تم اتنے کچھ جڑو تم اتنے گڑے ہوئے جڑو!۔ مجھے

معلوم نہ تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا۔" اور شاہد کھڑے ہو گیا

"اور آقا! مجھے وہی خط لکھا تھا اس میں جو ہے۔"

یہ سہ ہے۔" یہ کہہ کر وہ خط پھینک دیا۔

ہے! کچھ نہیں۔" اور دل دیکھ لیا۔"

اسے بھی لکھتا تھا کہ اسے کہہ دیں کہ جلد کا ہضم

کیا ہوا۔"

نہیں۔" اور اس کی پھر صاف کھلی ہوئی ہو گیا۔

اور۔" اور دیکھ کر وہ دل کیا۔" اور وہ دل کیا۔"

وہ سوچنے لگا۔"

"شاہد۔" یا سین نے شاہد کا ہاتھ پکڑ لیا۔

مجھے شاہد نے دوسرے ہاتھ پکڑ لیا۔"

"مجھے کہہ دیا کہ مجھے سے ہاتھ چھڑا کر دے۔"

شاہد۔" وہ کہہ رہی تھی۔ میرے دل سے پھجواؤ

تو جانوں کہ تم مرد ہو۔"

لیکن قیامت یہ ہو گئی۔" دیا نے صحت جوش میں

آگیا اور شاہد اس طرفان ہی گھر گیا۔"

"میرے دل سے پھجواؤ تو جانوں..... میرے

دل سے پھجواؤ....." اور وہ زمین کی میران

مادوں میں باز گشت ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو

اندھنے۔"

"جوت۔" وہ ایک دم سے ٹپک گیا۔ لیکن دوسر

ی لمحے اس کے کپڑے جوتے آگے بڑھ گئے۔ یا سین کا

سر ڈھک گیا تھا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ

بیت نہ لگائی تھی..... بیت نہ لگائی تھی.....

روشنی کا تیر

میرے نام: بیلا

مجھے کچھ کمزورت سے مانتے ہیں میرے محبوب! مجھے
کہتے ہیں کہ تم میری ادنیٰ ادنیٰ شرف مانتی ہوئی ہو کہ باد و زور
کو نہ ہونے دیتے ہو۔ مگر تم نے آجائی ہو۔ آخر
کیوں۔ ۹۔

میرے محبوب

تو تم کو کچھ ہلکے نہیں سمجھتا مگر کہہ جانا کہ
پھر تم میری اندر کی دنیا ترستی جانتے ہو میری ایک بار پھر
نہاں جان لگی۔ ہاتھوں ہاتھ سے پکڑ کر پکڑ کر
کہہ دو کہ تم میرے اندر سے میری دنیا میرے اندر سے۔
آج میرے ساتھ میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
اور میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا

اور میں اپنے چہرے پر مجھڑی ہوئی زلفوں کو پٹانے کی کلام
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا

تو میں اپنے چہرے پر مجھڑی ہوئی زلفوں کو پٹانے کی کلام
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا

تم میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا

میرے محبوب! میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا

تم میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا

میرے محبوب! میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا

تم میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا

میرے محبوب! میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا
میں لگتی ہو، میری دنیا میری دنیا میری دنیا

ہلے کے ہر ایک سے پرستے جہاں میں خود۔۔۔۔۔۔
تم نے مجھے سوا کر لیا آپ کی کوئی جی۔ آپ کے بوجھ
میں آپ کا نام کیا ہے ؟

اتنے سارے سداوت کا وہاب دیکھ کر میرے قہقہے لگوں
جب میں نے تمہارے عشق پر بچا۔ تم نے بڑی ہی صفات
۱۰۵-۱۰۶ پاس ہوں۔ آخر وہ کہنے لگا تھا ہر رنگ
قسمت وہاں بھی ساتھ تھی۔ تم مسکرا رہے تھے مگر
ہٹ مٹ رہی تھی، مجھے انسانیت کے ناطق سے ہر وہ
کاشفہ ہمدردی کچھ اور مشکل اختیار نہ کرتی۔
وہ کیا موضوع پر دیر تک گفتگو کرتی رہی تھیں اچھے مذاق
ارے، جیسے ایک بڑا ہی معصن یا مفکر کے ہر سوس
اشیاں ہم پر تھیں۔ تمہارے کڑے بھی خفک ہو چکے تھے
مگر تم جانتے جانتے تیار ہو گئے، تم چاہتے تھے، میرے
بڑے بزرگ جلتے اور خواست کی بجائے تمہیں دیکھ
اب قیامت بھی ختم ہو چکی ہے اور مجھے گھر کی زندگی

تم بولے۔
میں تمہیں کیسے جبر کرتی ؟ میں ایک لڑکی تھی۔ یہ
خاک جاف میرے جذبات کو نہ بگڑے۔ تم کی ایک اپنی
راہیں اٹھا ہوا طوفان جو چند منٹ کے لئے رکھا تھا
نہا ہوا بھی کہہ سکتی تھی کہ ایک اپنی سے جس کی نہ منزل
رکھتی تھی۔ یہ لڑکی تمہاری یادوں سے بھر گئی۔
میں وہی کاٹنے لگی۔ تمام میں کس طرح یاد میں
داخل ؟ کہ تم جان سکتے۔ اس دن کو سپر وارڈ تھا
برائے آپ کے آدمی تھی کہ میری نگرانی پر وہی سر جھکے
آ رہے تھے۔ میں نے تھیں آواز دی۔

”بلی جی۔“
”تہہ مجھے چٹ کر دیکھا۔ دیکھ کر نہ ہر تو خوش ہو گئی
میری آنکھوں سے۔ میں تمہارے ساتھ چلتے تھی۔
چھاپا کہ ہاں تک پہل سہ ہیں۔ ؟“
”ہناک۔“ تم نے جواب دیا۔
”نہی کا دل کتم۔“ جان بکھڑا تھا، اس

میں نے میرے سر پر کچھ فدیہ ضرب پڑا تھی۔ یہ دل
برداشتہ ہو گئی سانس لے کر ایک صحت میں۔ تم سے اپنی
بدکردار مت دلدادہ آئندہ کا قرار آگئے تھی میری آنکھوں
میں آنسو آگئے تھے۔ کاش تم یہ جان سکتے کہ تھا۔ اس
دن چھ جلتے کھڑے۔ یہ ہیں دیکھتے دنا دنگ ہوا
کے ساتھ کہاں سے کہاں پہنچتی تھی۔ بھڑکی میں مسکراتے
ہوئے بولی ”میں بھی میں ہی رہی ہوں۔“ نہ جلتے تھے
میں آنسو بک ہو گئی تھی، تمہارے رخ میرے سر پر اندک
تبیہ نہیں ہوتی۔ شام تم نے میری آنسو کو گھس کر کیا
نظر میں اٹھا کر میری طرف دیکھا تھا وہ آنکھوں میں تپ کی
جھلکیاں تھیں اور مجھے تیسو ہو گیا اور مجھے کبھی نہ بڑا نہ
اور کون سے پر تم ہوئی کہ چل سکتے۔ پاپا کے دیوان
خوشی ہی رہی۔ تم خاموش رہے اندھا دوش ہی چھٹے
میں تو پاپا کہہ گا۔ میں اندہ آندھوں کے ساتھ میں سوچنے
لی۔ تم اور اس کیوں رہتے ہو۔

مجھے کیا ہو چکا تھا۔ میں کھوئی کوئی کچھ نہ تھی۔
بروقت تمہاری آنسو کی کا خیال مضطرب کے رہتے کہاں
ضبط سے تپتے ہوئے یہ فدیہ تپا پانے کی کوشش کر رہی
تھی کہ میں جب بھڑکوں۔ نہیں۔
ایک دن کلاں سے میں تمہارے قصور میں کھوئی ہوئی
جلی آ رہی تھی کہ مجھے تمہارے گھر خیال آیا اور ہوسپتے
کے سہارے چل پڑی۔ تم مجھ سے کافی دور رہتے ہو میری
میں نے تیسرے دھڑکائی کھلا چھوٹا سا پتہ مکان۔ باہر
اور دروازے پر دو چکر گیندے اندھوتے کاپی بھی ہوئی تھی
وہ اندھوتے کپڑے کھٹکھٹاتے پاپا کی ہر حرکت نکلی۔
میں نے تھیں مسکرایا شامیہ دیتے ہوئے وہ بولیں
”بیٹی تم کس سے مل جا رہی ہو۔“

”بلی جی سے۔“ بڑی مشکوں سے تمہارا نام لے
سکی، مجھے لبا آ رہی تھی۔
”وہ کہہ نہیں۔“ مگر آئی ہو گا۔“
میں دلپس ہو گیا تھا تھی تھیں ان ہی نے لاک میرا

اور اصرار کر کے مجھے اندھے نہیں تھا رہی اس کے دل میں
کتا پڑتے تھے۔ کتے خصوص تھا۔ کاش کہیں زندگی بھر
تھا کہ ان کے قدموں کی پوجا کر سکتے۔
تمہاری شہنشاہی پر چھل میں رہا ہے، مجھے کھینچ رہی
تھا دے کر سے میں لے آئی۔ تمہارا کوئی اقتدار نہ رہا تھا
بڑے جانا تھا وہ کوئل کے چتر آئینوں تھے۔ وہاں کھنڈ
تھے۔ گرنے میں ایک شیل اور کھینچ رہی تھی جس پر وہ
دھیر دھیر لگتا یہ بڑے ہوئی تھیں۔ ایک کھڑکی تھی جس کے
بغیر میں تھا راج ک تھا۔ ایک بڑے چاروں کی ہوئی تھی
ایک طرف سارا لگا ہوا تھا۔ میں دینا سے پوچھ رہی تھی۔
”ہستہ رکھو جانا ہے۔“

”بھیا جی ! وہ بہت ہی اچھا تھے ہیں اور بگڑ گئے
ہیں، دیکھو کہ وہ کتنے اچھے تھے تو نکل چکے ہیں۔“
”مصرعہ اپنی حیرت کو چھپا نہ سکی۔

”اچھا۔“ اور تب مجھے احساس ہوا کہ تم آنسو
کیوں بہہ رہے ہو۔ ہونا آخر ایک سنگیت کار، جس کے دل
میں داغ جگر میں سوز، آواز میں درد مہر ہے

”وہ روز سنگیت سکھانے بھاتے ہیں۔ آپ انکھیں
گھومیں۔“ وہ اندھ اندھ سے چلتے تھی مصروف فوٹو تھی
اس چوٹی دینا کے آگے آگے سے چھوٹ رہی تھی

میں خیال میں غم تھی کہ تم آگئے۔ بھر جالی۔
پریشان حال، مضطرب، کھوئے کھوئے۔ مجھے دیکھ
کہ تم شگفتہ تھے تم مجھ کو دیکھ رہے تھے۔ نہ جانے کون
میں تمہاری آنکھوں کی تاب نہ لائی اور میری آنکھوں پر نور
جھلکیاں گئیں۔ میں نے کہا ”نہتے۔“

”نہتے۔“ تم نے بے غمی سے جواب دیا۔ وہی ہوا
آواز دی ہوا انداز

”میں آپ سے ملاقات کرتے آئی تھی۔“ کھڑکی جھلکے
ہوئے میرے کہا۔
”ہیت خوش ہو کر آپ کے دل میں میری خیال ہے۔“
تمہارا جواب فہر سے بھر پور تھا اور میں یہ سچا، یہی تھی کہ تم

آپ نے مجھے نہ سنا کیا۔ پتا ہی نہ لگا۔

میرا دل جو تھارے آجائے سے کھنکھاتا تھا، مجھے
کھنکھاتا تھا کہ میں پہلی دفعہ نہیں تھا۔ وہ بیان ہمیشہ
لے آئی تھی۔ میں جلدی سے سوئے گا کہ تصویریں دیکھنے کی
کہ میں میرے آئینہ دیکھ کر، مجھے اور میرے جذبات کو
کہ نہ کہ۔ مجھ کو۔

آپ نے میری بات چلنے پھرنے کی تھی۔ سیدھا بھلا تھا۔ بھلائی
دیر لگ کر میں جانے لگی۔ تم میرے ساتھ بے دلی سے کچھ دور
کہنا کہ میں نے راستہ میں کہا تھا۔ میرا دھبہ ہے آپ کو کھینچ
ہوئی۔ میں سانی پڑتی ہوں۔ یہ کچھ کچھ میرا لگاؤ نہ
گیا۔ میری تھک سے آگے بڑھ گئی۔ لیکن آپ نے میرا ہاتھ پکڑا
چوڑی قدم مجھے چومنے کے لئے۔ تڑپا کر۔ میرے جذبات
کہ وہ ذکر۔

میں مات بھروسہ نہ کیا۔ اپنی باتیں پرنا تصویر بنائی تھی
تھیں صورت سے نفرت تھی جس کی بنا پر تم نے میرے جذبات
کا قہقہہ کیا۔ مجھے دھوکا بھی نہ لگا۔ بہتر ہوئے آئینہ نہیں
تھارے واس میں کہ نہ ہوتی تھی۔ تم نے خشک کر بھی لگاوا
نہ کیا۔ میں تم سے پریم کرتی تھی۔ کتنی بڑی بھولتی میری۔
آخر تم نے تم کو ایک مین۔ میں کا دل پتھر ہے، جسم ہرنا
نہیں۔ تھیں میری محبت نہیں چاہنے تھی۔ تم تم کی کڑیوں
کو صبر نہ رہے تھے۔ اگلے دن آئی تھی۔ تم پریم سے بڑی
تھے۔ تھیں بھول جانا ہی میرے جذبات کی تسکین تھی۔
دن گزرتے گئے۔ اور میں تھیں بھولنے لگی۔ میں
فاموش تھی۔ میرے ہونٹ فاموش تھے۔ دے ہوئے تھے
میرے دل میں تھارے لئے اب کوئی حقیقت نہ تھی اور نہ
کوئی نفرت!

حب دستور اُس دن جب میں کافی سے دائیں آئی
تو تم باؤس سے باتیں کر رہے تھے۔ آہ آہ مجھے ہنسنے پڑے
اگلے تھے۔ میں غلام جذبات کو مر کر رہی تھی۔ تم میرا اس
میں چنگا بیان چھوڑ دینے تھے۔ میں تم تک جانا نہیں
چاہتی تھی۔ مجھ کو جانا ہی پڑا۔ پتا ہی نہ مجھے بلایا تھا۔

آپ نے مجھے نہ سنا کیا۔ پتا ہی نہ لگا۔

میں نے بھلا دیکھ کر اسے اسٹاک کر دیا ہے۔ ۹
بہت تھی کہ تم ایک سنگ دل میرا سنا دکر رہے تھے۔ میں تو یہ
کبھی تھی کہ تم آج میرا ترید سے باؤس لوئے ہو پتا ہی
اٹھ کر بچے گئے۔ مجھ میں بد صورت خانہ ہو گئی۔

”اچھا تو میں چاہی ہوں۔“ تم مسلسل خاموشی
سے تنگ آ کر جھپٹاتے ہوئے بولے۔
میں روئے لگی۔ صورت کتنی مجبور ہو رہی ہے۔ روئے
کہ سو کر گیا کیا سکتا ہے۔ ضبط کے بند میں لڑنے کے تھے
آپ نے اپنے ہاتھوں سے میرے آئینوں کو خشک کیا
بازو کا سہارا دیا۔ مجھے ہنسنے شرماتے نہی گئے گئے
تھے۔ تم نے مجھ وہاں ایک گیت سنا تھا کہ گیت دوا کتنی
تر پڑتی تھی تھارے گیت میں۔ اور میں تھارے گیت کے دل پر
پڑتی تھی وہی۔ میں چاہتی تھی کہ تھیں لے کر سپنل کے زیر
میں پہنچ جاؤں۔

میں دور نہ لے کے کہ وہ سب زونا پر اپنی انھوں
سے ساتھ آؤں پر کوئی قدر اچھی رہی اور تم میری خوش
میں سر کے تھیں سب لپٹے رہتے۔ میں روئے لگی کی تنگ پہنچ
جائی تھی۔ لیکن تم خاموش چھٹی کمر پر سکون تھے۔
ایک دن باؤس آئی۔ میں میں تم سے رشتہ کر پائی آئی
دل میں تنہا کہ کو میرا محبوب مجھے منانے ضرور آئے گا۔
لیکن میں خود تنہا رہی۔ تم زندگی بھر کے لئے روئے گئے۔
مجھے کھو چکے تھے۔ میں تھادی۔ ہوئی۔ کا شکر تم میرا ساتھ
دیتے ہم دونوں دور کی سندر میں جا کر ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے
کے جڑ جاتے۔

ایک دن میں آئی۔ اس کے ہاتھوں میں تھارا وہی ستار
تھا۔ وہی ستار جسے پہلے میں نے اپنے ہاتھوں سے چھایا تھا
ایک مختصر سا خط بھی تھا۔
”بھلا! شادی سہاگ جو۔ فریب میں کچھ اور
تو نہیں سنا دیکھا، ہاں ہوں۔“

تھارا میں۔

خدا میں ایک تیرہ بیچ کا بندہ لگی۔ میری ہنسنے۔

شاید تھارے خوریدے تار جھپٹا اٹھے تھے۔ اور مرد جنت
کہاؤ اٹھے تھے۔ کبھی کبھی تم مجھ پر اچھے تھے۔ میرے محبوب
لیکن مجھے یقین ہے کہ تم مجھے بے وفائی نہ کرو گے۔ بلکہ تم میرا
بے مجھے دوسرے کے سپرد کر دے۔ یہ سب دوسرے کا ہے
یہ بات نہیں۔ یہ جیت تھارے ہے کھادی وہی ہے۔
تھادی محبت بازو پھیلنے میرے دل میں آئے ہے اور وہ
رات میرے قصورات پر چھائی رہتی ہے۔

میں سنہ ہرنا میں! میں تھارا اسٹاک مسکرتی کر گئی
چاندنی کہ۔ میں تھارے حاتم باؤس میں اپنی انھوں سے
شا نیکر لگی۔ آج کل کا ہوا دل لگی۔ تھارے کھنکھانے
لے ستار جھپٹا لگی۔ میری کچھ لپٹے ہوئے کے ہونے اور
میں۔ بد صورتی پر مسکرتی ہے۔

اور میں میرے محبوب۔!

بقیہ اسناد آدم۔ صفحہ ۱۰۱
آئینہ تھیں میں میں جذبہ ہو گئے اور شاد کہ میرے
ایک عجیب و غریب مسکراہٹ کھینچے لگی۔
”دیکھو یہاں دل۔!“

کیسے سے آزاد آئی اور شاد کہ پونہ میں مسکرتی
اور گری ہوئی۔ وہ کہہ کر سے ہنسنے پڑا۔ یا کہ لگی
اور اول اٹھے دند سے گریے کہ فریض تو فریض خوش
کا پتہ کیا۔ اور کچھ تھارے! بیٹا اور۔ خدا چاہے
”اٹھا۔“

”نہیں۔! نہی۔!۔! میرا آدم نہیں ہے!“

میرا آدم نہیں ہے! اس لئے کہ ایک اور جہاں بناؤ۔

ایک اور..... جہاں..... بناؤ.....!

اور باؤس اسٹاک کی نیل بیان تھے۔ ایک

شاد اور اسٹاک کی پونہ کے غیر چاہا تھا۔

ازراو عایت اپنے حلقہ اثر میں غلام شہنشاہ کی

تو سنا شہادت فرمائیے

ایک آنزو، ہزار غم

تمام گھنٹوں میں غائب ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ
پتھر کے جونی ہی ہے۔

۱- در این کتاب، آنچه که در کتابهای دیگر مذکور است، در این کتاب نیز مذکور است.

[illegible]

..... میری بات! مجھے کچھ سمجھو.....

منہ سے نکلتی اور تھوکی۔۔۔ بچے کے لئے۔۔۔

[illegible]

1. 1. The first of the four
2. The second of the four
3. The third of the four
4. The fourth of the four

مجلس شورای اسلامی

1948

... ..

[illegible]

SECRET



1. *Phragmites australis* (Cav.) Trin. ex Steud.
 2. *Scirpus americanus* (L.) Pers.
 3. *Scirpus setaceus* (L.) Pers.
 4. *Scirpus robustus* (L.) Pers.
 5. *Scirpus tabernaemontani* (Cav.) Trin. ex Steud.
 6. *Scirpus torreyana* (L.) Pers.
 7. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 8. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 9. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 10. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 11. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 12. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 13. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 14. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 15. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 16. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 17. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 18. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 19. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 20. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 21. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 22. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 23. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 24. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 25. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 26. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 27. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 28. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 29. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 30. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 31. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 32. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 33. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 34. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 35. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 36. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 37. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 38. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 39. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 40. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 41. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 42. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 43. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 44. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 45. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 46. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 47. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 48. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 49. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 50. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 51. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 52. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 53. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 54. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 55. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 56. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 57. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 58. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 59. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 60. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 61. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 62. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 63. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 64. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 65. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 66. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 67. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 68. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 69. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 70. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 71. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 72. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 73. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 74. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 75. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 76. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 77. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 78. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 79. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 80. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 81. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 82. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 83. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 84. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 85. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 86. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 87. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 88. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 89. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 90. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 91. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 92. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 93. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 94. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 95. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 96. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 97. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 98. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 99. *Scirpus yagara* (L.) Pers.
 100. *Scirpus yagara* (L.) Pers.

ہاتھ کی زبان کہیں یہاں تو کیا ہے
پہنچا ہوں بچے اس قدر تھکا کھسک رہا ہے

نیابت میرزا رفیع الدین علی صاحبزادہ محمد امجد علی
اندریں میں، کاغذی ایسے بیان کیا جو کہ :-

یہ کہہ کر اٹھا۔ یہ تم نے نہ نہیں قرار دیا۔

اس کے لئے اس کے ہونے کے لئے اس کے ہونے کے لئے اس کے ہونے کے لئے

بھائی کی انہی چیزوں کا سامنا ہے

بستوں کے خلاف میں ہاں دے۔ :- نیم خستیا : بیو

1990

پیش از این در کتب مختلف آمده است که

بزرگان کے لئے ہفت روزہ

۱۔ ہادیہ خلیلہ طبری ساغر علیہ السلام
۲۔ عباسیہ خلیلہ طبری ساغر علیہ السلام

~~SECRET~~

۱۳۰۲

1944年12月14日

شیخہ بی بی علیہ الرحمہ

[illegible]

SECRET

...and the

4-11-68

سید کاظم علی نقی صاحب مدظلہ العالی

وہاں سے فرما آئے تھے کہ یہاں سے کہیں نہ جانا
وہاں سے کہیں نہ جانا

[illegible]

یہ کہانی ہے کہ ایک شخص نے ایک بڑی سیڑھی بنوائی تھی۔

[illegible]

شیرین و دلجو و سحرآمیز و جادوگر و ...

...
...
...

[illegible]

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
الذي هو كتابنا العظيم

.....

445

[Illegible handwritten notes]

100-443887-142

100-443684-100

[illegible]

[illegible][illegible][illegible]

طری مشاعرہ
نمبر ۶۱

ناظم مشاہد
حضرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi

خون کے ساتھ لگی مٹھی مشافہہ اس کے مقابل
ہمارے لئے کئی مشہور اور نالی نرانی

موسم بہار

مفتی محمد رفیع

۱۔ حق پرستوں کی خدمت میں دعا ہے کہ
عبداللہ کے والدین کو میرے مشاغل سے
رہتی ہو ان لوگوں کو میری جگہ پر
اپنا جیون بھال لے کر پیو جوں سے
مگر جو میری جگہ پر کھڑا ہو
پرندہ اگر دعا کا اثر جانے نہ
اپن جیون کا رشتہ نہ ہو

عیادے عبادت کھرا نہا ہوا ہے
 قیام کی خوشی کی ہے اب قصہ میں
 نورانی، چلبے کا کہی نظم نہ
 ہے نہ خدا ملک صاحب تدبیر
 و عجز فاشی عباد ہر مختار
 انکا جلال و قہر غل میں ہوا
 انکا ہوا ہے نہ کبیشہ

شکستہ ہو کر کھڑے ہوئے وہاں سے
 ہم حائل دیو چھپا کر چھپتا ہے مازوں سے
 چکر کر کے کیری جو کہ انباں سے
 ہر وقتے ماسوہے ہنساں گماستاں سے
 چکر کر فرخشاہی کے دنیا کی حالتاں سے
 گمشدہ ہوئے نہیں ہیں اک ہر وقتاں سے
 کہوں سے اتنا ہے چھپا ہوا اتنا

نصیب دیکر ایک کلمہ نہ کہہ سکا
 نہ تو باغی تھی نہ بھی بی باک
 نہ قول کہی نہ کئے کہ باتوں کی
 نہ تھی کو شمشیر تھی ایسی پریشانی
 نہ تھی نہ غم نہ اندام کا نہ قفس نہ
 نہ تھی نہ کبھی نہ تھی نہ کبھی
 نہ تھی نہ تھی نہ تھی نہ تھی

شکر و تحسین

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تم کو

تھکے داماد بن چکر تھکے داماد بن چکر :-
 ہم تیرے ہی تیرے میں گم ہو گئے کہاں کہاں :-
 کہیں انڈیا ٹھہر کر رہ گئے ہیں کہیں :-
 یک جا نہ کر رہے ہیں ہم نے تھکے کہاں کہاں :-
 اس زندگی کا پتہ نہ آئے تو دہائیوں :-
 کچھ نہ کہے سوچا ہم نے تیرے مکان :-
 میں فارما کر رہا ہوں کہ کمر ریش جہاں :-

جس میں کسی قسم کا غم نہ ہو وہاں سے
 بچنے کے لیے جتن سے کام لیں
 اگر بات نہ سمجھیں ہم جیل کے داخلہ سے
 آخر وہ بھی نہیں بچ سکتے وہ نہ پائے
 شہین اڑی غمزدہ نہ بھیجیں ہم بھی ایک
 جہت تو غمزدہ روایات پر نہ پائی
 کدو بیکار نہ پائے شہر سے جو اہم

پہنچیں ہر جاوے بارہ رنگوں سے
 آواز چرگاہوں کے فیم جہاں سے
 قلعہ مجھے لایا یوں ہوا مانتا ہے
 تقدیر میں لکھی کہ لڑا ہوں محمدؐ سے
 ہاتھ میری برحق الفت کسوں مکان سے
 سہمہ آتا کہ سہمہ میری آستان سے
 اچھا نہیں دولتوں کی دولتوں سے

کیا ممکن ہے کہ تیرے وہاں یہاں سے
 میرا ہاتھ نہ پکڑا جائے
 وہاں کے پیر افسر کہتے ہیں تیرے وہاں سے
 تیرے کو یہاں سے لے کر وہاں سے
 میرے ہاتھ نہ پکڑا جائے
 میرے ہاتھ نہ پکڑا جائے
 میرے ہاتھ نہ پکڑا جائے

فہمیت

مجلس - ۱۳۸۸

کوکس کو کڑی غفلت ہے تو غیر شایانہ
کیوں تم رہے اے کا احسن فم ہندوستان
اور فکر نہ کیا میں کہیں میرا کام
اب اس کی توجہ اپنے اندر دینے لگاں
مسند میں ہیں اور میرے اب بھی ہو
کر دیکھتے آئے پھر غافل بن گئے

سب باتیں چلا کر کہیں کیا کہیں زبان سے
اس بازارِ گرج کہیں واکں کچھ کہیں سے
آج بھی یہ بچے ہیں نہ سہرا نہ رنگ
دکھتے ہیں وہ کہہ کر یہ اندازِ افغان کی
اس اندازِ ظہین پر نہ کہے میں نہ اپنا
کہیں کا یہ کتا نہ اٹھ کر نہ شصتِ انجمن کی

۱۔ کہ اس کا خداوند تمام اپنے آستانے سے
 ۲۔ اللہ عزوجل کی اس طرح جادو اس سے
 ۳۔ کہ ایک دیکار کے واسطے کہ فریب جادو سے
 ۴۔ جادو سے کیا گیا کہ کہ فریب جادو سے
 ۵۔ جب بھی انھیں بلایا کہ نہ وہ اس سے
 ۶۔ فریب جادو سے کہ کہ فریب جادو سے

زندہ نہ سکوں گا انا جو جیسیں سے
 جس کو ہمارا دھڑکنا چاہتا ہے
 کیونکہ کہہ دے مجھے کہ میں کون سے
 ہوں، وہ کہہ دے کہ میں کون سے
 ہے، وہ کہہ دے کہ میں کون سے
 ہے، وہ کہہ دے کہ میں کون سے

44-38861-100

صورت ۷: یکھتھا ٹرنز کے آئین کی جانب

1953

بہاؤ شاہیوں کے لئے جو مسکن تیار کیا گیا ہے

۱- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۲- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۳- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه

۱۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے
 ۲۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے
 ۳۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے
 ۴۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے
 ۵۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے
 ۶۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے
 ۷۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے
 ۸۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے
 ۹۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے
 ۱۰۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کام اور اس سے

۱۔ اگر کسی شخص کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل کر دینا جائز ہے
 ۲۔ اگر کسی شخص کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل کر دینا جائز ہے
 ۳۔ اگر کسی شخص کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل کر دینا جائز ہے
 ۴۔ اگر کسی شخص کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل کر دینا جائز ہے
 ۵۔ اگر کسی شخص کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل کر دینا جائز ہے

۱۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے
 ۲۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے
 ۳۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے
 ۴۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے
 ۵۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے
 ۶۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے
 ۷۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے
 ۸۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے
 ۹۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے
 ۱۰۔ جو کہ ایک خاص ملک کی طرف سے

۱- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے
 ۲- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے
 ۳- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے
 ۴- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے
 ۵- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے
 ۶- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے
 ۷- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے
 ۸- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے
 ۹- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے
 ۱۰- میرزا کا یہی ہی کہانی ہے

مقام قلمرو

گفتگو بنیاد پرستی کے خلاف ہے
وہ ان کے پیروں پر سر رکھتا ہے
وہ کسی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتا ہے

قتل کو اپنا کامیابی کے چمکے سواں سے
 کہا کرتے تھے کہ ان کے دل سے
 بیخون گلاب تھے، انھوں نے خون سے
 ہونا کا عزم کرم پر سفاکوں سے
 جہنم کے آسمان کا کبریاں سے
 جیسے بار بار نام لیتے ہیں سے

اس بات کی خبر سن کر اچانک جہاں سے
 غلطی توڑ دینی کا ارادہ کیا
 غلطی یہ کہ دشمن کے تم انکا کہاں سے
 ممبر ایسا جو اندہ نہ جہاں سے
 ممبر نے یہ جرح خود ہی کیا کی صفات سے

کہیں آتے ہیں کہیں جاتے ہیں
 اسو چھوٹے بچے کے ہوتے ہیں
 تیرا حکم پا کر انہیں جہاں سے
 وہیں سانس نہ لے کر وہاں سے
 چھوٹے بچے کے ہوتے ہیں

کہو نہیں ہر دمِ خالوں آستان سے
 خدا کی بندگی شکر و سحر و شایاں سے
 کہوں خداست و ہے حق و حق است
 ہر دمِ حق کہوں کہ خدا ہی ہے
 ہر دمِ حق کہوں کہ خدا ہی ہے

جوزفینا ایلیچ

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند
 روضہ المسکونہ ج ۱
 جانا تمام نسخہ اس کو ہر عدد کا ملکا
 لکھنا کہ ناگپوری

تیرا زمانہ کسے پہنچو گی ہم جان سے
 اہم ہے جو اس کا یہ کیا جواب دلا
 جتنا ظہور کو رسوا ہے، پوش کو
 زندہ ہی کیجیو گا نقشہ کشا ہوں میری
 صحرے محنت کی کہ وہ دل نہ رکھ تو
 نگاہ میری عرب۔ اے دلہان

گوشت و سبزی نم آب بخورد و پوره کند
 بکند و در کاس بنهد ، کین اگر بپزند
 باین کاس بکشد ، چند روز آخر
 بر او کین بکشد ، اگر بار غصه بخاشد
 قرصه پدید

صباح بتلاسی کا ترہہ دل میں آئی
 زندگی کا مقصد زندگی کا منزل
 کھنڈی کیا اس کو دے اٹھی کا حاصل
 وہ خود سمجھ رہی مقصد جانے دل کا
 جہل جانے کا نقشہ عین کرے گی آخر
 پہنچے اس کا ہی ماں کا دل

کو اوم دہ لکھائی ہوئے آسمان سے
 تیرے لیے صفِ غیور اور پیرہہ آشیان کو
 راجِ مغربوں سے عودِ بیدار اے دل
 سازِ شش واد و دریاں
 اچھا بگم ہے تیرا اگر دہان سے
 عجب ہے نہ توئی عجب ہے نہ توئی عجب ہے

دولت پهلوی و شاهنشاهی ایران
از ۱۳۰۵ تا ۱۳۲۰

4. தேவநாபுரி

منہاں نہ گھبراؤ نہ ہراس
چھوڑو ہر شے اور جہیز
اک دم کہو کہ میں ہی ہوں

۱۔ غرضت پر غور کرنا
 ۲۔ غرضت پر غور کرنا
 ۳۔ غرضت پر غور کرنا
 ۴۔ غرضت پر غور کرنا
 ۵۔ غرضت پر غور کرنا
 ۶۔ غرضت پر غور کرنا
 ۷۔ غرضت پر غور کرنا
 ۸۔ غرضت پر غور کرنا
 ۹۔ غرضت پر غور کرنا
 ۱۰۔ غرضت پر غور کرنا

۱۔ ایک ایک شخص اپنے عمل پر نہ کہ شخص سے
 ۲۔ شیخ پر نہ کہ شیخ کے کلمہ پر نہ کہ
 ۳۔ رایت پر نہ کہ شیخ امتوں سے
 ۴۔ برادر ارباب ایسا کاؤ میں دل کہاں سے

کیوں نہ چاہے کہ اگر وہاں شیلے سے
 جائیں گے ہم وہاں تک نہ جوسم جیوں سے
 اتنی جگہ کہ اور میں جیوں کے کسان سے
 وہاں کافا نہیں پھر وہاں نہیں ہوں سے
 ہم کیا کریں گے کرتے ہیں وہاں سے

دنيا و برهان و كرامت و جلال و
 ارم و مدد و كرامت و جلال و
 فكر و مدد و كرامت و جلال و
 ارم و مدد و كرامت و جلال و
 فكر و مدد و كرامت و جلال و

جملہ اخبارات و رسائل

5 MAR 1964

اس انجمن کے زیر نگرانی شائع ہوتا ہے

شعلہ ششم

نوسالہ
چار روپے
ششماہی
دو روپے

مارچ
۶۱۹۶۴

فہرس

- | | | | |
|----|----------------------------|----|--------------------------------|
| ۵ | آبر احسنی گندی | ۱۱ | حرف آدل صدارت |
| ۸ | شاعلی کاوری | ۱۲ | محمد حمیدی |
| ۱۰ | آئند بھارتی | ۱۳ | عیلی اثر |
| ۱۲ | مفتون کرڈی | ۱۴ | صفت جلت دیر کجند فر مطبوعہ شاد |
| ۱۶ | قور کاوری | ۱۵ | ارشادت |
| ۱۸ | آمر سوتی - ساروسنای | ۱۶ | د فرلیس |
| ۲۰ | قرڈ قشیش - تیرل نامدی | ۱۷ | فرلیات |
| ۲۱ | کرڈ اعلیٰ | ۱۸ | اکادہ |
| ۲۲ | عقب انسانی - آدی ناگہدی | ۱۹ | جلال دجل |
| ۲۳ | مرجہ پاک مکہ بندی | ۲۰ | صدا کا شا بکد (روپا سال) |
| ۲۴ | نرخ پورہ - آزاد پارلوی | ۲۱ | سہد |
| ۲۵ | نکار شاد - کاوش جیدی | ۲۲ | کاپ کے پھل |
| ۲۶ | تبرتیرنگ - جلیت پٹ پادی | ۲۳ | نوا |
| ۲۷ | ترجمہ روشن پشالی | ۲۴ | ہرگانی |
| ۲۸ | کیف جمانوی | ۲۵ | جوتے سنم |
| ۲۹ | عشرت میر | ۲۶ | دری شادہ و لا (مفت شہر کلام) |
| ۳۰ | سلی تہ ہین سہ | | |
| ۳۱ | نوشیدہ مزی | | |
| ۳۲ | محمد حمیدی | | |
| ۳۳ | (امیر حضرت آید احسنی گندی) | | |

جلد ۱۵	شمارہ ۳
<p>بیڈ آفس دریہ کلاں - دلی ۶ فون نمبر ۲۶۳۷۲۵</p>	
<p>نگراں حصہ تقسم دشاوہ حضرت مولانا آبر احسنی گوری ایڈیٹر بل چین معاونین خصوصی جوآر ہاشمی قرڈ غوث پوری</p>	
<p>قیمت ۲۵ نئے پیسے</p>	

گزشتہ سہری ادیب میں گراں بہا اضافہ

نگینے کے بعد
”قرنے“

ابراہیم گنوری کی عنبریات کا

دوسرا دیوان

جس میں ۲۲۵ غزلیں اور ایک نظم
اور مثنویات کی مکمل فہرست ہے۔

عام دیوانوں سے ۳ گنا میسر ہے، اور

قیمت صرف 25-3 ہے۔

غزل کا معیار کتنا بلند ہو چکا ہے۔ یہ

قرینے کا مطالعہ بتائے گا

نوعیتِ حق تعالیٰ کا پتا

آبرہا حسنی۔ گنور ضلع بدایوں (پنجاب)

ملک کے جواں نگر شعراء کی تخلیق کا مرقعہ جمیل

فكر

اس مشترکہ مجموعہ کلام میں مختلف شعرا کا

چیدہ چیدہ کلام بکھیا گیا ہے جو کہ زندہ اور مرگ
فن کا وہ شاہکار ہے جس کی تخلیق کے لئے زندہ

ادب کے خالقوں نے اپنا خون جگر صرف کیا ہے

اور اس بات کا یقین دلایا ہے کہ وہ ادب میں

قابلِ قدر اضافہ کرتے رہیں گے اور ایک دن

آسمان ادب پر درخشاں ستاروں کی مانند

چکیں گے۔ مرتب۔۔ پور ہاشی

~~~~~ (ناشر) ~~~~~

کولہ پر ٹیوپیلتیز زچہ و نتار اثریٹ مہی ۹

حضرت خرد غوث پوری کا پہلا مجموعہ کلام

رنگ و بو

عدد کاغذ معیاری طباعت قیمت 2/50

مکتبہ شعلہ و شبنم، دریاہ کلاں۔ وٹی ۷

اس کتاب میں ایک نام کا عنوان - خدا کا سب سے  
 بڑا نام اور انسان کا سب سے بڑا فرض ہے جس کے  
 تحت اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو ہر دین اور کا  
 طہ اور کسی دین سے تعلق رکھتا ہو ایمان ہے۔ یہ انگلیت  
 ہے کہ خدا تعالیٰ اور تعصب کی بنیاد پر کوئی عمل نہ کرے  
 گونا گوں سبب مانتے ہیں

# صور اسرافیل

## بلسلہ ماسبق

خدا کا سب سے بڑا حکم ہے یہ سارے عالم کو  
 کہ چھانے والا دیکھنے والا کہ انسان اس حکم کو  
 جو اس کو ملتا ہے اس خدا کو مان لیتے ہیں  
 اسے پہچان کر اللہ کہ پہچان لیتے ہیں  
 اسی کے حکم سے ہر حکم کی تصدیق ہوتی ہے  
 اسی میعاد سے ہر امر کی تصدیق ہوتی ہے  
 جہاں اللہ کی سب سے بڑی شہید فرما کر خدا کا  
 تو جابہ طاعت کے لئے ہر باصفا کے  
 بہاد اللہ اس لیے مطلع نقصان یز وانی  
 ہی اس دین میں ہے مشرقی اشراف ربانی  
 اور دین انسان اعظم۔ اور خود شہید فرما کر خدا  
 خدا کے بغیر یا اندازہ ہو اگرتے ہیں۔ انہیں کو نہ تمام  
 عوام دم زدنی میں سکھاتا ہے اور عمدہ رسالت دینا بت  
 یز وانی کہ ان کے ذہن اپنی وہ احکام بندگی تک  
 پہنچا کر ہے جس کو وہ بندگی کے حق میں مفید جانتا ہے  
 ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نہیں جو ہم سے زیادہ راست بات  
 کرے گا۔ جس ہی کو تار اور رسول خدا کا حکم بندوں سے  
 منواتے ہیں اور خدا کی مرضی کے مطابق دین جاری کرتے  
 ہیں ان کو خدا تعالیٰ اور طریق طاہرین بخش دیتا ہے  
 اسی کو تمام دنیا پر عادی ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ظاہری  
 مال ہی چند کو چھوڑ کر ہر اقدار اللہ سے بغیر نہ رہتے کسی  
 بظاہر کیا ہو کر جاتا ہے اور باطن میں ہے جو عاجز نہیں  
 رہتا جاہلی جو تو صوفی حریف شمس۔ مگر مجرورہ حم کے  
 یہ دنیا کا بہانہ کہہ کر بڑے عالم اس کا حکم دیکھ کر گدگ  
 جاتے ہیں۔ حکومت اللہ تعالیٰ کی زیر نگین عالم کی ہر

شہید اور بچہ عداوت کے باوجود اس کا دین نہیں جانا  
 ہے۔ لاریب اس کی ادا غصے سے نہ بھیڑنا یا غلبہ اپنی میں  
 گرفتار نہ ہونے اور خدا سے نفرت نہ کرنے۔  
 آخر شریعت میں اس کا نہ حضرت بہاد اللہ کو یہ  
 منصب دیا ہے۔ اگر نفی و عقائد اولیٰ سے پختہ ثابت ہو جائے  
 تو پھر مرتسم فرم کر دینے ہیں۔ کس کو الکلام ہو سکتا ہے امید  
 ہے کہ تاخرین رسالہ ہذا اس کو جرات افزائی کا مستند  
 اولیٰ کلمہ کہ اس دین کے شریعت کو جینے سے بنے مانی  
 کہ کہ ہر وہ ایمان مانی سے ذہنی محبت خدا تعالیٰ  
 کو چھوڑ کر حقیقتات کریں گے اور حضرت علیؑ سے ان کے  
 پتے پر مراست کہ معصیات حاصل کرنا اپنے فرائض میں  
 پڑیں گے۔  
 ایک نظم دعوت و محبت کے چند شعر سنئے۔  
 خدا سب کی حقیقت ایک ہے سب دین و ادھ میں  
 مساجد گوشت میں متحد ہے جس میں سادہ ہیں  
 خدا کے سب سے بغیر ایک ہی پیغام سننے ہیں  
 وہ سب کو ایک ہی منزل پر لے جانے کو تھے ہیں  
 وہ کہتے ہیں کہ سب انسان ہلکا نیک جو جائیں  
 یہ سب اقوام عالم کی کے با ہم ایک جو جائیں  
 تعصب دور ہو جائے غصہ دور ہو جائے  
 یہ دنیا و آخر کے دور سے سحر ہو جائے  
 چھوڑ دو شریعت میں اس حقیقت کی بات کی ہے جس  
 کو عوام کے منہ تمام میں عام تقسیم کرتے ہیں۔ یعنی تمام دنیا

کی حقیقت ایک ہے اللہ تمام بغیر ایک ہی دین لکھتا ہے  
 وہ شفیق جو تمام دینوں کی بنیاد ہے ہے۔  
 ۱۔ خدا کو ایک مانو ۲۔ اسی کو تمام طاقتوں کا  
 مالک جانو ۳۔ اسی کو کائنات کا خالق مانو۔ اور اسی  
 سے اپنی چھوٹی بڑی حاجتیں طلب کرو ۴۔ جہاد حضرت  
 اسی کا ہے ۵۔ تمام انسانوں کی سجدہ پائی ہوئی ہے ان کی گلیں  
 اور گرد ان کی ادا کر۔ ۶۔ جھوٹا دعا پڑھو ۷۔ دنیا  
 حق، ایذا رسانی، اخترا، تہمت، نفرت، خود و گبر اور تمام  
 غیر اخلاقی افعال سے بے گزر کر۔ ۸۔ ہر دین کی بنیاد یہ ہے کہ  
 جو کسی دین کی کجی الہامی کتاب انکار دیکھ لے کر پڑیں  
 مشترک میں گئی ہیں مطلب یہ ہے اللہ دوسرے شریک  
 ہو کر نہیں بنے اپنی امت کو پائی دیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ  
 پھر وہوں میں اختلاف کس چیز کے لیے ادا ہوا ہے  
 دین کے آئے کی ضرورت کیلئے اب تک کیوں ایسا ہوتا  
 ہوا۔ اللہ بقول بہائی حضرات کہ خدا کی عبادت یہاں تک  
 اس کا جواب یہ ہے کہ ہر دین میں نیک قسم کے احکام  
 ہوتے ہیں۔ ایک منہ بھر والا احکام کا حصہ تو شریعت کا  
 ہے۔ (۱) حصہ دینی ضروریات کے احکام پر مشتمل ہوتا ہے  
 جو بدلتا رہتا ہے مثلاً خدا جانتے کہ کس دور میں کس نے اپنے  
 دین میں شادی یا دھرم کے سلسلہ میں کس نے اپنے  
 انسان کی صحت کو فائدہ پہنچا اور کس سے نقصان پہنچا  
 میں بہت بڑی ایک ہی وقت میں چھوڑیں ان کے اندر  
 چلتے ہیں ان کے جسمانی کی ایذا بتاتے ہیں اور







۱۔ اس پس میں بھی اس قسم کی حقیقت بخاری کی مدد  
کامل واتی جس کی مددوں اور مقام کے نام تک بھی فرقی  
پر نظر کرتا۔

وئی سے جو بہترین مدد سے کہ محمد عیدی آئے  
اور تھا کہ انسان بخاری ذریعہ معاش نہیں بن سکتا۔  
صاحب گنج لکھتے ہیں انہوں نے سب سے پہلے مدنی کے مسئلہ  
کون کرنے کی طرف اپنی توجہ مبذول دی اور یہاں سے ثابت  
ہے کہ انہوں نے ہر قسم کے فردوس میں داخل ہونے  
میں انہیں بہتے تھا کہ وفات کا شرف بھی حاصل ہوا  
گردی کی یہ ترتیب اور اہل قبولین نے ان کا چھپا  
چھپا دی فضول فرجی، سنیہا بازی، میوں، شیلوں  
کا پکارا اور آوازیں آتے ہیں ہے جب کہ مدعوں کے  
اب ہر پکے ہیں جو کئی صاحب وہ خود پکے تھے، باتیں کئے  
کیا اسلام ہو گا کہ مذہب سے ان کو کوئی واسطہ نہیں  
ہو، مگر محمد کی خانہ پابندی سے پڑتے ہیں۔ اور یہی قسم  
کے مذہب انسان ہیں۔

محمد عیدی نے اب تک انسانے، خاکے، انشائے  
اور نثر لکھنے کئے ہیں، اس کا حساب قلم و جاہ نہیں، مگر  
ہندو پاک کے ادبی پرچم میں جو چھپ چکے ہیں ان کی  
تعداد گن سیک ایک سو کے بھی، مگر ان کی حقیقت اپنے  
ذاتی حقیقت بخاری اور فردوس کی آئینہ دار ہے، یہی  
سسرالہ و دھری محلہ کا شہاد کے ماحول کی جس انسان  
میں انہوں نے حکاکی کی ہے، اس کا عنوان بھی محض  
ہو دھریاں رکھا ہے۔ اس قسم کی حقیقتات میں کتنی کتنی  
لیک کا جواب انسان ہے۔

انسانی انسانوں میں روایت کی خالص بری طرح گفتی  
ہے، مگر اب نہایت دینی اور دوز کے اعتبار سے پیشی کا  
تکبر ہوتا ہے، صرف خود کا جہ ہے جو ان کے  
مہر ہوا ہو کہ ان کی افراہیت کو ابھرنے نہیں دیتا، نہ  
محمد عیدی یا جس وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک گایا  
انسان نما کے لئے ضروری ہے، مگر یہ حق اترنے والا

نہیں ہے یہ تو کس کے ہاتھوں اس وقت سودا کر لیا تھا  
جب محمد عیدی کی کم سن تھے اور جنیات کے روز سے  
آشنا۔

جس کا حصہ اور کا جلد ہے۔ محمد عیدی کی  
معلومات و ادبی صلاحیت اور فنی پختگی کے ہرگز قائل نہیں  
ہو سکتے۔ پھر مشکل یہ ہے کہ محمد عیدی آسانی سے کسی کے  
تذکرہ بھی نہیں آئے، اور جیسے ہرے گولہ پکے، پتے  
ہیں۔ اگر کوئی ان کی پسند کا مٹی لیا تو گرویدہ پڑ جاتے ہیں  
پھر ان کے ہر پکے پکے پڑی شخصیتوں سے ہر جھجکا  
اور ان کے گروہ گرائیں ان کی اپنی ہے وہ ایک شخصیت  
ہیں اور اپنے جیسا ہر شخص کو کچھ ہیں۔ اور قلم اہل پکھتہ  
پکھتے کچھ نہیں لکھتے، کئی میران جہاں سے  
یہ اچھ پکے ہیں اور کئی شاعر و ادیب کو ان میں کچھ ہیں۔

فرض پر مٹا دیتی انہیں پسند نہیں اور اس حد کی روشنی  
کا دار و مدار ہی خدا پر ہے جس سے محمد عیدی جیسے قلم  
کوئی کو فہم ہوتی ہے اور وہ ہر شخص سے کھٹکتے دہتے ہیں  
مگر کسی کا معیار دینی انہیں جب مہربانی ہے تو پھر اس کی  
وفات اور مہربانی کا خوش خوشی سمجھتی ہے، جیسے کہ

ان کا سر پرست ہو حقیقت یہ ہے کہ ان کی زندگی گہنا  
سنگار کے لئے ایک سر پرست کی اس قدر ضرورت ہے جس  
کا احساس طوطا انہیں بھی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ  
ان کی ادبی تربیت کے لئے انہیں کسی استاد کی ضرورت ہے  
اس قسم کا چناں اگر ان کے ذہن میں پیدا ہوتا تو وہ بھی  
اپنے بے شمار ہم عصروں کی طرح کسی استاد وقت کی سرپرستی  
کے سہارے آسمانوں کا تابندہ ستارہ ہوتے، اس  
سلسلہ میں وہ خود اعتمادی اور خدا کا ہی کو تضرع ہلائے  
ہوتے کچھ کے وقت سے آگے بڑھتے جہاں ہی انہیں  
لاہیں ہے کہ آج یا کل ان کی خلعت بنی کو پہنا جائے۔

بقیہ اس لئے جوئے صنف (صفحہ ۲۱ سے آگے)  
اگر تو اس دنیا میں کسی ہے تو آواز اور مجھے ملے گا، اپنے

ہر خون کی گری اور لطیف سکان سے میری دماغ کو  
پاکیزگی عطا کر۔ ان آسمان کی شرفی اور چھتیاں بچے  
عطا کر، جن میں چھل پٹ قسم کی چکر اسطرح گزرتے ہو۔

ان سطر اور عود و غیرے اپنے جسم سے جھجک کر کہ  
جو عصیان سے پاک، اور فنی دہندگی، مادے سے بے پند  
ہو۔ میں چوا، طرف ملے شہ جسموں، بے حجاب اور میاں  
نظروں کو بچتے دیکھتے تھک گیا ہوں، ان میں شیطانی  
جذبات کی بہت تیرنے میری نگ نگ کو مجھ کو کر کہ دیا  
میرے نگ اور حساس دل میں اس سے ذال دینے جو  
اے سہا، بچے ان سے بچا۔ ان پروردگار اور شوق  
کا ایک پہلے نے نظروں میں سجا، نگا بھر کر دیکھ کر  
تھیں اس دنیا میں کہاں، وہ تو عطا ہو کر دیا ۹ اگر  
وہ نہ تپے تپے دل کے نہاں طالع میں دھڑکنا  
تکاش کر..... اگر ایسی بات ہے تو اس دنیا میں  
تک بھاگ بھاگ سے کار اور فضل کی بات ہے، نہیں تو  
اے سہا، تو اپنا جلد دکھانا کیوں نہیں..... ۹  
آؤ، بچے سے چلے آؤ اور میرے گلے سے گناہاں پھر  
میں بچے پاک تو شیروں کے بارگروں میں کا اور سرور  
کے گہوارے میں تجھے جھولا جھولاں کا پھر تو کیسے مت  
جانا، جھولا جھولتے رہنا۔ میں تھا اما تشکر کر، اپنی

**ڈیجیشن آف فیض مسر ایکٹ کے مطابق**  
بیان بابت کلیت و محدود تفصیلات شلو و طبع وکی  
۱۱ مقام شامت بروقی (۲۱) و قلم شامت و ماہوار  
(۳) پر شمشاد شمشاد شمشاد شمشاد شمشاد  
پتہ و دیہات۔ وکی (۲) کلیت و طبع شمشاد  
میں بل شمشاد شمشاد شمشاد شمشاد شمشاد  
تفصیلات میرے علم اور یقین کے مطابق درست ہے  
بل شمشاد شمشاد  
میرے علم اور یقین کے مطابق درست ہے

آئندہ عیسائی

# عسی اثر

بیکل پر جس کا نام بھی ہم - اسی کا نام -  
 قلم ہی سے نکال دیتے ہیں اور یہی ہے بالکل  
 مہذبہ میں اس کی شان نہ ہو حاصل تھا اور علم و فن  
 کمال و دنیا پر پہنچا ہوا تھا - یہ جو نام شہر ہو چکا  
 میں کہہ دوں اس کا فرقہ کے تاریخی واقعات کیجئے پڑے  
 لکھ کے کہتا رہے آ رہا ہے - یہ ہی اعلیٰ کے  
 ماہر سے پائندگی کو مہاجرت کا لڑائی میں مدد کی  
 تھی - اور وہی (اگرچہ اصل نہیں ہے) جوں میں  
 شاہزادہ شجاع نے منیہ تہذیب اور علم و فن کی دلا  
 ہی لیا تھی - اور اس کی "شجاع گنج" اسی منیہ  
 شاہزادہ کی تالیف کا رہا ہے -

اس شہر میں حضرت مولانا شہباز کا مزار  
 ہمارا ہے اور اسی منیہ کے نقبہ پڑی میں جو مشہور  
 ہے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع  
 ہے - حضرت مولانا محمد رسول عثمانی اپنے وقت کے  
 جید عالم تھے آرام فرما رہے - مولانا فضل کے علاوہ ایسے  
 ایسے قابل افراد ہندو اشعار میں اس زمانہ میں گزرتے  
 ہیں جو کامیاب بھی دنیا دار اور فروع سے لیتے رہے -  
 مولانا لکڑی علی حیات - ابن القاسم شیدائے مدثرین  
 عالم - حضرت منیر الدین احمد ضیاء اور حضرت فیروز حسن  
 ناچ و دیگر نام اپنے دہ کے ہندو یا ہندو میں شمار کئے  
 جاتے تھے اور اس اور حاضرہ میں بھی بیت سے نوجوان  
 فخر کار رہاں و ادب کی خدمت میں بہت سے مصروف  
 رہے - ایک سید محمد منی اگرچہ پورہ کی ایک بھی -  
 آپ کا حقیقی مسکن علیہ الرحمہ منیہ بنی تھی -  
 رہے - جو تقریباً شہر سے دو میل کے فاصلہ پر آ رہے  
 یہ محمد حقیقت علی سوسائٹیوں پر مشتمل ہونے کے سبب  
 اپنا نام نہیں رکھتا آپ کے والد ماجد مولانا سید محمد  
 یافت سید صاحب دنیا مند نہیں انگریزی اور آپ کی  
 والدہ کی طرف سے ہیں - افسوس کہ خدمات جہد  
 خود را نام دے رہے ہیں - قلم طریق کے مطابق اللہ

مستحق اما قیامت اس کا ہر کسی پر مشتمل ہے خدا  
 بھی پیدا کر سکتا ہے - تاہم جو لوگ آپ کی طبیعت اور  
 مسروفتی سے واقف ہیں وہ آپ کے غرض ہوں گے  
 اور وہیں اخلاق اور منکر و نکر کے مشرف ہیں -  
 یہ خود ہی نہیں کہ ہر شے آدمی کی زندگی پر اثر  
 مہماتی اور قدما علی جو - ایک بڑا ہی - عاقبت ہنر ہما  
 سادہ زندگی ہی ملک و ملت کے لئے مفید ہو کر بھی ملت  
 کے عمارت کے لئے کہ سکتی ہے - انسان بھی فاسد ہو کر رہا  
 مصروفیات کے لئے یہ سبھی رہنے و وطن کی ایک خدمت  
 کر سکتا ہے - جناب اثر صاحب کا شمار بھی ان بڑا  
 قدموں کی جیسے ہے - آپ فاضل سے کام لے کر  
 ہیں طبیعت نہایت نیک جو اللہ آشتی پسند و آقا پرور ہا  
 آپ اپنی ملازمت کے سلسلے میں جہاں کہیں بھی  
 رہے وہاں کے ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے لوگوں میں آپ  
 کو ہر دلعزیزی حاصل رہی - چھوٹے بڑے - امیر و غلام  
 عوام - معززین اور عہدہ داروں کے سب آپ کے شب  
 اخلاق اور اپنی قابلیت اور وسیع معلومات کی قدر کرتے  
 ہیں اور آپ کو عزت و وقار کی نظر سے دیکھتے ہیں -  
 اثر صاحب کی قزاقوں اور تلواریں جو مصفا  
 اور گھوڑے اسے دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ اس میں  
 اس میں خاص مہارت حاصل ہے - ان کا نتیجہ  
 اس قدر دماغی اور اہل اثر ہے کہ اسے کہنے کا  
 ہر ایک دیکھ کر اس کی کیفیت ظاہر ہو جاتی ہے

خدا کی ایجاد فیض معالی اور سبھی پائی جہاں ان  
 انگریزی تعلیم کے لئے شہر کے ہائی اسکول میں داخل کئے  
 گئے - (مذہب علی بھی ہیں) آپ کو کتب چھاپا بہ مشرق  
 تھا - مختلف علوم و فنون کی کتابیں آپ کے ہر مطالعہ پر  
 کرتی تھیں - ان ہی کام آپ کثرت سے اشعار بھی کہتے  
 جب فوق شہر کی طرف تشریف لے کر کسی اچھے استاد  
 فخر کو کام کے دکھانے کا شوق ہوا - آپ فاضل و فاضل  
 سے تھے - انہوں نے آپ کو ہر ہمار دیکھ کر آپ کی وحدہ  
 انسانی کی اور صف شاہ گوی میں داخل کر لیا اپنی قوم  
 خاص سے اثر صاحب کو حضور سے ہی وحدہ کی کامیاب  
 شاعر بنا دیا - ہر اذان شہر میں وہ میریاب اکبر لکھا  
 سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا - آپ اگرچہ  
 سادہ صحت میں نہ تھے حضرت میریاب اکبر لکھا کی تعلیم  
 کی نہیں تھی چھ سال تک تیار رہے - اس کے علاوہ آپ کو  
 حضرت علامہ آبرامی گورلی سے بھی شرفیاد حاصل ہے  
 آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں آپ کو مغربی  
 ادب پر تھی - جاہ طبعی - خصوصاً اندھا بہری طلاق سے  
 سخت نفرت ہے - مشرقی تہذیب - تو ہی شاعرانہ و فاضل  
 کے دلدادہ ہیں - علاوہ انہی آپ کی طبیعت میں حدود  
 کی تساہت - عیسائی اور ملود مارا بھی پائی جاتی ہے -  
 اگرچہ انسانی صورت کی یہ قابل تفریق خیال ہیں اور  
 آپ میں فکر میں ملازمت کرتے ہیں وہ اپنے ہم کے اعتبار  
 سے کسی قدر نیک نام ہے تھا یہاں ہیں اب اس کے

حضرت میری ملت تھے پیام اللہ کا  
ختم، ختم الایمان پر ہے کلام اللہ کا  
ہفت بند تجھ سے ہے مقام قرا  
سمجھ میں نہ سکے جو وہ ہے نظام تما  
جو وہ کہہ دیکھان تیرے طلب کار میں ہم  
اپنے دامن میں چھپائے کہ نہ نکار، میں ہم  
۱۹۵۳ء میں سن فرانک سے کے اعزاز میں ایک بین  
مشاورہ بینہ میں منعقد ہوئی تھی، جس میں دیگر مشہور کلام  
کے صاحبِ حضرت جگر دادا ادا کی شریک تھے۔ یوں تو قبل  
ہی دونوں ایک دوسرے سے واقف تھے، مگر اس دفعہ  
جگر دادا ادا کی اثر صاحب کلام سے کہے اختیار کر گئے  
"فریم! ہم تیس جنوز جندی کچھ ہاتھ، کمر  
تھامے ملنے کے صاف دامن کر دیا کرتیں اس فن میں  
خاصی جہارت حاصل ہے۔  
"نظم و ستم کا شوق عزم کر کہ جب ہوا  
لاکھوں دلی میں میری دل منتخب ہوا۔  
وہ وطن تھا جس پر جگر دادا ادا نے آخر صاحب کو  
"اوتھیں سے لڑا نا تھا۔ آخر صاحب کی شاعری میں  
اپنے استاد صاحب میراب گبر کا ادبی کا بہت زیادہ اثر  
پا جا گیا۔ یہاں ان کے چن، استعارے نقل کرنے پر گفتا  
کہ جوں جو مجھ دستیا چہو سکے ہیں۔  
شب الم میں اُجالیوں کا ذکر متعلقہ سود  
منیر جلیہ روئے صنم نے ساتھ دیا  
ناؤ جس قدر بھی پڑھ سکے تو پڑھ دافعہ  
نیا زہد کوئی ہے نیاز ہونہ سرکا  
اگر اب جیاں مرا جو سوز غم جیاں ہوگا  
لگے گی آگ ایسی تا فلک جس کا دھوئیں لگا  
میں گے آپ ہا تختوں کو جب ہم نہ ہو گئے  
وہے کا فساد، شہنا کیجئے حکما  
مرے جب مدد بر وقیا و ہونگا  
جفا ہوگی، ستم کیا و ہوگا

ابھی آپ کم سو میں، لفظ محبت  
جواں ہو گئی، کچھ باجے گا  
آنٹی آہ و غناں سے میرا حسینہ ملی گیا  
آگ کی دلی میں گی ارامن سما جلی گیا  
آگ بھی پھرتی میں فیروں کی نکلیاں تھیں پر  
اس عمارت تری تعمیر پر دنا کیا  
سوزِ غم فراق سے دلی میرا جلی گیا  
اسے دوست اب نظام محبت جلی گیا  
بیٹھے ہیں وہ، ابھی ہو کے محبت نہ کر دی خوب  
قربان اس صبر و سکون میں صبر نہ کھلی خوب  
کر کے نہ کبھی دیکھیں مجھے ترچی نکر آپ  
بہل ہیں ادھر کپ کا، قاتل ہی ادھر کپ  
خود پرست تیرا کیا آسرا بہت  
آنکھوں میں کاشی پڑی شب و بہت  
کھائی ہے میرے دل نے کسی کی نظر کو چٹ  
اسے چارہ گرد کیا دلی کہاں کی کھر کو چٹ  
آیا نگر کوئی بھی میں تو جواں حبش  
دل پر گشتا نہ، وہاں جواں حبش  
دکھائے جوئے التائب گبر آقا۔  
ہٹلے دیوے میں کا فزید زبرد  
اس طرح جو پر قاتل خبر و غم نہ کھینچ  
چے تنہا تنہا کی گرا، اہلہ خدا کھینچ  
ہوا ہے جب سے مرایا رگستان  
تو رہتے دہ کے ہم چاہد رگستان  
ہم بھر کے نے جب بھی ہوئی کا ربا نہ  
دل ملحق غم میں، اگر آکر مرا پاب نہ  
مستند رہے گل جوں جوں میں ادھر کی کھنڈ  
ہو گیا بہتا ہے ہوا سے شا کھنڈ  
خود کو دل سے دل نادان کہے بھلا کسی پر  
خاصی ہی اپنی نہیں جب تو بھروسہ کسی پر  
اس طرح شہت خاک کہ ہے پتی ہاں عزیز

ہم کہ جس طرح سے رگے یزبان مسخیز  
بچا ہوں بھرا دیں اللہ آجیہ ہوں  
بیزورنگی سے ہوں آفت رسیدہ ہوں  
بے تولا کا جو دیکھو گئے تھکائے شام  
دل کو تھامے ہرے زپڑ گے ہائے شام  
میں وہ سے جہاں ہسٹریڈ ہے جی نہ اندر  
گیا اب رہا آنکھوں کے بندے ہی نہ اندر  
خداکپ کا گئے انداز کا کھڑا ہے۔ کچھ ہی  
مکراتی تھکے کیا ان سے میری  
کرید ہوا جرتے جرتے  
اسے در محبت کہے تو بہت  
گھبرا گیا دل روئے روئے  
جو کشتہ دیکھتے بکتی ہے مزہ  
گرنے سے پہلے ہی کو کٹا ہے مزہ  
میں ابھر مدد نوق ہوں خابے، آئی سے نہ کھینچ  
مرد لہے خدام اشتادری بکے ہی سے نہ کھینچ  
منیائے روئے روئے سے ان پھلہ ہو جائے  
پرکانہ ہری سچ کاش طرہ ہو جائے  
آپ سرن شروشا دی ہی نہیں، کچھ ٹھہرا نہیں  
میں ہی خاصی حدت رکھتے ہی، اگر آپ کا مدد ہو گا  
آقا حشر ثانی کہا ہلے تو ہرگز غلط نہ ہوگا، وہ اس نے  
کھڑپا چاہیں ڈالے منظر عام پر آچکے ہی، اور کئی دود  
ڈولوں کے ترچہ بند ہی کر دیئے گئے ہی، اہلہ تمام تھا  
کتب روشن اور دلی سے اس لکھ پڑھ توں گئے، ان ہی  
سے چند ڈالوں کے نام اور ڈال ہی۔  
ہر جوں، تسلید، فیک، چھوٹی گئے، قصبہ۔  
تنگ۔ دھوا۔ تاسٹر، جگنو۔ کالی، اگر نکلتے، اونچی  
دھوکہ، چاہی۔ چندا۔ شکر، جہانی دھوکہ  
دھوکہ کھائے ہے میں جی، جانتے کھٹا تھپا ہی  
دھوکہ اپنی آپ کے کام کا مجھ کو منظر ہے، مستحکم نام پر  
آنے والا ہے۔



مکتبہ کوثر

چند غزلیں جسے مستانہ چکا اندر دیا

نہ خواہد مراہقانی آسمان ہرگز

جانتے ہیں اردو کی دوسری آثار تصنیف ہے  
 جس میں ہندوستان کی تمدن و فکر کے نام ہے جیسا کہ نام سے  
 ظاہر ہے۔ اس کے مشہور شاعر و مرزا دیر کی علمی و ادبی  
 زندگی کی ایک تفسیر ہے۔ اس کتاب میں نے "مراۃ" میں مرزا  
 دیر کے کلام پر ایک اختصار نظر دیا ہے اس کا ترک  
 ہرگز غلط خیال نہیں ہے۔ یہ ایک عام اور سادہ  
 محاسن ایک دیکھ کر کے منے گئے ہیں۔ اس کا ہر بندہ خوش  
 یہ کتاب ہر سال کا نام۔ اس کے مصنف ہیں داخل دی۔  
 "انجمن" اور "دیر" کے ناموں سے تاریخ ادب کے  
 شمس آباد وقت نہیں اور ان دونوں میں کی مرزا  
 مرزا کو آریاں اور خاندان فرسائی کی کوئی دلیلی بھی  
 ہے۔ چرچہ میں حقیقت میں ان کا تعلق دایاں دی ہے  
 جہاں میں پائے جا۔ اس کا جواب خواہ کچھ ہی ہو۔ ایک خاطر  
 غلط فہمی ضرور نکلا کہ وہ دونوں ہندوستان کے کلام و قیام  
 اس کا کوئی شاعر ہی علم ادب کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہا۔  
 اور درمیان میں وہی کتابوں کا اضافہ ہو گیا۔ حیات  
 دیر۔ یہ انہیں حقیقت میں مستانہ ادب کا دار و مدار تھا  
 ان کا تعلق ہے۔ انہیں تصنیف جناب دیر سے پہلے مسطور  
 اس کے تحت اور بھی چار مرزا اس سے پہلے مسطور تصنیف  
 ہیں۔ مسلم و دیر میں یہ مرزا اس کا شاعر ہیں۔

نہایت ہی

یہ لکھی محبت و محبت و محبت و محبت

وہ سو کلام میں ہے کہ ایک اور

کیوں نہ کہ کلام میں ہے کہ ایک اور

وہ سے کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ

۱۳۵۷ھ میں حیات دیر شاعر ہوئی، ہمارے

ہوئی تھے اس میں یہ تصنیف سے ادوات نہیں ایک

ہوئے ہر کے مصنف کی زندگی سے شاید بہت کم

کلام میں جس کے مصنف میں کوئی اور نہیں

# مصنف حیات دیر کے چند غیر مطبوعہ اشعار

شاہجی کھنڈی جہاں جب شاعر مطبوعہ میں  
 بقام کھنڈی پیدا ہوئے، فارسی و عربی کی کتب متداولہ  
 کھنڈی فرنگی میں سے نہیں تھے۔ یہی ہمارے سال ڈیڑھ  
 حاجی سید جعفر حسین سیٹھی کا ریاست کوٹہ کے ہوا کوٹہ  
 راجپوتانہ میں تشریف لے گئے۔ یہ سلسلہ ملازمت فرنگی  
 بسر کی۔ نیش کے بعد ریاست نے بہ معافی استقامت کلمات  
 کی اجازت دے دی تھی۔ ۱۳۵۷ھ میں ہر مرقہ سال  
 کوٹہ ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ ادب میں ہر خاک کے  
 گئے۔ ریاست سے انہیں و خلیفہ شاعری تادم آخر  
 رہا۔ دوبارہ نشست بھی مقرر ہوئی جناب ثابت کے چچے  
 بھی ادبی کارنامے ہیں۔ کوٹہ کی محرم میں ہی کے پیدا ہوا ہیں  
 ۱۳۵۷ھ سے ۱۳۵۸ھ تک اس کے سال کا زمانہ سال  
 طبع میں گزرا۔ اردو علم ادب کے لحاظ سے راجپوتانہ  
 کی مرز میں کوٹہ کا نام نہ ہوگا۔ اس کے بعد ان کے معاشی و  
 اخبارات کا فقدان۔ علمی و ادبی ماحول کی کمی و معاشی و  
 ندان کی عدم سادگاری۔ اس بنا پر ثابت اور صاحب  
 پر اس تاثر کی کمی نہ ہوگی کہ جو ان قدم سایہ کلم اپنے  
 ماحول کو قیدینہ ادب کی دیرنگشیں سے منہ نہ کیا۔  
 کوٹہ (راجپوتانہ) میں اردو علم ادب کا جو چار زمانہ  
 انہیں بہتیدہ شخصیتوں کا ماحول تھا۔ یہ وہ ماحول  
 سلسلے میں کہ ماحول کوٹہ کی حالت تھی۔ جیسے جیسے  
 ماحول فارغ رہا یا انہیں غریب ہوئے انہیں نے یہاں کے  
 ماحول و ماحول کی بنیاد پر ادب کی کائنات کو نکلی

مقامی لوگوں نے لکھ لکھا اور اس طرح بیان کردہ  
 مقامی ادب پرستی کے تعلق سے اردو کے قدم پر  
 یہ بیان ہی، میری اور چینی۔ جناب ثابت کا نام ناگہانی  
 شخصیتوں میں نمایاں ہے۔ موصوف، حضرت اور زبان  
 کے ادب و شاعر تھے۔ بلکہ عربی و فارسی کی حاصل تھے  
 علم عروض سے کما حقہ واقف، سلام، رباعیات اور  
 مرقعے، ایک مجموعہ میر جلیل (تاریخی نام۔ بقیہ) کے  
 نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ حیات دیر کے علاوہ میر  
 گوہر کا ایک تذکرہ "خوسوم" ہے۔ وہاں میر کے مشاعر  
 مطبوعہ آتش شری دہلی سے شائع ہوئے ہیں۔ میر کا تذکرہ  
 نام "چراغ" ہے۔ خلیفہ کا مجموعہ شائع  
 نہ ہو سکا۔ مرحوم کا ایک بڑا کتب خانہ تھا۔ وہ ان کے انتقال  
 کے بعد اپنے صاحب کے قبضہ میں پہنچا۔ حیات دیر کے  
 بعد یہ تھے۔ سرمدت میر مطبوعہ کلام کی حیات و  
 اشاعت کا کوئی ظاہری امکان نظر نہیں آتا۔ میر  
 میر اس مرحوم کی چند غیر مطبوعہ تصنیفات ہیں  
 ایسے ماحول کے تحت ہی مناسب تھا کہ اس ادبی  
 کوٹہ و اردو ماحول کی قید میں ہی رہا۔ اردو ماحول  
 کے کسی مذہب تک نہ دیکھتا تھا۔  
 اس کا مختصر تذکرہ ہے کہ کہ میر ۱۳۵۷ھ  
 سے کلم کے نام سے ایک ہا کلام لکھتا تھا۔ جو  
 اس وقت ہر ادب کے نام سے لکھتا تھا۔ میر کا تذکرہ  
 اس کے تحت بہت ماحول شاعر ہے۔ یہاں کوٹہ کے

میں نے مشاعرہ پر غصہ خود سے ہوتے ہے، لیکن  
 ۱۹۳۵ء تک یہ اندھی بڑھ کر اتر چکی تھی۔ رہا تو دیکھا  
 کہ ہر جگہ تھا۔ ہر جگہ ۱۹۳۵ء کو ہر جگہ کافی اور  
 برا اثر یہودی ایٹن کے جانب سے لکھا مشاعرہ گزرا تھا  
 بمیدل ہال (مذاہبی بھون) میں منعقد ہوا جس کا مہر  
 طرح تھا۔ اس سے کہہ کر سب مشت کا ہوجا کر رہا۔  
 جناب محمد اچھا شاعر گھڑی کے ساتھ مشاعرے میں شامل  
 ہوئے لیکن وہیں آکر لیا کہ شعراء میں مشت حق کی طرف سے  
 بے قراری اور دوق و شوق کی کمی پیدا ہو چکی ہے۔ اسی بعد  
 ہرم ادب کے نام سے پھر اس ہرم کا ایسا لکھا گیا اور طے  
 ہوا کہ مفت و ادب شاعر ہوا کریں۔ جناب محمد نے  
 خود شامل ہونے کا وعدہ فرمایا۔ محمد کی طرف سے  
 ان کا وقت رکھا گیا۔ مشفق عثمان غفر ان کے مکان  
 واقع آباد اسٹیج پر تھے۔ یہ مشاعرہ ہفتہ رہے جناب  
 ثابت اور مشاعرے میں شامل ہوئے۔ غفرین فرماتے۔  
 کچھ روز کافی ہمارا ہی رہا۔ مگر اندر میں جناب محمد  
 کا پیرا نہ سالی ان مشاعروں میں شریعت کی زیادہ تمہل نہ  
 ہو سکی۔ مشاعرہ بعد میں بہت رفتاری سے جاری رہا۔  
 لیکن جناب ثابت ان میں شامل ہونے سے معذور رہے  
 میں ہرم ادب کا سکریٹری تھا۔ ان مشاعروں کا ریکارڈ  
 میرے پاس موجود رہا جس مشاعروں میں محمد نے  
 شرکت فرمائی۔ ان مشاعروں کے لئے کئی چٹائی فزوں کے  
 خنب اشعار میں اہل ذوق کی خدمت میں پیش کرنے کی  
 قوت حاصل کیا ہوا۔

مروم فرم میں جناب امیر چٹائی کے شاگرد تھے  
 چاہے خانقاہ امیر میں چاہے دبستان و ہر معنی  
 آفرین اور کثرتی دونوں اسکولوں کے اوصاف تھے  
 میں ساتھ ہی زبان کی شرفی و فصاحت سے بھی فزوں میں  
 اس لئے کہ کو ان اشعار میں ان خصوصیات کی کئی کئی  
 نظر نہ کی جب ثابت تھے  
 ہم میں ہر نظر کی یہی تماشا کی بھی

کا بطور خاص خیال رکھتے تھے۔ فرما کے ہر سہ  
 معنوں کے ساتھ لطیف بیان کی ضرورت ہے  
 زکات کی قدر بڑھتی ہے ہر سہ کتاب سے  
 کھنڈ کی پیدائش اور ہر سہ کے قریب راجہ تانا  
 راجہ شحات ایک بدو بادشاہ نے جناب ثابت کے کلام میں  
 ایک عجیب و غریب استراحتی رنگ پیدا کر دیا تھا جس میں کئی  
 بھی ہے اور ثابت بھی۔ سادگی کی ہے اور ہر گز کی۔  
 خاندان کلام کے بعد اہل لائے کچھ بعد ہوں گے سہ  
 جو دونوں دیتا، تاہم ہے یا حاسد  
 ثابت تھے باتوں میں ہم کو توڑا آیا  
 بیچے اب تنہا اشعار کا خطرہ فرماتے تھے

لازم ہے کہ اس پر ستم جس پر سما جو  
 پکڑوں سے احسا اس کو جو نندوں سے لگا جو  
 جلی میں کے جذب شمع میں پروا نہ ہو گیا  
 جلی باز جان دیتے ہی جان نہ ہو گیا  
 گویا ہی سے ہم کسی قابل نہیں رہے  
 اے غصی! فراق تو خدا نہ ہو گیا  
 یہ واقعہ بھی کم نہیں جنت کے واسطے  
 انسان کا حال بھی انسان ہو گیا  
 ہم روز نہ آتے نہیں صہاب کے  
 پیر اور ہر سہی حق فقیرانہ ہو گیا  
 اللہ سے غرور رہا تو اگہ تھک  
 زیرے نے میں پانچویں سے بیگانہ ہو گیا  
 جہاد کے میں گرا اور دلت کے سامنے  
 لشکر خدا کو سب سے شکنا ہو گیا  
 ثابت میں کہ چاکے شہید ملی پہلی شاہ  
 کیا کام ماضیوں سے دلیرانہ ہو گیا  
 چٹائی راجہ میں ہم سے صم کیا کیا  
 جینے نہ ہم میں ہم دیتا ہوا ہو گیا  
 جہاد میں ہم آگاہی ہو گیا  
 کیا چٹائی عالم میں سوچنے کے ہم کیا کیا

آند میں کہاں طاقت اور ایسی طاقت تھی  
 ترے ہر قدم سے ترے ہی صم کیا کیا  
 اصل اور نقل میں ہے فرق نمایاں ثابت  
 بت نہ کام آئے مصیبت میں خدا کام کیا  
 غلبہ شر و احمیت تک تو بڑھ گیا  
 آدینت ہونی غالب تو وہ انسان تھا  
 چند شعرا پہ ہوں جس کے وہ ہے ثابت شاعر  
 فائدہ کیا جو مرتب کرتی دیران  
 وہ جگہ کو جاکر کہہ رہے ہیں  
 کہہ یہ بھی دل بدش کسی کا  
 تو دیکھا ہی کیا اسے اور رحمت  
 جلا یا جرتا نے خود کسی کا  
 نیامت میں تماشا دیکھتا ہوں  
 کسی کا ہاتھ ہے وہی کسی کا  
 اک اور بھری ہم نے اور شہاب نہ تھا  
 ہوا سے ہونے کٹ بولی، صہاب نہ تھا  
 جگر میں آگ لگے جب تو ضبط ہو گیا کہ  
 زردی سا پہ ایسا کوئی کتاب نہ تھا  
 مجھے حق ہوں کی شرمناک لگے ملک یا  
 ورنہ پد کی رحمت کا بند باب نہ تھا  
 غزن کے باب میں ثابت یہ قول نہیں ہے  
 کہ بعد میر کے آتش کا بھی جو بڑھتا  
 ہر چیز ہے زمانہ میں اپنی نظیر آپ  
 تسبیح کو سمجھنے نہ زمانہ کا جواب  
 جرم سبھی مگر وہی چٹائی نہ جنت ہی  
 یہاں تمام کو اپنے گم گم کا جواب  
 ثابتیت اسے بھی اپنا جانا حنا جیب  
 ہوتا کوئی جو احمد خد کا جواب

جہاں دار پادہ گل تر تمام دلت  
 خوشبو سے تھا دماغ مہر تمام دلت  
 (پہلی صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ فرمائیے)

# جناب فضل داروی کی غزل پر ابوالمختار طرہ مجنڈاروی کی اصلاح

خدا نا خواستہ دل غم سے گھبراتا مرے لب پر مستارا

۱۔ خدا نا کہ وہ جو جلتا جو وہ سجد تو کیا ہوتا لہوں پر یہ خودی میں نام آجاتا تو کیا ہوتا

عجبت کو سیاست کا غم دور لیں، غم جاناں سے ٹکراتا

۲۔ کسی کی یو کا دل کو سہارا مل گیا درد غم جہاں غم دھواں نہ بن جاتا تو کیا ہوتا

گما تیری جوائی کا بیان طویل قیامت تک یہ اور کچھ آگے نکل

۳۔ قیامت تک پہنچ کر تک گیا اچھا ہوا درد بیان کا فرج بھائی کا جو چھڑ جاتا تو کیا ہوتا

دبار کھا تھا جس غم کو مرے قلب پتیرہ نے

۴۔ ڈیرے شکل سے جس جنم کو بار کھا تھا سینے میں وہ آنسو بن کے فضل میں نکل آتا تو کیا ہوتا

۵۔ مری جلی، جدا میرا نشین، غیریت گندی

یہ شلہ سارے گلشن کی ہوا کھاتا

خدا غمناستہ گلشن پر حرف آتا تو کیا ہوتا

۱۔ غم غم کے شریں، مددنی ضروری باتیں غائب تھیں کہ کس کے ہواں پہ نام آجاتا اور کس کا نام آجاتا۔ اگرچہ کس کا نام کا اشارہ پہلے مصرع میں مدہ ہے۔ مگر اصل ضرورت یہاں دوسرے مصرع میں پرانے وساعت تھا۔ اصلاح میں ہر دو کیاں وہ ہو گئیں۔ پہلے مصرع کی بندش دھیمی ادا کڑی مکرری

تھی وہ حضرت طرہ نے چت کر دی گھبراہٹ میں لب پر نام دست آجاتا کا امکان بمقابلہ یہ خودی میں نام آنے سے زیادہ قوی ہے

۲۔ اس میں دوسرا مصرع بہت الجھا ہوا تھا۔ غم جاناں غم دھواں بنا۔ یا غم دھواں غم جاناں میں تبدیلی ہو جاتا۔ کچھ پتا نہیں چلتا۔ بن ہانا۔ بنی ادھا گی دافنی

بندہ ہی نہیں ہے مادہ کا سہارا ملے گا کیا نتیجہ نکلا۔ بیات سمجھ سے ہوا تر تھی۔ اصلاح میں شہرہ صرف با معنی ہو گیا۔ بلکہ قوی دلیل سے چت اوراں

بہتر ہو گیا۔ محبت کا تعلق غم جاناں سے ہے اور سیاست کا تعلق غم دوراں سے ہے

۳۔ پہلے مصرع میں فضل نے کہا کہ قیامت تک پہنچ کر بیان رک گیا۔ دوسرے میں کہتے ہیں اگر بیان چھڑ جاتا تو کیا ہوتا۔ گویا چھڑنے سے پہلے قیامت تک پہنچ گیا

۴۔ اصل بات تھی۔ طرہ صاحب کا دھواں نے شکر کو سہارا۔ کابل غم اور دھواں بنا دیا۔

۵۔ سوال پیدا ہوتا تھا کہ کس نے غم کو دبار کھا تھا۔ اصلاح میں خوب نتیجہ نے اس کی کو لیا کر دیا

۶۔ غمناستہ سے مصرع نامزد ہو گیا۔ غمناستہ ہونا چاہئے گلشن پر حوت آنا چہ معنی دارد ۹ اصلاحی مصرع بیت دھواں تیز اور دلچسپ ہے۔

ابو الحسنی

# ہماری مدد آپ کی مدد ہے

ایک قدیم مقولہ ہے "پاک صاف رہنا ہی عبادت ہے"

پاک و ستھرے ماحول سے مسرت حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ بریں بیماریوں

پر کنٹرول رہتا ہے۔ ریلوے پلیٹ فارم، ویننگ روم اور ریل کے ڈبے

وغیرہ جہاں کثرت سے لوگ جمع ہوتے ہیں، صفائی وغیرہ کا اہتمام رکھنا

زیادہ ضروری ہے تاکہ مسافروں کی صحت کا تحفظ کیا جاسکے۔

بیماریوں سے جہاد کے خلاف آپ اس طرح ریلوے کی امداد کر سکتے ہیں:-

گرد و پیش کے مقامات کو پاک و صاف رکھنے کے لئے اپنا تعاون پیش کیجئے

نیز سنٹری اسٹاف کی خدمات حاصل کر کے جو حسب ضرورت اسٹیشنوں پر مہیا

کی گئی ہیں۔ استعمال میں لائیے۔

ناردرن ریلوے

# ارشادات

کیا ہوا اُس کے تفاعل پر اثر تھوڑا سا      اب مخاطب ہے یہ اندازِ دیگر تھوڑا سا  
 سینکڑوں رنج دیئے غم دیئے، آزار دیئے      کب وہ بے درد رہا مائلِ شر تھوڑا سا  
 ہے یقین مجھ کو کہ وہ دل کھیل جائیں گے      آچلا اب مرے نالوں میں اثر تھوڑا سا  
 فرق ایسا نہیں کچھ آپ میں ہم میں، لیکن      پتا جھکتے ترازو کا ادھر تھوڑا سا  
 تو مرے دل میں ٹھہر اور ابھی پار نہ ہو      رحم درکار ہے اے تیر نظر تھوڑا سا  
 نالہ و شہیون و فریاد کو جلدی کیا ہے      کھٹنے پایا ہے ابھی باپ اثر تھوڑا سا  
 ہم اُسے کثرتِ آزار کا بدلہ سمجھیں      لطف بھی ظلم میں شامل ہو اگر تھوڑا سا  
 میں بڑے غم سے خوابان جہاں کو دیکھوں      حسن دیدے جو مجھے حسنِ نظر تھوڑا سا  
 غیر ممکن جو زیادہ ہو تو کچھ ہرج نہیں      چاہئے ہر کس و ناکس میں ہنر تھوڑا سا

جانبِ منزلِ محبوب بڑھا دہی قدم

وہ گیا ہے ابھی اے فوجِ سفر تھوڑا سا

# دوغسریں

غم سے کیوں مخلصی نہیں ہوتی  
کیوں میسر خوشی نہیں ہوتی  
ہو بھر دسا جو اس کی رحمت پر  
کوئی منزل کر دی نہیں ہوتی  
دور آتے ہی وہ بھی ہستی میں  
جب خوشی بھی خوشی نہیں ہوتی  
تیرگی سے مقابلہ کے بغیر  
روشنی روشنی نہیں ہوتی  
جس کو رونا کبھی نصیب نہ ہو  
اس کی کھیتی ہری نہیں ہوتی  
غم کے سانچے میں ڈھلنے سے پہلے  
زندگی زندگی نہیں ہوتی  
درو کی جس میں جو نہ آسیرش  
وہ خوشی بھی خوشی نہیں ہوتی  
یہ نمائش کا دور ہے ساحر  
بندگی بندگی نہیں ہوگی

یہ وہ چھوٹی نا کام کے کہتے ہیں  
کیا کہیں مرکزِ اہم کے کہتے ہیں  
خیر جانی جو بس غم کے کہتے ہیں  
ہے یہ چھوٹا نا کام کے کہتے ہیں  
کیا خبر صورتِ اہم کے کہتے ہیں  
سچ کہتے ہیں کے شام کے کہتے ہیں  
جس نے بھی نہ تری آنکھ لے کر کیا معلوم  
کیونکہ واسطہ جام کے کہتے ہیں  
آپ آگہ میرا گھ دستِ آگہ دینے غم  
اور حالاتِ غمِ آشام کے کہتے ہیں  
اس کا احساس ہی شاید نہ بھی ہو تم کو  
شرقی گردشِ لام کے کہتے ہیں  
خیر سے لے کے اجازت دیا ہے تم نے  
اور پھر زہرِ جہاں کے کہتے ہیں  
کچھ تری نیم کھا ہی کو پتا ہو شاید  
سببِ قدرت بے نام کے کہتے ہیں  
ظنِ خفیہ مرے عقلِ بر اندیش نہ کو  
عاشقِ اور خوش انجام کے کہتے ہیں  
کیا کہا بندہ دل میں نہیں کوئی تاثیر  
یہ گلوں کے تو وہ نام کے کہتے ہیں  
الہِ دلِ انکریں ترکِ وفا نامک  
آپ ہی کہنے پھر لازم کے کہتے ہیں  
دورِ زندہ ہی لے شیخِ احسن کیا معلوم  
کونہ و جامد و احرام کے کہتے ہیں  
آرٹ کھنا پڑا بر سننِ اہلِ ہادی  
یہ الہام و الہام کے کہتے ہیں

تہیل تندی، نامہ حضرت خدیو

اُن کا مدت میں نظار

شوق و دنا اب ہمارا

میری سکت ان کا اشار

دہتے دل کا سہارا

باغ عالم میں گلوں سے کی

میرا کانٹوں پر گزرا

دل سے امیدیں بہت کم تھیں

وقت پر یہ بھی مختار

جو گرا تھا چشم تر سے اڑ

چرخ الفت پر ستار

راگنی اسی سنگ دل سے

شیشہ دل پارا پارا

ایک آنسو کا ٹکنا تھا

راز دل شب آشکا

کچھ نہیں اب حاجت

چشم سائی کا اشار

عشق میں جسد ہمار

سارا عالم ہی ہمارا

بحر الفت تھا طلب

روح میں پیدا کتا

فیض نوح نازکی کا

ایسا جو مشہور نا

کیا جوا، جو برطون آدمہ خ جاتی رہی

احتیاط لے یہ قرار مد افیت احتیاط

ہل گیا عرشیں ہیں خزانے روح و سلم

مسکرا کر یہ کہاں پہنچا دیا تم نے مجھے

فصل مینا نے کہہ دی طرف سے غانہ کی بات

لاستاد احتیاط ہیں میں کو بھانا جو تجھے

کیا زمانے کی طرح تم بھی بدل کر رہ گئے

مل گیا طرہ مجھے اپنا پتر اپنا سراغ

تھی جو پیہم ماسوا کی جستجو جاتی رہی

## غزلیات

کوثر اعظمی

کبھی جب وہ پہنے گلشت لے کوثر نکلتے ہیں

نہ تھی جب طاقت پر داز ہوا زلا پھرتے تھے

جنہیں اہل خود آرام لینے ہی نہیں دیتے

نظر ہوتی ہے ہم پر کس نے ارباب عالم کی

جسے ہر تاب نظامہ پنہ دیار آ جائے

مجھے ہے خوف اس کا عظمت فخر ہی نہ شجائے

رو الفت میں وہ منزل بھی گزرتی آتی جاتی ہے

سارے کیا جہاں مجھ پر خود و بہر نکلتے ہیں

غلام غلامی جیل بندی

بادی ناگ بندی

تو دل کی نہ کرد سجدہ قیمت میری تم کو سمجھانے کی غرض کے محبت میری  
 مشت سے پہلے وجود اس کا نہ سمجھا کوئی حسن تو اہل میں مٹا رہے بدولت میری  
 لڑا کشتی میں کچھان میں سی ٹھہراتی ہے ہونہ طوفان حوادث کو ضرورت میری  
 اس آئے گی نہ فردوس میں بریں مکی مجھ کو بزم محبوب ہی وہ اہل ہے جنت میری  
 وقت ان کا ہے خدائی ہے انہیں کی جانب کون سنتا ہے زمانے میں شکایت میری  
 راہ وعدہ سے وہ بھگیں تو کوئی کچھ نہ کہے میں سہجک جاؤں تو بدنام ہر آنکھ میری  
 مجھ میں آثارِ زمانہ نشی نہیں اب تک طالب

ذکر جب غفل میں کیا سبب یا اخیر کا  
 بھر گیا آنکھوں میں نقشہ آہ کی تصویر کا  
 ہو گئے کنگال تو دینے میں ماتھا ٹھونک کر  
 سب نئے ہی تو کہتے ہیں عہدِ تقدیر کا  
 کلنے کے وقت بویا رہے تو فائدے بھی کریں  
 کچھ نتیجہ تو نکلیں کوئے تاغیبر کا

نالہ و درد سے محفوظ ہے آنکھ میری

## افکار نو

غلام غلامی

دنیا میں بے شمار ہیں انسان آج کل انسانیت کا ہے گرفتار آج کل  
 لگا بشر کہہ نہیں سکتا یقین کے ساتھ انساں ہے کون کون ہے شیطان آج کل  
 گزوں کا گھونٹا کہیں جیوں کا گھونٹا ٹھٹھن بنا ہوا ہے بیابان آج کل  
 نہیں یاں یہ قرب قیامت کی ہے دیں ہرمت آ رہے ہیں جو طوفان آج کل  
 مدد نہ کا درد جو رکھتے تھے صبح و شام کرتے ہیں غمی گیت کی گون آج کل  
 بیباک ہے عشق بیاں کا طفیل ہے  
 سب کچھ بیا جو آپ کا سامان آج کل

مفت کا ترکہ ملے نہیں مل چھوڑے انہیں  
 یہ نکالیں گے دوالہ باپ کی جاگیر کا  
 سمجھتے ہیں ہذا ملک چاند تاروں کا کٹر  
 بیدار کسنا ہی نہیں کچھ کاپت تقدیر کا  
 جتنے آواز ہیں سن سکتے ہیں سب غریب  
 جس کو محنت سے ملے موت کوئی تعمیر کا  
 آئی میں نکالیں پڑھنے ہی آدمی گر  
 نام دیتے ہیں اسے ابلیس جہان شہیر کا



شش مائ صدیق قمر خدی

آندہ ہندی

مکشر ایس مہا ایشادہاں جھل

زندگی کا ازل سے یہ دستور ہے  
کوئی رنج و ہے کوئی مسرور ہے  
حسن اپنا جفا دل پہ مسرور ہے  
عشق حرم کے بیٹے پہ مجبور ہے  
جو میلے دل کے بہت شکن تو نہیں  
کی ہوا میری منزل اگر دور ہے  
میں ہوں بندہ تیرا تو ہے آقا مرا  
جو سنا ہے مجھے دل سے تنگ ہے  
پرچہ کیا ہے لے چاہہ کر حال دل  
پہلے جو زخم تھا اب وہ ناسور ہے

نکول میں وہ نیش بکت پا ہے کہ نہیں  
دیر بچے منزل کا پتا ہے کہ نہیں  
کہتے ہیں کہ مرود ہے ہر دو کا ادھار  
کچھ درد محبت کی دوا ہے کہ نہیں  
یہ جو کہ یہ افلاس یہ محنت یہ شقت  
اس درد میں جیسے ہی مزا ہے کہ نہیں  
کچھ خالق و مخلوق میں حامل نہیں پڑے  
اوشا و نیا، حکم خدا ہے کہ نہیں  
یہ راو سخن اس کے یہ چسپیدہ مناظر  
آندہ کئی راہ مند ہے کہ نہیں ہے

ہر گھڑی کہتے ہیں ساقی تیرا ہوش رہے  
سلئے عام ہے، باد کا سر چوش رہے  
عرس کا شاکھ اک ایسی ہی گھڑی آجاسے  
میں کہل تھمتہ تم وہ جہت تو گوش رہے  
سہل تھا حشر اٹھانا ترے ہوا انوں  
کچھ مگر مصلحتا سوچ کے خاموش رہے  
آنکھوں آنکھوں میں پلا ساقی نے خانہ بد  
نہ خبر مجھے کوئی نہ مجھے ہوش رہے  
مٹو کر ہی کھا تا ہوا آیا ہے در پر شاد آ  
تاکہ الطاف سے تیرے یہ ہم آغوش ہے

# جلال و جمال

ہایت اللہ آدکہ ناگ پد

کاوش جلدی۔ رشتہ پندی

شہرت پرستی

اپنے نے کی نصیحت فیوں ناکت کو  
پھر گدھا کہ ہے میرا کہ سے پرستو کی  
جو کتاب دیکھتے تھے ہوں بے شقت  
پھر ان کو کرکوں جو بخت اگر ہے بھوک  
آٹھوں سے مضمون کی ٹپ ٹپ کر رہے ہیں  
نہارا، گلف میں ہی، بوندی میں یہ لہو کی  
مناہیت کا اتنا مصیبا، گر چکا ہے  
تاکہ کو ت لیں، میں کہہ کر د کی  
گولہ میں پانی سرپٹے پد پھر کھین  
منزلہ کی تم نے کس مذہب سے کی  
یہ نام احمد ہے انسانیت کا نامی  
دل کی ہوتی ہے موت کی آمد کی

ماہی کا چرن گراہ کن ثابت ہوا  
ہم کہیں اگر پئے ہیں اور ہے منزل کو  
پائے انکھوں میں نہ ہو غرق ہوا غنور سے کیجا  
جیت کر دے سے کچھ ہے عید منزل کو  
ماشقر اک دم باطل ہے تھنہ سکوں  
آجیئے عشق کہ ہوتے ہی میں ساحل کو  
اک نہ کہتے دھوئی میں لگا گئے پدہ ماہ  
تقل کر کے چپ سکھ سکھ کی قاتل کو  
منظر انکھوں کی سو گندہ تہا کی جا ہے  
روز جلے حسرت و ہار میں میں کہیں  
کاوش اس کے گھل نہ ہو غافل میں دیکھنا  
پورے بیٹے کی کہ گھل گیا بدل کوں

کسی کا طور پر جلے کی اس کے آند کرنا  
کسی کا عرش ہو جا کر خدا سے گفتگو کرنا  
اٹا کر لے گئی باد خزاں پہلے ہی جو گئے میں  
بہت دشوار ہے اب اشیاء کی سب کو کرنا  
شب رقت نہ دیکھ جھونے پرے کہتا ہوں  
کوئی اس چرن کے چاک گر باں کو کرنا  
ہر دم جو گئے جنت میں داخل سرخرو کرنا  
وہی خیر کو آتے ہے قاتل سرخرو کرنا  
بدانی چاہے شمع محبت خانہ دل میں  
اندھیرے میں نہیں ملے خدا کی جست کرنا  
ہم نے ہم ہم کی سستی میں اس دن شہرت  
ہوا دشوار آخر ہم کو اپنی جست کرنا



اس نے اس کا نام فرمایا کہ میں نے اس کو حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سے  
 انگشتانہ ہوتی ہے جس سے اس نے فیوض الحجاز کے  
 فیوض الحجاز کو منسوب کیا ہے۔ تب وہ ایک صاحبِ ہوشیار  
 مسافر لائے گی جیسا کہ یہ کہیں بھی لائے پھر لے کر  
 تم کو خوش رو۔۔۔ اس نے کہا۔

اس نے پھر غضبِ امان میں جواب دیا۔ میں خارش  
 کیلئے ہوں۔

میں نے تم کو شام کی بیروں کی طرف لے کر دیا۔  
 اور پھر شجرِ شریعت پر آتا ہوں اور گفتگو فی سقیۃ  
 جو اکثر درختِ خیر ہوتی ہے۔ انھوں نے آپ کو اور انھوں  
 کے ساتھ جو مالکِ بحرِ مدینہ لائے ہیں۔ شام کے سکون اور  
 جس کلمہ میں پرکھتا۔

مجھے یاد ہے کہ یہ حالت ایسے روزوں میں تھی کہ  
 زندگی بھر میں نہ گزرتی تھی۔ وہ دن رات آپ ہی لہجے رہتے  
 تھے۔ شجر کے پتوں کی حالت یہ تھی کہ اس کے پتوں میں  
 سے کھنکھاتی تھیں۔ یہی وہ آواز تھی جو کہ اس کے  
 اس سلسلہ میں اس کے کوئی کوشش کی۔ مگر خود ایسا کہ  
 کے لئے مجھ پر ہوا جس نے اپنا نام ساتھ اور اس کے  
 کہ وہ اس کے حلیت وصول ہوئی وہ ایک خط اس کے  
 نے پھر اگر خود نہیں دیکھا۔

وہ میرے ساتھ کر رہے تھے۔ ایک شام تقریباً چار  
 بجے اس کے وہ اندر سے دھڑک دھڑک آواز سنائی دی۔ یہ  
 وہ وہ کھنکھانے کے لئے اس کا۔ وہ آواز کہتے ہیں کہ عورت  
 یہ پیشِ ستانی اندر داخل ہوئی۔ اس نے وہ اندر نہ  
 کیا اور اس کو کھنکھاتی۔۔۔۔۔ وہ ابھی لگتی تھی  
 ۔۔۔۔۔ میں کہتا ہوں دیکھا وہ کھنکھاتی۔

اس نے غلط فہمی کے ساتھ یہ دیکھا وہ غلط  
 میں یہ سمجھ گیا کہ وہ یہ ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ یہ ہے۔  
 کہنے آواز میں یہی ہے۔ تھا یا نہیں ہے۔ مجھے اس کی  
 کہ حضرت نہیں۔ اسے سنبھال رہا تھا۔ وہ کہتا ہے  
 تھی اور اس کا رنگ غصہ تھا۔ اس وقت کسی کی جان نہ

فوض الحجاز کے چار تھے۔۔۔۔۔ اس میں سے ایک تھی جس کی  
 اس کا رنگ لہجہ پر گویا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ وہ ہے  
 تم کیا پوچھو۔۔۔۔۔

میں نے ایک بار اس کی عورت کا سامنا کر لیا تھا  
 تم نے مجھے اس کی عورت کی طرف لے کر لیا۔ تب یہ تھا کہ  
 اس آواز میں نے خود کو حسیں میں لایا تھا کہ یہ وہ ہے  
 ہر وقت تم کو یہ کہتا ہے۔ میں نے اس کی اور اس  
 نے اپنا پاؤں زمین پر رکھا تھا۔ کیا فیوض الحجاز کی جوت  
 ہے۔ اور اس نے ایک دفعہ اس کا بازو تھام لیا۔ اس  
 خیال سے کہ میں اس سے غصہ میں آتا ہوں اور اسے  
 عقل مند سے دیکھ کر یہ کہتا ہے کہ وہ اس کا وہ ہے۔  
 جس سے یہ عورت بہت جا بجا میری تمام دلیلیں  
 اور دلیلیں ختم ہو گئیں۔ مگر وہ یہ کہتا ہے کہ وہ  
 وہ از خود فیوض الحجاز کی اپنی منہ پر دستِ رحمت لگاتی تھی  
 انکار میں نے اس کی کوشش کی۔ یہ وہ  
 میں نے کہا کہ وہ اب مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں یہ جانتا ہوں  
 مگر تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ اس کی شادی ہو چکی ہے۔  
 کیا تم سمجھتے ہو۔۔۔۔۔

وہ اس کی طرف دڑی  
 تم تمہارا شادی ہو چکی ہے۔ ہوں۔ اس  
 نے جرات سے جھٹ لیا  
 ہاں۔۔۔۔۔

اس نے ایک دفعہ مجھے بلایا اور اس کے میں بات کیا  
 ہا کہ وہ جوتی وقت اگر یہ ایسا ہے تو میں خود کوئی  
 کیا تم سمجھتے ہو۔

اس نے یہ کہہ دیا کہ وہ خود کوئی کوئی  
 کہ یہ جس کے حق میں لگتی تھی اس کے غلط فہم سے  
 وہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ وہ وہ کہتا ہے  
 یہ بات کہہ کر لے۔

یہ بات میں خود کوئی کوئی کہتا ہے کہ وہ وہ  
 جانتا ہے۔۔۔۔۔ اس کا رنگ باغی تھا۔

میں نے فرمایا۔ ایک انتہائی فہم انسان کے لئے  
 کہ وہ اس کے لئے ہے۔ تو میں اس کو لے کر لے کر  
 جانے لے۔

وہ کہنے لگا کہ اس نے کوئی کھنکھاتی دیکھا  
 جیسا کہ وہ غصہ ہے۔ یہی ہے۔۔۔۔۔ تھا کہ مجھے یہی لگا  
 اس نے ایک دفعہ اس کی اس کی طرف دیکھا اور  
 پھر اس سے پہلے کہ میں معلوم ہوتا تھا کہ یہ وہ ہے  
 وہ وہ ہے کہ اس کے کہنے کو لگا۔ یہ وہ ہے کہ وہ وہ  
 بہت سے کہتا ہے۔

فریبِ شکر کہ اس نے اس کو لیا۔ اس کے اور  
 بازوؤں پر پکے تھے۔ وہ تمام حرکت لے لیا۔ یہی تھی  
 اس کے حلقے شریعتی اور انہوں کے بیانات  
 سے منہ پر ہر کہ اس سے محبت کے لئے اس کا منہ پر  
 ہوتے نہ ہوتے وہ اس میں حاصل کیا۔ بلکہ اس کے ساتھ  
 شادی کی کہ اس سے میرے پیار سے یہ کہ اس کا کہنا ہے  
 شام ہو چکی تھی۔ عورت کو یہی چاہیے کہ وہ  
 اور چاہا تھا تھا۔

معدنہ بڑی احتیاط سے گئی اس کے گرد پریشانی  
 اور اس کا کوشش قہقہے کی طرح کہ یہ وہ معدنہ اور اس کی بڑی  
 کسی سے بات کے بغیر اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔

**ضروری اطلاع**  
 ہم حضرت مولانا ابوالحسن علی بن ابی طالب صاحبِ فکھ خاندان  
 صفیہ علیہ السلام کی خدمت میں اس لئے کہ اس کے کہنا  
 ہیں کہ وہ شجرِ شریعت کو دیکھ کر کہہ سکیں۔ چنانچہ مولانا نے ان کو  
 بشیرِ فریاد کی فریاد کی کہ وہ نہ کہیں۔ اس کے کہنا  
 دی کہ اس میں شریک کیا جائے گا۔ وہ وقت مقرر ہے حضرت  
 ابراہیم صاحب کو وصول ہو گا۔ یہ نہ کہنے کی شایستگی  
 اور مولانا نے کہ اس کے بغیر مولانا شجرِ شریعت سے کہنے  
 حضرت ابیہ کو نہ دیتے نہ دیتے۔



چند روز اس کی کوہنہ گری لڑائی کا پیرا تھا  
کہنا کہ کانوں پر جاسی سر پہ پاؤں رکھ کر صباگ  
تھے اس پر حیدر میرے دوستوں کی آگرمیں نے اس  
کے دل میں شہنشاہ کی طرح شہنشاہت پرست ہونا چاہی  
کہا "کیا لانا ہے۔"

"میں آپ کا احسان ادا کی جبرے بیروں کی"  
پر حیدر نے دیکھ کر دست بردار کیا۔

"اس میں احسان کی کیا بات یہ تو میرا فرض تھا  
جو میں نے ادا کیا اگر میری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو شاید  
وہ بھی یہ کرتا۔"

"مجھے آپ نے یہی جان پھینک کر میری مدد کی  
کہ میں کوئی کس کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالتا ہے  
میرا دل میں کہیں ایک ہی آپ کی طرح جاننا ہوتا ہے  
جو وہ خطرے میں ڈال کر میری کام آئے ہے ادا  
اسے پانچ فرض سمجھتا ہے۔"

"آپ کی چند نظری ہے۔"

"نہیں، میری بات تو یہ نہیں۔ بکریں حقیقت  
جان کر ہی ہوں۔" کچھ دیر دلوں کے درمیان  
غارت میں خاموشی رہی۔

"میں آپ کو اپنے ڈیڑی سے ڈاؤں گی، آپ  
کو دیکھ کر سب خوش ہوں گے۔ یہی حال صید سے  
خوش و خرم ہے کہا۔"

"آپ نے کیسے کہہ دیا کہ وہ مجھے دیکھ کر سب خوش  
ہوں گے۔"

"اس بلکہ وہ مجھے بہت چاہتے ہیں، مجھ سے  
بہت پیار کرتے ہیں۔ میں خاموش رہا۔ اب اس  
نڈائی میں دیکھو کہ کسے کسے کا خیال نہ ہو  
دیکھتا رہا۔ مجھ پر اس میں و شباب کے دلچسپ  
مجھ پر شاید فرست کے کلمات میں تماش تماش کرنا یا  
تھا جس کی ہر ادا لڑائی اور نہ ہار پائی تھی۔

"کیا یہ آپ کا نام ہے جس کا میں نے؟"

"اسے میں تو اپنی ہی بات کر رہا ہوں، آپ کی بات  
میں نے نہ سنی۔ میرا نام آکاش ہے۔"

"آکاش۔ یہ بہت خوبصورت ہے۔ میں نے  
ہزاروں سے منسوب ہو کر کہا۔"

"اور میرا نام شاید پاکیش ہے۔ میں نے کچھ اس  
لاہوری سے پوچھا کہ آکاش کے ساتھ قیدی ہو کر  
جس پر وہ اس قیدی کی نفرت اور ان کے دشمنی پر  
قتل کی ہو کر شب کے تاریک اعلیٰ کا سکوت توڑ دیا  
"پاکیش باجو آپ مجھے اجازت دیجئے اور اس شام  
اسی جگہ کا دورہ کیجئے۔"

"اگلے شام کو میں یہاں ہی بی جاؤں گا۔ لیکن اس  
وقت اندھیری رات میں آپ تنہا کس طرح گھر  
جائیں گے۔"

"میں چلی جائی گی، اب آپ مطمئن رہئے۔"

"میں نے اپنے میں آپ کو گھر میں چھوڑ دیا۔ آکاش  
نے انکار نہیں کیا اور میں اسے اس کے گھر تک چھوڑ آیا۔

"دوسرے دن شام کو اس پاکیش میں آکاش سے ملنا  
ہوئی۔ پھر تو وہ دونوں ایک دوسرے کے گھر جانے لگے

"اور اس کے بعد میں وہ نظریہ کی خاطر جاتے تو وہ دونوں  
ایک ساتھ جاتے۔ غم دیکھتے جاتے تو وہ دونوں ایک ساتھ

جاتے۔ راتوں کے زیادہ تر ہم دونوں ایک ساتھ رہا کرتے تھے  
محبت کے گیت گاتا کرتا، مسکراتا، سرگوشیاں کرتے

"انہما کو خوش گذرتا تھا اور میں عشق کی دنیا میں کھو کر  
خود بھی بہت زیادہ چاہتا تھا۔ منظر بھی نہ بیروں کا۔"

"یام ہر ہی انھرا اور اچھا لاہور کے لئے ہے تھے  
انتہائی خوب ہو کر چکا تھا۔ مگر سب کی سمت اس سے

کالوں پر اب بھی کڑی باقی تھی۔ جس کی سرگرمیوں کا عالم  
وہ جہاں سے جس قسم کے خفا کے خواہی خواہی چھٹا تھا

"خوشی اور جو کچھ ہم کو چھوڑ کر جینے کی ایک نئی کوشش  
رہے تھے۔ وہ کوشش کے لئے زمین سے اٹھ کر بیٹھتا

"دل کی دنیا میں ان کی ہر بات کی بھائی،  
نہ نرم بہنو پر مرگوشین میں مصروف  
کیوں مجھے سسٹن گھوڑے باندھی تھی۔ میں  
جیسے دھڑلے کر اپنے ہاتھوں میں لپکتا  
ہوا تھا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"کیوں۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

"تھیں وہ کچھ ہی ہوں۔ آکاش  
میں کہا۔"

عشرت امیر ادیب

# گلاب کے بھول

وہ کہنے کے اندر تک پہنچا تھا اخبار پڑھنے تک کہ  
اپنے کسی کے قہقہوں کا آہٹ سنا دیا۔ اس نے اٹھ  
کر دیکھا اس سے ہاتھ میں لے کر وہ سے باہر نکلا۔ وہ  
ہلکے پن سے خوبصورت تھا قہقہوں سے دھڑک رہا تھا۔  
نوجوان کے چہرے پر حیا کی لہریں تھیں۔ وہ اس  
نکری باندھ لپکے لپکے پر گئے گلاب کے پھولوں پر  
ہاتھ تھیں۔

”زمانے کا کام ہے۔“ اس نے نوجوان سے

پتہ نہ لے سکا۔

نوجوان اب مقدم آگے بڑھا آیا اس کے کعبہ

اس نے اس سے پیشانی کا پسینہ خشک کیا پھر بولا۔

”جی آپ کے پاس ایک بہت ضروری کام سے آیا ہوں

ثابت آپ کو یاد کرو کر رہی تھیں۔“ نوجوان نے آنا کہا

اور پھر اس کی اندر سے بھولوں کی طرف مٹی گئیں۔

”جی ہاں۔“ وہ کیا کام ہے۔ آئیے تشریح کیجئے۔“

اس نے نوجوان کو ہر اسے میں پڑی کر رہی پریشانی کا اشارہ

کرتے ہوئے کہا۔

نوجوان کو کسی پریشانی کا اندہ بولا۔

”میں آپ کے پڑوس میں ہی رہتا ہوں۔ میزنامہ کتن

ہے۔ جی آپ کے پاس اس لئے آیا تھا کہ میری بھولی بہن

میں کی عمر پانچ سال کی ہے بہت سخت بیمار ہے۔ اُسے

گلاب کے پھول بہت پسند ہیں اور اس وقت بھی بیمار ہونے

کا بدحواسیہ وہ دونوں سے ضد کر رہی ہے کہ اس سے

دلہن مکان سے مجھے گلاب کے پھول لا دو۔ اور حقیقت

مجھے کہ گلاب کے پھول پا کر اس کی طبیعت بہل جاتی ہے

اس لئے اگر آپ مجھے دو پھول روزانہ دے سکیں تو۔۔۔

بہن ہر روز ہوتی۔“ وہ سب کچھ ایک ہی سانس میں

کہا۔

وہ بھی سوچ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ گلاب کے

پتوں سے بھروسے کوئی چھوٹا پتہ ملے گا۔ اور اب

پتہ ملے گا۔ وہ اس میں بھول کر بیٹھ گئے۔ گلاب بڑے

ہر صبح بھول۔ اس نے سوچا کہ ابھی ان پھولوں میں سے

بھول توڑنا شیک نہیں۔ مگر میرا اس کا دل ہی دل کے

جذبہ سے محدود ہو گیا۔ وہ فوراً بولی۔

”اچھا میں دو پھول تو نہیں ایک بھول ضرور

آپ کو دے دوں گی۔“

نوجوان جواب لینے کے لئے اس کی طرف ہی دیکھ

رہا تھا۔ وہ نوجوان کی آنکھوں کی چمک کی تاب نہ لا سکی

اور صدمہ سے اٹھ کر کمرے کے اندر نکلا۔ گلاب کا پھول

ایک مری پتوں کے نیچے میں کھتا ہوا تھا۔ وہ کچھ دیر

بھول کو دیکھتی رہی۔ پھر کمرے پر چمک کر ہاتھ بڑھا کر

اس نے بھولی کو پتوں سے جدا کر دیا۔

بھول لینے کے بعد نوجوان نے مختصر لفظ میں

اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر چلا گیا۔ وہ سادہ

میں کوڑی نوجوان کو جانا دیکھتی رہی۔

اب یہ لڑکا صدمہ سا پھوٹا تھا کہ آبا کے جانے کے

بعد وہ سادہ میں بیٹھ کر اخبار پڑھتی رہتی۔ اس کی ماں کا

استعمال بڑھ چکا تھا۔ اور اس کا چھوٹا بھائی گھر آچکا

تھے۔ اس کے آبا بچہ ہی ایشیہ کر کے دفتر چل جاتے

اس کا بھائی بھی اسکول چلا جاتا اور وہ گھر نہ رہا جاتا

اخبار پڑھتی ہیں اب اس کا نہ بھلنے کیوں دل نہیں تھا تھا

وہ تو میں آٹھ بجے سے ہی اس نوجوان کا انتظار کرنے

لگتی۔ کوئی ایسی دیر بات نہ تھی۔ اسے نوجوان سے کوئی

مطلب نہ تھا۔ اُسے تو اس کی بھولی بہن سے محبت سی

ہو گئی تھی۔ وہ سزاوارتہ نوجوان سے اس کی سچی بہن کی

جسیت دریافت کر لیا کرتی تھی۔ نوجوان اس کی کہتے گلاب

کے بھول پا کر وہ بہت خوش رہتی ہے۔ اب اس کی

جسیت تبسمل رہی ہے۔ قلم سے عجیب قسم کی کشمکش سی

پہنچتی۔

آج بھی وہ اس نوجوان کا انتظار کر رہی تھی۔

گھڑی کی سوئی آہستہ آہستہ ہلکتی رہی۔ آٹھ بج گئے۔

پھر نو بج گئے۔ نہ آئی وہ نوجوان نہیں آرا۔ بارہ بجے

نہ آئے وہ اس نوجوان کے آنے کی بات کہتی رہی، نگہ نہ

آیا۔ نہ جانے کیوں اس لڑکے کی کام میں بھی اس کا دل

نہیں تھا۔ عجیب سی بے بسی اس کے اندر صدمہ تھا۔

بارہ بج رہی تھی اسے یہ یاد تھا جاتا رہا ہے۔ اُسے ایسا

محسوس ہوتا جیسے اب وہ کچھ بے بسی ہار رہی ہے۔ اس میں

میں کچھ تبدیلی رونے لگی ہے۔ وہ سوچتی کہ اتنے بچے پتہ

اس کے نامی سے نوجوان کا انتظار کیوں کر کی ہے۔ پھر

اسے نوجوان کا کئی باتیں یاد کرنے لگیں۔ وہی باتیں اس

کے دل اور جذبات میں بیجاں سا بپا کر رہیں۔ ایک دن

نوجوان نے باتوں ہی باتوں میں اس کا نام پوچھ لیا تھا۔

اب وہ بھول لینے کے بجائے بہت دیر تک بیٹھتی رہتی

اور بے صبر رہا باتیں اس سے کرتا رہتا۔ اس کے چہرے

کے نیچے تھا اور وہ گھبرا جاتی۔ اس کے دل میں عجیب

عجیب خیال سر اٹھانے لگتے۔ کہیں نہ نوجوان مجھ سے

حقیقت تو نہیں کہہ دے گا۔ سوچتے ہی وہ پسینہ پسینہ ہو جاتی

اس کا دل دھڑکنے لگا۔ اس نے بیت سے ایسے آواز  
اٹھائے کہ کوڑھاتا تھا جس میں سروسیمینا  
نے ڈھنگ سے لڑکیوں سے محبت کی بیگم بڑھا ہے  
کبھی نہ لڑ جان لگا کہ ان ہی سروسیمینا میں ہیں۔  
پھر وہ ایک جھجکے کے ساتھ ان تمام خالوں کو جھجک  
دیتی کہ دل ہی دل پر کبھی نہ پڑے اگر یہ حرکت کی  
تو یہی وہ فوج کا دل لگا کر یاد کرے گا۔

اب اس بات کی فطرت میں کہ کبھی ایسی ہی  
ہوتی تھی اس سے کہ وہ وہ چپ سے فوج کی آہی  
طرح سے متکرمے اور اسے خوب کھری کھری سنائے  
قریب ایک آہ ہو گیا۔ فوجانہ لہانہ آتا اور  
پھول لینے کے بعد لکھتا کہ گھنٹہ اس سے ادھر ادھر  
کی باتیں کرتا رہتا۔ اس کی طرف دیکھ کر سکتا۔ اور پھر  
نہتے کہہ کر چلا جاتا۔ اب وہ سوچتی تھی کہ ایک آہ چوتھی  
اور اب اس کی سن ٹھیک ہی نہیں ہوتی۔ آخر ایسی کون  
سی بیماری ہے؟ اسے۔ اس نے سوچا نہ وہ فوج  
اپنی ہیں کا ڈھونگ۔ چاکر اس سے محبت کرنے کے لئے  
جالی چلا ہے اب اس کے دل میں خورشید بھرنے  
لگے۔ پھر اسے اپنے اندر جرت ہوئی۔ آخر وہ اب زندہ  
بہر ضرورت سے زیادہ شکستہ لڑکیوں کہنے لگی ہے۔  
پہلے فوجانہ کے آنے سے پہلے وہ سچ پونہی بال بکھرنے  
پھرتی۔ ہر ٹوٹن پر سرخی لگاتی اور نہ رضا و دل پر پور  
گلاب تھوڑا زندہ نہ ہی سہاوار کے کپڑے پہنے کے  
باہر کر بیٹھ جاتی ہے اور اس کی آنکھیں باہر دیکھتی تھیں  
ہی لکب فوجانہ تھے۔ ہوں۔ اس نے سرکھٹا  
دیا۔ اس سے اس کا بہن سے جھڑپا ہے۔

اب پھر ایک آہ کرنے کے بعد دوسرا لہٹن  
ہوا۔ پھر تیسرا۔ عمر چاکر تیسرے بیٹے کے  
وسط میں فوجانہ نے آنا بند کر دیا۔ پہلی آہ سے  
تیسرے دن ہی نہ آئی۔ وہ انتظار کرتی رہا۔  
پنچھی ۱۲۔ ۱۵۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

پھر نہیں کیا۔ اب نہ جلتے کہ نہ افسانہ  
بلا کر کیا کہنے لگی۔ نہ جانے کون۔ پھر ایک  
دن چاکر اسے ایک لہانہ لگا۔ وہ چاکر کا  
سے آیا تھا۔ اس نے لہانہ چاکر کیا اور خط پڑھنے  
لگی۔ کھلتا تھا۔  
وہی ہی تھی

سب سے پہلے میں اس بات کی صاف چاہتا ہوں  
کہ میں نے آپ کو دھوکا دیا۔ میں میری کفایت بہت  
بیرا تھیں تھی۔ میں خدانے دی ہوئی نہیں کر بیا رہاں سے  
پڑی۔ پھر آپ سے چاکر کے چھوٹے کس کے لئے  
لے جاتا تھا۔

نئے میری ایک محبوبہ ہے، ایشیا اس کا نام ہے  
وہ آپ کے مکان کے پیچھے اور میرے مکان کے سامنے  
والے مکان میں رہتی ہے، اسے گلاب کے پھول بہت  
پند ہیں، خاص کر آپ کے پھول کے پڑے مرغ  
گلاب۔ اُسے وہ زمانہ دیکھ چل دینے کی خاطر ہی  
میں نے یہ چال چلی۔ خیال سے آپ کا لڑائی ہے، اس  
لئے وہ خود آپ سے پھول لینے نہیں آسکتی تھی۔ میرے  
خیال میں اب آپ سب کچھ سمجھ گئی ہوگی اور اب شاید  
آپ کہیں نہ کر خوش ہو کہ آشاہ یا وہ ہم دونوں کی خدای  
بہدی ہے۔

بس وہ اتنی ہی پڑھ پائی کہ غلط اس کا اٹھیں  
سے نکال کر زمین پر گر پڑا اور وہ نہ عالی سی ہو کر کڑی  
پر گر پڑی۔ اس سے کچھ معلوم ہوا تھا کہ وہ افسس  
فوجانہ سے محبت کرتی تھی۔

بقیہ افسانہ سہارا۔ (صفحہ ۲۰ سے آگے)  
بڑھ کر مقابلہ کروں گی۔

فوج میں پھر ان کڑا دیکھ کے اسے حاضر  
لہذا نظر جانے پڑے کہ وہ کڑا دیکھ کر بھڑکا  
صرف تھا راجہ کا۔ اور اس کے بعد آگئی تھی میری

اور اس سے وابستہ ہے گی جو ہمیشہ  
کاشیت میں کئی رہے گی۔  
ایک عرصہ تک ہماری محبت اس  
اور پھر مجھ سے وہ تمام دشمنی خرابی  
جس میں اس کی کین پرندہ لڑائی میں  
میں لڑائی سے بڑا ہو گیا۔ وہ وہ نہ

ایک چٹیل میدان کی طرح ابھار اور  
وہ محبت کا وہ دشمن تاج محل قس قس  
بہا د خدی میں نے اپنے دل جڑے  
مجھے کیا معلوم تھا کہ آتش میری محبت  
میری آواز دہلی اور تہنوں کو کچل کر

دو جانے گی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ آشا  
کر۔ حسین فریب دے کر میرا سب کچھ  
مجھے تباہ و برباد کر دے گی اس لئے  
محبت تھی۔ مجھے نہ تھی میں فریب تھا، فریب  
بیٹھ تھا، مجھے اس کا غم نہیں کہ آشا  
ہو گئی یا وہ ایک دولت مند کی شریک  
جس کے پاس رہا لک کے لئے، عالی شا  
زیبا لک کے لئے میں قیمت زینبات  
طبعاً میں اور میرا کھریا کے لئے  
میں اس بات کا کہ جب میں فریب  
محبت تھی۔ تھی، تو وہ میرے ساتھ  
مجھے محبت کے دشمنی خراب کیوں نہ  
جینے اور ساتھ مرے کے عہد پر  
میری عازم آواز عا کر محبت کے لئے  
میری باتیں میرا ہی عا کی کے  
چلی کیوں؟ اس سے اس سے اس سے  
تھا۔ میرے عہد آفا تھی، میری  
بے کسی اور میری بربادی تھی بیزا  
میرے اور میرے تھی۔ میں وہ لک  
باقی صفحہ ۳۷ پر داخل





جس نے کہا۔ میں جو کہتا ہوں کہ میں نے اپنے لئے  
وہی ہے۔ اچھا! میں نے اپنے لئے اپنے لئے  
ہوئے کہنے کی۔

”ہاں! کاشا ہوئی۔ تم خود اس کی خبر نہ مری  
دی کی کہ یہی ہے کہ میرے لئے ہے۔ جب وہ پانی  
ہو جاتا ہے تو وہ میرا ہی طرح دیکھ کر متا ہوتا ہے۔“

”اس نے کسی کو نہیں پھوڑا میں نے ہی نہیں۔  
سب کو پھوڑا ہوتا ہے۔ ایک دن میں نے اس کی اچھال  
جو نہ لی ہوئی۔“ اس نے اپنے ہاتھ کو کھانسی ہوئی پانی  
پانی سے دھوئے ہوئے کہا۔

”کیوں کیا ہو ہوتا۔“ میں نے دلچسپی لیتے  
ہوئے ہوئے۔

”ہوتا کیا۔“ پانی لائے گئی کہ میرا گھڑا اس  
تو نے سے کنوئیں میں گر گیا۔ تو وہ میرا گھڑا  
ہوئے کہنے کا کہ وہ اس کی بڑی اور تم اپنے اسقوں  
سے بچے اچھا کیونکہ میں نے ڈال دو کہ تم را گھڑا کمال  
لاؤ۔“

”اچھا! تم گھڑا گر جانے کا حال تھا۔ دوسرے یہ ہوا پھوڑ  
وہ تھا۔ میں نے اپنا پیل ہتھوڑا اٹھایا۔ اس سے  
پچھلے کہ اس کی اچھال طرح سے خبر لیتی تھا وہ دیکھنے  
دیکھ کر دیا۔ کہنے لگی کہ جانے وہ ہر دھڑلے۔ مگر میں  
اب چپ نہیں رہوں گی۔ آنے دو سسری کو۔ میرے  
سسری کے ساتھ تو ہوا اس کی قیامی ہاں کہ پچھلے  
جیب وہ یہاں سے تو اس پر تو ہے ہر نہ خود رام شیتا تھا  
اور نہ ہی ہاں کا دھانگی کے ساتھ ہوا اس کی حرکت  
کرتے ہی۔ آنے دو اسقوں۔“

”دوسرے دن وہ میرا کہتا تھا کہ اس کے بعد  
میں کے ہاں انہی کرنے لگی۔ تو میں نے اس سے کہا۔

”کہا تھا وہ یہی تھا تو اس کی غضب ہو گیا۔ میں  
جس میں پانی لیے گئی تو وہاں خود رام کے ساتھ کہہ دو  
تو یہاں سے اچھا۔ کلا سامع۔ لیکن میں وہ نہیں نہیں

اس کی۔ وہ تو خود رام کا ہی آپ تھا۔ کہنے لگا کہ اسے  
میں خود رام ہاں لگی کیا ہے۔ اندھا بھا ہے میں  
ایسی حسین دیکھ کر آتی ہیں۔“ اس نے میری طرف تھا

کاشا دیکھی۔ تھا اسے سسری کے لئے کہ نہیں کہہ کر میں  
ایسی تھا اسے ساتھ چل کر اس سے کہتے ہوں۔“

”نہیں نہیں!۔“ کاشا نے جلدی سے کہا۔ میں  
خود کہہ رہی ہوں۔ اور پھر سسری ایسی آئے ہی نہیں  
اچھا اب یہی جانتی ہوں۔“ کاشا اسے کھڑی ہوئی۔  
”میں تو اس کا سسری۔“ ایسی لگی تو آتی ہو۔“

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ کہا۔

”نہیں میں، اچھا جانتی ہوں ہر حال میں۔“  
کاشا نے ہاتھ چھڑا کر وہاں سے چلی آئی۔ اس کا دل  
دھک دھک کر رہا تھا۔ وہ دھان پڑھ گیا کیفیت  
طبیعی تھی۔ کیوں کہ اس کے سسری رات کو ہی آئے  
تھے۔ اور میں نے جو علیہ تنگ شکایت کی تھی وہ میرا  
اس کے سسری کا تھا۔“

بقیہ ثابت کفنی صوفی ۱۳۳۱ سے آگے  
ضعف پری میں نہیں دینے کا دل آپ سے آپ  
جانے گا اس نے شیب آپ دہاں آپ سے آپ  
مات عاشق صلا کا خدا دیکھو اثر  
اب گر لیں ہے تو ہے بتی پناں آپ کے آپ  
تعلیق تم کہتے ہو جہاں جہاں کے دوسرے  
میں میں پلٹتے ہو چھٹی کا زبان آپ کے آپ  
میز کی گد نہیں دلی کا ہے ثابت یہ ظہار  
اب تہا مشر بھی ان سے صفائی ہوگی  
گھر بے بنیاد ہی دولت مرا کے پاس  
اب بھی کاشا پھر پڑی رہے گا کہ اس کے پاس  
میں نے کہا ہوں سے رہے وہ ہریشہ  
کہنے لگے کہ جلد سے جلد کے پاس  
میں کہتا ہوں کہ میں پناں سے ظلم تو ہے

وہ فرماتے ہیں تیری کہ اس کا  
وہاں میں ہوں کہ میں ہوں  
گی ہے جس سے شکر تیرا شکر  
جو بھولے سے دھو دھنا  
وہ بھولتا ہے جس سے کیا  
تم اپنی ذات سکھاؤ خوش سے  
تھاں جانے جا کر نہ جھوڑ  
مرے دل میں رہے تم کہ  
بہت زحمت ہوئی کہنے کا  
پیری میں غفلت نے کیا اور  
چھوڑ دیا۔ لگی ہیں جگہ جو  
پیرا تے شہر سے حیزوں  
مشق تم سنی میں جس حاشق  
کم ظرف سے نہ مانگ کہ ثابت نہ  
ظہر بھی نام نہ نہیں جام  
کچھ ایسے اشار بھی ان غنہ  
میں ہوتا ہوں میں مقبول ہوئے  
تھوڑا ہیں میر صددت ان کے حقلہ  
ان میں انیس سال کی دریا، خدا کر  
یہ تھوڑا ہو جائیو سے  
نوشہ ہاں سید سے  
نوشہ ہاں سید سے

نوکی شعلہ و شہنشاہ  
فرل ہو وصل جوئے کی آخری تیرا  
سحر طبع۔ میں ہے وہی جو شہن  
آ۔ کہا قاتی۔ گھنہ یہی ہوگا  
م۔  
بھا۔

نہاں کہم اپنا ہم حضرت ہوا  
نہاں کہم اپنا ہم حضرت ہوا





محمد عید

جیسے شام شام سے رات ہو گئی

میں بیت اس چمکا - خدا کیا میری مظلومیت نے  
مجھے مائل نہیں ہو سکے گی :-

آج کل میں نے ہزاروں اردکیاں دیکھ ڈالی تھیں۔  
سجوں کے چہرے پر گہری سرتابی پکھڑی تھی۔ پابانگی کی  
شہادتیں ہیں کہ بدنامی اور شہرت سے شہرتیں جسم و جیہاد  
تھا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ شہرت کی شہرتیں بھی اسی تھیں  
جو میں نے آج کل دیکھی تھیں۔ لیکن ان کے جسم و صورت کی  
گہری ہلاکت سے اوراں دانتے۔ ہر تہہ سینہ کی جھلک  
پر دھن کوٹنے کے لئے تھے تاب و تپتے اوراں ہونڈیوں کے  
دھن دھن جانے لہو نے کٹے تیار۔ سو سو دیکھتا اور  
سوچتا - سوچتا اور دیکھتا رہتا۔

"خدا کیا میری ایک ادنیٰ خواہش بھی نہیں پوری  
ہو سکے گی - ۹۹"

میں نے ان پرانی زادلی کہ - افسوس ہر ماں کو  
بچپن کو - بد صورت جسموں، خوب صورت پیکر - بدلی  
جان اور نذر کلیوں کو ہر طرف سے دیکھا۔ عقابانی اور  
نقاباں نکلنے سے دیکھا۔ شہر، اور دیوبند اور  
کراچی سے دیکھا۔ لیکن ہر بار مجھے جیسا ہوئی ہر بار  
پوری خواہش کو زبردست نہیں سمجھتی ہے۔

"خدا کیا میں بے نیل و مرام پھر دل کیا میری  
خواہش نہیں گھسیں کہ مائل نہ ملے کر سکے گی - ۹۹"

لیکن آرزو، آرزو ہی رہی، تکمیل کے مراحل نہ ملے  
کر سکے۔ میں شہر سے دیہات، دیہات سے شہر پھر تاربا  
اپنی مظلومیت نے کہ ہر جگہ ڈھونڈتا رہا۔ میرے فیصلے بچ  
تیار، دوس جگہ جگہ۔ لیکن ہر جگہ مجھے خوبصورتی کے  
باد سے ہی برصورتی لپٹی تھی۔ دیکھتے اور دیکھتے پھر وہی پر  
شیطانیت کی جھلکیاں صاف پڑتی جا رہی تھیں۔ کابل کی کٹھنی  
یہ لاشی جمل لپٹی رہتی اور حوریں اور کیاں ہر طرف نظر  
نہایتی جھست رہی تھیں۔ انظر تھیں ہی کوئی ہر اہل  
نہایتی جرم کے خفا میں لڑائیوں کی کھانے کھانے

# جھولے صنم

میری محبوبہ نے نہ مائل ہوئی۔ میں نے ہانک کر شہر مانے والی

دکانداروں، انٹرنیٹ بکیر نے مائل صیغہ لیا۔ وہ جیتا  
ایک اور ایجنسی کی مکتوبی شہرتیں کو بیت خود کر کے  
دیکھا۔ مگر مجھے ہر بار پڑی مایوسی ہوئی، لیکن کبھی  
کسی میں میری مظلومیت کی ایک نہ اسی جگہ نہ تھی۔ نہ  
روایت مقدس، نہ جیاتی شہرتی، نہ موتیں جیسے وہ شہرہ  
تھے۔ یہ سب کی مانند فرائی آتھیں تھیں، نہ ہونے کو مانتے  
کرنے والی جگہ لایا تھیں۔ یہ سب ملے شہر اور  
موتیں تھیں۔ جیسے موتوں میں قدرت کا جیسے شہرہ  
ایک بھی نہیں تھیں۔

میں ہر جگہ طرف بناوٹی چہرے، مگر وہ سب سے  
پورا نہیں دیکھتا رہتا۔ میں پاکیزہ اور صیغہ چروں اور  
رہاؤں کو میں دیکھتا رہتا تھا۔ وہ مجھے کہیں بھی نظر  
نہیں آتے تھے، بلکہ ہر طرف مجھے کہ وہ سب کی دنیا  
تھی۔ اس میں بس شہرتیں تھیں، شہرتیں، اب اور انھیں  
نہیں جگہ جسم و دل تھے جو وقت و روپ کی سکون کی  
نظر کے جھکنا ہر وقت میں نہ تھے، تو خدا کیا میری مظلومیت

نے مجھے نہ مل سکے گی، کیا میں تیری دنیا سے نامراد  
رہ جاؤں، کیا میری ایک ادنیٰ خواہش کی تکمیل  
نہ مل سکے گی، تو کیا خدا ہے؟ یا مجھے اب وہ جہاں  
ہے۔ ۹۹۔ ۹۹۔ ۹۹۔

قلم: محمد عید، آدھی شب کو کچھ کہاں  
ڈھونڈوں؟ میں تجھے ڈھونڈنے ڈھونڈنے تھک گیا ہوں  
(بجئے صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیے)

شاید یہی وجہ تھی کہ مجھے اب تک داغ و دھبوں

میں میں دھبے و خراشیں اور پچھلے کپٹ سے چہرے تھیں  
سے ہی واسطہ پڑا تھا، مجھے اب تک صاف شہرتیں  
اور پاکیزہ بروں کی نرم گرم خوشی نہیں حاصل ہوئی تھی دیکھا  
کہ ان اور کہاں کہاں خدا کو مجھے ایسے جسموں سے واسطہ  
نہیں ہے، قریب دینے اور قریب کھانے والی شہرتیں اور  
پچھوں سے واسطہ نہ پڑے۔ مگر ان کی طرف اٹھتے ہوئے  
قدم اور شہرتیں جسم و جگہ کھانی نہ دیں، صوف پاکیزگی اور  
طہارت کی طہارت ہے۔ طہارت و زبردستی ہوئی سائیں  
ہوں۔ مسطر تھا جو۔ کہ ان اور محمد عید جیسا ہیں ہوں  
اور میں زشتہ شخصیت، نیک و پاک و سارہ جہتیں ہوں  
میں کی نیکی و پاکیزگی نہ جفت کی طرح تھا اور شہرتیں  
کی طرح شہرتیں زمانہ ہوں جو اگر وہ اس نواز دیں تو زشتہ و زشتہ  
کہیں۔ خدا کیا میں ایسی جہتیں نہ شہرتیں حرم میں  
داخل ہو سکوں گا۔ ان سے پاکیزگی اور صفت کے سبب نہ پڑے  
سکوں گا۔

دکانداروں مجھے ٹھکر کے دیکھتے ہیں، میرا پاکیزہ  
ہیں، پھر آگے بڑھ جاتے ہیں، صیغہ کوئی بات نہ ہو انٹرنیٹ  
چمکے ہوئے اوراں دانتے دوپٹے کو سناؤ، صیغہ میں  
ایک کچھ خدا نماز ڈال کر گزر جاتے ہیں۔ اجنا، اوراں اور  
ایجنسی کی ورتیں کو شہر مانے والی سکونیت مجھ پر پڑتی  
اور قہقہے صفا میں بھر جاتے ہیں۔ یہ تہنہ جاتا رہے

# طرحی مشاعرہ

## منبر

مصرع طرح  
پوش جلتہ ہے کیونکہ پوش ہے

فزل کے ساتھ دکن انڈیا مشاعرہ یا اس کے شب و دل  
چار آنے کے ٹکٹ ضرور ارسال فرمائیے۔

منتخب  
مولانا آبرو حسن گوندی

شہرت میری

شہرت میری

مذہب و دینہ ہر شے میں پوش ہے  
سرو کا سر پہ تنقیر کی بڑی در ہوئی  
پناہ گشت کو نہیں کو بھلا کیا جانوں  
کہنے باہمی یہ عبادت کے لئے آیا ہے  
پرہیز پر سانس کی رفتار ہی کہتی ہے  
ہجر میں پختہ ہی رہتی برابر آسیر  
ساتھ آ رہے وہ رقبہ قریب شہرت  
ہر شے میں تہذیبیادی

کر یا حق نے عطا ہوں سے پہلے پوش ہے  
جلد کر سہرے قاتل تو سب پوش ہے  
کیونکہ وہی آیا ہے اپنی پوش ہے  
عالم نزع میں اپنا بھی نہیں پوش ہے  
آج کر لگی اعلیٰ سے سب پوش ہے  
فرق کر دے کہ کھلا دینہ پر پوش ہے  
پوش آ رہا ہے ریں رہتا ہے کہاں پوش ہے

مست جب آتا ہوں میں ہفاکوش ہے  
دھن کی مست تھوڑی دھن کیے اخلا  
پوش رہتی ہے یہی کہ اور گراں ہوا لیکن  
آج تک مازنیہ میری کچھ میں آیا  
مرد سکا ہوا کئی میرا ستم کی نیکی  
یہ گمان ہوتا ہے دیوان ہے سارا عالم  
چاک کر دوں گا میں عادت کپڑے نشتر

کونکے فرض محبت سے سب پوش ہے  
زندگی بھوکے لئے کر لے ہر پوش ہے  
زندگی کنہ کی ہجر کی فراوش ہے  
پوش کوئی نہ عاشق میں ہاوش ہے  
مصطفیٰ وقت کی کوئی ہے خاموش ہے  
یاد سے آپ کی آہلنا ہے ہوش ہے  
دیر تک دکھنے کے گا کئی ادوش ہے

علا ر بیباک

کچھ صفت کے دیکھتے ہر پوش ہے  
چند لہذا دیکھ لکھن تھا کہ یہی لیتا  
فانتھریش کی اس تہ مجھے جانا ہے  
پتھری اس کو جہاں سے نہیں کر سکت  
اس تہ افق تری سے ساتھ چہرے سے نقا  
چند پہلے گزشتہ رام محبت میں تری  
یہ سب کچھ ہم سب کا صلا ہا ہے  
عہد و عہد قدیم صدیقی است۔ فتح پوری

اگر دینانے بھی کھا ہے ہر پوش ہے  
آپ کہتے نہ اگر دل سے فراوش ہے  
سچ کہہ رہے ہی ہر جانا ہے خاموش ہے  
غم نہ کچھ تا احسان فراوش ہے  
ہو اس کے بھی آیا ہی نہیں پوش ہے  
تکرا اوردہ ہے کوئی نہ غم پوش ہے  
سوزی جائے اگر قبرا آفوش ہے

بیتار ہے مدد تھوڑی ہی خاموش ہے  
کس کو معلوم تھا دوداد محبت میں کر  
ان کی نفرت میں چاڑی کا پیر ہی دایا  
پہلے اس بار تو غشتا تھیں میں نے لیکن  
پھر تو مر جانے فرشتا سے جسے دہر  
دو کہ کچھ بھی مدد چاکر کشتہ بی دن  
دیگر نہ کچھ کو جوین جاتے ہیں بھیجی جی

کیوں دلاتے جو سر نہم طرب پوش ہے  
یکے ہاں تھوڑی دکھائی کدہ پوش ہے  
مرت کوئی نہ جی کہ کدہ خاموش ہے  
پھر نہ کہنا کبھی احسان فراوش ہے  
اپنے ہاتھوں سے کہ تو تم کو کھن پوش ہے  
ایسا دیکھتا کچھ لے کوئی نے پوش ہے  
پتھری چھو کچھ کھن کھن کھن پوش ہے

منکر ر قادی

چہ یہ عالم کہ وہ عالم کا نہیں پوش ہے  
آپ کو دل سے بھلا دلی نہیں پوش ہے  
جو حق مطلب پر ہے کہہ کر ہاں کہ نہیں  
میں تو میں نہ کہیں میرا نہیں آنے پاتا  
پھر اس شخص خطا کی کئی سالی انکرا  
آپ انکھن تو سب کھن سے ہنا کر ہلا

یاد کر کے بھی اسے وعدہ فراوش ہے  
آپ چاہیں تو کریں دل سے فراوش ہے  
کس نے ہوجئے تم دیکھ کے خاموش ہے  
کر دیا اپنے اس دہر فراوش ہے  
کوئی آنے تو نظر تھیں سا خطا پوش ہے  
اس کا کیا تم کو ہے یا نہ ہے پوش ہے

فیض پہنچے ترا عشق جوں پوش ہے  
آجی یاد تری مست تھا جوں کا سماں  
کچھ کہہ کر دینا دانا دنا اتھیں ہے  
دھجیاں دھیت کے دامن کے بڑا تھیں جوں  
جس میں قاتل سوں دوزخ میں بڑا کر  
بعد ہے سنی کھفام کا آنکھوں کی فقط

اب تو صبر کی نظر آپ کے گل پوش ہے  
پوش جاتے رہے کیونکہ ہر پوش ہے  
بہدا کچھ کریں کہ کھن کھن پوش ہے  
دیکھنا چاہتی ہے عقل قبا پوش ہے  
یاد آتا ہے جوائی وہ آفوش ہے  
کیا کہوں ان کو کچھ ہی جوں پوش ہے

یہی کہہ کر کھن کھن میں بہت کچھ دیکھتا ہوں  
بات ایسی کہ کہہ رہا ہوں خاموش ہے

کون سا جانہ چپا مست یہ کس کا مست ہے  
سارے دنیا نظر آتی ہے سب پوش ہے

میرک تکی اسن شکوہ آبادی

کئی مردوش کوئی کہتے ہے دوش بچے  
دستار زدہ سے سارا پر دوش بچے  
نہیں اس کا جو پھر جانے کی نظر  
پہاں کو بائیں بنا دیکھ دینا راب  
چشم بیکل کی چھوٹھی کھڑی توبہ  
دیکھ کر کس کو میرے دوش ہوا تھا تاڑک  
اسا میل ذبح مان کا لوی

ہن کی اٹھوئی کی جگہ لگے دوش بچے  
آئے اس وقت وہ افیسوں حمایت کو  
دیکھ کر میرے دوش کی کھوٹے  
کہانت مراحلا پریشان آخر  
میر ہوں تم کا ستیا ہوا میں  
پلا دیے پھونکے وہ آج اکیلا جو  
نور بھای برادری

کچھ ہے اونڈ کا تم کچھ ہے دوش بچے  
اچان فرق کا مقصد اگر ہے ساتی  
ہے جاکر حق کی فصاحت  
کہ نہ جانند کی چاہ میں کلمہ دست  
دون اکاپ کی تھوڑی سی دھلیے شکوک  
باترہ جانے کی غمزدہ کھوڑا زبان  
برسر

کرنا تھا کسی کا نہ فراموش بچے  
اگلی یاد کیا کہتے دامن کی ہوا  
گو خدا دار میہا کار میں نہیں میری  
سانے اور شکر کے زبان کھولوں کا  
کچھ دیتے مرے اظہار تمنا کا جواب  
سوک شریعہ میری بس کا نہیں ہے  
الاف انصاری سلطان ہندی

ہن کا طریقہ شایعہ متابہ ہوتی  
انہ پرست چھوڑ کر سنا دہندہ

باترہ جانے کی غمزدہ کھوڑا زبان  
دیکھ ساقی نہ پھر آجے کس دوش بچے  
تو نہ کرنا غمزدہ فراموش بچے  
تھوڑا سا ناظر اور خطا پر دوش بچے  
بزم کی بزم نظر آتی ہے دوش بچے  
دوش جاتے رہے آیا جو خدا دوش بچے

اور دینا ہے سمجھو کھلے دوش بچے  
گردیاں کھولنے کے دوش بچے  
آپا محفل میں نظر کوئی نہ دوش بچے  
وہ کیا خاموش ہے دیکھ کے خاموش بچے  
کیا ستانے کا بھلائی ستم کو دوش بچے  
کل بنے جسے پھر تے جو دوش بچے

اپنا زیادہ نہ سنا دیتم کو دوش بچے  
صحت آنکھوں سے پلا دے سر دوش بچے  
آپ کی کہنے کی کس نے فراموش بچے  
عشق کے فرخ سے ہنسا ہے بیک دوش بچے  
وہ نہ سب کہتے ہیں عالم میں دوش بچے  
مغفل فرس رہے گی وہ خاموش بچے

وچ نکلیں ہے مری جبر کا آخر دوش بچے  
دوش جاتے رہے آج جو خدا دوش بچے  
عشر میں دھونڈتی ہے چشم خطا دوش بچے  
آپ نے نہ تو دیکھ ہے اسی خاموش بچے  
آپ دیکھا کئے جیسے ہوئے خاموش بچے  
اک جھک کوئی تھی باقی نہ رہا دوش بچے

آج کہتے ہیں وہ اسکا فراموش بچے  
نہ نظر آتی ہے بزم دوش بچے

میرے جود یقیناً تری مرضی کے بغیر  
جیسے ہی میری کہ وہ چمن میں آئے  
دیکھ کر کس کیسا ہوا ہے خود طاق  
نظام الدین ادیب خان لکھنوی

یاد ہے تیری نظر سیکھ بر دوش بچے  
کھوجی دیکھی کجی عالم تنہائی میں  
کئی کئی شایعہ تم مری گل ہار نہیں  
دیکھ کر آپ کے ہوا دل کی قیامت خیزی  
کھنکھنے عالم اسرار بغینہ مستی  
لفظ ہارونی مانی کا لوی

تیرے جانے کا باقی نہ رہے دوش بچے  
غم نہیں سارے دلفنے بھلایا جو کہ  
تم کی ہر چوٹ پہ اس دل نے کھینچنے  
تیرا غم غم دار ہے ستم پیا رہا ہے  
یہ وہ ہے خوار ہوں لطف کے کھینچا میں  
ہماری فاقوس کالی مانی کا لوی

ظلم سہتا ہا دنیا کے شب و روز مگر  
ہر نفس میں کی پیش میں کیا کرتا ہوں  
قابلِ داد ہے ہنگامہ پسندی میری  
مجھ کو جیسے مری شمع قست فاقوس  
ستار

گلوست کا ادا دے سر دوش بچے  
ان کے دامن کی ہوا کا ہے اثر کیا آئی  
میر کی جام لئے بھیلوں سے غنائیں  
ہے ادا ہے کہوں منزل مقصود پریم  
خیق انصاری مانی کا لوی

بے خودی کا جیسے کیا حال سناؤ ساتی  
ہوں یہ کار غمراپ کا کہہ تا ہوں  
خیر سے آپ کے جیوں کا بھم کھل گیا

بریں سوز فراوان سے پشیمان ہوں  
کر گیا آپ کا ظم آتش خاموش بچے

یہاں تیرے دلفنے سے ستم کو دوش بچے  
سارا کھنکھانے کھانکھوش بچے  
کوہ ہوں کیا ہوں میں یہ گندہ دوش بچے  
غیر کھنکھانے کھانکھوش بچے  
کر یا دل کی صدر نے دین کو دوش بچے  
گردیاں جیسے ہندو نے فراموش بچے  
دوش جاتے رہے آج جو خدا دوش بچے  
اور دنیا تو کھنکھاتی ہے دوش بچے

ساتیا آئی پلا دے سر دوش بچے  
غم ہے یہ گردیاں کھنکھاتی فراموش بچے  
غریب و دانا نہ سمجھ طائر خاموش بچے  
دودھ غم باعث تکیس ہے جفا کوئی بچے  
اپنی توبہ کا دم شرب نہیں دوش بچے

بھری کہتے ہے سب دوش مگر دوش بچے  
کر سکا ہے نہ کہہ سکا وہ فراموش بچے  
راس آئی نہ کجی غمیں خاموش بچے  
ہے بیابان کی طرح دلدلی گلو دوش بچے

ساتیا ایسی پلا پھر نہ رہے دوش بچے  
دوش جاتے رہے آج جو خدا دوش بچے  
تاکے نہ نکل بکھیر میں سے دوش بچے  
شوق دینا رہے غم سے بچ دوش بچے

یہ وہ ہے کش ہوں کہ آئی میں دوش بچے  
میر شکر کس کر نہ فراموش بچے  
وہ کوئی نہ کھنکھاتا کیا نہیں دوش بچے

بریں سوز فراوان سے پشیمان ہوں  
کر گیا آپ کا ظم آتش خاموش بچے





|                                                                                                                        |          |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------|
| جلد<br>شماره                                                                                                           | ۱۵<br>۳  |
| ہذا آئیں<br>دریہ کلاں - دلی نمبر ۶<br>دلی نمبر                                                                         | ۲۶۴۶۳۵   |
| تکون حصہ نظم و شاعر<br>حضرت مولانا آبرہہ حسن گنوری<br>ایڈیٹر<br>بل جین<br>ساوانی خصوصی<br>جوہر ہاشمی<br>خود نوشتہ ہادی |          |
| قیمت                                                                                                                   | ۱۰۰ روپے |

|    |                                     |                |
|----|-------------------------------------|----------------|
| ۱  | عبدالله شاد تهری که چند شاد پیکانتر | کرمه           |
| ۲  | گوازی مد                            | مفتون کوفه     |
| ۳  | عسکر                                | شباب و صمیم    |
| ۴  | تعلات                               | کرشن و پیر ام  |
| ۵  | فرویات                              | سلام سالک      |
| ۶  | اکارو                               | پیر و کورده    |
| ۷  | جولد جمال                           | حسن آفری       |
| ۸  | پیکان کور                           | پیر و نازی پیر |
| ۹  | پیر و کور                           | کرده           |
| ۱۰ | پیر و کور                           | لبقت اجسم      |
| ۱۱ | پیر و کور                           | کرانه          |
| ۱۲ | پیر و کور                           | سین آفر        |
| ۱۳ | پیر و کور                           | شباب و کور     |
| ۱۴ | پیر و کور                           | حرم و کور      |
| ۱۵ | پیر و کور                           | عسکر           |
| ۱۶ | پیر و کور                           | عمر و کور      |
| ۱۷ | پیر و کور                           | پیر و کور      |
| ۱۸ | پیر و کور                           | عمر و کور      |
| ۱۹ | پیر و کور                           | عمر و کور      |
| ۲۰ | پیر و کور                           | عمر و کور      |

وہم غفرلہ



جناب عبداللہ اختر صاحب قری کے  
چند اشعار پر ایک نظر

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

[illegible]

جہاں خیر و برکت ہے وہاں کلمہ پڑھا جائیگا  
 اور خیر و برکت ان کے جسم کے ہر  
 اعضاء و جوارح میں پھیلے گی

Handwritten text in Arabic script, likely a continuation of the manuscript's content.

کا اجازت ہے کیا تقرب ہے پھر کہاں سے لے کے چلے  
کس جگہ کے پہنچے ہر رات خائب شرم کس قدر وہیں  
ہے۔ جو کہیں کہ۔ مشورہ بھیجی ہے  
دوسرا ملین جانتے ہیں۔

چند عارفین موصوفہ کے چلے  
شکوہ رہبر و شاہ امام کے چلے

[illegible]

خود چوں که شمع ناز و خام نیست

بیاضیہ و اکت چاقو را کہ ہم نیست

یہاں آخر سب ایک سب سب نے کاشف کے  
پیر غزل کی طرف سے اس کا اعلان کیا ہے  
میں ہم جیسے ہی کہہ دیتے ہیں کہ  
آخر سب کا کہہ دینا ہے

2. 2010年10月10日

4-26-77

**THE**

ایک پیمانہ شتر گھڑ لیا۔ اے ہے آخر میں سب کا کمال !  
یقیناً کوئی کچھ اسی خاں خلیج کی سپر کمر کا  
پتہ سرحد کا شرمندہ کیجئے : داد و دست گزروا  
کا جام بکے چلے ۔ اے اہل فریضہ فرما کا جام  
کیا بن ہے ۔ وہ تو بات ہے روکی شانی سکنے ہی  
ہیں کہ آج بھی سکتی دست کے سارے گزروا کا گز  
رونا چاہئے ۔ تھکے گزروا ہر دو خاندانہ و اضافی  
قدیم اور ان لفظ دست حسرت سے متعلق ہے ۔  
سمان اور دھوپ کے ، دلیل کے ۔ اے اہل شتر  
ہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس چلا ۔ کہاں سے چلا ۔  
اے کہاں چلا ۔ نیز روز و رات میں ہر دو ۔  
سماں و سفر و شانی مجھ کی مجھ کی  
کہ اس ادا سے سارے خاندانہ کے چلے

اس شعر میں جو محافل ہوا ہے کہ ہے اگر دنیا  
 عہد ازہر سا غور کیا کیا کہیں ہر قی ہے اٹلا  
 اکثر میں جس نے کہیں دیکھ ہے نہیں عہد متوجہ  
 تہذیب سے ہر ایک نے اپنے لئے عقل کیا ہے  
 کہیں اندک ہے اکثر میں کہیں کہیں کہیں  
 جس نے ہے

پنجاب کے لیے ایک نیا دور

4-2-1968

1974-1975

۱- در این کتاب که در کتابخانه  
 ۲- در این کتاب که در کتابخانه  
 ۳- در این کتاب که در کتابخانه  
 ۴- در این کتاب که در کتابخانه  
 ۵- در این کتاب که در کتابخانه  
 ۶- در این کتاب که در کتابخانه  
 ۷- در این کتاب که در کتابخانه  
 ۸- در این کتاب که در کتابخانه  
 ۹- در این کتاب که در کتابخانه  
 ۱۰- در این کتاب که در کتابخانه

[illegible]

بعد از این بی بقی جمال کاپلوسه و پیرانی سفر  
 می گوید این اتفاقا بدتر که این که می گویا انتر کا  
 کند که این که می گویا این که می گویا این که  
 یک نفر که می گویا و آخر ما می گویا این که  
 فاسد می گویا و این که می گویا این که  
 می گویا و این که می گویا این که  
 آخر ما می گویا و این که  
 می گویا و این که می گویا این که  
 می گویا و این که می گویا این که  
 می گویا و این که می گویا این که





## قطعات

چپ کر اپنے من کا چاند چپکے سنا  
دینا دھول سے چپ کر ہٹتے تھے  
آشا جاگ اٹھی سگی، اندر دھکتی تھی  
اندھیا سے میں نے کونل جب کہتے تھے

یوں تو زگرے بھی ہے فوں آگیں  
تیری آنکھوں کی بات اس میں نہیں  
رنگ رخسار ہے گلوں میں بکساں  
اصل ہے نقل بھی ملی ہے کہیں

اک التفات ناز کی دعوت کوں ہے  
مستوبے وہ درد، محبت کبھی ہے  
شام وصال بھی یہ قفا ہے، یہ وہ کتاب  
ایسا ہے یہ وصال کفرت کوں ہے

## غزل

میرجی کی زندگی نہ تھی وہ قول نہ بات کیا  
بکس کے کام نہ لگے نہ وہ دیکھا وہ حیات کیا  
دل پہ بیادِ الم پہ اب کسی بات کا بھی اثر نہیں  
تو دیکھا ترا وطن کیا مری حیات کیا  
تو نام ہے چشمہ سرخوشی ترے خم میں روزِ شگفتگی  
تو نام تو ہے مری زندگی ترے خم سے چاہوں بخت کیا  
یہ مجھے سادہ ذاتِ زانہ سے کوئی خوف کوئی عند نہیں  
میری کو دیں جو ترے پہلے بھٹے سیکھ گئے وہ بات کیا  
وہی وقت حاصلِ زیست ہے ترے قرب میں جو ان کے  
جو ترے عزیزِ بزرگوں وہ عصر وہ شام وہ مات کیا  
وہ زمیں کے سینے پہ زخم ہے وہ چینِ وقت پہ داغ ہے  
وہ ہے فرہنگ کے خون پر کہیں اس کو گل حیات کیا  
ترے گرد گرا کر کہہ لے مرے غزل کا اہی استخوان  
مجھے جتنے غم تھے وہ بھی شمعِ غمِ زندگی کی بات کیا  
جگہ ہے شبانہ دی بچے ہیں تو انکے پاؤں کی خاک کیا  
وہ وقت کیا اسرا طوق کیا مری ذات کیا مری بات کیا  
وہ ہے کہیں نہ تھی وہ ماں تھی وہ ماں ہی، شہر کویش نہ تھی نہ پتھر کیا  
تو کہہ کر کہی وہ دردِ عالمی ہے وہ داغِ اہم کم کر شب  
وہ دیوہ رہی وہی وہی وہی  
وہ ہے کہیں نہ تھی وہ ماں تھی وہ ماں ہی، شہر کویش نہ تھی نہ پتھر کیا

تہم سارے

بنوں کے سونگے اسرار توینا پر حیرن کب تک  
 رہیں گے یہاں تک سے لگتے دیت غری کب تک  
 اچھوٹے کو ہے سب رات کا دامن مشت ہے  
 رہے گی تلکے پیدا قسمت راہ و منزل کی  
 سرا اور کا چشمہ ہے تیری ظلم اگر لائی  
 تپا ہی ہر نفس پر ہر قدم پر روت کے پیرے  
 قباب و لطف کی یہ کشمکش درگاہ نہیں جاتی  
 غلاب غلبہ ظلم آنکھوں میں مایوسی کے آنسو ہیں  
 سلام اب تک ہے قوت اہل دل میں ظلم پہنے کی  
 مگر دنیا کو پیسے کے زمین و آسمان کب تک

عقرب محمدی

ذہب یافت اور ہاں سیمہ کا کھو گیا  
 وہ کون سا جگر ہے جو وقتوں اہم نہیں  
 دنیا بستر کے واسطے دوزخ سے کم نہیں  
 فیروں کی دشمنی کی شکایت غنوں ہے  
 اپنوں کی دوستی بھی عدوت سے کم نہیں  
 ساقی! اسیر دنیا کی دکھ دے کچھ اچھوٹ  
 جو بار بار کے جلیں گے وہ ہم نہیں  
 جو کبر سے بھا رہا گناہوں سے بھاگ

خوف خدا خدا کی عبادت سے کم نہیں  
 فتنے آشیں قیامت ڈٹے ، آندھیاں اٹھیں  
 تیری گلی میں بیٹھ کے اٹھنے کے ہم نہیں  
 ماورجیات میں تو بہت راہ ہے  
 افسوس کوئی رہبر ماورجیات نہیں  
 تر جہانے تم کو صراحت عشق ہے  
 رلو وفا میں جان بچا ہائے دلکش نہیں

## غزلیات

محمد امین مسعودی ناگ پوری

گوشے گوشے سے مری قید کا سماں نکلا  
 میں سمجھتا تھا جسے گھر دی زخماں نکلا  
 سب جیسے کھنڈر محبت کا سب کہتے ہیں  
 وہ ہی اک سجدہ مرا حاصل آیاں نکلا  
 ہم کے تہیے پر فرشتوں کو بھی ہلکا آگئے  
 سدا مخلوق میں ایسا فقط ہنساں نکلا  
 تیرے دھڑکے جیگی پیری میں لائی تھی  
 داغ وہ بھرتا ہر درخشاں نکلا  
 دل سے تو غلبہ کیا ہر منہم اُفت محسن  
 بہر حال میں مگر دیدہ گرداں نکلا





۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰

الوداع

موپاسان کا ایک شاہکار

اور جب میں نے انہیں کے خاندان کو دیکھا تو میرے دل پر  
 حسد و رشک کا کوئی چہرہ بڑھ گیا۔  
 میں افسوس سے پہچانے بغیر پانچ سویت سے محبت کرنے کا  
 وہ انداز دیکھ رہا تھا کہ ! اُسے دیکھ کر بھیجہ ہوا  
 چلا کہ محبت اپنے جسم کی ہر قسم سے تفسیل اور افادہ  
 اطوار کے لحاظ سے کرتی جائز ہے اور اس قدر کہ شہ  
 ہر ممکن ہے حسن!

[illegible][illegible]

محبت کا یہ سلسلہ تھیں اور انکے ہمارے کام اور ہم  
 کوئے پر نہ دل کے ساتھ اور انکے لئے کوئے ہمارا  
 سالانہ کوئے کے ساتھ دیکھ کر ہم سے فراموش نہ کرنا  
 میں اس کو غیر ماضی میں ہی سمجھتی تھی کہ اس محبت سے علی  
 کن تھا جیسا کہ اس کے لرب اور کہ میرا ہمارے قلم  
 اس سے محبت کن تھا یہ جاننے ہونے کہ وہاں کہ حق  
 مقدس شب و روز فراق فراق سے بچے حاصل ہوئے  
 کسی انسان کے زندگی میں بارہ سال کا  
 بہت تھیں جو تھیں ہمارے اس قدر تھیں کہ علی  
 اور دیکھتے دیکھتے ہم ایک دوسرے کو نہا ہوا ہمارے  
 میں کہ شہنشاہ ہمارے کو ہم میں اپنی  
 کے ساتھ وقت کے ساتھ ہمارے کو ہمارے کو ہمارے  
 دیکھتے دیکھتے ہم ایک دوسرے کو نہا ہوا ہمارے  
 ساتھ ہمارے کو ہمارے کو ہمارے کو ہمارے  
 ہمارے کو ہمارے کو ہمارے کو ہمارے کو ہمارے  
 ہمارے کو ہمارے کو ہمارے کو ہمارے کو ہمارے



۱۰۔ ان میں سے :  
 ۱۔ جو اپنے آپ کو خدا کا رسول کہتا ہے  
 ۲۔ جو اپنے آپ کو خدا کا نائب کہتا ہے  
 ۳۔ جو اپنے آپ کو خدا کا نائب کہتا ہے  
 ۴۔ جو اپنے آپ کو خدا کا نائب کہتا ہے  
 ۵۔ جو اپنے آپ کو خدا کا نائب کہتا ہے  
 ۶۔ جو اپنے آپ کو خدا کا نائب کہتا ہے  
 ۷۔ جو اپنے آپ کو خدا کا نائب کہتا ہے  
 ۸۔ جو اپنے آپ کو خدا کا نائب کہتا ہے  
 ۹۔ جو اپنے آپ کو خدا کا نائب کہتا ہے  
 ۱۰۔ جو اپنے آپ کو خدا کا نائب کہتا ہے

[illegible]

خطابہ دارالعلوم کے مدرسین کی ایک نشست  
 کے بعد ان میں سے ایک شخص نے یہ عرض کیا کہ  
 میں نے اپنے استاد سے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص  
 اس طرح کے کام میں لگے گا تو اس کی عمر  
 بڑھ جائے گی۔



[illegible]

۱۔ ادا ابتر خوار سے پہلے ہانگے ہیں، ایسا ہے۔ ۲۔ اوپر  
 ۳۔ چوبچوب کیا، جیسے کھلے پیر کی رنگ سے ہنسی خرمی ہو  
 ۴۔ جیسے کھلے میرے ارباز کے پیش میں ایک ہی دھلے سے  
 ۵۔ مساکر پئے ہیں۔ میرا اسدہ گئی، جیسے میری دلی خواہش  
 ۶۔ گوداتی چوٹی پر لٹے۔ کئی جگہ مشیلا سے بھی لکھ کر  
 ۷۔ شپہ لکھنے والے کو شاپ کہتے ہیں اور کتبہ چلچل  
 ۸۔ کھل اچھی کیا کہے کہ تھا، اس کی ارباز خیر نفسی  
 ۹۔ تیار ہو چکیں۔ اور کدو دھماکا کر دیکھتا رہا۔

[illegible]

تیری یاد کی غلش تو نہیں

۱۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔  
 ۲۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔  
 ۳۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔  
 ۴۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔  
 ۵۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔  
 ۶۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔  
 ۷۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔  
 ۸۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔  
 ۹۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔  
 ۱۰۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔

[illegible][illegible][illegible]

وہ خود سے نفرت تھی، مگر یہی صفت اُسے بڑے دیرینے سے ملتی  
 رہی، کہ قہراً اپنی نفرت کے باعث اس سے برائی نہیں  
 ہوتی۔

وہ واقعات نامی اس کے ذہن کے پردے سے  
صرف خدایے طرف سے ہی تھے جو اسے اکثر وہ بے قرار  
کئے کہ کبھی سنا یا کرنا تھا کہ اس کی کتاب زندگی کا نام باب  
ہے، جس میں وہ تمام حیات و جہول کے نام لکھے ہیں۔ زندگی  
میں ہونے والی ہر چیز کو کچھ یاد کر لیا کہ اس کا جس سے  
خفت کی یاد آئے وہ یاد کر لیا کہ اس کے تصور سے  
اس کے دل و دماغ کو ایک عجیب سا سکون اور ایک  
عجیب سی آسودگی لگ جایا کرے گی۔ اس وقت کئی بے خیال  
اس کے ذہن سے کہوں وہ جہول کا خفت اس سے محضرت  
کرتی تھی۔ شدید نفرت۔ اس کا اٹھنا وہ خود بھی اچھا نہ  
سے متروک رہا کرتی تھی۔

اے اگلی کرنی خیال! اس کے ذہن سے آئندہ جو کچھ  
 ہو رہا تھا وہ نفاخت کا قہر سرکہ ایک غلط حرکت  
 ایک ایک غلطی کے ذہن کی دھندل سے چھٹ کر گیا تھا  
 کیونکہ اس میں اس نے اپنی تمام غلطیاں کی صفائی پاتے  
 ہوئے گئے تھے۔

سیم :-  
 سوچو تہ کہ جو شخص آقا کریم جیسے بلند مرتبہ  
 کو اس قدر سے تعظیم کرتا ہے کہ اس کی جوتہ سے اس کی  
 کمر بند پر شیشے کی گولیاں پھینکتا ہے تو اس کا نام

انہی کی طرف سے اس مقدمہ کا خطاب کرنے کے لئے میرزا  
کے میسر ہوئے تھے۔ اس لئے میرزا کی انتہا پر  
خطاب کی گئی تھی۔ اس پر میرزا نے فرمایا کہ میں  
یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرزا نے اس مقدمہ میں  
خود شہرہ اس شخص کی طرف سے کیا ہے۔ اس لئے  
میرزا نے اس مقدمہ میں خود شہرہ کیا ہے۔ اس لئے  
میرزا نے اس مقدمہ میں خود شہرہ کیا ہے۔ اس لئے  
میرزا نے اس مقدمہ میں خود شہرہ کیا ہے۔ اس لئے

سلیم یہ خط می تم کہ اس خط کے کہ وہی ہوں کہ تم  
 معافی کر سکو، پکے دل سے۔ اور مجھے سکون مل سکے۔  
 اور یہی وہ معافی تو تم سے زبانی طور پر بھی ملگئی تھی مگر حق بابا  
 حقیقت یہ ہے کہ اتنی جرات میں اپنے انہد نہیں باقی۔ اس  
 کاغذ اور قلم کا سہارا لے رہی ہوں۔ میں اپنے گھر میں  
 رہ رہے ہوں۔ مگر شرمندہ ہوں اور آپ سے جتنا ہوں کہ اگر آپ  
 چہارویں فیصد دے دیں تو اس طرح ذلیل بھی نہ بن جائے گا  
 جس کا مجھے کوئی حق نہیں تھا اور تم کتنے شریف، کتنے سہو  
 اور مصدوم ہو۔ غرض کہ یہ حالات نہ تھا اور اس وقت  
 اور تمہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ حالانکہ تم ذلیل ہو رہے۔  
 یہ کہ تم ہو رہے۔ ظہیر کا مجھ کو بڑے ذہان اور ہر رنگ کا  
 عربی سے لکھی حد تک سچے ذہن کا۔ سلیم ابھی قلم سے  
 یہاں تک ذلیل ہے۔ اور سلیم جو وہی کہ مجھے بھی طرح

[illegible]









کہ جس نے اس کی تائید کی وہ جلاوت کا حامی ہے  
 اور جس نے اس کی مذمت کی وہ اسلام کا حامی ہے۔ اسی  
 لیے حضرت محمد (ص) نے اس کا اعلان فرمایا کہ جو  
 شخص اس کی تائید کرے گا وہ جلاوت کا حامی ہے اور  
 جو اس کی مذمت کرے گا وہ اسلام کا حامی ہے۔  
 اسی لیے حضرت محمد (ص) نے اس کا اعلان فرمایا  
 کہ جو شخص اس کی تائید کرے گا وہ جلاوت کا  
 حامی ہے اور جو اس کی مذمت کرے گا وہ اسلام  
 کا حامی ہے۔ اسی لیے حضرت محمد (ص) نے اس کا  
 اعلان فرمایا کہ جو شخص اس کی تائید کرے گا  
 وہ جلاوت کا حامی ہے اور جو اس کی مذمت کرے گا  
 وہ اسلام کا حامی ہے۔

[illegible]

اور میری ایک ایسی ذات کے لئے ہے م۔ م۔  
میں نے یہ سیکھا کہ میری ہی باتوں سے ہی پتا لگتا تھا  
میں کی صفتوں کا خفا میں نہ تھا تو کون صفت میں  
میں کے یہ وہ سب کچھ تھا کہ ایک تپن دیوانہ کے گھسٹا  
میں کی باتوں میں ہی نہیں کا ہا کسی ایسے شخص کے  
میں نے سیکھا ہے جو شرابی ہو، جلدی ہو، فرض دینا  
میں نے سیکھا ہے کہ پتا ہو جو کی جاسکتی ہیں سو بہتر  
میں نے سیکھا ہے کہ ایک شخص ایسے شریف آدمی  
میں نے سیکھا ہے کہ جو آدمی اپنے سینے میں ایک پاک  
میں نے سیکھا ہے کہ جو آدمی برصورت کی صفت۔  
میں نے سیکھا ہے کہ ایک کھوٹا سا جیہ طبیعت پانچ کیوں کیا۔  
میں نے سیکھا ہے کہ ایک شخص نے کھوٹے کی تپا میں  
میں نے سیکھا ہے کہ جو آدمی اس کی کشتی سے پیدھت  
میں نے سیکھا ہے کہ جو آدمی اس کے خدام میں۔ پیدار

[illegible]

اللہ ابھرتا اچھے کھنڈے کوئی ڈر یاد کاوت  
 نہیں کہ تھا وہ ساتھ ہی دیکھا پڑا تھا  
 درویش جسم اس کے لئے ایک نئے جسم تھا  
 نہیں، تھا وہ چہ پندہ حسن اللہ ملائے ہے ہمارے  
 وہ تم سے شاد ہو کر کے تم سے اترتا ہوں  
 شاد آیا ہو ایسا ہی ہے جس میں دولت ہے  
 ..... اس لئے یہ شادی ہو گئی کہ یہاں نہیں ہو سکتی۔  
 تو تیرے دل میں سے نکلی ہوئی وہ کار کاڑھی نہیں جاتا  
 میرا حال اب میں یہ خواہ مخواہ کہ تیرے سوا  
 ہوا کہ کاش! اسی اور نہ کسی حقیقت انکار نہ کرے  
 ہفتہ تاکہ میں تم سے مل جاؤں یہاں کوئی سچا پیار  
 بھگت فرمائی ہو میں، ملا تھا اللہ جب یہ دولت نہ ملے  
 تو سمجھ لیتا کہ تیرا وہ میں اسیر ہو گیا اور میری  
 ہو گئی۔ گریب — ۹ میں یہ بھی جانتا ہوں  
 کہ جلد ہی تمہارا زندگی میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ  
 جب تمہیں ایک ایسے چمکے ہوئے شخص سے ملو گے جس کو  
 چمکے دل سے کیا جانے گرم چمکے ہوئے پندہ ملائے  
 نہ تیرے ہو گئے، اس شخص کو پناہ نہ دے کہ جس کو  
 تم چمکے دل میں دیکھو، ایک تڑپ، ایک کھنڈے کوئی  
 اور اس وقت تمہیں میں اور میرا ہوا کہ اس کا میری  
 اور میرے ساتھ تھا خدا کا کرم یہ کہ جس وقت تمہیں  
 وہ چمکے دل میں سے ایک چمکے ہوئے نہ ملے گا۔

یہ اس خط کو ختم کرتا ہے۔

ہر چہ کہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اس کو کبھی نہ دیکھا  
 مگر اس کا نام میرے اہل گھر میں تھا کہ اس کا بیٹا کبھی  
 کوئی ایسا خوش بین نہیں کہ جانبِ بد نہ جائے۔ مگر اس کو وہاں  
 سے کہاں جاتا تھا۔ اس کا اے خدیجہ! کیا ہے۔  
 خدیجہ: انسان ہمارا کچھ نہ سمجھتا ہے۔  
 یہ کہہ کر کچھ کھینچ کر لے گئی۔ دم مار رہی تھی۔  
 چہرہ کھینچ کر طرفِ بائیں دیکھ رہی تھی۔  
 اچھا طرفِ بد نہ کھینچ گئی۔ میری، نہ تیری تھی۔

۱۴ جون :- آج ویپ بائیس گھنٹے میں بجی،  
دو مال دوسری ٹیکہ سدا مال کیا ہوا تو دوسری ٹیکہ ملے  
گو جبرین کے رے سی کا چہ ویپ کو نہ چھو نہ سس کا کیا ہوا  
کا ٹوٹنے کا کیا بنے گا۔ ۹ بجی تو زنگی تاکہ کن کی گر  
ویپ بائیس گھنٹے میں نوٹھی کے ویپ چھوٹے گئے۔  
میرے نظری ایک انسان کی خوشی میں ہے۔"

[illegible]

وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہاں ایک بڑا سا گھر تھا جس کے سامنے ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہاں ایک بڑا سا گھر تھا جس کے سامنے ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔



شہنشاہِ مہجمل  
(اس کے نام جوادب کو ادب سمجھتے ہیں)

ایک ایسا اسکول قائم کیا جسے جہاں شہر گئے کی بات  
تعلیم دی جائے اور وہی کے سہری کی تقسیم کی جائے۔  
جو شخص مستعد ہو گا۔ اس کی مشاغل میں ایک حصہ لے گا  
جو لے گا اس خدمت ہوگی چاہے وہ کتنا بڑا شہر  
یکو لانا ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ

میں کسی پڑوسرورف شاہ کو بنا دے گا۔ یہاں تک کہ  
کو نصیحت کا موقع نہ ملے۔ پھر سوال پیدا ہوا کہ وہی اور  
کھنڈر اسکول کا فرق کس طرح ملایا جائے گا۔ ترجمہ  
کو جو کھنڈر اسکول کے متعلق ہے ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔

ایہ شیخ کو کھانا نہ دیا وہ جب کہ کوٹھڑی کے  
ان کے والد اب کیسے گئے تھے ۹۰ پہلے تو وہ اس کو دے  
فریاد کی کہ کوٹھڑی آستوری کی شان بننے پر نہ تھے  
بغیر ان کے ۱۰۰۰ گئے تھے سو چھوٹا گھر جو کچھ  
تھے پھر وہ جب کھانا نہ کھا کر بیڑی مل کر شہر حرم  
میں کرا خیرہ چوکیا کرتے تھے اسی اس کو کھانا  
میں برقی فریاد کے کوٹھڑی بنائی گئی۔ یہ  
ہر ایک کے کوٹھڑی کے آستوری کی  
تو بہت کاٹھڑی بننے پر کچھ سب سے  
میں کھانا نہ دیا کہ کھانا نہ دیا

اسکول پر لا کر گیا تاکہ اس نے اپنے جسم کا  
 باقی اہم کچھ شہر کے سکونت ترک کر دے۔  
 پھر اتنا ضرر دیا کہ شہر کے تمام کھجور  
 روپ ایک ہونے لگے اور چند ہندو بزرگ اس کا  
 علاج حضرت گیت پریست نے اور عفریہ کے  
 فرزند سناہ شبت و تکی ادا کر دیا۔

کون شریف طری مشاورہ منسٹر  
مولد و ولد بنے کا آنر تدریس ہوا  
مدرسہ عربیہ جو کہ پہلے تھی وہاں سے کچھ  
بہانے دیئے گئے۔ دیکھو یہ عجیب

نام .....  
پیدا ہوا .....  
.....





# طرحی مشاعرہ

## نمبر ۶۳

مصرع طرح  
میں یہ ادب ہوں ہنسی آگئی تو کیا ہوگا

دل کے برابر تو کس انسانی مشاعرہ، یا اس کے قلیل چمکانہ  
کے محض ضررہ اور سال فرمائے

ناظم مشاعرہ

حضر مولانا آبرہہ حسن گنوی

صادق سیال - بھٹ

سیک تاک، اسی لکھ آبادی

ہر اکشن کا لہجہ آگئی تو کیا ہوگا

میں طعن بھی کہی آگئی تو کیا ہوگا

ظاہر ہے جب کسی شخص میں مسکراہٹ

اچھی تو ہر جہل کو تڑا ہے میرے

کس کھل کو دکھانا بھی نہیں اچھا

یہ بقیہ کے دلوں پر ضرر دگتی ہے

نظر سے بھید دل نازک کو گنگداتے ہو

ہر شخص میں سوز پیدا ہو

جہات سے تھکائی تو کیا ہوگا

تکلیف حشر کہہ دقت زندگی میری

بلا کہ طرب ہے غلامان کی ہر نام نہ کہ

ما تو کھانہ کی سستی جیبت سستی ہے

مجاونا ہے دو کام کم خفا کے لئے

تکلیف اتنے ہیں سبیل دل کا قد کہ

س نظر جھانک کے سہل سے نہ تم باتیں

محمد عبدالقدیم صدیق مست فتح پوری

خزاں پہ نیک بہار آگئی تو کیا ہوگا

اچھی تو جاہل حشر بندہ شوں پہ رانی ہے

جو نام ناز کے پردے تو اٹھنے والے ہیں

ستار ہوں میں دوادافم کا ہوں سے

میں رونا ہوں مقدس کہ اندر دست ہے خوش

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں پہاڑ اگر آگئی تو کیا ہوگا

کسی کے شمس پر آج آگئی تو کیا ہوگا

نکھو ناز جو تڑپا آگئی تو کیا ہوگا

یہ سوچتا ہوں ہنسی آگئی تو کیا ہوگا

جواں آپ کی تڑپا آگئی تو کیا ہوگا

میں پہاڑ اگر آگئی تو کیا ہوگا

نظر نظر سے جو حشر آگئی تو کیا ہوگا

یہ پہاڑ ہے چہ آگئی تو کیا ہوگا

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

جہات پاس سے گھبرا گئی تو کیا ہوگا

تھکے شمس نے تم سنا دیا ہے مجھے

میرے جہنم پہ چہنتے ہیں دیکھنے والے

کہاں تک آپ کی آمد کا انتظار کریں

نکھو غیض سے اسے دست پرست نہ دیکھو

اچھی نفس سے رہاں کی کچھ اسید نہیں

مجھے ادب کا صلا دیتے ہیں

چلا ہوں میں پئے دیوار یاد اسے صادق

علاحدیہ کمالی

کوئی شکل سے اپنی نظم اشعار نقاب

نہاں بھل کے اسیر شمس بزم ساقی میں

وہاں موت مرے حق میں کر رہے ہو مگر

چمک چمک کے سینو نہ تم چلو، دہ

یہ سوچتا ہوں کہ مرے کے جود داری

میں اتنا سوچا کہ بیک کا تپ جاتا ہوں

تو کیم اسوی بھال گوری

خزاں میں ہی اگر چھائی تو کیا ہوگا

کچھ خبر ہے کہ قید نفس میں اسے ہم

تیری یاد مسلسل اند اس پر تنہائی

بہاؤ خیم مگر دیکھ کر سر جھکی

سارہا ہوں فائدہ تو درد دل کا نہیں

کیم پھر مگر ناز اس ستمگر کی

حکیم جہانمائی حکیم پوری

چن میں دل کے حسرت ان آگئی تو کیا ہوگا

کی مراد کی مر جھانکی جو

چن میں دل کے حسرت ان آگئی تو کیا ہوگا

کی مراد کی مر جھانکی جو

چن میں دل کے حسرت ان آگئی تو کیا ہوگا

کی مراد کی مر جھانکی جو

فراق ہی میں تقاضا آگئی تو کیا ہوگا

جو ایک کسی کی فکر کائی تو کیا ہوگا

مجھے بھی ان پہ ہنسی آگئی تو کیا ہوگا

ہماری آنکھ جو پھرائی تو کیا ہوگا

جہات خوف سے پھرائی تو کیا ہوگا

اچھی پس میں ببار آگئی تو کیا ہوگا

میں پہ ادب ہوں ہنسی آگئی تو کیا ہوگا

نظر نظر سے جو حشر آگئی تو کیا ہوگا

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

نہ چھوڑا دیکھ کر مست دل حشر کو نہ چھوڑے

میں جہنم جہنم کے تھکے کھلا رہا ہوں مگر

ابو جہشت نامی اس ستم گئے  
خیال یار سے دل میں سود پر کئے  
ہم کو اگر جبر پھول کھلتے ہی  
خدا لانا کسیر نرم اک نقشے سے  
خیال سے دل کو گسار ہے حکم  
مے کس قدر عریان اللہ .... ات گھر

ہندہ آہ اگر چھانے لڑکا چکا  
 چھانے ان سے جو لڑکا لڑکا چکا  
 کبھی جو ان کو سنی انھی لڑکا چکا  
 میں صواب ہلا سنی انھی لڑکا چکا  
 اگر وہ ساری نیک انھی لڑکا چکا  
 ہے۔ ابراہیم

اسمیں دل فریب مایہ نازی  
خفا کا ہی گھٹا چھا گئی تو کیا جو  
دل کیسے جل مجھ اے عشق پریم جان میں  
کبھی سوچا ہے تیرے ہی اے ستم راجا  
نقاب پر غم سے بٹاؤ نہ تم خدا کے لئے  
فریب کا کھنکھاتا ہے زندگی میری

یہ تو جام سے نکلنے کی کیا ہے  
کچھ اللہ دل کہ ادا صانع کی تو کیا ہے  
جو دلا بیٹے ہی گھبراہٹ کی تو کیا ہے  
نظر منظر سے جو کراہٹ کی تو کیا ہے  
کیوں جناہ کی آہ کی تو کیا ہے

منکر امروزی و مقلد  
 زنی که درین طرد آغوش تو کیا چو کا  
 دامن منجھے بکلی تو کیا چو کا  
 بل کی بات دلوں میں رہے تو چلو چلو  
 درمزد کی خند جام ہے بجا لیتے  
 زلف ہوں ازل چین غامضی بہاؤ کی  
 لہک لہک صورت کو اس قدر منکر  
 آن انساوی سلفاں پر ہدی

نہیں ملک سے جو ملک کی تو کیا ہوگا  
 بیزار گئے قضا آگئی تو کیا ہوگا  
 یہ بات فہم نہ آگئی تو کیا ہوگا  
 جو میکہ پہ پہنچا جہان کی تو کیا ہوگا  
 خزاں پل کے اگر آگئی تو کیا ہوگا  
 یہ آگ سینے میں کھلا گئی تو کیا ہوگا

محمد قاسم سلطان دہلوی  
 تعارف یاد اگر آج بھی تو کیا بدھما  
 پیوہا کر نہیں آتا تھی فصل  
 میں دہلوی دل میں یہ نریت سے کرا رہا  
 خزانہ سے کے ہاتھ اما خزانے دل کی کھی  
 ہمارے دل میں جو عرض ہے انش العفت  
 شمس الحق صدق کر کرے نور  
 حیات موت سے کونائی تو کیا بدھما

مجرس آگ سی سڑکا گئی ترکی ہکا  
میدے ادب چون ہی آگئی ترکی ہکا  
جودل فرم کھنکھاتی ترکی ہکا  
خدا خواستہ طرح جاتی ترکی ہکا  
یہ سچا ہلد وہ کھا گئی ترکی ہکا  
بہادی چرخان آگئی ترکی ہکا

نظر سے جو دیکھائی نہ کیا ہو  
 ہولناقیوں میں انسانہ حیات گر  
 ہر کہ نہیں دیکھتا ہی جفا کا جواب  
 اسے سامنے نہ آج میں کو کون تو بہ  
 اُورم ہوئی کس ادا کو دیکھ کر ادا  
 خدا کا خداں مست و خود پرورد  
 اہم ہر کھٹا چھائی نہ کیا ہر  
 بہ کر نہ ہنگامہ کو کی بپا ہو  
 اے اہم چری در در غفل سے  
 دہائی کے رنج کی شبانہ دیدہ کہ  
 بارہ کے گھنڈے میں ہے خوف نہ  
 ناگس کا طے مانی کلاوی

نصایں ہدیٰ ہی ہر آنی تو کیا ہوگا  
تھادی دوح جو تھرائی تو کیا ہوگا  
دنا کے نام پہ کبھی تو کیا ہوگا  
جو سیکھ سے گھٹ جائی تو کیا ہوگا  
زباں پہ دل کی حر بات آئی تو کیا ہوگا  
سکھ کی یاد جو تڑپائی تو کیا ہوگا  
نظر، نظر سے جو ترائی تو کیا ہوگا  
یہ وہ ادیب ہوشی آئی تو کیا ہوگا  
بہادر بن کے خواں آئی تو کیا ہوگا  
چمن میں اپنے خواں آئی تو کیا ہوگا

عند الام جیہی زندگی کی راہیں میں  
ہمارے حال پہنچتے ہیں اہل چین  
اس خیال سے میراثی عرصہ کرتے  
بکارے ہر کام نے سے اپنی نظر  
محمولی عاجز بیگانگی  
نہاں آپ سے کوئی تو کیا ہو  
چلا تو ہوں تکی غفل سے زندگی  
دعا کا ذکر تو جہ طلب ہوں  
جنوں تو غیر جنوں ہوں جس عاجز  
اس طالب انصاف کی جہل پہ  
تھاری نہ اے جہل کی کہ کیا ہو  
چراغ شام نہ رہتے بظلم میں

خدا کی یاد بھی ادا نہ کی تو کیا  
 میں بھی اسی چہنسی میں تو کیا  
 تو جیسا پہنکے آگئی تو کیا  
 جو چشم باد کی شب بھائی تو کیا  
 شکست میری نعرہ کمانی تو کیا  
 جات موت سے کھانچائی تو کیا  
 کسی کو یا وجہ آگئی تو کیا  
 ابھی صدمت بہا نہ گئی تو کیا  
 قیامت ادا کر لی آگئی تو کیا  
 امانی اللہ یہاں چھا گئی تو کیا

میرا لبہ زخمی ہو گیا مجھ  
نہا مجھ ہی کسی کی شوق آوا  
ہم باہر چل آدھ سینے میں  
تو بلی بیڑی کے اوڑھے قدم  
کہہ دو اس دست پر ہاتھ

ہماری یاد اس میں آگئی تو کیا ہو  
دل و صبر کو سزا گئی تو کیا ہو  
کہیں یہ عرش سے ٹکرائے تو کیا ہو  
دل و فخر مرے چھائی تو کیا ہو  
اس میں بھی جس کے جیسی آگئی تو کیا ہو

ابن کو نام ملے لیکن سے حکم کو نفرت ہے  
 ہے جن کی یاد وہ اکثر ہی جزم میں  
 شرم و سلطان ہندی۔ احمد آباد  
 نظر فریب کہیں کھا کھنٹی تو کیا  
 میں تو بہ کر کے ہا ہوں گر وہ نام

بہارِ پیری مولیٰ کی تو کیا  
 طہیتِ اہلبی گرامیٰ کی تو کیا

انہیں بھی شرمِ احیا کی تو کیا  
 جو بد تو کھٹا چھائی کی تو کیا

|                                       |                                        |                                       |
|---------------------------------------|----------------------------------------|---------------------------------------|
| عبداللہ علی شمس الدین محمد کریم دہلوی | پہرہ کی یاد جو تڑپا گئی تو کیا ہوگا    | صدق شبنم شہزاد آبادی                  |
| میں نے کئی روزوں میں کئی کئی بار      | یاد میں کے خواب آگئی تو کیا ہوگا       | میں یہ ادب ہوں ہنسنا گئی تو کیا ہوگا  |
| گنہگار ہوں دہلی                       |                                        | کسی نے پریشان جو ہے غصہ کو            |
| نظر جو کس کے ہوتے ہیں شہزادہ میں      | نظر سے جو کئی گئی تو کیا ہوگا          | کسی کی نرم میں یہ جگر ہے مجھے شبنم    |
| دیکھو آئینہ میں ہمارا ہی ہے           | تسلیں تھیں نظر کھائی تو کیا ہوگا       | ہنرمیں چھپ رہی ہو                     |
| جہاں کی لڑائی و مصیبت میں کئی ہے      | خوشی کی جہاں میں نیند آگئی تو کیا ہوگا | میں نے یہ ادب مانا ہم نہ عافیت گئی    |
| لہذا یہ محمدان بہادری کو              | اگرچہ میں غمناں آگئی تو کیا ہوگا       | "نہاں میں کہ ہے" کا شہزادہ کے پیش نظر |
| عمر میں سب سے بڑی ہو                  |                                        | ایک شفیق عاجز                         |
| یہ کئی کئی بار شہزادہ میں             | جانتا ہوں میں گھر آگئی تو کیا ہوگا     | تو دیکھو یہ تپتے ہیں کہ نہ            |
| ادب شہزادہ میں کئی کئی                | میں یہ ادب ہوں ہنسنا گئی تو کیا ہوگا   | میری بہن باتری ہوتی ہے بوجھ کے        |
| میراثہ میں ہوتا ہے                    |                                        |                                       |

مصرع طرح طرحی مشاعرہ نمبر ۶۵

میں میں چاہے جہاں میں ملتا ہوں ہے نصیب بہادر

بہادر - نکاح توانی

فردی و مصلحت جو ہے کی آخری تاریخ

مکتبہ شعلہ و شبنم دہلی کی خصوصی پیشکش

صاحب طرہ کہنہ شوق نامور شاہ حضرت ضیاء فتح آبادی کا نیا مجموعہ کلام

گردِ راہ

دو آراء ملاحظہ فرمائیے

۱۔ ضیاء صاحب کی شخصیت کو ان کے احساسِ اہل و عیال پر مبنی تھا۔ وہ جنابت کو مذہبیت اور سلیقہ سے الفاظ کے پیر میں پہنچا کر دیکھتا تھا۔ ان کے یہاں شوق کی بجائے احساسِ اہل و عیال کی خاندانی کا نرم نرم احساس تھا ہے۔ ان کے یہاں جنابت کی گہرائی نہیں ہے۔ انصاف اور نزاکت ہے۔ اس لئے ان کے لہجے میں دلی برائی اور محاسن ہے اور ان کی شاعری میں بیکاری اور بیادری ہے۔

۲۔ ضیاء صاحب کی شاعری میں وہ ہر بات بندے سے کہتے ہیں۔ ان کی زبان مستند و پاکیزہ ہے اور خیالات لطیف ہیں۔ دلی میں ہندی ہندی دہلی دہلی

۳۔ ضیاء صاحب کی شاعری میں وہ ہر بات بندے سے کہتے ہیں۔ ان کی زبان مستند و پاکیزہ ہے اور خیالات لطیف ہیں۔ دلی میں ہندی ہندی دہلی دہلی

مکتبہ شعلہ و شبنم دریا کلاں دہلی نمبر

مکتبہ شعلہ و شبنم دلی کی خصوصی پیش کش  
 صاحب طرز کہنہ مشق، نامور شاعر حضرت فیاض آبادی کا نیا مجموعہ کلام

## گر درِ راہ

دو آراء ملاحظہ فرمائیے

- (۱) فیاض صاحب کی شخصیت کو ان کے احساس اور وجدان میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ مدہ جذبات کو عزت دینے اور سلیقہ سے الفاظ کے پیرہن میں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن دکشتہ رومانیت نہیں، ان کے یہاں شوق کی میاکی کے ساتھ انسانیت کی جانب دی کا نرم نرم احساس بھی ہے۔ ان کے یہاں جذبات کی گھن گرج نہیں ہے۔ نفاست اور نزاکت ہے۔ اس لئے ان کے لہجے میں دل آرائی اور مٹھاس ہے اور ان کی شاعری میں پُرکاری اور شجاری سے زیادہ سادگی و سرشاری ہے۔ (ڈاکٹر خواجہ احمد فاضل)
- (۲) فیاض مولوی شاعر نہیں ہیں۔ وہ ہر بات بندی سے کہتے ہیں۔ ان کی زبان شستہ و پاکیزہ ہے اور خیالات لطیف ہیں، دل میں جذبہ ہمدردی انسانی بے پایاں ہے اور ایسا شاعر ملک و قوم کے لئے باعث فخر ہو ا کرتا ہے۔ مبارک ہے وہ ملک جس نے ایسا بلند پایہ شاعر پیدا کیا۔ (آبرامسنی)

گر درِ راہ آج ہی طلب فرمائیے

قیمت ————— تین روپے پچاس نئے پیسے

مکتبہ شعلہ و شبنم، دریا بہ کلاں، دلی نمبر ۶

ند سالانہ  
چار روپے  
مششای  
۲۰ ۲۱ ۲۲

# شعلہ و شبنم دہلی

منی

۶۱۹۶۴

## فہرس

|    |                              |                                          |
|----|------------------------------|------------------------------------------|
| ۱  | راجستھان کی ادبی نفاذ کی سیر | مفتی کوڑی                                |
| ۲  | اصلاح                        | آبر احسنی                                |
| ۳  | ارشادات                      | ذبح ناردی                                |
| ۴  | غزل                          | آمر سدی                                  |
| ۵  | محمد سے نہ دوستو             | حسینی اسیر جیل پوری                      |
| ۶  | ذکر مال                      | دکھش امدادی                              |
| ۷  | غزلی                         | شیخ سلیم سودقی                           |
| ۸  | انکار نو                     | قرعہ آبادی شادان کوڑی                    |
| ۹  | جلال و جمال                  | ڈاکٹر نظام الدین نظام                    |
| ۱۰ | انتقام و انتقام              | انہر صیدی - دبیر ملک لوی - ناصر کاشی     |
| ۱۱ | عشر                          | قرعہ پوری - سردار سلطان پوری - عادل علیہ |
| ۱۲ | عاشقی کی آواز                | مترجمہ روشن چٹاوی                        |
| ۱۳ | دوستوں کی آواز               | مست فخر پوری                             |
| ۱۴ | پتھر کے آئینہ                | تعبیر کیفی                               |
| ۱۵ | میں مر جاتی کا               | منظر نظامی - بدعا قریشی                  |
| ۱۶ | تشنہ محبت                    | منزل و ہاتھ پیر                          |
| ۱۷ | چینی کے لئے                  | محمد حسین سودانی                         |
| ۱۸ | مری شاعرہ عزیزہ              | کیف جہانوی                               |
|    |                              | یوسف ماری                                |
|    |                              | محبہ حضرت آبر احسنی گنوری                |
|    |                              | (مختلف شعرا و کرام)                      |

جلد ۱۵  
نمبر ۵

ہیڈ آفس  
دریہ کلاں - دلی نمبر ۶  
فون نمبر  
۲۶۴۶۴۵

نگران حصہ تقسیم و مشاعرہ  
حضرت مولانا آبر احسنی گنوری  
ایڈیٹر

بل جین  
معاونین خصوصی  
تجوہر ہاشمی  
خرد و غوث پوری

قیمت  
۲۵ نئے پیسے

پیشام مشہور بل پرشاد ہی پرنٹر و پبلشر دیال پرنٹنگ پریس دلی میں چھپ کر دفتر شعلہ و شبنم دہلی کے شاخہ عملہ



۱۰۔ آخر ۱۹۳۲ء میں مفتی عتیق الرحمن صاحب کے  
بھتیجی کوڑھی صاحب نے ملکات کوکل میں ایم ایم خاں صاحب مرحوم  
مولا نانا لاہیری کا قیام معلوم کیا۔ ان کے تین کانی بیٹا  
ہو چکے ہیں۔ ان کے تین تین بیٹیاں کانی بابی میں مقیم ہیں۔  
شاہاب، ظفر غازی، پرواز غازی اور الدہ بقیہ کوڑھی ایسے  
نوجوان اور بہ نہار اور بد پرست اس کے ارتقا و ارتقاء  
میں بڑے خواص کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ انھیں نوجوان



ہائے اکثر اول غدیچے، انھیں سنا لے، اور بھی  
ادبی کتبیں اجتماعی حیثیت سے دین ملتے ہیں انہی  
میں گراں مغرب کے بعد احباب دہان اکٹھے ہوتے، اور  
اپنے اپنے ذوق و شوق کے تذکرے کرتے، مجھے خوب یاد  
ہے کہ ایک سال واسوخت امانت دہان پر بھی گئی، بعض  
دعویٰ ایک مصرعے کے صانع و برائے پرکاشی پر ترک  
لطفاً اندر ہی اندر تھی، بہت دفین یہ سلسلہ قائم رہا، بعض  
دفعہ مصرعوں پر مصرعے لکھے جاتے اور تین گھنٹہ تک  
پینل جاری رہتا، اور مصرعے ختم نہ ہو پاتے۔ شعروں  
پر تنقید ہوتی، مطلب مجھے جانتے شاعر اگر موجود نہ  
تو اعتراضات کا جواب دیتا، قیس کوئی اس زدیں نہ  
آتے، انھم و قسیم کے سلسلہ میں نکات کھل جاتے، درجن  
سے سند حاصل کی جاتی، اعلیٰان نہ جوئے پر بارے کسی  
اشاد سے رنج کیا جاتا، ہمارا طالب علمانہ دور برصا  
کی بیہنگ اور دیر صاحب کے نکاح کی نشستوں میں نہیں  
منازل کے ساتھ اکثر دیشتر گنہ گارے تسمیم ملک کے بعد  
یہ باتیں بھی ختم ہوئیں، چنانچہ دم دم کی دوکان شاعروں  
کی آماجگاہ رہی ہے، نشستوں کی اطلاعات اور شعرا سے  
واقعات کے سلسلہ میں یہ دوکان بڑی اہم خدمت انجام دیتی  
ہی، ادنیٰ مجلسوں میں احباب ہیں اکٹھے ہو کر گے بیٹھے  
ہیں، اس دوکان کے عقیدت مندوں اور شوق کئے والوں  
میں آپا کسی سے کچھ کہنا چاہیں، دم دم صاحب سے کچھ  
دینے، رقعہ لکھ کر دے جائیے، مکتوب ایسا درشاہ والیہ  
نہ بھیجے پیچہ جلے گا، رکود کے کسی شاعر و ادیب سے  
واقعات مقصود ہو، اس دوکان کا توسط بڑا کام ہے، کا  
رکود کے کسی شاعر و ادیب کا پتہ معلوم نہ ہو، اس دوکان  
کی معرفت آتفا کرے گی، شاعر اور ادیب اگر ادارہ ہو  
نکلتے ہے، تو یہ دوکان ان اداروں کا ادارہ ہے۔  
اس دوکان کا محل وقوع آراء و اہل حلقہ کے لحاظ سے بہت  
جائز ہے، گھنٹہ گھر بازار میں واقع ہے جہاں ادبی  
کم از کم ایک دو مرتبہ شرفیاضی ضروریات کے لحاظ سے

اور ہر دو گر کرتا ہے، اول تو نیاز و منہ طبقہ خود پہلی ماضی  
دہ کر کام از کم سلام سنی کے کہ جاتا ہے، ہندو دم دم مکتا  
ہمک میں رہتے ہیں، اچھا کاشا رہ دیا، چوکر ادا سے ہمارا  
ادب پیغام اور صرے اور ہینچا دیا، کوئی ایک دو روز کے  
نظروں سے اوچھل چڑھ گیا اور پیغام ضروری ہوا اور دھوکے  
کسی مقبر شخص کو پیغام سنانی کی ذمہ داری سونپ دیا اور  
خود سبکدوش ہو گئے، اہم معاملات میں حاضر کی کا علم  
پہنچا دیا، وہ حاضر ہوا اور گھر پرانشی کی ذمہ داری کوئی باہر  
کسی مشاعرہ میں جانے، یہاں ماضی دے لکھ جائے گا۔  
دہان کے کامیاب آئے گا یا ناکام، بیان ماضی دے گا  
سب روداد سنا کے گا، یہ اطلاعات کے فراہم ہونے کا مرکز  
بھا ہے اور ہر دو کا سنگ ایٹھن بھی، ان کا ایک شمس  
اس دوکان اور ان کے اپنے نظریہ کا آئینہ دار ہے  
حقیق بھی ہوتا رہے دوکان بھی جیتی ہے  
وقت ہو دم دم بسر آوے اور دھوکا دھو  
خدا رحمت کند، دین عاشقان پاک طینت دار۔

### نقد و تبصرہ

نظارہ و خیال  
بہار کے ۲۵ نئے چلنے شاعر کی  
ایک ایک غزل اور ۱۱ - لا غفلت  
اشعار کا مجموعہ من تصویر و صفات شاعر مرتبہ اختر ناسخ  
فیض - ناشد کتبہ سبیل - مین قیمت ۱/50  
صفحات ۱۰۰ - خوش رنگ - ماسٹریٹج - کھائی چھپائی  
کمانڈ بہتر -  
یہاں شاعر ادیب کے معاملہ میں ہمیشہ اپنی کے  
دوش بدوش کام کیلئے اور ہر دور میں بہتر اور نام آؤ  
شعرا اور اساتذہ پیدا کئے ہیں - صحافت میں بھی  
پچھلے نہیں رہا - آج بھی اس میں عمدہ فن کار کافی تعداد  
میں موجود ہیں -  
یہ مجموعہ بہار کی شعری زندگی کا ثبوت ہے -  
انتساب میں مرتبہ بڑا اچھا مجموعہ کھائے - اس نیکانہ

کے نام جو یہ شروع و قلم کرنے کے باوجود اس  
پر دبجنگائی قدس گناہ ہیں - جذبات بہت پیچھے  
ہیں محرم نام رہے دہان میں بھی ایک ہی رہتی ہے -  
اول و گرد کو طاب علم بن کر حاصل نہیں کرتے، ہر وقت  
سے پہلے ہی استادی کی کٹھن طہر ہیں - دوسرے نانا  
کا ساتھ نہ دیتے چوے اسانی میں اپنے کلام کی اشاعت  
کی جہد نہیں کرتے - یا کلام کو قابل اشاعت نہیں سمجھتے -  
ادب کی یہ بیماری عام ہو چکی ہے کہ لوگ غریب کھائے  
نہ کیجئے کا طعن کرتے ہیں کاش وہ یہ بھی سمجھ سکتے  
کہ غیر کھائے گھاس کھو دنی بھی نہیں آتی - ایک نہایت  
قابل ہونہاد صاحب دماغ اور صاحب علم جہاں سال  
ایسے ہی شاعر کا ایک شعر سنئے - اگرچہ اس شاعر کے کثر  
اشعار بہتر ہیں -

نہیں ہے غیر با عقل و خرد کی اسے .....  
بڑھار ہا ہے جنوں ہاتھ دوشی کے لئے  
اس میں عقل کا رخ دنگ سے ساقط ہو جائے، اگرچہ ہر ہنر  
جو ان کی صاحب نظر سے مشورہ کا قائل ہوتا تو اس قسم  
کی خامیوں کا امکان نہ ہوتا اور یقیناً مستقبل میں اس  
کا کلام سن - بی پیش کیا جاتا، کیوں کہ قد تنے اسے  
بہتر صاحبین رحمت فرمائی ہیں -

اس مجموعہ پر مرتبہ نے خیالات ظاہر کئے ہو  
پیش لفظ اختر ابریزی نے لکھا ہے اور تقریباً طیب تھا  
مدیر موجود ہے  
لاریب مجموعہ میں بہت سے اشعار صاف بلے میں  
اور بہتر ہیں اور مجموعہ اس قابل ہے کہ ہر صاحب ذوق  
کے مطالعہ کو نیت بخشنے - آبر احسن -  
حضرت خرد و خورشیدی کا پہلا مجموعہ کلام

### دنگ و بوب

قیمت - ڈھائی روپے  
مکتبہ شعلہ و شبنم - درویش کلاں - دہلی

اردو شعری ادب میں گراں بہا اضافہ

جنگینے کے بعد



آبراحسنی گنوری کی غزلیات کا دوسرا دیوان

جس میں

۲۵ غزلیں، ایک نظم اور متروکات کی مکمل فہرست ہے  
عام دیوانوں سے تین گنا میٹر ہے۔!

قیمت صرف تین روپے ۲۵ نئے پیسے

غزل کا معیار کتنا بلند ہو چکا ہے، یہ قرینے کا مطالعہ بتائے گا

(ملنے کا پتا)

آبراحسنی - گنور - ضلع بدایوں (یو۔ پی)



# محسن دموہی کی غزل پر آبر احسنی کی اصلاح

- ۱۔ مرے دوست اس پہ بھی خدا کر مرے مشتق ہے تجھے  
(یہ نہ پوچھ عاشق زاد نے تجھے جہدِ عشق میں کیا دیا)
- ۲۔ مجھے جب ملا ترا آسرا بڑھی ادھ پیچنے کی آرزو  
کسی آستان سے غرض نہیں وہ حرم ہوں یا ہولِ مہم کیے
- ۳۔ نہ جگی کہیں بھی مری جس میں وہ کلیسا ہو کہ ہو جوتے کردہ  
اسی دھن میں غر گر گئی کہ نصیب اپنی ہو معرفت
- ۴۔ میں تلاش کرتا رہا مگر مرا اپنا کئی نشان نہ سمجھا  
یہ وہ اپنا عشق ہے دوست کیا لدا ڈال اس پہ بھی بیٹھنی
- ۵۔ تیرے راوی عشق کا فلسفہ نہ سمجھ سکا کوئی آگ نکھر  
مجھے پہلے اس کی خبر نہ تھی کہ خودی سے میرے دوست کو
- ۶۔ نہ ملے وہ کہیہ و دیر میں نہ ملے وہ محض عام میں  
تری آرزو کی درد گیاں اسے تم کہوں کہ خوشی کہوں
- ۷۔ ترا فم تو مجھ کو ملا مگر نہ سمجھ سکا میں یہ روزِ غم  
جو رہا قفس سے میں چر گیا تو پھر اس کا ہر گال کیا
- ۸۔ مجھے تو قفس سے رہا نہ کر یہ کس سہارا ہے آخری  
مرود کوئی

۹۔ نہ رہی کشش کسی بات میں نہ (رہی کشش وہ) حیات میں  
یہی سوچتا ہوں میں (رات و دن) تیرے فم نے بھرنے کی گلیا

تو جہیم مل عاشق زار بازاری فقط جہدِ عشق مشو (اور اپنا اٹھالے کے سوا یہ جس کو محبوب پہنچے بھی اور پتا تھا اور اس کا شعر میں ثبوت نہیں شعر کا معنوں کا بیان نہ رہا)  
باز دلی اور شعر نہایت خود پست قسم کا تھا۔

- ۱۰۔ ہم نشیں باہم پاس بیٹھنے نالکے کہتے ہیں۔ محبوب کو نہیں مصروف کی بندش بھی کم زندگی۔  
کلیسا کا لشکر ہا تھا جو نامزد تھا۔
- ۱۱۔ میں شرد و مصرع میں "میں" بردنِ مہم کو خلاف فصاحت جانتا ہوں "میرا اپنا کئی نشان نہ تھا" "خلاف الی زمانہ کی اور تریب مجمل اللہ بلے و بط گاہ۔  
نشان کی نگار بھی تیج۔ شعر اکثر اکثر اساتھا۔
- ۱۲۔ روزِ عشقِ تیج، عشق ہی کافی تھا۔ یہاں خلفہ پہ مل لایا گیا۔ مصرع کو جود تھا۔
- ۱۳۔ کہوئی چکوئے "جہاں میں نے خود کو بھلا دیا۔ جو دنیا دہ کر لپے اس کی مینا بہت سے۔ یہ وہ مصرع ٹھیک ہے۔ نہ دوسرے مصرع کا پیرا مگر البتہ کا مقام  
"جہاں" حرفِ مکنائی نہیں بلکہ حرفِ زمانی ہے۔ "یہ وقت کے سنی ہیں۔ مطلب یہ کہ اس وقت میں نے خود کو بھلا دیا۔ اسی وقت وہ مل گئے۔ اس حرفِ زمانی کا تھا  
(یعنی مجھے ۱۹۷۶ء میں ملا تھا۔)

## ارشادات

محبت سے خدا محفوظ رکھے اس آفت سے خدا محفوظ رکھے  
خدا سے میں کروں ان کی شکایت شکایت سے خدا محفوظ رکھے  
وہ مجیب تک چل کر نہ پہنچوں نجات سے خدا محفوظ رکھے  
ہمارا دل امانت ہے تمہاری خیانت سے خدا محفوظ رکھے  
گلوں کو چھانٹ کر گل میں نے توڑا نفاست سے خدا محفوظ رکھے  
قیامت ہے تمہاری خوش خرامی قیامت سے خدا محفوظ رکھے  
اذا غمزہ اگر شمشہ و نازہ اندازہ ہر آفت سے خدا محفوظ رکھے  
میں دینا پڑا اُن کو، دل اپنا مروت سے خدا محفوظ رکھے  
پریشاں ہیں سب ارباب ضرورت ضرورت سے خدا محفوظ رکھے  
دل خود دار ممنون کرم ہو عنایت سے خدا محفوظ رکھے  
جہانفت میں ہزاروں رنج و غم ہیں توفیق سے خدا محفوظ رکھے

وفاداری کا یہ کہنا ہے اے نوح

بنیاد سے خدا محفوظ رکھے

# غزل

(تند ہوش)

دستِ ہمدار ہوں اور پریشان ہوں گے  
مرحلےِ عقل سے ہستی کے نہ آساں ہوں گے  
صرف روانے نہ صبا چاکِ گریباں ہوں گے  
کچھ انہیں دگوں میں مبتلے عوفاں ہوں گے  
منہ بجا کہتے ہیں سسئی طوقِ ناختی  
دماغِ تم جتنے چھوٹے نمایاں ہوں گے  
تمہاری باوجود مخالفت کا ہمیں خوف نہیں  
اور ہوں گے جبرِ اربابِ تر دماغِ ہوں گے  
کیا خبر تھی کہ محبت کے یہ پُر کیفیتِ ارباب  
تیرے کہ بھیجے پیرِ محبت رنگِ جاں ہوں گے  
خود پریشان ہیں ہونے کا کچھ شوق نہیں  
تم پریشان کرو گے تو پریشان ہوں گے  
جن پہ ہم اہل وفا شوق سے لائے ایمان  
کیا خبر تھی کہ دی دشمنِ ایمان ہوں گے  
رنگِ پر رنگ بدلتے بدلتے ہی رہے  
ہم نہ شاکی مزاجِ غمِ دماغِ ہوں گے  
دوسرا نام زمانے میں ہے اربابِ دل کا  
کہنِ سادہ ہے کہ جس دل میں نہ دریاں ہونگے  
تھے اسی دہم میں اب اس دسکوں ہو گا نصیب  
ہم نہ جگتے تھے کہ ساحل پہ بھی طوفاں ہوں گے  
لاکھ انجامِ محبت ہو سکوں سنہِ آخر  
ہم نہ پھولوں کی طرح چاکِ گریباں ہوں گے

حسین اسلمیر - جبلِ پوری

# مجھ سے روٹھو نہ تم

دل نہ تو ڈھرا لہ سے روٹھو نہ تم  
دیکھو ہم خدا مجھ سے روٹھو نہ تم  
اک سفر کا بھی کیا ٹھکانا؟ بھلا  
آگِ جہنم میں یہاں کل چلا جاؤ گا  
ساتھ جیہٹ بھی ہے تو نہیں بولیں  
پھر ٹھٹھکا کر دھر میں کہاں آؤ گا  
جب چلا جاؤ گا میں تو گھبراؤ گی  
اور پھر تم اکیلے میں بھٹاؤ گی

ہو گا ٹھٹھکا جیہٹِ جگر روٹھو گی پھوٹ کر  
یاد آئیں گی میری دغائیں نصیب  
توبہ جاؤ گی اٹھکِ غامت میں تم  
یاد آئیں گی اپنی جفا میں نصیب  
آپ اپنے سے اس وقت شراؤ گی  
اور پھر تم اکیلے میں بھٹاؤ گی  
ٹھٹھکا جیہٹِ جگر کوئی میری طرل  
تم کو بے ساختہ میری یاد آئے گی  
ذہنِ ماضی کے گنبد میں کھو جائے گا  
میری آواز کا نواں سے ٹکرائے گی  
ہوکِ اٹھکی دل میں تڑپ جاؤ گی  
اور پھر تم اکیلے میں بھٹاؤ گی

ادنیٰ جی ہے یہ زندگی کی ڈگر  
راہ چلتے ہوئے ڈھٹاؤ گی تم  
سخت دشوار ہو جائے گا یہ سفر  
اور کوئی سہارا نہ پاؤ گی تم  
عرِ بحرِ بد بد ہو کر رہیں کھلاؤ گی  
اور پھر تم اکیلے میں بھٹاؤ گی  
تم کو میری قسم مجھ سے روٹھو نہ تم  
ان جاؤ صنم مجھ سے روٹھو نہ تم



## ذکر حال

ہم نشیں اگر ستاؤں تجھے افسانہ حال  
ذکر اس حال کا جس حال میں جیتا ہے حال  
یہ وہی دوسرے ہیں دور نے انسانوں کی  
ازمہ خیز زباؤں کا تسلیم چھینا،  
جس نے نیکی سے نیکی کی دھن چھینی ہے  
مسکراتے ہوئے چوٹوں سے ترقم چھینا  
چند دوندے ہوئے فرسودہ خیالوں کے لئے  
بھائی سے بھائی کی بے لوث محبت چھینی  
دے کے اس دور نے افلاس کی بیماری کو  
شس کی سادگی اور محنت کی غیرت چھینی  
کتنی ماؤں کی امیدوں کے دیئے چھونک دیئے  
کتنی بہنوں کی دگتی ہوئی عصمت چھینی  
درد و یلہ پر چھایا ہے اداسی کا خیار  
سارے ماحول پر غربت کا منہ طاری ہے  
آج کے دور میں انسان کا حوالہ حیات  
بھوک ہے، پیاس ہے، افلاس ہے، بیماری ہے  
جب تڑپتا ہے کوئی بھوک کی بے چینی سے  
اندگی دنیا یہ سمجھتی ہے کہ بیماری ہے  
خون اگلے ہوئے ان ایچی طوفانوں میں  
آج انسان ہے لڑے ہوئے ساحل کی طرح  
چھس کے چھوت کے چھوڑ میں نہ جانے کب سے  
زندگی بچا کر رہے کسی جھسل کی طرح

## غزل

نگوں کا ذکر نہ خاروں کی بات کرتے ہیں  
ہم اپنے دل کے شرابوں کی بات کرتے ہیں  
زباں پہ اپنی جب آتا ہے ذکر باغ و بہار  
تو داغ دل کی بہاروں کی بات کرتے ہیں  
میں تھے وہ جو عالم پہ جاہ دیتے تھے  
نہیں ہیں وہ جو کناروں کی بات کرتے ہیں  
خزاں کا دل بھی سرت سے جھوم اٹھا ہے  
ہم اس اداسے بہاروں کی بات کرتے ہیں  
شعور جن کو نہیں ہے زمیں پہ رہنے کا  
وہ لوگ چاند ستاروں کی بات کرتے ہیں  
نظر میں جن کی نہیں ہے مقام خود داری  
وہ دوسروں کے سہاروں کی بات کرتے ہیں  
سکیم ان کی جسامت پہ مجھ کو حیرت ہے  
زمین پہ وہ کے جو تاروں کی بات کرتے ہیں



# غزلیات

جب ہم کو محبت میں بیٹے کا شعور آیا  
سہمی ہوئی آنکھوں میں انداز غم نہ رہا  
پہنے کا مرے ساتھی انداز نہ رہا  
زلفیں جو تری چمکیں آنکھوں میں سر نہ رہا  
سب رند لے سافر ساتھی کے حضور آئے  
میناے غزل لے کر میں اپنے حضور آیا  
میری ہی دعاؤں سے میری ہی دعاؤں سے  
کچھ حسن پہ نہ آیا، کچھ عشق پہ نور آیا  
بھولے سے اگر میں نے آپ اپنے ہی جلوں پر  
اک بار نظر ڈالی، سو بار غم نہ آیا  
جب الرحمن راہ

برشش گم ہو گئے، بے خودی چھا گئی  
جب نگران کے جلوں سے صحران گئی  
کیوں یہ بے تابیاں، یہ تڑپ کس لئے  
لے دل مضطرب کس کی یاد آگئی  
اب یہ ہے گنجش میں یہ ترگی  
برق میر سنش سے مٹا گئی  
دل میں حسرت رہی ان کے دیدار کی  
ان کے آنے سے پہلے قضا آگئی  
میں جو رسوا ہوا ان کی فہرت ہوئی  
میری دیوانگی ان کے کام آگئی  
قطعہ تالیف

انتقل پر طالع جادب عبد الرحمن حقا میا شاگرد شید حضرت معطر فریادی  
حیلے انقلاب پہ دیا جوئے شید، شک سے جلے ان کو طالع کتن کہیں  
ملے وطن میں دھوم ہے لکے کام کی اب اس سال اور شاعر وہ کہیں  
آندگی بڑا دعا بھی و صاوت خدا کی یہ بے ہی مگر کئی است و کھیں  
کے فکر سال دس تو بلا سہ دش فب  
کھے کب جادب چراغ سخن کہیں  
۲۰۰۶  
فکر تار یا رعت پہ قلیا کا دل  
کھدا ہے ککھ۔ گردن چراغ سے  
۱۳۹۹

چلا ہے قافلہ غم کہ ہر نہیں معلوم  
تمام ہو گا کہاں یہ سفر نہیں معلوم  
بس اب تو میری اچھلے لے دل بیتاب  
انہیں گے وہ نظر کب ادھر نہیں معلوم  
ابھی تو گھر میں مرنے غلوں کے سائے ہیں  
کب آئے گی وہ عروسی سحر نہیں معلوم  
نہ خیریت کہنی اس کی زیر سے خط کا جواب  
جنگ بہا ہے کہاں نامہ بر نہیں معلوم  
کچھ کے سوچا کے اہل جنوں کی بات کرے  
خوش و غم نہ رہے شین اگر نہیں معلوم

نکدہ صدیقی دہلوی

دہرہ بکھاری

عبدالرحمن ناصر کاٹوی

نہت کسی نے اب تک مرے عشق کا ترانہ ،  
کبھی مجھ کو نہ سنائی ، کبھی سرگیا زمانہ ۔  
کبھی ہفت مشعل زلف ہے کہیں آنے صیقلِ خطو  
ہے مصیبتوں کی زد میں مری شاخِ آشیاں  
ترے دم سے میں نے پایا یہ مقام وہ بندی  
نہ جھلکے گی مجھ کو ، کبھی گردشِ زمانہ  
میں سمجھ رہا ہوں ناہد کا دم ہے شاعری کا  
کہ زمانہ سارہا ہے مرے نام کا ترانہ

تری زندگی تبسم ، مری زندگی شرارہ  
وہ حسین گلوں کا مسئلہ ، خزاں کا اک نظارہ  
تازمِ دلِ بانی ، تجھے لے گیا جہاں تک  
مرے عشق نے دیا ہے ترے حسن کو سہارا  
یہ شکست ہے دل کی تجھے پا کے کھجکا ہوں  
بڑا تیز بہرہ ر ہاتھا ، مری حسرتوں کا دھارا  
مری لغزشوں نے رہبر ، کچھ ماسے بندے  
کبھی عیش سے تھی لغزت کبھی رخ تھا گو ابارہ

میرے خاص و عید کعبہ کی شاہکشا ہوں میں  
ماسترِ طبع ہر پہلو کو دکھا سکتا ہوں میں  
اے جہنم عشق بیاتری و محنت کے ثار  
اپنے قدموں پر تک کبھی کبھی کھجکا ہوں میں  
کیوں اڑا ہے کوئی میری خستہ حال کا مذاق  
سازِ غم ہے میری خوشی کی حرکت کا کھجکا ہوں میں  
وہ بچا ہے میری سچی اک دمانے کے لئے  
راہِ پیغمبر ماہِ انصاف کو دکھا سکتا ہوں میں  
گامِ نیک دارِ جہاں یار ہے میرا وجود  
دو شفیق ماحولِ دنیب کی پٹیاں دکھا سکتا ہوں میں

# جلال و جمال

شخصِ انجی صدیقی قمر فتح پوری

ظہور احمد بٹو سہلان پوری

ششاق احمد عادل ادیب

زندگی کا ازل سے یہ دستور ہے  
کوئی وجود ہے ، کوئی سرور ہے  
حسنِ اپنی ادا کا یہ سرور ہے  
عشقِ موم کے بیٹے پہ مجبور ہے  
حسن کا ہنگامہ آکے دیکھو ذرا  
گوشہ گوشہ جہاں بقعہ ڈر ہے  
وہ صے دل کے بت شکن تو نہیں  
یہاں ہمایری منزل اگر دور ہے  
چھتا کیلے اے چاہہ گر حال دل  
چہچہ جو زخمِ شتاب وہ ناسور ہے  
صرف جنت کی خواہشِ قمر کو نہیں  
ہندہ زانو کو کبھی خواہشِ خود ہے

منہبط کو کیوں کر قرار کروں وہ بھی اتنی رات گئے  
آنکھوں کو خوں بار کروں وہ بھی اتنی رات گئے  
پینے سے انکار کروں وہ بھی اتنی مات گئے  
ساتی سے نکار کروں وہ بھی اتنی رات گئے  
آج میں اُن کو یاد کروں شامِ دلِ ناشکر کروں  
رخِ غم سے پیار کروں وہ بھی اتنی رات گئے  
عیش و طرب کی محفل میں لے میرے جذبات دل  
کیوں غم کا اظہار کروں ، وہ بھی اتنی رات گئے  
کچھ میرے محفلِ سرورِ نظم و غزل اپنی پڑھ کر  
کیوں غم کا اظہار کروں وہ بھی اتنی رات گئے

جو دورِ دل سے مرا اضطراب ہو جائے  
علاجِ دردِ محبتِ شتاب ہو جائے  
اگر بیان کروں اُس کے حسن کا عالم  
ہر ایک شعرِ مرا لا جواب ہو جائے  
جو داغِ دل پہ ہے میرے کسی کی اُلفت کا  
عجب نہیں ہے اگر آفتاب ہو جائے  
لے آئی قریہ آخر توئی کششِ اہں کو  
دلِ حزینِ ترا خانہ خراب ہو جائے

شکر ہے کشن کی وجد آمد موسیقی سے آراستہ ایک ناقابل فراموش جذباتی تصویر

سنیل دت - سر جادیوی  
جمنا - محمود

شوہیا کھوٹے - آغا  
جنت - سدیش کمار -



موسیقی - شکر ہے کشن  
ہنڈل سرٹاز کٹرا - پر ساد

پر ساد پروڈکشنز  
مدرا س کا

انوکھا شاہکار

## بی بی بی

شکر دار • ریگل • منروا • امبا • کھٹ

۱۰ اپریل • شایہمار • سدیش

نیز • رادھو شاہدہ • موہن چتر لوک • فازی آباد

راج شری پچرز • چاندنی چوک دلی

سے  
افتتاح



محمد عبدالغنی صدیقی مست فنی پوری

# غزل

چھٹی ہے جب محبت سازِ دل      زندگی ہوتی ہے ہم آوازِ دل  
دیکھ تو لوں اک نظر ان کو، مگر      ڈبے مجھ کو کھل نہ جائے بازِ دل  
ایک ہنگامہ ہے بزمِ ناز میں      کون سنتا ہے یہاں آوازِ دل  
لب ننگ آسکتی نہیں رونا و غم      کھل نہیں سکتا ہمارا رازِ دل  
نالہ و فریاد سبھی ہو جیسے      ہے وہ آوازِ شکست سازِ دل  
اک نظر میں ان کا ہو کر رہ گیا      ہر بھرم نے اٹھائے تازِ دل  
یوں تو بجلی کی تڑپ لیتی ہے خوب      کچھ نرالا ہے مگر اندازِ دل  
رلت بھراے مت میں روتا رہا  
آہ و شیون سے طائے سازِ دل

حیثیتِ غریبہ تھی تپاں ہر دم کی ..... اپنے اس  
سے کتنی شہت سے نفرت کرتی ہیں۔ وہ انداز سے  
بڑے آواز پر اعلان نہیں کیا کہ چار سال پہلے اس  
نے کس طرح پاکیسے سے کاسم جیتی چھوڑ کر دیا تھا۔  
اسی شام وہ اپنے چاندی شکر کی کون کے ساتھ  
جو پڑی کے ہوا سے پرکایا۔  
"تم کہتے ہو کہ ان کو کس نے دے دیا ہے ہر سہ کون کا  
آواز نے دیانت کیا۔  
"میں اس کے بدلے میں ہی تم سے بات چیت کرنے  
تلاہوں۔" بریگیڈیئر نے جواب دیا۔ "میکون کو میرا یہ خیال  
ہے کہ جب تم نے ان کو کون کو میرے پاس فروخت کیا تو تم نے  
مجھے دیا۔" "نہیلا۔" "دست!"  
"تمہارا یہ مطلب ہے۔ میں نہیں سمجھتا۔" ہنسنے  
نے ہر تے سے چھپا۔

دے دے "میرا" ..... دے دے کتنے پہلے میں محمد

— اے فیرت انسانہ! —

یہ کہ تم نے مجھے کہا تھا کہ تمہارا کتا جو پر

محمد وہ دے دے اس نے اسے گلے پکڑا اور دھڑ

"کو کتا" عورت نے ..... چلی جا کر گیا۔

مکہ کے کسی بھی اسکور کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے مگر

نے اپنے دانت اس کے گوشت میں جو ست کر دیے۔

ہمیشہ کی طرح آہی جی تمہاری بے قوتی ہو گئی۔

نے یہ دیکھا کہ کئی اسکوروں کے ساتھ اسے آسانی سے

جب بریگیڈیئر واپس آیا، تو اس کی جوبہ دم ٹوٹ

۱..... ۲..... ۳.....

اڑ سکتی تھی۔ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

وہی تھی اور کون وہ الا کالی نہیں رہا تھا۔

پھر وہ بریگیڈیئر کی طرف متوجہ ہوئی اور بولی

"تا مکتی! " ہنسنے پر اسے نندے کہا

ہنسنے اور بریگیڈیئر دونوں ہی کو گرا کر دیا

تے فریڈ۔ "تو اب اس جگہ جا کر جیون کتنی کو چھپایا

ہنسنے کی چوٹی شرارت آمیز انداز میں مسکرائی

ان پر ہنسنے چلا، کون دلا آدھی بری ہو گیا مگر بریگیڈیئر

جو اب اس کا کام تمام کر دے۔ اگر تم ایسا نہیں کر دے

اور بریگیڈیئر بھی اس کی طرف دیکھ کر زبرد مسکرایا۔

کڑی بیچ دیا

تو وہ کل لڑی اس سے مجھ پر حملہ کر دے گا۔

ہنسنے نے دانت اپنی ٹھٹھی پر اچھرا کر دے دلا

تھکے دے آئی کی اب جو کتنی ہی صبر کرتے ہیں

بریگیڈیئر نے اپنی جوبہ سے کارشاہ کی ٹھٹھی کی۔

کی مسکراہٹ کو دیکھا اور دیکھا کہ اس کے دل میں ایک تخت

جتنی پہلے اس سے نفرت کرتے تھے۔ مگر اب وہ ہنگامہ

اندیشہ میں پانچ گویا نہیں۔

پیلہ چار گھر اس کا ہے احساس ہنسنے وقت ختم اس سے

کا طرف دے ہو جی تھا اور ہنگامہ کے افسروں کے لئے

مگر ہنسنے جیت چلا کہ اور مکتی تھا۔ افسر

پچھ کہ وہ یہ مجھ کے گویا ہنگامہ سے دلا ہے اسے

تھا ہی گیا تھا۔

کہ چاروں کتنے ہی تو کس لڑائی میں اس نے ہی تھے وہ

پکار کر پانہ دیا گیا۔ اور کسے کے کویک کسے کے دہرے کے

جس کو اس کے خفاک کتنی کی طاقت کا اثر

انہیں اپنی طرف راغب کرنے کے لئے ان کے نام کے

قریب لگایا گیا۔

کیا کہ تمہارا ہنسنے کا کیا تھا۔ وہ جوں کی بھڑک

انہیں پیار سے بلانے لگا۔

اب فریڈ۔ "اے صحت چوٹی..... ہنسنے

تھا کہ کتنے میں بہت تیز اور ہوشیار رہی وہ ان کی بد

آہستہ آہستہ کتنوں نے اپنے پہلے مالک کو بچاؤ

کی آنکھوں کے میں سامنے اس کی پوری تصویر بریگیڈیئر

موت کی کھال اور ہنسنے میں ہی جی نہیں لگاتے۔

یا۔ "اچھا دہرے کہ کتنے ہوئے اس کی طرف ٹپٹپٹے

جستہ سے بول کر ہنسنے

کے۔ دانت وہ ان کی طرف ڈرا..... دے دے نہیں بڑھ

کون دے آئی تے تو کہ کر کہا: "اب دہرے شاہ

# خاموشی کی آواز

نہیں وہ دھیم دھیم دھن ایک دھیرے کے توفی  
 برج میں سما جانے کو بے قرار تھے :-  
 کہیں کوئی دھن کے مصمم پہنچ کر باج نہ  
 جلائے کہ فیض جذبات کو ہنس دھن کے جبرائیل کثرت  
 میں بڑھا اس کے مصمم مگر شعری قہر میں ان کا حال  
 پہنچا کہ اس کے تھکنے میں سمیٹنے کی دم ۱۰۰ ہنگامی  
 دھیرے دھیرے جلتے جلتے طویل دن فقر کثرت سے بچنے وہ  
 نگاہ اب اشتداد کی سماعت ختم ہونے کے قریب تھی وہ  
 ان دنوں کے اساتذہ انداز میں تھیں جوتے جاہلی تھیں  
 کیے کہ اب شادی کے دن قریب تھے ۔۔۔  
 اور آج شادی کا دن تھا۔ اس نے ایک نئے جذبہ  
 اور توجہ کی شدت سے سموس کر کے جوتے سیلیوں کے  
 دھن کی اپنے دھڑ کو کپاتا اور سناتا پاپا میں اس کا پتہ نہ  
 مگر کی روشنی میں دھیم کے سانس کا گمان ہوا وہ اس  
 اس سے اور دھن کی گنتی بڑھانے کے سیکڑوں گلوں  
 کے سمیٹنے غلوں کی لڑائی لڑنے کے دنوں سے دہانے  
 پلکے کے پلکے کی خوش گوہر میں اس دن کا انتظار  
 کہ یہ توجہ جب سیلیوں کے درمیان ہی کے دم جسوں کی  
 کسم پاش میں مگر کر پٹے کی دھن سے سنت نے طریق  
 سے چھین کر لیا اور وہ ایک نئے جذبہ کے قوت اپنے تپ میں  
 سمیٹ جانے کی شرم اور رک ابھانے سے اس میں  
 وہ غمگین رہا نہ گئی اور آج اس کے خواہوں کوئی  
 قہر میں نے دانی تھیں مگر جبر میں خوشیوں اور ہنگاموں  
 کے چھینے تھے اور مگر کہہ خود کے ذہن پر ایک نیا اس کا  
 زیادہ بڑھتا تھا باج کی خوشی خوشی اس کے جبر کثرت میں  
 کے ساتھ سنو اور ہی تھیں اس کے مصمم اور چہرے سے  
 فہم مگر نہ کہنے دل میں آواز کی نام کا کوئی احساس  
 نہ تھا جبر میں ہی دھن سمیٹنے کے ساتھ توجہ کی دھمک  
 ہرگز کا رہتی تھی گنتی بڑھانے کی وہ دھن کی پادشہ  
 سے لڑتے تھے پہنچ کر اس سے بچنے تھے خوشیوں اور  
 دھن کے تھکنے ۱۰۰ دھن کی دھن اور انوں سے

یہ جبر کثرت کو ہی تو اپنے ساتھ لے جا رہی تھی۔ پاک  
 گیتوں کے لڑنے وہ دل خنداں میں بھر گئے اور وہ خوف  
 سے سیلیوں کے جبر میں بے حوش ہو گئی اپنے شانوں  
 سے بچنے وہ پٹے کو زبردستی لہرانے باج ایک دم اس کے  
 قریب آگئیں اور اس کے کانچے جسم کو اپنی باجوں میں  
 سمیٹ لے جوتے دھن دھن  
 - نرس! - میری ہنس کیا ہو گئی تھی۔۔۔  
 باج کی دھن جھٹ کی آواز تھی۔  
 "مگر اب جبر باج۔۔۔" فہم بھائی تو دھن  
 میں کر رہے تھے۔! - چھوٹی ہنس سلی اس کی ادب  
 دھن کی جبر سے گھبرا کر پھرتے گئے۔  
 "مگر نہیں میری جوت۔۔۔" دھنات بھائی کی کھرس  
 فہم بھائی۔۔۔! - باج اپنی سسکیوں پر قابض ہو گئی  
 فہم نے باج کو بھلیا "رشتہ تو میری ہی ہو گیا اور فہم  
 رشتے سے گھر نہیں ہے تو اس میں گھرنے کی کیا بات ہے؟  
 "خار۔۔۔" آپ نہیں جانتیں نرس کی میری ہی  
 طرح جبر کثرت کی۔۔۔! - باج اپنی بڑی بڑی آنکھوں  
 سے آنسو گھیرتی ہوئی بولیں۔  
 "پاشی بڑ رشتہ۔۔۔" انہیں بھی نے سکت لیو  
 میں کہا "اگر فہم نے میری یہ عزت کی تھی ہے تب ہی  
 بھیجی جی اس کے ساتھ نرس کو خوب نہیں کر سکتا۔۔۔  
 "اگر میری جوت۔۔۔! - اس نے اپنے گلے سے  
 ذہن کے ذہن کے ساتھ تو فہم کے ساتھ کچھ نہایت ہی  
 ہی دھن کی خوشیوں کو نہ خود ہو گئی۔۔۔" سسکیاں بھائی

اگے ہی ایک بار پھر میں کی فیض کی آواز نے اس  
 کے جوتوں کو زبردستی لہرا دیا۔ میں پیسے ہی کہتا تھا کہ  
 تلاقی میرا سے کافی نہیں ہے۔۔۔! - اور اپنے بھائی  
 فہم کی چاب کو کر کے بار لے گئے۔  
 اور فہم کی سیلیوں کے درمیان گھری آوازوں  
 کو اپنے سر پر ڈال کر میں جذب کرتی رہی۔ فہم نے اسے  
 دھن دیا "نرس! دھن کے کچھ اب جبر سے ہا  
 اپنے دل پر رکھو۔۔۔"  
 فہم نے اس کے آواز میں ساری کے آواز سے پوچھتے  
 ہوئے بھلیا "اگر فہم میری جوت ہے تب اس کی شہرت  
 نہیں ہوگی۔۔۔! -  
 "میرا دم گٹ مہا ہے۔۔۔" میں بھائی کی۔۔۔! -  
 اور فہم نے اس کے فہم کے شہرت میں اس کی آنکھوں میں  
 طرح جبر کے جیسے جیسے جبر میں سمیٹ ہو گئی۔  
 "جبر۔۔۔" میں گنتی بڑھانے کی۔۔۔! -  
 اپنے مصمم جذبات کا لہرا کر کے جوتے ہوئے۔  
 "نہیں۔۔۔! -" سکتی سے باج نے سکتی۔۔۔! -  
 سہم بھائی سے پٹ کر لے گئی۔  
 "رشتہ اپنی کم فیض کا غصہ اس پر مت اتارو۔۔۔  
 اسی اس کو بھلائے تھیں اور باج بڑی جوت ہے اپنے کپ  
 کی جاب بھائی۔  
 شادی کے ہنگام میں اور خوشیوں کی پادشہ  
 دھن میں مگر میں سمیٹا نہ تھا۔۔۔! -  
 یہ عرض فہم کی ادب تھا جی دھن بچنے کو نہیں لہرتے







حضرت محمدؐ کی زندگی سے ایک چیز۔

”ترجمہ ایم ایف ہائے باہر سے اس قسم کی خبریں دیکھ کر ہنس کر رہ جاتی ہیں۔ اس بات سے غیر متاثر نہ ہونا۔“

”جیسے ب۔“ ”ترجمہ مسکو ہسٹل کے چوہے بکھیرتے ہوئے بولے۔“ ”اب زیادہ دیر نہیں کہ اس کا دماغ کیوں خواب کر رہے ہو۔۔۔۔۔“

اد جہاں میں میں خیمہ سجی رہ گیا اور ترجمہ اس کو اپنے ساتھ لے کر چلا گیا۔

وہ تا دیر گھر ٹی فیم کو جاتے دیکھتے رہا۔

اور ڈھیر سا رے ریغی خواب دنیا میں اچھا رہا۔

تمام دن وہ اسی کیفیت میں ڈولی ڈولی کلام کرتی رہی

مگر اس کا اس کی کلام میں لگ ہی نہیں رہا تھا۔

پا ہنسی تھی کہ وہ ہر لمحہ فیم کی شوخی بھری باتیں سنتی رہے

چوبکرتی رہے اور وہ اس کے گناہ رہے، سنا تا رہے

کے آئینہ کی شوخی کا ترنم سے احساس ہوا۔ اس کا ہی بدلہ

میلوئی وہ مطالعہ کرتے کرتے خیمہ سے قریب چوٹی اٹھ گئی

کے آٹا نوی جھوٹ۔ ”یہ دل، یہ ترجمہ، یہ کہانی سننے

پر رکھ سکتی۔“

اد۔ اس کیفیت انیس طاقتوں کے لیے وہ برابر ترجمہ

کے گھر جانے لگی تہا تیل کے گھڑیوں میں وہ فیم کے قریب

آگ لگا۔ اور وہ دل میں کچھ حد سے کچھ بیان کرتے

گئے۔ فیم اپنی دلچسپ شخصیت کے ساتھ اس کے چہرے پر

چھانکتے اصرار کے وہ خود ہی طرح اس کے کشاںوں

اور خواہشیں چم چماتی۔ مگر چاکلی ایک طوفان سے اسے

اپنی لپٹے سے لیا۔ وہ ٹانیاں میں مٹا رہ گئی، اور

اس صحن کے چٹکیں میں سمیٹ کر رہے۔ مگر نہ رہ گئی فیم

ترجمہ کو ساتھ لے کر کوہستانہ دیکھنے آئی تھی۔

میں مسکانے کو کہتے اور اس کے کہنے پر وہ مسکانے

کا کوشش کرتی۔ مگر یہ مسکراہٹ واقعی ترس جیبت تک وہ

اس کے پاس بیٹھا رہا اس کا دل سمجھا رہا تھا۔ مگر

جیسے جہاں اس کا دل لڑنے سے سبک لڑائی ملے

کی امتیاز و تمیز کے بعد وہ صحت یاب ہو گئی تھی۔

اس کی صحت یابی کے مسئلہ میں ایک تقریب تھی۔ وہ ترجمہ

کے گھر کرنے اس کے گھر کی تھی۔ وہ نہیں ہی۔ فیم نے

پھر سے اپنی خوبصورت باتوں میں بھجوا دیا۔ اس کے

چہرے کا سجدہ دیکھ کر وہ کہنے لگا ”آپ سکرانی کم ہی

اکھٹے خاموش رہتی ہیں۔۔۔۔۔“

اور وہ اس کے غصے کو پا کر سرست سے اپنے زبرد

میں دھکیلتی محسوس کرنے لگی۔ کافی دیر بعد وہ پس لٹی۔

اس دن ہی وہ خوشی سے سوچی نہیں سہا رہی تھی فیم نے

اس دن اُسے ایک خاص جذب سے سرشار دیکھ کر چھوڑا

تھا۔ ”کی کسی کو قتل کرنے کا ارادہ ہے آج۔۔۔۔۔“

اور وہ فیم کے شروع ہونے پر خراگہ گئی تھی۔ اس نے

اس کے باتوں میں لگا بکا مسکراتے چھل گئے تھے۔

اس سے وعدہ لیا تھا۔ ”نرس! اب جب کہ میری دعا میں

کا میاں ہو گئی ہیں، یہی میں تمہیں اپنا کہہ سکتا ہوں۔“

اس نے اس کے ہاتھ کو اپنے نرم ہاتھ کا لمس پہنے

ہوئے جواب دیا تھا۔ ”یہ نہ کہ اگر مجھے واپس لے لے

تب اس کے آپ ہی میں رہیں۔ مگر۔۔۔۔۔“

اد۔ اس لمحہ وہ گھر کر اس سے جدا ہو گئی، اس کے جسم میں

سناٹے دوڑ گئے، بیٹیا کی چٹکی تھپتھپانے اس کی آنکھیں

چنچھیا دیں۔ فیم ڈر کر بھاگ نہیں۔ اپنی جگہ پر ٹوڑ

کھڑا رہا۔ اور وہ گھبراتے ہوئے گلے ابھرنے کے اندر چلی

گئی۔ بیٹیاں اور فیم میں کیا توک جھوٹی ہوئی اسے پتہ

نہیں چلا۔ مگر اگلے ہی دن سے گھر والوں کی سختیوں

نے اس کے پاؤں میں نئی نئی زخموں پہنا دیں۔ مگر اس کے

جذبات چاہت کے ہم پروردہ ہو گئے، جیسے پہلے سے

کس نے زیادہ اس کے ارادوں میں چٹکی لگائی۔ اور اس کی

چاہت میں نکلا۔ !!

اد۔ فیم نے کھلم کھلا اس کے اد کے اپنے

والدین کے سامنے اپنی محبت کو واضح کیا کہ نہ کسی

کو چاہتا ہے، اس سے شادی کرے گا۔!

اد اس کی بات چاہت کو دیکھتے ہوئے نہیں

سمجھنے اور سلی پہلے سے فیم سے خوب کڑوا تھا۔

شادی کا مسئلہ اس وقت بھی تیز رہا تھا۔

جلدی اس کے والدین کی طرف سے تھی، مگر فیم کے

والدین نے فیم کے شادی آنکھ کو تھوڑی کنکائی

کہ جب تک فیم عزت نہیں کرتا تب تک شادی کا سوال

یہاں نہیں ہوتا۔ اور یہاں ہی لاجواب ہو کر رہ گئے

تھے۔ اور وہ خود اپنے سارے خواہش اور چیزوں کو

سنبھالنے کی کوشش کرتی تھی، اس سے اس میں بھی

تھا۔ دوری جلد ہی فریت میں بدل جانے کی فیم

جلدی طاقت حاصل کر گئی، اس کے ذہن میں تصانیف

کے فن اسے کون ہی طاقت کی ملتی تھی۔

مگر وہ ایک سال کی لڑکی کی جگہ پر پہنچ گئی

اس کی اشتیاق کے جان لیوا معلوم ہوئے، پہلے

ملک کی معاشیات اور اقتصادیات پر بحث لگائی۔

وہ سچی بیانی طور پر ہمارا ملک اپنے کے صدمہ سے

ملکوں کی ہمسری کا ادھی کرتی تھی، مگر ملک کے اندر

اقتصادی اور معاشی حالات کو بہتر انداز سے سمجھنے

ہمارا ملک نہ دیکھ سکتے تھے، فیم یا تو غریبوں کے

کہہ کر اپنی زندگی کی خواہشوں کا گواہ بننے لگا۔ وہ

اپنی صلاحات ضائع کر رہی تھی، سب سے طاقت نہیں

تھی۔ صنعتی کام نہیں تھا۔ اکثر دیشتر وہ انجینئر

پر تھی۔ دتے افراد یہ دیکھ کر، جس دن فیم نے اپنے

اپنی نگر پاں پہنچ گئی، اتنے فیم یا تو غریبوں

بے کاری سے ٹکڑا کر پٹ پٹ کر رہی، سب سے

انجینئر کی گزرا کہہ رہی تھی۔ اتنے خود کش کر رہے

اد۔ فیم۔۔۔۔۔ اس کو ایک دم لڑنے لگی

ہو گئی۔ فیم کی توجہ اس سے بچنے لگی۔

خدا شہد ہے کہ اگر بے کاری سے ٹکڑا کر۔۔۔۔۔

لڑ کر رہ جاتی۔ مگر انہی دن اسے پتہ چلا کہ فیم

# دوسرے

مکمل ہوا

فکارت باطن کی ہے و شکوہ گل کی فکرت کا  
 جو کچھ جو رہا ہے کھیل ہے اپنی ہی قسمت کا  
 وہ آئے سامنے لیکن براہِ ہوا ہی قسمت کا  
 نقاب اٹھی تو پردہ پر عیا آنکھوں پہ حیرت کا  
 محافل میں گھول کے اندر گل میں سے عداوت ہے  
 سبق سیکھے کوئی کائناتوں سے دستورِ حجت کا  
 حیرت جلد بازی کا کبھی برکس ہوتا ہے  
 سبق سیکھے کوئی کائناتوں سے دستورِ حجت کا  
 ہوا کہتے ہیں اپنے کام میں وہ کامیاب اکثر  
 بھر و صبر سے کدو سے خراب فرج و حضرت کا  
 چین ہی پر نہیں ہے مضمون بات لے مضمون  
 قصہ میں جی کے گاہ کا آب و دانہ اپنی قسمت کا

بدلتی

اس کی کیا شان کبریا ہے  
 زندگی کے موت تائی ہے  
 عشق کی راہ پر ہے کائناتوں سے  
 دل کو فوق پہنچ پائی ہے  
 شادمانی کے پھول مڑھلے  
 جب کا عزم کی مسکرائی ہے  
 خاک ویرانہ چھانے والے  
 دل کی دنیا بھی ہوائی ہے  
 مٹ گیا جو رو و محبت میں  
 دائمی زینت اس نے پائی ہے  
 دل ہے پابند ولساں آزاد  
 کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

اس کے پھر وہ دنیا میں کی ہے جہنم  
 - نسیم - میرا جس بیابان پر ہے  
 والدہ خلتے ہیں، چھوڑا ہے... میں اپنے فرض کے  
 لے گیا کرتے ہوا تھوڑے پھونکے گئے مجھ سے  
 سب سے کہہ کر کہہ گئی - اور تیری سے ان کے ہاتھ سے خط  
 پھینکتے ہیں وہ بڑھتی  
 میری حیرت بڑھتی

میرا خط پا کر آپ حیرت مند ہونے لگے اور میری طرف  
 سے دل کی پرکاشی کو بھول کر مجھے مزید نام نہ کریں گے  
 کہوں کہ میں اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے اس کا کہنے کے لئے  
 مجھ سے تھا۔ مجھے تو کوئی کام یا پریشانی نہیں ہے جس  
 میں مجھے آگاہ کیا گیا ہے کہ میری شریکِ مکمل ہوئی ہے لہذا  
 میں جلد از جلد حاضر ہو کر اپنے فرض اور کام کو سنبھال لیا  
 اور کچھ جگہ پر تعینات ہو جاؤں۔ کیوں کہ چینی جدیدیت  
 پسند کرنے والی اور دنیا میں جو تباہی پائی ہو  
 اس کے زیرِ جنید و طینت کو میری طراوت کا ماہی  
 اسی لئے میری خوشی اور شادی اس وقت منقطع کر دی گئی  
 جب تک میں اپنے ملک اور وطن کا ایک ایک پانچاؤں  
 کہ میں نے کی کرتے سے واپس نہ لوں گا اس وقت تک  
 میں واپس نہ آؤں گا اور اپنے وطن کو ملک کہنے  
 قرار نہ دوں گا۔  
 گاڑی میں دھکم بھونک کر دوسرے کسی سے بڑھ  
 اس بچے کے ساتھ محاذِ جنگ کی جانب جا رہا ہوں کہ  
 کھانا تو آپ لوگوں کو ہنگام نہ کرے گی، بلکہ آپ لوگ  
 میرے لئے لادہ ملک کہنے۔ ملک کی بڑی کھانا کچھ  
 نیک فیصلہ اور دعا میں کریں گے۔  
 سجدہ کا - نسیم

اور خیریت کہ نہ ہفتہ میں اس کی کوئی خبر نہ  
 گئی، اور باقی کے کچھ دن بھی میں ہی کھڑے  
 رہے تھے، اور نسیم... ۹۹۹۰۰۰۰  
 شہرِ خیم کی توسیع، افسانہ میں ہمارا ہاتھ بلیقہ

میں نے اپنے دل سے ختم کر دیا ہے  
 مدد فرماؤں گی کہ موت کے بعد حال کی ساقیوں نے  
 جہنم کی ہے۔ اس احساس سے ہی اپنے گنگا کی  
 سکوئی بہت اور خوشیاں کھاتی محسوس کرتی، لیکن جب  
 ایک لمحہ ترم نے کہیں سے ایک نیم... عزت سے گیا اور وہ  
 شیل نہیں ہے اور دوسری طاقت کا حشر ہے جس سے  
 بہت کہہ کر وہ کھمبہ اور اختلاف کی ریتیں اور زیادہ  
 جان میں ہیں، یہاں تک کہ شاید اپنے فرض، اور چاہے  
 یا اس کے جنوں کو کچھ ہوئے شہرِ دی کے مسئلہ  
 انہما۔ تب ہی دشواریوں کے بعد وہ دل کی شادی  
 کا تہیہ لے پائی اور دوسرے دوسرے شادی کا تہیہ  
 تہیہ کر... عہ... یہ کیت کیوں غار میں چمکے  
 کہنا بھگتے؟ وہ کچھ صحت، خوشیوں اور شہرِ دی کے  
 اندر یہ کہیں سو گئیں، کہاں دفن ہو گئیں۔ مدد کر  
 کیوں غار میں اور کون سا مسئلہ ہو گیا ہے۔ اس کے دل  
 دماغ میں کسی لڑائی ہے؟ ساری بات یہی سب کچھ  
 یاد کرتے کہتے دوسرے دوسرے گئے!

اگلی صبح وہ اپنے مسمیہ مذہب پر ماضی و حال  
 محسوس کر سکی گئی، اس نے شہر سے اپنی بے کار زندگی  
 اور نسیم سے پیدا ہونے لڑتے کا جاننا یا اسے نسیم پر  
 جلتے کوئی غصہ نہ کیا، یہاں سے سارا گیا، حالانکہ وہ  
 دھول میں نسیم کے اس طرح کھڑے اپنا کچھ جلتے کو  
 غصہ نہ کیا، وہ وہاں ہی تعبیر دیتی تھی، بہت سے مزہ  
 تھے بہت سی باتیں تھیں، ناقابلِ برداشت باتیں، مگر وہ  
 یہ سب کچھ سمجھ رہی تھی اور کہہ کر ہی کیا کرتی تھی، اپنے  
 آپ سے بڑے ماضی تھا اور نسیم سے بڑے مدد دل۔  
 اے نسیم سے بڑے مدد دل کی امید تھی، جب کہ ان کی  
 محبت نے پاکیزہ اور بے فرض جنوں میں پرورش پائی تھی  
 مدد دل کی برفِ محبت کو سزا دے دے کہ وہ گئی تھی۔  
 کہ اس عداوت و بغاوت میں کتنی ہی بڑی خوشی و شہر کا  
 مدد دل کی برفِ محبت میں کتنی ہی بڑی خوشی و شہر کا











یوسف مدنی

# جینے کے لئے

میں نے کبھی سوچا تھا کہ میری زندگی کی طرف سے کونسی چیز  
 برآمد ہوگی۔ میں نے سوچا تھا کہ میری زندگی میں کونسی چیز  
 اس بات پر منحصر ہے کہ میں کونسی چیز کا احساس کرتا ہوں  
 تھا۔ وہ بہت حد تک میری زندگی کی طرف سے متعلق تھا۔ اس کے  
 جانب سے جو چیزیں میری زندگی میں تھیں۔ اس کے  
 پیش میں تھیں۔ اس طرح میری زندگی تھی۔ جیسے وہ  
 تھیں نہ ہو۔ بلکہ کئی جاندار تھے۔ جو اس کے جسم پر  
 ایک جیسے آسانی سے لگے۔ کون تھا۔ کون کی ادھی  
 بپ پر ایک قسم کا ہوا تھا۔ انہیں میری جسم میں غلط  
 تھیں۔ سفید تھیں۔ جلد جگہ سے جگہ کی سی ہوتی تھی۔  
 اس کی جگہ سے جیسے غلط تھیں۔ لیکن میں اس میں دینی ہوئی  
 تھیں۔ جلد تھیں۔ کتا ہونے سے، سرنگیت سے، اور  
 کال میٹر سے! یہ ایک اس کے وہ دن ہرگز نہیں  
 میں تھی سے جڑ گئے اور ہر بے سہارا ہر بڑی تری  
 کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ پٹ کی آنکھ لے کر ایک جیسے  
 ناگ چمڑیا۔ پھر اس کی آواز اس کے ذہن میں جیسے  
 ہنسنے لگی تھی۔ وہ جس میں ہوتی۔ وہ جوتے کے نیچے  
 بانڈ کر کے کھڑا ہوا۔ پارہا طرف سے ایک لمبا سکوت  
 لاری تھا۔ ہر گھر پر خاموشی تھی۔ اور ہر جگہ جیسے خاموشی  
 نا ایک جہنم کی تھی۔ وہ ایک جگہ میں تھیں۔ انہوں نے  
 ہر جگہ شرم کی سکوت کے واسطے پر جیسے ہزاروں  
 ابریں پیدا ہوئیں۔ وہ رات کی پٹ میں جیسے ان گنت ٹکڑے  
 لاشکار ہو گئی۔ اس کے جوتوں کی چاب برابر کوئی نہ رہی  
 وہ وہ خاموشی سے چلتا ہوا۔ تھکے ہوئے نہ حال قدم  
 ہستہ آہستہ بڑھتے رہے۔ یہ اپنی گھر پر دیواریں یہ  
 اپنی گلیوں اور ان کے راستے پر جیسے سکوت اور  
 بات کا گھور اندھیرا جیسے سب کچھ اجنبی تھے یہاں  
 کہ اس کے اپنے آپ پر جانی ہوئے کا شبہ ہوا۔ اور  
 اس شہر میں یہ کچھ وقت اسے اس شہر میں رہنے  
 مرنے کی بات تھی۔ اور یہ دوسری بات تھی۔  
 یہ بات تو بڑے خستہ سے ایک ہوئی کے گھر میں

گزارا۔ یہ انٹرویو ہوا۔ اور انٹرویو کے بعد.....  
 وہ چونک پڑا۔ اس کے سامنے کوئی سفید مایہ آباد تھا  
 سایہ قریب آگیا۔ وہ کوئی لڑکی تھی۔ جسم پر ہر موٹ کی  
 شرٹ ساتھی کی سفید شلوار اور سینے پر بڑی رنگ  
 دوپٹہ تھا۔ اس کی زلفیں کسی جوتے کی طرح اوپر گول  
 سی بندھی ہوئی تھیں۔ گلی تنگ تھی، راستہ محدود تھا  
 وہ ایک دوسرے کے قریب آئے، ایک دوسرے کی سانس  
 جسم، سر ہارٹ، خوشبو سب کچھ قریب آگئیں۔  
 آنکھوں کا آنکھوں سے تصادم ہوا۔ اور ایک جگہ کی کسی  
 چونک ذہن کے پردوں میں ڈوب کر ابھری اور مٹ گئی  
 جانی بھی فی نظروں کا وہ عمل ہو نہیں سکا ہوا۔  
 "تم۔۔۔!"  
 "آپ۔۔۔!"  
 ہر بات پہلے پہلے۔  
 میرا خوشی چھائی۔  
 ذہن میں خیالات کا ہجوم تھا۔ دل کی دھڑکن  
 میں ایک خوف پنا منہ پھیلنے کی سی کر رہا تھا۔ اور  
 ان کی اس اچانک ملاقات کا وہ جیسے تنگ سا گیا۔  
 اس ساکت ماحول کی طرح جس میں اندھیرے کے دیو  
 سکوت کے پانی میں ایسا مٹا کر نہیں ہائی۔  
 کل بھی یہی وہ وہ لڑکی کی ملاقات انٹرویو  
 کے دن تک ہال میں ہوئی تھی۔ وہ اندھیرے کے شرم سے  
 میں مرنے پانچ منٹ باقی تھے اور اس کے لڑکی اور

لڑکیوں کے وہی اس اور امیر کے وہی وہی تھے۔  
 لکے جھولے میں جھول رہے تھے! وہ گھبراہٹ میں سی آئی  
 تھی۔ اس کی پٹ میں پر سینے کے طرف سے تھیں  
 جڑے ہوئے ایک رنگ جھولے ہوئے تھے۔ جیسی تھی  
 تھی، ابھی تھی اور اسے قرا لیا تھا۔  
 "کیا انٹرویو ہو چکا۔۔۔ ۹۰ اس کی سانس  
 جیسے ٹوٹ رہی تھیں۔  
 "جی نہیں۔ پانچ منٹ ہی باقی رہ چکا۔  
 "اور! اس کے جڑے پر انہیں کے  
 سامنے رہ گئے۔  
 پھر وہ اجازت لے کر اس کے باڈی میں بیٹھ گئی  
 دھیرے دھیرے اجنبیت کا پھلہ چاکر بننے لگا۔  
 وہ ایک شہر کی تھی۔ وہ کسی شہر کا تھا۔ وہ  
 لی، ایس کی تھی اور یہ لی کام۔ ہمارا کوٹش کی طرف سے  
 تھی لیکن ایسا مٹا کر نہیں چکا۔ جسے کچھ بھیجی  
 کچھ کے پاس سفادھی چھٹیاں تھیں اور کچھ کچھ  
 کی قابلیت سے بڑھ کر دگر دگر تھے۔  
 پھر۔۔۔  
 انٹرویو شروع ہوا۔  
 انٹرویو ختم ہوا۔  
 بننے والوں کی قدر ہو گئی۔ مختصر یہ کہ  
 کئے، کچھ دکان میں کی خوشی سے کچھ دکان  
 کف سے دکان دکان، فراموشی کر کے کچھ دکان



انسان کے خلق پاک خلق تھے  
وہاں تک کہ وہاں کو جیسا  
کوئی دل بھی کھو کر کہ نہ پایا  
فائدہ ہستی تک پر

خداوند دست اب برہم نہیں ہے  
بے مشغور رہا وہاں تک کہ  
حق دانستہ ان کے کسیر  
فراتر بارادہ انھوں ہی اکثر  
نہ کرانہ وہاں تک کہ  
کہاں تھیں کہاں ان کے  
خضر محمد مقرر ہو

اسی اک مندر ہے بنیاد عالم  
یہ اسوں کی صحبت سے ہوں فقیں  
زمانہ درپے آزار ہے کیوں  
ترے راہ دانا پر مرتے ملا  
کوئی کسی سے بے جا کون بری  
مجھے اے خضر اس نص سے مطلب  
کلاش حیدر دانستہ

پاک ہے اگلی میری تم نہیں ہے  
تم ہے وہ تائی گے کھے پھر  
جن کے آگے تم ہی تھو دایاں  
شب فرقت تارہیں تھو  
نہاں یادیں جب دل نہ تھو  
بڑھ جاتی ہے تاریکی کا دشمن  
کوڑا تھی۔ پھر

عاجز ہی کا وہ عالم نہیں ہے  
تو وہاں سے ہے کہ کو قسقی  
روہ منت باغ کسکدگی تھی  
نہ کھلے آواز منزل کی  
اے تم ہے اثر پر نہ سمجھو  
یہ ہے صبح کی کوڑا طاقت

جست خورشید آدم نہیں ہے  
بے شک ہی کوئی شبنم نہیں ہے  
بہیں مقصود اس کا تم نہیں ہے

یہ خوش چل چھوڑ کوئی تم نہیں ہے  
چمن کی آغھ پھر بھی تم نہیں ہے  
وہ سرکے کون سا و تم نہیں ہے  
جست شبنم ہے شبنم نہیں ہے  
دنیا جیسے نام نہیں ہے  
جو کجک ملے وہ پرچم نہیں ہے

کہاں شادی کہاں نام نہیں ہے  
مجھے گفت کا اپنی تم نہیں ہے  
کھو دوست تو برہم نہیں ہے  
زمانے میں کسی سے کم نہیں ہے  
صدقات آفری عالم نہیں ہے  
جہاں کوئی مرا حرم نہیں ہے

مگر تو نہیں کہ تم نہیں ہے  
مجھے ملے کا کوئی تم نہیں ہے  
خدا کے آگے سرگئی تم نہیں ہے  
تو آنے سے کوئی کم نہیں ہے  
اب ایسا کوئی ہی عالم نہیں ہے  
پہاڑا ماضی دسم نہیں ہے

تھی ان کا اور نہ کم نہیں ہے  
تم وہاں کا کوئی قسم نہیں ہے  
نفس وہ آواز کل برہم نہیں ہے  
امادہ دل کا جب حکم نہیں ہے  
وہ آئینہ کوئی شبنم نہیں ہے  
مگر نظروں کا وہ عالم نہیں ہے

اکثر قسین برہم ہے۔

مجھ ہے ناکی کام نہیں ہے  
قیامت ہے تم کوئی اسیری  
ناجی مستجو میرا سلامت  
پسینہ آگیا خوب خزاں سے  
جو بھوہرہ خوب دل سے خالی  
باغیچہ سکون نام ہے دل کا  
قفس اچھلے قسین آشیان سے  
نقہ خاں طاق خود رکاوں

یہاں کوثر دہاں نذر نہیں ہے  
ملاو، دل ہے جام جم نہیں ہے  
اشادو تم جاب رن اشادہ  
رے غم کا آئے غم ہر کجیوں پر  
کالی کاربر نام کناں ہوں  
جو غلاموں کے طاق سر آزادے  
ٹٹی باو جود پور

کوئی مونس کوئی برہم نہیں ہے  
جست اک جہاں جستجو ہے  
تا دہانہ سب کہتے ہی مجھ کو  
جو پچھتے ہی منت آزمانے  
تا اسے مطرو کہ اور تھے  
گل چوڑا ہے پھول کی کئی پر  
دل پہلی جیتی

غم ہی ہم نشین کہ کم نہیں ہے  
پھر یہ کس کسہر نام برداں  
اگلا ہے اختیار جیب و دلاں  
تھا نام تو ہے مونس شبنم  
دے آگے بنا اے صبح آرا  
دکھو دے کرے کیا راہ افقت  
محمد صفر علی

جہاں کا کوئی کہ قسم نہیں ہے

عاجز دہو دل کہ کم نہیں ہے  
نشین ہی قفس سے کم نہیں ہے  
مجھ کا یوں کا غم نہیں ہے  
محوں کے رنچ پہ شبنم نہیں ہے  
وہ سحر صحبت سے کم نہیں ہے  
خوشی و غم منہ نام نہیں ہے  
یہاں رہتا تھاں کام نہیں ہے

زین ہی آسمان سے کم نہیں ہے  
مگر وہ جام جم سے کم نہیں ہے  
یہاں کوئی بھی نام نہیں ہے  
اچھا وہ آستانہ غم نہیں ہے  
شاپ رفتہ کا نام نہیں ہے  
کسی ہی کیا اب آقا نام نہیں ہے

یہاں غم ہی شریک غم نہیں ہے  
جست خورشید آدم نہیں ہے  
تا احسان محمد پر کم نہیں ہے  
تا ہے آقا وہ برہم نہیں ہے  
اچھی تو دیکھ کا نام نہیں ہے  
آئینہ ہی مریخ نہیں ہے

کریم کو آقا کوئی غم نہیں ہے  
کھو و طاعت کا برہم نہیں ہے  
اچھی جوشی جن حکم نہیں ہے  
یہاں کیوں کہ کوئی کم نہیں ہے  
سرشتیں کس کا غم نہیں ہے  
کو جس کا حزم مستحکم نہیں ہے

کہ وہی ہی حکم نہیں ہے

الوداع

موظفان کا ایک شاہکار

۱۔ اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ  
 میری زندگی میں سے میری ساری برائیوں کو  
 مٹا دے اور میری ساری برائیوں کو  
 میری ساری برائیوں سے پاک کر دے  
 ۲۔ اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ  
 میری زندگی میں سے میری ساری برائیوں کو  
 مٹا دے اور میری ساری برائیوں کو  
 میری ساری برائیوں سے پاک کر دے  
 ۳۔ اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ  
 میری زندگی میں سے میری ساری برائیوں کو  
 مٹا دے اور میری ساری برائیوں کو  
 میری ساری برائیوں سے پاک کر دے

[illegible]

~~CONFIDENTIAL~~

[illegible]

၂၀၁၆ ခုနှစ် ဇူလိုင်လ ၁ ရက်နေ့

اور جب میں نے اس

محمد شاکر کاکڑ

یہی اچھے چھپنے سے بچنا زیادہ شہادت سے محبت کرنے کا  
 وہ انداز ہے جو اللہ اور ان کے اے کو دیکھ کر بھی ہمارے  
 جہاں کو محبت اپنے جسم کی ہر مشق تفصیل اور ان کے  
 اطوار کے لحاظ سے نئے پانڈیہ ہمارا دوسرے قدر کی  
 جو کہتے ہیں۔

[illegible]

کرتا مانت کرے کیا ایک سادہ خوش حال مسکرتا ہوں  
نہیں ہرگز نہیں ہوں میں نے نہیں جانا ہے اہم  
تسارے لکھی ہیں اس بات کی شاید یہ کہ تم بھی مجھ سے  
مجھ جگرتی ہو میں وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا۔۔۔۔۔  
"وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا میں نے کچھ نہیں کہہ سکتا  
اس کا تعلق نہ ہونے سے قبل ہی چاہا ہوا۔

"اور میں تجھ سے بہت دور ہوں کہ میں آپ کو پہنچے  
وہ صدمہ قائم ہوں۔"

"کاش! یہ کچھ ہوتا۔" "وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا  
سائنس پیر کے کہنا

"وہ تو تم خواہ گواہ وہم میں جتنا ہو۔"

"وہم" "وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

آپ یہ بتائیے کہ حالات کب بدلتے ہیں؟"

"کس سے؟" "اس نے کہا تھا اور پھر کہہ

جواب نہ دیا کہ وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

"آپ میں کہاں آپ کو جگرتے ہیں؟" "وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا  
دو طرفہ کیجئے۔"

اب وہم اپنے قبضہ پر قابض نہ ہو سکا۔ انا کہہ

۱۹۵۵ء، صدمہ، وقایت۔ ۱۱۱۔"

وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

"خدا کی قسم وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

مجھ کو کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

لے گی۔"

"اور تمہارا بھی قصور نہیں ہے، خدا نے وہم میں

میں بھی کچھ خاصیت دی ہے کہ کہیں وہم کی طرح ہر تار

پہلی کا وہم میں چوسیں۔ اور پھر۔۔۔۔۔ اس نے لیا

وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

اور جب کہ وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

"جی ہاں، بات کو چھوڑ کر دیکھو کیا آپ اپنی

نئی حالت سے باز آجائیں گے؟"

"اور میں بھی جلد ہر جا رہوں اور تم ہو کہہ کر

منجھتی نہیں ہوں۔"

"تو اسے سننا، مجھ سے کہہ کر ہلکا ہونے لگا

"اس نے کہا۔" "اس نے کہا کہ کیا وہ اس سے

لڑا وہ نہ کہہ سکا۔"

"اور اس سے لڑنا تو صاف کر لینا کہہ کر

کیا وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

"اسی طرح خدا نے خدا کو خدا فرماتے۔"

اس نے بھی کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

اب وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

"اور وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

یہ بات تو صاف جاؤ، ایسا نہ ہو کہ میں پشیمان ہوں

ہوئے۔"

"وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

جائے وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

"یا خدا۔"

"اسی کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

سے لڑ کر کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

اور وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

"وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

"یہ توئی خبری ہے اے سے اس کا۔"

"وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

جہاں ہی ہو کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

مجھیں، اور کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

اور وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

(بقیہ صفحہ ۳۱ سہارا صفحہ ۳۰ سے آگے)

بجانب یہ رہا میں ہی تم ہو گیا، مجھے تہنید کہہ کر

طرف سے اذہدہ وہم نے اٹھیرا۔ آٹا کی یاد آ کر

مجھے شہادت سے تر پڑی۔ میرا جینا حرام کر دیا

پھر قصص بناؤ سن! میں ایسی حالت میں کیا کر رہا

کہن تھا جو کچھ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

اور وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

ہو گیا ہے اور وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

وہ کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

سہارا ہے۔ میری دنیا ہے ایسا کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

ایک جام صحت سے آتا ہے کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

یہ نیاز ہو جاتا ہوں اور سب کچھ بھول جاتا ہوں

سب کچھ۔ خود کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

اپنے آپ کو کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

بقیہ صفحہ ۳۱ سہارا صفحہ ۳۰ سے آگے)

کے صحت میں۔ میرا اور ہر اہل صحت وہی تھا کہہ کر

ہو کر کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کہہ کر ہلکا ہونے لگا وہم میں ہی ہے۔ اب

کون مانتا کرتا کہ ایک سادہ لوحی شخص کا سہارا ہو  
نہیں ہوگا جس سے وہ اس کی نصیحتوں سے بہرہ مند ہو  
تو اس شخص کی اس بات کی شہادت کہ تم بھی مجھ سے  
مجھ جیسا کرتے ہو۔ میں وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔۔۔۔۔۔  
"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔۔۔۔۔۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔  
اس کا مقصد یہ ہے کہ اس سے قبل ہی اس کا ہونا

"اور میں تجھ سے بہتر ہوں گا" اس کا ہونا  
وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"کاش! یہ سچ ہو۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔  
سائنس میں کہہ کر

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔  
نئی حالت سے باز آجائیں گے۔"

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔  
مستحق نہیں ہوں۔"

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

"وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔" وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

(بقیہ صفحہ ۳۱ پر)

بجانب یہ رہا کہ میں تم کو بھی۔ مجھے تمہارا کہہ کر

طرف سے اذہدہ وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

مجھے شہادت سے تر پڑی۔ میرا جیسا حرام کہہ کر

پھر نصیحت بناؤ۔ میں ایسی حالت میں کیا کر رہا۔

کون تھا جو مجھے نصیحت دیتا۔ مجھے جس کی نصیحت کر رہا۔

اور وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

کون۔ سوئے اس شہادت سے جو میری زندگی میں شریک

ہو گیا ہے اور وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

وہ کہہ کر ہلکا ہوا۔

بجانب یہ رہا۔ میری دنیا ہے میرا سب کچھ ہے۔

ایک جام صحت سے اتار دے کہ بعد ماضی کی زندگی سے

بے نیاز ہو جاتا ہوں اور سب کچھ بھول جاتا ہوں

سب کچھ۔ خود کو بھی۔ اپنے آپ کو بھی۔

بقیہ صفحہ ۳۱ پر

کے صفحہ ۳۱ پر

بجانب یہ رہا۔ میری دنیا ہے میرا سب کچھ ہے۔

ایک جام صحت سے اتار دے کہ بعد ماضی کی زندگی سے

بے نیاز ہو جاتا ہوں اور سب کچھ بھول جاتا ہوں

سب کچھ۔ خود کو بھی۔ اپنے آپ کو بھی۔

بجانب یہ رہا۔ میری دنیا ہے میرا سب کچھ ہے۔

ایک جام صحت سے اتار دے کہ بعد ماضی کی زندگی سے

بے نیاز ہو جاتا ہوں اور سب کچھ بھول جاتا ہوں

سب کچھ۔ خود کو بھی۔ اپنے آپ کو بھی۔

بجانب یہ رہا۔ میری دنیا ہے میرا سب کچھ ہے۔

ایک جام صحت سے اتار دے کہ بعد ماضی کی زندگی سے

بے نیاز ہو جاتا ہوں اور سب کچھ بھول جاتا ہوں

سب کچھ۔ خود کو بھی۔ اپنے آپ کو بھی۔

بجانب یہ رہا۔ میری دنیا ہے میرا سب کچھ ہے۔

ایک جام صحت سے اتار دے کہ بعد ماضی کی زندگی سے

بے نیاز ہو جاتا ہوں اور سب کچھ بھول جاتا ہوں

طرحی مشاعره  
نمبر ۵۹

معراج طریق  
چلے آؤ جہاں تک روشنی معلوم ہوتی ہے

مرتبہ  
مولانا ابراہیم حسن گنوی

فرزل کے ساتھ قولی انعامی مشاعرہ یا اس کے متبادل

ہمارے لئے محض ارسال فرمائیں۔

## ایک مسعود آبادی

یہاں تاں اس وقت کی کمی معلوم ہو جاتی ہے  
زبان و سخن کی یہ جلوہ گری معلوم ہو جاتی ہے  
زکوٰۃ کے اخراجات کی دلگیا معلوم ہو جاتی ہے  
ہمیں یہ بات سن کر کیا آشیانہ میرا جلاؤں  
نہ نقل سے اندہ کیا یہ کسی محراب جانیوں  
ہمیں ہر کوئی کچھ ہی حیات جہانوں کہنے  
گزارے ابھی تاں گنجینہ کی ایک دہان سے  
توہ نشتہ راغداد

ہیست دشمنوں کو زندگی سلام ہوتی ہے  
 سب سے پہلے ہی مل کے جاننا سلام ہوتی ہے  
 کہ جو ملے ہے پہلو کی پہنچ سلام ہوتی ہے  
 اور ادا ہوئی کچھ خاک سی سلام ہوتی ہے  
 مجھے تو اب اسی میں بہتری سلام ہوتی ہے  
 اکی کو پہن میں اگر زندگی سلام ہوتی ہے  
 "چلے آؤ جہان کی روشنی سلام ہوتی ہے"

فریاد سے گہری دوستی سلام ہوتی ہے  
 بھائی کی کہیں جوں پر نازی سلام ہوتی ہے  
 جوانی سے نکل کر بڑی سلام ہوتی ہے  
 کچھ بچے اب اس سے روشنی سلام ہوتی ہے  
 مگر زندگی کو کچھ کچھ شادی سلام ہوتی ہے  
 حقیقت میں وہ شمس شادی سلام ہوتی ہے  
 مصیبت میں یہ دنیا (منجی سلام ہوتی ہے

بہت دلچسپ لکھی کہ دشمنی معلوم ہوئی ہے  
 مری صاحبہ یا لڑکا ستا اور جس دنیا  
 تالی اللہ میری دلائیے دل کی ۲۰ بانی  
 جہاں میں اب چرنے کو ہے زور پذیر شکر  
 بہت محنت میں کھنڈے کہ ہے یہ جات یہ ابھی  
 یہ کیا تسلیم ہے غانہ ہے اے ساقی اے غانہ  
 پریشاں ہے نکاح زندگی کچھ آج کل بھی  
 محمد عبدالغفور صدیقی مست - فغفور  
 شہاب ہر جی انسان کی مسلم ہوتی ہے  
 کبھی (طہارتم) پڑتا نہیں تاہم کھیلوں سے  
 بچا اور مشعل تہذیب فر۔ اور عمل مالو  
 جس کے رنگ بدلے بے خبر ہوتا ہے دیوتا  
 نیلے لہ کا لی ہو چلی کم پے پے آخر  
 نہ جانتی کسی پہلو تار آتا نہیں اس  
 کہ اضافہ سے دیکھی ہی ہیں رنگیناں اسکا  
 شہناز علی گوہر کوٹھی

مجتہدین اہل کلمہ زندگی معلوم ہوتی ہے  
یہ دنیا قبولت ہی اپنی معلوم ہوتی ہے  
جو ملک و حکومت میں، اسکی معلوم ہوتی ہے  
ایسے راہی، یہی اسکی معلوم ہوتی ہے  
محبت و شہادت اسکی معلوم ہوتی ہے  
جو عزت و شہرت اسکی معلوم ہوتی ہے  
خدا و دست پر کسی بڑی معلوم ہوتی ہے  
خدا پر کسی کلمہ اسکی معلوم ہوتی ہے  
موت و قبور اسکی معلوم ہوتی ہے  
یہیں اس کی زندگی معلوم ہوتی ہے  
یہ دنیا اپنی کو اپنی معلوم ہوتی ہے  
یہی پس چاند کی زندگی معلوم ہوتی ہے  
خدا و ہر اس کی معلوم ہوتی ہے  
خدا سے یہ جو اسکی معلوم ہوتی ہے

تسجدوں کے طے میں مفتوح مسلم ہوتا ہے  
سکون و آسائش پر زندگی مسلم ہوتا ہے  
معاذ اللہ اس پر بددعا تو جہم گل میں  
وہی ملے ہے باہم ربط و اتصاف و صف میں  
میرے امت کی کیا جیسے گئے باز و آگے  
وہاں کے ہر پروردگار کی کیا قیہ  
سیدہ آقا ہے جیہ وہ چہ  
انہی مانت ہیں کیا چاہا

جو میں پہلے ہی ہم زندگی مسلم ہوتی ہے  
 کجا دوست کچھ جی رہی مسلم ہوتی ہے  
 کی کچھ جی نہیں سیکھی مسلم ہوتی ہے  
 جو میں کوئی نہیں سادگی مسلم ہوتی ہے  
 بڑی سادگی راہ زندگی مسلم ہوتی ہے  
 بظاہر خوشی ہی خوشی مسلم ہوتی ہے  
 فی صورت تصور میں  
 فی مسلم ہوتی ہے

قبولت کے سوا اور کس قسم کے  
 پہن و نظری ماحول کا بھی بارہ پر  
 ستر سہن جفا برداشت کرنے میں کہہ جاتا  
 کہ وہ پر تارے جیسے خود بدل کر گئی دنیا  
 وہ نابینا بن گیا گو ہر سب کہتے ہیں  
 چٹکا ہے سوہر شرعے مافر قیامت کا  
 آیت ہدیٰ ہے کہ  
 نیکوئی کے لیے کہیں

مرتبہ فرم کر کے تازیانہ لکھ دیا ہے  
 مجھے تو یہ فریاد تھا کہ لکھ دیا ہے  
 محبت کا مجھے۔ ملک اسلام پر لکھا ہے  
 یہاں سے بیرون ہو کر اسلام لکھا ہے  
 کہ یہ اس وقت حضرت امیر کی لکھی ہے  
 ہر ایک صوفی اس وقت اس لکھی ہے  
 میرا کہ وہ آقا ہے میرا  
 ہر ایک لکھی ہے







ان سے بیان کر دیا گا۔ شاید کہ صحت نکل آئے !  
 "اچھا تو میں چنتا ہوں۔" وہ بھی نے ہنستے ہوئے کہا۔  
 "میں بھی ساتھ ہی چنتا ہوں۔" اُس نے اُٹھ کر  
 وہیں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جو دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا  
 "آپ کو کہاں چلے گئے؟" وہ وہیں نے پھر پوچھا  
 گویا کہ اُس کا بار بار اُسے ایسا غرضی سا مہر مہر ہوا۔  
 "مجھے یہی جاننا ہے کہ پرنسپل صاحب کے ہاں۔"  
 اُس نے کہا۔

دو دن دست تیار ہوئے اور پل نیچے، وہیں تو  
 نہ چلے کہاں چلا گیا۔ ہاں وہ میدان پرنسپل صاحب کے  
 دفتر پر گیا۔ وہاں سے میدان صاف کھینچ کر پھینچا۔  
 لیکن جب وہاں سے پھر سے برکتی تیرلی جلیں نہ تھیں  
 دیکھو ایسا لگتا ہے جیسی کہ وہ گھر واپس آکر کہاں پانی  
 پر دروازہ کھینچ کر شہید ہی آجائے، شاید یہی ہو ہی کہ  
 ہو جائے، وہ کہ نہیں عقلمند۔ لیکن یہ نہ آتی تھی نہ آتی۔  
 گھر صحت مزید کی آواز میں چھینے کی کوشش نہ کیا  
 تھا۔ ہاں وہیں پر سینہ دکھ کر نہیں رہا پھر نہ ڈال دی تھیں  
 کالے کالے ہاتھوں پر پکڑ کر ایک دھڑکنے والی جگہ  
 نہ دھڑکے کہ نہیں۔ دن بھر اُڑنے پھرنے والے پرندے  
 اپنے اپنے گھونسلوں کو دھڑک رہے تھے۔ اُن کی چھاپاٹ خفا  
 میں ایک پیغام چھوڑ دی تھی۔ سہرا اب یہی وہی طرح چپ  
 گیا تھا۔ لیکن وہ خفا اب بھی تھا۔ جیسے مشرق کے پہ چاند  
 کے بعد مشرق کا دل صبح کی قبل سے مندر رہتا ہے شیک  
 اسی طرح خفا اب بھی خند تھا۔ لیکن اس کے کہہ میں تادیکی  
 تھی۔ وہی دانی تادیکی دل دو داغ می تھی۔  
 کوئی نہ ہنسنے کی گت نہ آتی تھی اُس کے غمت کہہ میں  
 کیا کوئی شہد شہد کی ہوگی اس کے ہاں خفا نہ ملے گی  
 بھی کیا اس ہم کہہ میں کوئی خوشی لاجز اب بھی ہے گا؟

کب۔۔۔

وہ بالکل پراپر تھا۔

"اے! مجھے تو شہد کے پاس ہی جانا تھا۔"  
 یہ انہماک اس کے دل سے نکل کر وہاں سے نکلنے سے  
 سنا دینے وہ جلدی جلدی تھا۔ اناہ باہر چلا گیا۔ باہر  
 اندھیرا ہو رہا تھا۔ چاند بھی اُچھے تھے۔ آخر کی دوکان  
 بہت اُرد تھی۔ کیا وہ دوکان کے چند پر سے پیسے وہاں  
 پہنچ جائے گا۔ یہ وہ کھڑے سوچنے لگا۔  
 "نہیں، نہیں، دوکان تو بند ہو گئی ہوگی، بہت جگہ  
 سے کیا حاصل ہاں تو وہاں پر گئے لگاؤ کو آئے ہوتے، تیرے  
 آگے کی جگہ نہیں تو پھر نہ اسی جگہ کی کاپی ہے اور پھر اب  
 تو وقت نہ ہو کہ کپے۔" آخر کئی تو وہ جا چکا تھا کہ پھر  
 گھر پر کوئی ایسا کام ہی نہیں ہوتا کہ غرضت ہی نہ ہے۔  
 اور ہاں اگر آگے نہ گئے تو کیا حق نکل جائے گا یا کوئی کپڑا  
 کی بیٹی ہے کہ کچھ کہ جائے گی۔ یا کوئی لاکھ یا اسکول کی  
 ماضی ہے کہ جہانہ ہونے کا وہ ہے اور پھر ناشترنے  
 مجھے ہوا بھی تو نہیں!

وہ اُڑ گیا۔ وہاں پہنچے کوڑا۔ لیکن اس کے قدم  
 پھر اندھ کی طرف اُڑ گئے۔ وہ چنتا ہی۔ اپنی دھن میں  
 ست۔ قدم قدم لڑھکتے گئے۔ اندھ کی سمت، اسی کو  
 معلوم کیا نہ ہوا کہ کیا وہ دست ماست پر کھڑے ہے یا  
 جھٹک لیا ہے۔ کون سا کپڑا ہے کہ اس کا کھڑک کھڑا  
 ہے۔ اُسے کچھ نہ تھی۔ وہ کھڑا ہو کر پھر سوچنے لگا۔  
 "آخر کون ہے کہ کوئی ڈکڑے چکا ہی یا جو سکا ہے  
 کہ خدا اللہ ہی لیا جائے۔ اگر وہی لے گئے تو بہت نقص  
 ہو کر رہ جائے گی۔"

اس کی نظریں سامنے اُٹھیں۔ دوکان آگے تھی لیکن  
 نہ تھی کوئی آدمی جس جوتے پر بھی نظر نہ آتا تھا لیکن ایک  
 اُسے ڈکڑا لیا۔  
 "وہ لڑی چھ لے گیا؟" اُس نے یہ سہرے سے  
 دریافت کیا۔

"ہاں ہاں۔ وہ تو گئے۔ سو گئے جواب دیا۔"

"کاپ۔۔۔"

"بہار ہی میں اُن کے مکان پر جا رہا ہوں۔"  
 گھر پر ہی چلے گئے کی کوئی خبر نہ کی کام ہے۔  
 "ہاں، ہاں، خبر نہ کی کام تو سہرے ہی میں نہ  
 ایلین کی کاسٹیں یا اندھ پر ڈکڑے خفا ہو۔  
 "کہاں ہے یہی؟" وہی لڑی کا کھنکھانے۔  
 "پھر ساتھ چلے جو باہر، میں اُن سے مل سکے  
 اور بھائی سے۔۔۔ بہت طلب! مجھے یہ سنا  
 لیتے چلے۔" وہی گھر میں جا بیٹھا ہے۔

اُس نے سوچا۔ خدا کتنے رحم رکھتا ہے۔ دیکھو نہ  
 کام طور پر نہ دیتے چلے جاتے ہیں۔ وہی گھر پر لیا گیا  
 تو خدا بات تو کھنکھانے کو کہہ جائے گی۔ وہاں پر نہ چلنے  
 لگا کہاں سے آجائے ہیں۔ کم بہت بات نہ کرنے کی آواز  
 نہیں دیتے۔ یہی کیا منصوبے دل میں نہ کرنے باؤ۔  
 وہاں سب کے سب، بہت کے عمل کی طرح ڈے چلنے ہیں  
 کئی مضمون سوچ رہا تھا، ہاں سب ہوا ہو چلے ہیں۔  
 کیا سب بدل چکے؟ کتنے تین ہوتے ہیں۔ دیکھتے  
 دیکھتے طوق آگے بڑھ گئے ہے کہ سینہ میں جاؤ بیڑ۔  
 بس اسٹینڈ پر جاؤ تو بیڑ۔ ہاں وہی لڑی آگے سے  
 کہ صاحب تیرے پرانے بڑے کی طرف کوئی بھی نہ چلتا  
 تھا۔ اب ابھی دیکھو، کس پانڈی لکھے کو بیڑ نہیں  
 تھی۔ چوہا بانی جگہ پر بیڑ پر ڈکڑے چرائی کی آفات  
 نہیں۔ کہہ دیکھو، دوکان پر آگے بیڑ نہ لکھیں۔  
 اور پھر ناول کی دوکان پر۔۔۔ ناول پڑھنے کا اشتیاق  
 نہ جانے وہ نہ ہند نہیں اس قدر بڑھ رہا ہے؟ خبر نہیں  
 مجھے کہ اعتراض ہے۔ لیکن میرے ناول ہی کوئی طرف  
 اگر یہ صاحب میرا ایک ایک ناول خریدیں تو کیا ہی  
 اچھا ہو۔ کیا میرے ناولوں سے وہ سب کہہ نہیں ہوتا  
 ہو کر ایک اچھے ناول میں ہر پہاچا ہے؟ آخر کون کہتا  
 ان ناچے حوام کو۔۔۔

"اے! کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہو سکتا کہ کاپی  
 کر کے بھجوا دیا جائے کہ خد کے واسطے پڑی ایک ناول

ہاتھ صدیقی ایڈٹ

محمد عبدالقیوم صدیقی مست نعت پوری

## غزل

دہم آہ و فغاں سے بہت دور ہے  
اس قدر تیرا میاں، معذور ہے  
رد و ادا سے دنیا کا دستور ہے  
ایک منوم ہے، ایک مسرور ہے  
یہ شل ساری دنیا میں مشہور ہے  
آدمی اپنی فطرت سے مجبور ہے  
عشق کی جاں فشانی نہ کام آسکی  
حسن کی بدگمانی بدستور ہے  
روکن کہوں ہے عشق بتاں سے میں  
جب کہ واعظ کو بھی خواہش حد ہے  
کچھ سمجھ میں نہ آیا نظامِ جہاں  
کوئی مختار ہے، کوئی مجبور ہے  
کوئی عیسیٰ نفس ہو تو سپریم کو کیا  
آج تک دردِ دل حسب دستور ہے  
ایک جانب حیا، ایک جانب ادب  
کوئی محبوب ہے، کوئی مجبور ہے  
کوئی واقف نہیں کیا بتائے کوئی  
مست کیا دستِ قدمت کو مشہور ہے

شغلِ مے نوشی ہے کارِ امتحاں میرے لئے  
اس قدر لطف و کرم ہے باغیاں میرے لئے  
زہرِ بجاتی میں اکثر عالمِ بے کفایت میں  
وہل چکا ہے برفِ جیسے بھڑکتی آگ میں  
ہے خیالِ دوست اس صورت کے وہن و کھرمیں  
زندگی کو آپ کہیں دیتے ہیں پیہم نشاط  
منزلیں خود پیشانی کے لئے آجائیں گی  
ختمِ کائنات کے یہی کیوں نہ ہوا اپنی نماز  
دینے آیا ہے افاں پیرِ مغل میرے لئے

## غزلیات

ایچ جعفری

عروض پر ہی نہیں منحصر مذاقِ سخن  
دیکھا خاکِ سرود، دہی مزاج کہن  
پرست و دشمنِ سما ہیں، یہ شہرِ گیس چتون  
سنبھل کے دیکھئے نیرنگیِ پیہر چمن  
ترے خیال کی نیرنگیوں میں گم ہو کر  
تغیراتِ جہاں میں نہ پھر کوئی کردٹ  
جگر کے خون سے ہوتی ہے شاعری ایسی  
بدل کے دیکھ لیا میں نے زندگی کا چین  
جیسا بھی توبہ شکن ہے ادا بھی توبہ شکن  
اچھ نہ جائے کہیں خاکِ شوق میں دامن  
بہل چکا ہوں میں اکثر نظامِ رنج و مح  
نصیب لے کر چلا ہے نفس سے سوئے چمن

بھادے بزمِ غمِ فرد کا چہرہ ارغِ ناکامی  
جگر کے داغ سے کر ظلمتِ جنوں روشن